بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ المستدرج اہل الکفر والنفاق ببالغ حکمتہ والمستاصل شافۃ ارباب الفسق والشقاق بنافذ مشیتہ والصلوۃ علی محمد المبعوث الی کافۃ الانام لتبلیغ شرائع الاسلام وعلی افاضل الہ الناسجین علی منوالہ وعلی اماثل اصحابہ المجتہدین علی ہدیہ ومثالہ ما ترنم الشادی وباکر الریاض صوب الرائح والغادی۔

اما بعد اگرچہ اس کتاب کا جو جامع حامدی کی جلد اول کے حصہ چہارم کا مقصد تیسرا اور موسوم بہ **خصائص معاویہ** ہے ترتیب کے اعتبار سے ابواب سابقہ کے بعد طبع ہونا مناسب تہا لیکن حضرات بابرکات کے مزید اصرار کی بنا پر اسکا ابتدا طبع کرنا قرین مصلحت سمجہا گیا۔ انشاء اللہ تعالے اسکے بعد باقی ابواب کی طبع مین ترتیب کا لحاظ رکہا جائیگا۔ اس کتاب مین معاویہ بن ابی سفیان کے مفصل حالات اور مکمل سوانح عمری اور اُن کے خاندان کی ضروری خصوصیات تحریر کی گئی ہین اس کتاب کے جملہ مطالب کا ماخذ اگرچہ علماء اعلام کی کتب معتبرہ[1] ہین لیکن مزید برآن اُسمین جناب سید محمد بن عقیل صاحب دام شرفہم العالی کی مشہور کتاب نصائح کافیہ لمن یتولی معاویہ کا جو اہل سنت وجماعت کے عالم معتبر اور حد درجہ کے متتبع اور وسیع النظر

---

[1] جیسے تاریخ کامل ابن اثیر۔ تاریخ طبری۔ تاریخ ابن خلدون۔ تاریخ اعثم کوفی۔ تاریخ ابو الفدا۔ تاریخ الخلفا صحیح مسلم۔ ترمذی۔ خصائص نسائی۔ صحیح بخاری۔ تاریخ ابن وردی۔ مجمع البحرین۔ حبیب السیر۔ روضۃ الصفا۔ روضۃ الاحباب۔ شرح نہج البلاغۃ ابن ابی الحدید۔ کنز العمال۔ روضۃ المناظر۔ شفاء السقام۔ عقد فرید۔ استیعاب۔ خصائص کبریٰ۔ فتاوائے عزیزی۔ منہاج السنۃ۔ [illegible] ربیع الابرار۔ کامل السفینہ۔ تفریح الاحباب وغیرہ ۱۲-

بجند گوار ہین اور جسکے مضامین ثقات علماء و محدثین کی کتب معتبرہ [illegible] بحوالہ مندرجہ ہوئے ہین پورا ترجمہ کیا گیا ہے۔ حق تعالے اپنے فضل و کرم سے [illegible] اُسکے مطالب عالیہ سے مستفید ہونیکی توفیق کرامت فرمائے۔

معاویہ کا نسب

معاویہ کا نسب امیّہ ابن عبد الشمس کی طرف منتہی ہوتا ہے اسلیے کہ معاویہ کے بزرگوار ابو سفیان اور اُنکے دادا حرب اور پردادا امیہ ابن عبد الشمس ہین۔ بعض لوگون کا خیال ہے کہ امیّہ دراصل غلام رومی تھے جنکو عبد الشمس نے اپنا متبنّٰی (بیٹا) کرلیا تھا اور اسی وجہ سے وہ ابن عبد الشمس کہے جاتے تھے اور درحقیقت وہ اُن کے بیٹے نہ تھے جس طرح کہ حضرت رسول خدا نے زید بن حارثہ کو اپنا متبنّٰی کرلیا تھا اور وہ زید بن محمد کہلاتے تھے چنانچہ علامہ طریحی نے بھی مجمع البحرین مین اس مطلب کو باین عبارت تحریر فرمایا ہے کہ

وفی نقل أخوان بنی امیة لیسوا من قریش بل کان عبد شمس بن عبد مناف عبد (رومی) یق له امیة فینسب الی عبد شمس فقیل امیة بن عبد شمس فنسبوا بنی امیة الی قریش لذلک واصلهم من الروم و کان ذلک عند العرب جائزا ان یلحق بالنسب مثل ذلک وقد فعل رسول الله ص زید بن حارثة الکلبی مثل ذلک تبنّاه بعد اسره ونسبه الیه حین تبرّا ابوه منه فقال یا معشر قریش العرب زید ابنی فدعی زید بن محمد

دوسری نقل کے موافق بنی امیّہ قریشی نہیین ہین بلکہ عبد الشمس کے ایک غلام رومی کا نام امیّہ تھا جو عبد شمس کی طرف منسوب تھا اور امیّہ بن عبد شمس کہلاتا تھا اسی سبب بنی امیّہ کو اسی وجہ سے قریشی کہتے ہین اور دراصل وہ رومی ہین اور عرب کے نزدیک ایسی صورت مین نسب سے ملحق کر دینا جائز تھا اور حضرت نے زید بن حارثہ کلبی کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا تھا آپ نے زید کو اُن کے اسیر ہوجانے کے بعد اپنا متبنّٰی اور اپنی طرف منسوب کرلیا تھا اور ارشاد فرمایا تھا کہ اے گروہ قریش و عرب زید میرا فرزند ہے [illegible] اسکا باپ ہون پس لوگ اسکو زید بن محمد کہکر پکارنے لگے تھے

باتوں کی بنا پر بنی امیہ کا عموماً اور معاویہ کا خصوصاً قریشی کہنا حسان بن ثابت کے اس شعر مشہور کا مصداق ہوگا۔ ؎

فاشهد ان الك من قريش ¦ كال السقب من ولد النعام

اب اگر امیہ کا قریشی اور عبد الشمس کا فرزند حقیقی ہونا بھی تسلیم کر لیا جائے تب بھی معاویہ کا قریشی اور صحیح النسب ہونا خالی از اشکال نہ ہوگا اس کلام کی فی الجملہ شرح یہ ہے کہ علامہ سبط ابن جوزی نے حضرت امام حسن علیہ السلام سے ایک ایسا کلام نقل کیا ہے جو نسب معاویہ کے مشتبہ ہونے پر دلالت کرتا ہے اگرچہ اسمیں کسی خاص مطلب کی تفصیل نہیں ہے اور وہ کلام یہ ہے۔

وقد علم المسلمون الفراش الذي ولد عليه ¦ مسلمانوں کو وہ فراش معلوم ہو چکا ہے جس پر تم پیدا ہوئے

حضرت امام حسنؑ کے اس کلام منقول میں معاویہ کے طاہر الولادت نہ ہونے کی طرف محض اشارہ ہوا ہے لیکن علامہ زمخشری نے ربیع الابرار میں بتصریح لکھا ہے کہ

كان معاوية يعزى الى اربعة الى مسافر بن ابي عمرو والى عمارة بن الوليد بن مغيرة والى العباس بن عبد المطلب والى الصباح ¦ معاویہ چار شخصوں کی طرف منسوب تھے مسافر بن ابی عمر۔ عمارہ بن ولید بن مغیرہ۔ عباس بن عبد المطلب اور صباح۔

بہرحال اگرچہ حضرت ہاشم اور عبد الشمس دونوں حقیقی بھائی تھے مگر خاندان بنی ہاشم اور بنی امیہ میں ہمیشہ سے بغض و عداوت اور فتنہ و فساد کا بازار گرم رہا جیسا کہ اصحاب احادیث و اخبار اور ارباب تواریخ و آثار کی تصریحات پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔

بظاہر اس پرخاش کی حضرت ہاشم اور امیہ کے زمانہ سے ابتدا ہوئی اور انکی اولاد میں نسلاً بعد نسلٍ اسکی بنیاد کو استحکام ہوتا گیا بعض مورخین کے بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ جب حضرت عبد مناف نے انتقال کیا اور انکی ریاست نے حضرت ہاشم کی طرف عود کیا تو امیہ کو ان سے رشک و حسد پیدا ہوا تا اینکہ حضرت ہاشم نے اسکو مکہ معظمہ سے نکلوا دیا

چنانچہ ابن اثیر نے کامل مین تحریر کیا ہے

ان عبد الشمس وهاشما توامان و ان احدهما قبل الاخر واصبع له ملتصقة بجبهة صاحبه فنحيت فسال الدم وولي هاشم بعد ابيه عبد مناف ما كان اليه من السقاية والرفادة فحسده امية بن عبد شمس على رياسته (الى ان قال) فكانت هذه اول عداوة وقعت بين هاشم وامية

عبد مناف کے دو بیٹے حضرت ہاشم و عبد شمس توام تھے اور انمین سے ایک کی ولادت دوسرے کے قبل واقع ہوئی اور ایک کی انگلی دوسرے کے پیشانی سے چسپان تھی پس وہ جدا کی گئی تو خون جاری ہوا لوگ کہنے لگے کہ ان کے آپسمین خونریزی ہوا کریگی جب حضرت ہاشم اپنے پدر بزرگوار حضرت عبد مناف کے بعد انکی ریاست (سقایہ و رفادہ) کے متعلق ہوئے تو امیہ بن عبد الشمس اُن سے رشک کرنے لگے پس یہ پہلی وہ عداوت ہے جو حضرت ہاشم و امیہ کے درمیان واقع ہوئی۔

اور اسی مضمون کو ملا حسین کاشفی نے بھی کسی قدر تغیر کے ساتھ اپنی کتاب روضۃ الشہدا مین وارد کیا ہے اور اُسمین دونون صاحبزادونکی پیشانیون کا باہم چسپان ہونا تحریر کیا ہے۔ اس مقام پر اُنکی عین عبارت کا نقل کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے اس لیے کہ وہ بعض دیگر فوائد پر بھی مشتمل ہے اور وہ یہ ہے۔

عبد مناف چہار پسر داشت دو پسر او ہاشم و عبد الشمس توامان بودند یعنی ہر دو بیک شکم متولد شدند و پیشانی بہم چسپیدہ بود و ہر چند سعی میکردند از ہم جدا نمی شدند تا آخر الامر بشمشیر رہ بہائے ایشان را یکدیگر جدا کردند این سخن بشخصی از عقلاء عرب رسید گفت کہ بایستی کہ بچیزے دیگر جدا کردی چہ بدین سبب ہمیشہ میان اولاد ایشان عداوت خواہد بود و شمشیر مخالفت ایشان با یکدیگر در نیام آرام نخواہد یافت و فی نفس الامر این معنی بتحقیق پذیرفت و آنچہ میان ہاشم و امیہ کہ پسر عبد الشمس بود در باب رفادہ واقع شد

و ہاشم بود اینہمہ نتیجہ خراج فرمودہ وانچہ میان عبدالمطلب وحرب از مشاجرات پدید آمد وانچہ
میان ابوسفیان و حضرت رسالت از محاربات وقوع یافت وانچہ میان معاویہ و مرتضے
بظہور رسید وانچہ یزید درباره امام حسین کرد ہمہ نتیجہ آن عداوت قدیمی اصلی بود -

تتمیہ جملہ مورخین وارباب نسب کا اس امر پر اتفاق ہے کہ حضرت عبد مناف کے
چار صاحبزادے تھے حضرت ہاشم مطلب عبد شمس اور نوفل اور یہ کہ ان چاروں
بزرگواروں کا طبقہ ایک تھا اور امیہ کا اگر قریشی ہونا تسلیم کر لیا جائے تو اس میں شبہہ
نہیں ہوسکتا کہ اس کا طبقہ متاخر ہوگا اسلیے کہ اس بنا پر ان چاروں بزرگواروں میں سے
عبد شمس اسکے حقیقی باپ اور باقی تینوں بزرگوار اسکے حقیقی چچا اور حضرت عبد مناف
اسکے حقیقی دادا ہوں گے اور امیہ کا حضرت ہاشم کے ساتھ توام ہونا اس کے
قریشی ہونے کی تقدیر پر بھی غیر معقول ہوگا مگر با این ہمہ بعض حضرات کی تحریر سے ثابت
ہوتا ہے کہ حضرت ہاشم اور امیہ توام پیدا ہوئے تھے اور ایک کی پشت دوسرے کی
پشت کے ساتھ چسپاں تھی اور یہ کہ وہ تلوار سے علیحدہ کی گئیں اور یہی امر خاندان بنی ہاشم
اور خاندان بنی امیہ میں عداوت کا سبب قرار پایا انکی عین عبارت یہ ہے

ولد لعبد مناف ولدان هاشم وامية ملتزقا ظهر كل واحد منهما بظهر الاخر ففرق بينهما بالسيف فلم يرتفع السيف من بينهما وبين ولدهما حتى وقع بين حرب بن امية وعبد المطلب بن هاشم وبين ابي سفيان بن حرب وابي طالب وبين معوية بن ابي سفيان وعلي بن ابي طالب وبين يزيد بن معوية والحسين بن علي انتهى بلفظه

عبد مناف کے دو بیٹے ہاشم و امیہ اسطرح پیدا ہوئے کہ ہر ایک کی پشت دوسرے کی پشت سے چسپیدہ تھی ان دونوں میں تلوار سے تفریق کی گئی پس ان دونوں اور انکی اولاد میں سے تلوار نہ اٹھی تا آنکہ حرب بن امیہ اور عبد المطلب بن ہاشم کے درمیان اور ابوسفیان بن حرب اور ابوطالب کے درمیان اور معویہ بن ابی سفیان اور علی بن ابی طالب کے درمیان اور یزید بن معاویہ اور حسین بن علی کے درمیان واقع ہوئی۔

اور اس تحریر کی غرابت کا اندازہ نہیں ہو سکتا اگر اس تحریر کے بنا پر حضرت ہاشم کے ساتھ توام ہونا فرض کر لیا جائے تو چچا اور بھتیجے کا بھائی ہونا لازم آئیگا اور نہیں معلوم کہ عبد الشمس کے لیے کونسا طبقہ اور امیہ کے ساتھ کونسا رشتہ قرار پائیگا۔ پھر یہ امر بھی غور کرنے کے قابل ہے کہ ابوسفیان او حضرت ابوطالب مین کونسی جنگ ہوئی پھر اس عبارت سے مفہوم ہوتا ہے کہ حضرت رسولؐ خدا اور ابوسفیان مین کوئی منازعت ہی نہیں ہوئی واللہ اعلم۔ حضرت ہاشم اور عبد الشمس کے طبقہ کا متحد ہونا عبد الباقی موصلی کے اس شعر سے بھی معلوم ہوتا ہے جو اہل سنت و جماعت کے مشہور عالم ہین وہ کہتے ہین ؎

لا عبد شمس کم لیا ہاشما	تمہارے عبد الشمس حضرت ہاشم کی مثل نہین ہو سکتے
کلا و لا امیۃ مطلبا	اور نہ امیہ مطلب کی مثل ہو سکتے ہین۔

البتہ اس شعر سے امیہ و مطلب کے طبقہ کا متحد ہونا مفہوم ہوتا ہے حالانکہ وہ مطلب ہاشم و عبد الشمس کے بھائی اور امیہ کے چچا تھے لیکن اس شعر مین بظاہر مطلب سے عبد المطلب مراد لیے گئے ہین جس طرح کہ مطلبی کہتے ہین اور عبد المطلب کی نسل مراد لیتے ہین فافہم و تدبر

حضرتؐ کا بنی امیہ سے بیزار رہنا

بہر حال خاندان بنی ہاشم اور بنی امیہ مین جو عداوت اور مخالفت رہی وہ ناظرین کتب تواریخ و سیر پر مخفی نہیں ہے اُسی قدیم عداوت کا اثر تھا کہ حضرت رسولؐ خدا کو بنی امیہ طرح طرح کی اذیتین پہنچاتے تھے اور اسلام کے مٹانے اور نیست و نابود کرنے مین کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھتے تھے یہی وجہ تھی کہ حضرت رسولؐ خدا ان لوگون سے ہمیشہ بیزار رہے اور انکو نفرت کی نگاہ سے دیکھا کیے چنانچہ ملا علی متقی نے کنز العمال مین بحوالہ سے نقل کیا ہے کہ اُنہون نے عمران بن حصین سے کہا کہ

حدثنی عن ابغض الناس الی رسول اللہ من ثنہ حدثکم عنی حتی اموت قلت نعم قال بنو امیۃ وثقیف وبنو حنیفہ نعیم ابن حماد فی الفتن

مجھسے بیان کرو کہ حضرت رسولؐ خدا کن لوگون کو زائد دشمن رکھتے تھے انہون نے کہا کہ اگر تم اس مطلب کو میری زندگی مین ظاہر نہ کرو تو بیان کرون مین نے اقرار کیا تو کہنے لگے کہ وہ لوگ بنی امیہ ثقیف اور بنی حنیفہ ہین - انتہے مختصا

اور جامع الاصول مین مذکور ہے کہ -

مات رسول اللہ وھو یکرہ ثلثۃ احیاء ثقیفا وبنی حنیفہ وبنی امیۃ اخرجہ الترمذی

حضرت رسول خدا نے جس وقت تک انتقال فرمایا ہے اُسوقت تک آپ ثقیف - بنی حنیفہ اور بنی امیہ سے بیزار ہے - انتہے مختصا

اور دارقطنی نے حضرت رسولؐ خدا نے تین مرتبہ فرمایا ویل لبنی امیہ - اور علامہ جلال الدین سیوطی کی تفسیر در منثور مین مذکور ہے کہ -

اخرج ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم والطبرانی فی الاوسط وابن مردویہ والحاکم وصححہ من طرق عن علی بن ابیطالب فی قولہ تعالیٰ الم تر الی الذین بدلوا نعمۃ اللہ کفرا قال ھما الافجران من قریش بنو امیۃ وبنو المغیرۃ

ابن جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور حاکم نے تصحیح حدیث کے بعد جناب امیر المومنین علیہ السلام سے آیہ شریفہ الم تراہ کی تفسیر مین - روایت کیا ہے کہ جن لوگون نے دین خدا کو کفر کے ساتھ بدل ڈالا وہ فاجر ترین قریش بنی امیہ اور بنی مغیرہ ہین -

بنی امیہ کا شجرۂ ملعونہ ہونا

بلکہ قرآن مجید مین بنی امیہ کی شجرۂ ملعونہ کے ساتھ تعبیر کی گئی ہے اور اکابر علماء و محدثین اور اعاظم محدثین و مفسرین نے اسکی تصریح کی ہے بلکہ شجرۂ ملعونہ سے بنی امیہ کے مراد ہونے پر جملہ اہل اسلام کا اجماع ہے چنانچہ ابن ابی الحدید نے بحوالہ تاریخ طبری منقضی

عباسی سے ایک فرمان نقل کیا ہے جس کے بعض فقرات یہ ہین کہ

ثم انزل الله کتابا فیما انزله علی رسوله یذکر فیه شانهم وهو قوله الشجرة الملعونة فی القرآن ولا اختلاف بین احد انه تبارک وتعالے اراد به بنو امیة

خدا نے قرآن نازل کیا اسمین بنی امیہ کی حالت کا بھی تذکرہ فرمایا ہے اور وہ قول خدا الشجرۃ الملعونۃ آہ ہے اور اس امر مین کسی شخص نے اختلاف نہین کیا کہ شجرہ ملعونہ سے حق تعالے بنی امیہ مراد لیا ہے انتہے مختصراً محصلاً۔

اور اس پورے فرمان کا آیندہ کسی مناسب موقع پر تذکرہ ہوگا انشاء اللہ تعالے۔ الغرض اسی طرح تفسیر کبیر اور تفسیر نیشاپوری مین بھی شجرہ ملعونہ سے بنی امیہ کے مراد ہونیکی تصریح ہوئی ہے۔ اسی قدیم دشمنی کا جو خاندان بنی ہاشم و خاندان بنی امیہ مین بطور وراثت چلی آتی تھی یہ اثر تھا کہ ابو سفیان جو معاویہ کے پدر بزرگوار تھے وہ بھی ہمیشہ حضرت رسول خدا سے جو عداوت و پرخاش رکھتے تھے وہ ابو جہل کی دشمنی سے کسی طرح کم نہ تھی جبکہ حضرت ابوطالب علیہ السلام نے وفات پائی تو ان کے صاحبزادے جناب رسول خدا کے ہمراہ مدینہ منورہ مین ہجرت کر آئے تھے اسیطرح حضرت امیر حمزہ ان کے بعد حضرت عباس اور دیگر بنی ہاشم مکہ چھوڑ کر مدینہ چلے آئے تھے مکہ معظمہ مین تنہا بنی امیہ کی ریاست کا بازار گرم تھا اور ابو سفیان کفار مکہ کے سردار بنی جاتے تھے انہون نے جب دیکھا کہ مسلمان ہجرت کر کے مدینہ کو چلے جاتے ہین تو انکو خوف ہوا کہ کہین مسلمان زور پکڑ کر بدلہ نہ لین پس انہون نے حضرت رسول خدا کے قتل کر ڈالنے کی فکر کی اور دار الندوہ مین سرداران قریش کو جمع کر کے مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے کسی نے کہا کہ محمدؐ کو قید کر دو کسی نے کہا کہ جلا وطن کر دو ابو جہل نے یہ رائے دی کہ قریش کے پانچون قبیلون کا ایک ایک شخص انپر ضرب لگائے اور وہ قتل کر دیے جائین اس صورت مین انکا خون چند افراد مین منقسم ہو جائیگا اور بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کسی ایک شخص یا کسی ایک خاندان سے بدلہ

کمینے کے مجاز نہ ہوں گے اور سب سے بدلہ لینے کی جرأت نہ کر سکیں گے اس رائے کو
سب نے پسند کیا ابن خلدون اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ

لما علمت قریش ان رسول الله صلعم
قد صار له شیعة وانصار من غیرهم
وانه مجمع علی اللحاق بهم وان اصحابه
من المهاجرین سبقوه الیهم
تشاوروا ما تصنعون فی امره و
اجتمعت لذلك مشیختهم فی
دار الندوة عتبة وشیبة وابو سفیان
من بنی امیة وطعیمة بن عدی وجبیر
بن مطعم والحارث بن عامر من
بنی نوفل والنضر بن الحارث من
بنی عبد الدار وابوجهل من بنی
مخزوم ونبیه ومنبه ابنا الحجاج من
بنی سهم وامیة بن خلف من بنی
جمح ومعهم من لا یعد من قریش
فتشاوروا فی حبسه او اخراجه عنهم ثم
اتفقوا علی ان یتخیروا من کل قبیلة
منهم فتی شابا جلدا فیقتلونه جمیعا
فیتفرق دمه فی القبائل ولا یقدر بنو
عبد مناف علی حرب جمیعهم واستعدوا لذلك
[illegible]

جب قریش کو معلوم ہوا کہ رسول خدا کے لیے
یاور و انصار بہم پہنچ گئے ہیں اور وہ خود بھی ان سے
ملحق ہو جانے کا ارادہ رکھتے اور یہ کہ حضرت کے
اصحاب آپ سے پہلے اُن کے پاس چلے گئے ہیں
تو اُنہوں نے باہم مشورہ کیا کہ اب حضرت کے
امر میں کیا کرنا چاہیے اور اکابر قریش اس مطلب کے لیے
دار الندوہ میں مجتمع ہوئے اس کمیٹی میں قریش کی
پارٹیوں کے مختلف لوگ شریک تھے چنانچہ
بنی اُمیہ میں سے عتبہ۔ شیبہ اور ابو سفیان اور
بنی نوفل میں سے طعیمہ۔ جبیر بن مطعم اور حارث
بن عامر اور بنی عبد الدار میں سے نضر بن حارث اور بنی مخزوم میں سے
ابوجہل اور بنی سہم میں سے نبیہ اور منبہ اور بنی جمح میں سے امیہ بن
خلف شریک تھے اور ان کے ساتھ قریش کے اور بھی بہت سے
لوگ جن کا شمار نہیں ہو سکتا آگئے تھے پس ان لوگوں نے حضرت کے
قید یا جلاوطن کرنے کے متعلق باہم مشورہ کیا اور بالآخر وہ سب اس
امر پر متفق ہو گئے کہ ہر ایک قبیلہ میں سے ایک بہادر جوان منتخب کیا جائے
اور وہ سب کے سب حضرت کو قتل کر ڈالیں تاکہ آپ کا خون مختلف قبیلوں میں
متفرق ہو جائے اور بنی عبد مناف کی اولاد کو ان سب سے مقابلہ کرنے کی
قدرت نہ ہو اور وہ سب اس امر پر آمادہ ہو گئے کہ حضرت پر اسی
شب حملہ کیا جائے اور حضرت کو اس کی بذریعہ وحی اطلاع ہو گئی انتہی

ابوسفیان پدر معاویہ کو حضرت رسول خدا کے ساتھ جو عداوت تھی اُسکو اُنھون نے اُس وقت تک برابر جاری رکھا جبتک کہ حضرتؐ کا مکہ معظمہ مین قیام رہا سرداران قریش وہی تھے اور بالخصوص ابوسفیان حضرتؐ کو ہمیشہ آزار پہنچاتے رہے اُنھون نے جب دیکھا کہ مکہ معظمہ مین جاہل قریش کے اندر دین اسلام پھیلنے لگا اور وہان کے زن و مرد مسلمان ہونے لگے تو انھون نے مسلمانون کو مجبور کرنا اور اسلام سے برگشتہ کرنا شروع کر دیا اور دین اسلام پر استہزا کرنا گویا اُن کا شعار ہوگیا ابن ہشام اپنی سیرت مین لکھتے ہین کہ

ابوسفیان کا حضرتؐ سے کلام کرنا۔

اجتمع عتبہ بن ربیعہ و شیبہ بن ربیعہ و ابوسفیان بن حرب عند ظہر الکعبۃ ثم قال بعضہم لبعض ابعثوا الی محمد ان اشراف قومک اجتمعوا لک لیکلموک فاتہم فجاءہم رسول اللہ صلعم سریعا وھو یظن ان قد بدا لہم فیما کلمتہم فیہ فقالوا لہ واللہ ما نعلم رجلا من العرب ادخل علی قومہ ما ادخلت علی قومک لقد شتمت الاباء وعبت الدین وشتمت الالہۃ وفرقت الجماعۃ فان کنت تطلب

ایک دفعہ ابوسفیان۔ عتبہ اور دیگر قریش پشت خانہ کعبہ کے پاس آکر مجتمع ہوئے اور آپسمین کہنے لگے کہ کسی ترکیب سے محمدؐ کو بلاؤ اور اُن سے مباحثہ کرو تاکہ لوگون کی نظر مین تم معذور سمجھے جاؤ چنانچہ اُن لوگون نے حضرتؐ سے کہلا بھیجا کہ تمھاری قوم کے اشراف جمع ہوئے ہین تاکہ وہ تمسے بات چیت کرین حضرتؐ یہ خیال کرکے فوراً تشریف لے آئے کہ شاید ان لوگون پر میرے کہنے سُننے کا کچھ اثر ہوا ہو پس جب حضرتؐ تشریف لائے تو اُن لوگون نے کہنا شروع کیا کہ تمنے اپنی قوم پر جو بلا نازل کی ہے وہ آجتک کسی شخص نے اپنی قوم پر نازل نہین کی تمنے ہمارے آباء و اجداد کو بُرا کہا ہمارے دین کو عیب لگایا۔ ہمارے معبودون کو دشنام دی اور ہم سبکو سفیہ اور بیوقوف ٹھہرایا اور آپسمین تفرقہ اندازی کردی۔ پس اگر تم طالب مال ہو تو ہم تمھارے لیے اسقدر مال جمع کردین کہ تم ہم سب سے

ما لاجمعنا لك من اموالنا حتى
تكون اكثرنا مالا وان كنت تطلب
به الشرف فنحن نسودك علينا و
ان كان هذا الذي ياتيك رئيا
تراه قد غلب عليك بذلنا
اموالنا في طلب الطب لك فقال
لهم رسول الله صلعم ما بي ما
يقولون لكن الله بعثني اليكم
رسولا وانزل علي كتابا وامرني
ان اكون لكم بشيرا و نذيرا فان تقبلو
فهو حظكم في الدنيا والاخرة وان
تردوه علي اصبر لامر الله حتى يحكم
الله بيني وبينكم قالوا انه قد بلغنا
انك انما يعلمك هذا رجل باليمامة يقال
له الرحمن وانا والله لا نؤمن بالرحمن ابدا
وانا والله لا نتركك حتى نهلكك او تهلكنا
انتهى ملخصا مختصرا

زائد مالدار ہو جاؤ اور اگر تم کو ریاست مطلوب ہے تو
ہم تمکو اپنا رئیس بنا لیں اور اگر تمکو (معاذ اللہ)
کسی آسیب کی شکایت ہے تو تمہارا علاج کرائیں
یہ سنکر حضرتؐ نے جواب دیا کہ تم نے جو کچھ کہا اُس کی
آرزو نہیں ہے اور نہ مجھکو کسی قسم کی شکایت ہے
البتہ حق تعالے نے مجھکو تمہارے پاس تمہاری ہدایت
کے لیے مبعوث کیا ہے اور مجھپر کتاب نازل کی ہے
اور مجھکو حکم دیا ہے کہ تمکو ثواب خدا کی بشارت (خوشخبری)
دوں اور اُس کے عذاب سے ڈراؤں اگر تم اُس کو قبول
کرو گے تو دنیا و آخرت میں بہرہ مند ہو گے ورنہ میں
صبر کرونگا تا اینکہ حق تعالے ہمارے اور تمہارے
درمیان حکم کرے حضرتؐ کا یہ کلام سنکر کہنے لگے کہ
ہمکو تمہاری نسبت یہ خبر پہنچ چکی ہے کہ تمکو یمامہ کا
وہ شخص تعلیم دیا کرتا ہے جسکو لوگ رحمن کہتے ہیں
اور ہم بخدا رحمن پر کبھی ایمان نہ لائینگے اور ہم بخدا
تمکو اُس وقت تک نہ چھوڑینگے جب تک کہ ہم تمکو
ہلاک نہ کر دیں یا تم ہمکو ہلاک نہ کر دو انتہے ملخصاً مختصراً

ابوسفیان پدر معاویہ کو اگرچہ حضرتؐ کے رسول برحق اور اُن کے کتاب آسمانی ہونے کا
پورا یقین ہو گیا تھا لیکن وہ اپنی قدیم عداوت کی وجہ سے حق پوشی اور جحود و انکار کرتے
تھے بلکہ ابن ہشام کی سیرت میں مرقوم ہے کہ جب حضرتؐ اُن کے سامنے قرآن کی
کوئی سورت یا آیت پڑھتے تھے تو وہ حضرتؐ کا مضحکہ اڑاتے تھے اور کہتے تھے کہ

ہمارے دلوں پر تمہارے اسلام کی طرف سے پردے پڑے ہوے ہیں اسلیے ہم تمہاری
کسی بات کو سمجھ نہیں سکتے اور ہمارے کانوں میں اسقدر گرانی پیدا ہوگئی ہے کہ تمہاری
کوئی بات نہیں سن سکتے اور ہمارے تمہارے درمیان ایسا حجاب حائل ہوگیا ہے جسکی
وجہ سے تمہاری کوئی بات ہم تک نہیں پہنچ سکتی پس تم اپنا کام کرو اور ہم اپنا کام کرین
ہم تمہاری کسی بات کو نہیں سمجھتے -

بلکہ جبتک حضرت رسولؐ خدا نے قیام فرمایا اُسوقت تک ابوسفیان پدر معاویہ کو اپنی
بُت پرستی پر اصرار رہا جب وہ حضرت سے توحید کا ذکر سُنتے تھے تو ہتیلیان بجانے لگتے تھے
اور کہتے تھے کہ اے محمدؐ کیا ہم سب معبودون کو چھوڑ کر فقط ایک ہی خدا کی پرستش کرنے لگین
آپکی یہ بات بہت تعجب خیز ہے - سیرت ابن ہشام مین مرقوم ہے کہ جب ابوسفیان
اور دیگر کفار قریش نے حضرت ابوطالب کے بیمار ہونیکی خبر سُنی تو ان لوگون نے اُنکے
پاس جاکر فرمایش کی کہ آپ اپنے بھتیجے کو بلا بھیجیے اور ہمارے اور اُن کے درمیان اس
امر پر مصالحت کرا دیجیے کہ وہ ہمارے امور سے تعرض نہ کرین اور ہم اُنکی کسی بات مین
دخل نہ دین پس جناب ابوطالبؑ نے آنحضرت کو بلا بھیجا اور ابوسفیان وغیرہ کی فرمایش کو
وارد کیا - حضرت نے ان لوگون سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ مین فقط ایک کلمہ کا طالب
ہون جسکے بعد تم عرب کے سرزمین کے مالک ہوجاؤگے اور تمام اہل عجم تمہارے مطیع ہونگے
تم صرف لا الہ الا اللہ کہو اور بت پرستی کو چھوڑ دو راوی کہتا ہے کہ ان لوگون نے حضرت کی
یہ تقریر سُنکر ہتیلیان بجانی شروع کین اور کہنے لگے -

اتریدُ یا محمد ان یجعل الالھۃ الھاً واحداً ان امرک یعجب	آیا تم یہ چاہتے ہو کہ ہم سب معبودونکو چھوڑ کر ایک ہی معبود کو اختیار کرلین - تمہارا امر نہایت تعجب خیز ہے

ابوسفیان پدر معاویہ کو مسلمانون کے ساتھ جو دشمنی تھی اُسکی وجہ سے وہ اپنی بدنامی کا بھی
خیال نہ کرتے تھے - عرب کا قاعدہ تھا کہ وہ اپنے حلیفون اور ہم قسم لوگون کے ساتھ مکاری

اور غداری کو پسند نہ کرتے تھے مگر ابوسفیان کو اپنی عداوت کے جوش مین اسکی بھی پروا نہ تھی اونہون نے بنو جحش بن رئاب کے مکان کو جو بنی اُمیّہ کے حلیف تھے اور مکہ معظمہ سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ کو چلے گئے تھے عمرو بن علقمہ کے ہاتہ فروخت کرڈالا اور اپنی بدعہدی اور بدنامی کا بھی کچھ خیال نہ کیا۔ ابن ہشام لکھتے ہین کہ جب رسول خدا کو یہ امر معلوم ہوا تو آپنے عبداللہ بن جحش سے فرمایا کہ۔

الا ترضی یا عبد اللہ ان یعطیک اللہ بہا دارا خیرا منہا فی الجنہ قال بلی قال فذلک لک	اے عبداللہ آیا تم اس امر پر راضی نہین ہو کہ حق تعالے تمکو اس مکان کے عوض ایک ایسا مکان جنت مین عطا فرمائے جو اس سے بہتر ہو۔ اُس نے عرض کیا کہ مین راضی ہون۔ حضرت نے فرمایا پس حق تعالے تمکو تمہارے مکان کے عوض جنت مین مکان دیگا۔

ابوسفیان پدر معاویہ کو حضرت رسول خدا اور مسلمانون کے ساتہ جو دیرینہ عداوت تھی اُسکو اُنہون نے مکہ معظمہ ہی تک محدود نہین رکھا بلکہ اُس کے سلسلہ کو ہجرت مدینہ کے بعد تک جاری رکھا۔

جب حضرت رسول خدا مدینہ منورہ تشریف لیجا چکے ہین تو ابوسفیان نے وہان بھی حضرت کو چین سے بیٹھنے نہین دیا سنہ۲ھ مین جبکہ ابوسفیان شام سے قریش کا ایک قافلہ لیکر جسمین اُنکا بہت کچھ مال و اسباب تھا مدینہ کے قریب سے گذرے اور کسی نے اُن سے بیان کردیا کہ حضرت رسول خدا نے اپنے اصحاب کو تمہارے اور تمہارے قافلہ کے گرفتار کرنیکی غرض سے روانہ کیا ہے تو ابوسفیان نے ضمضم بن عمرو غفاری کو کفار قریش کے پاس بھیجا تاکہ وہ اُن لوگون سے بیان کردے کہ حضرت نے تمہارے قافلہ کو گرفتار کرنیکا ارادہ کیا ہے اور وہ مع اپنے اصحاب کے اُسکے قریب پہنچ چکے ہین ۔ تم لوگون سے جسقدر جلد ممکن ہو وہان پہنچو اور اپنے مال و اسباب کی حفاظت کرو چنانچہ ضمضم بن عمرو نے چیخنے کی آواز

سنتے ہی اشراف قریش نے آمادہ ہونا شروع کیا اور تقریبا ایک ہزار آدمی اگر بدر کے قریب جمع ہوے - اور جنگ بدر پیش آئی جسمین حنظلہ بن ابی سفیان مقتول اور عمرو بن ابی سفیان اسیر ہوا کفار قریش کو لڑائی پر آمادہ کرنے مین ہندہ زوجہ ابوسفیان نے بھی جو بڑی دل چلی اور تند مزاج تھین بہت بڑا حصہ لیا تہا انہون نے اپنے بھائی بھائی عتبہ و ولید اور اپنے چچا شیبہ اور اپنے کنبہ کے تمام جنگ آوردن کو بلا بلا کر کہا کہ ہتھیار باندہو اور میرے شوہر کو بچانے جاؤ۔

اسی لڑائی مین ابو خیثمہ نے ابوسفیان کی ہجو کی ہے اور اسکا مشرک ہونا بیان کیا ہے چنانچہ کہتا ہے۔

فابلغ ابا سفیان اما لقیتہ	لئن انت لم تخلص سجودا وتسلم
فابشر بخزی فی الحیوۃ معجل	وسربال قار خالدا فی جہنم

اور اسکا مفصل واقعہ کتب تاریخ و سیر مین مذکور ہے - من شاء الاطلاع علیہا فلیرجع الیہا

جنگ بدر کے بعد ابوسفیان نے قسم کھائی کہ مین اسوقت تک خوشبو کو نہ چھوؤن گا اور عورتون کے پاس نہ جاؤنگا جبتک کہ حضرت سے مقتولین بدر کا بدلہ نہ لے لون چنانچہ دو سو اپنے ہمراہ لیکے حضرت سے قتل و قتال کی غرض سے مدینہ کیطرف چلے اور اپنی آگے کچھ پیادون کو روانہ کر دیا اور مقام عریض پر پہنچے تو انصار کی بعض لوگون کو قتل کر ڈالا الفدا مین کو ہے کہ-

فوصلوا الی عریض وقتلوا رجالا من الانصار	جب اس امر کو حضرت صلعم نے سنا تو
فلما سمع النبی صلعم بذلک رکب فی	آپ اُنکی جستجو مین سوار ہوے اور
طلبہ فہرب ابوسفیان واصحابہ	ابوسفیان اور اُنکے ساتھی بھاگ گئے

جبکہ ابوسفیان اور اُنکے اصحاب نے خوف زدہ ہوکر فرار کیا ہے تو راستہ مین اپنی توشہ دان وس لیے گراتے جاتے تھے کہ بھاگنے مین آسانی ہو اور ان توشہ دانون) مین سویق (ستو) کی تھیلیان بہت تھین اسوجہ سے اس غزوہ کو غزوہ سویق بھی کہتے ہین-

ابوسفیان پدر معاویہ نے جنگ بدر کے بعد قسم کہائی تہی کہ وہ اُسوقت تک خوشبو نہ لگائیگا اور عورتون کے پاس نجائیگا جبتک کہ مقتولین بدر کا بدلہ نہ لیلیں جیسا کہ قبل ازین مذکور ہوچکا ہے چونکہ اُنکی یہ قسم غزوہ سویق مین پوری نہین ہوئی تہی اسلیئے اُنہون نے تین ہزار فوج لیکر ماہ شوال سنہ ۳ھ کو مدینہ منورہ پر چڑہائی کی اور غزوہ اُحد پیش آیا - اس غزوہ مین ہندہ زوجہ ابوسفیان بہی انکے ہمراہ تہین جو ہمیشہ انکو اور دیگر اعیان قریش کو لڑنے پر آمادہ کرتی رہتی تہین خصوصاً اس سبب سے کہ اُن کے باپ بہائی اور چچا جنگ بدر مین مارے جاچکے تہے اور وہ اُنکے خون کا بدلہ لینا چاہتی تہین اور ابوسفیان کی فوج کے پیچہے پیچہے وہ بہی مکہ کی پندرہ اشراف زادیون کے ساتہ چلی آتی تہین جنکے رشتہ دار جنگ بدر مین مارے گئے تہے - یہ عورتین ہاتہون مین دف لیے ہوئے تہین اور مقتولین بدر پر روتی اور مشرکین کو مسلمانون سے لڑنے کے لیے برانگیختہ کرتی جاتی تہین جب قصبہ ابوا کی طرف سے انکا گذر ہو جہان کہ حضرت رسول خدا کی والدہ مکرمہ حضرت آمنہ مدفون ہین تو ہندہ نے قبر سے حضرت آمنہ کی ہڈیان نکالنی چاہین مگر اس فعل زشت سے بدشواری باز رکہی گئین - اسی معرکہ مین حضرت امیر حمزہ شہید ہوئے تہے اور ہندہ اور اسکی ساتہ والی عورتون نے خوب وحشی پنے کا کام کیا - ہندہ نے حضرت حمزہ کا کلیجہ چیر کر نکالا اور چبا گئی اور کان - ناک اور عضو تناسل کاٹ کر ہار بنایا اور اپنے گلے مین ڈال لیا - اور اپنا زیور وحشی حبشی کے جسنے اسکے کہنے سے حضرت حمزہ کو شہید کیا تہا حوالہ کردیا - مورخ ابوالفدا لکہتے ہین -

ومثلت هند وصواحبها بالقتلى من اصحاب رسول الله فجدعن الاذان والانوف واتخذن منها القلائد وبقرت هند عن كبد حمزة فلاكتها ولم تسغها

اور ہندہ اور اسکی ساتہ والی عورتون نے حضرت کے اصحاب مقتولین کو مثلہ کیا اور انکے کان اور ناک کاٹ کر قلادہ بنائے اور ہندہ نے حضرت امیر حمزہ کا شکم چاک کرکے جگر نکالا اور چبایا مگر نگل نہ سکی

ابوسفیان کے لیے غزوۂ احد مین مسلمانون کے ساتہ اپنی سنگدلی کا ظاہر کرنا اور مسلمانون کو
بکثرت شہید کرانا کافی نہین ہوا تا اینکہ ۵ھ ہجری مین دس ہزار مشرکون کی ہمراہی مین حضرت
کے قتل و قتال اور مسلمانون کی خون ریزی کے لیے آمادہ ہوکر آئے اور غزوۂ خندق پیش
آیا اس غزوہ مین قریش کے ساتہ حبشی لوگ بکثرت شریک تہے اسکے علاوہ یہی یہود بنی قریظہ
کو بہی اپنی مکاری سے حضرت کی جنگ پر ورغلانا حالانکہ وہ لوگ حضرت سے معاہدہ
کر چکے تہے اس واقعہ مین ابوسفیان لوگون کو حضرت سے جنگ کرنے پر ترغیب دیتے تہے
اور چاہتے تہے کہ کسی نہ کسی طرح مسلمانون کو شکست ہو اور مشرکین غالب آئین اور کفر کا
بول بالا رہے -

سبط ابن جوزی نے تذکرہ خواص الامہ مین لکہا ہو کہ حضرت امام حسن نے معاویہ سے خطاب
کرکے ارشاد فرمایا - کہ

نظر النبی ص الیک یوم الاحزاب فرأی
اباک علی جمل تحرص الناس علی
قتاله صلی الله علیه واله واخوك
یقود الجمل وانت تسوقه فقال
لعن الله الراکب والقائد
والسائق وما قابله ابوك فی
مواطن الا ولعنه اه

رسول خدا نے غزوہ احزاب کے دن تمہارے باپ کو ایک اونٹ
پر دیکہا کہ وہ لوگون کو حضرت کی لڑائی پر اُبہارتا تہا اور
تمہارا بہائی (یزید بن ابی سفیان) اُسکو کہینچتا تہا اور تم
اُسکو ہنکاتے تہے پس ارشاد فرمایا کہ خدا سوار اور
کہینچنے والے اور ہنکانے والے پر لعنت کرے -
اور تمہارا باپ کسی مقام پر حضرت کے مقابل نہین
ہوا مگر یہ کہ حضرت نے اُسپر لعنت کی ہے ۱۲

ابوسفیان نے غزوہ حدیبیہ مین بہی اپنی دیرینہ عداوت اور قدیم کینہ و شقاوت کا اظہار کیا
حضرت رسول خدا جب حدیبیہ مین پہنچے تو آپنے حضرت عثمان سے فرمایا کہ تم جاکر ابوسفیان
اور دیگر قریش کو مطلع کردو کہ ہم محض زیارت کے قصد سے نکلے ہین لڑنے کے ارادہ سے
نہین آئے جبکہ حضرت عثمان نے جاکر ابوسفیان سے حضرت کا یہ پیغام پہنچایا تو کہنے لگا

تم خود طواف کرنا چاہتے ہو تو کر لو۔ حضرت عثمان نے کہا کہ مین بغیر حضرت رسول خدا کے ایسا نہین کر سکتا یہ سنکر اُن لوگون نے حضرت عثمان کو قید کر لیا - یہان حضرت رسول خدا کو یہ خبر پہنچی کہ عثمان قتل کر ڈالے گئے اُسوقت حضرت نے فرمایا کہ اب ہم اس قوم سے بغیر مقابلہ کیے نہین رہ سکتے چنانچہ ابن وردی نے اپنی تاریخ مین تحریر کیا ہے کہ

و بلغ رسول اللّٰہ ان عثمان قتل فقال	اور رسول خدا کو خبر پہونچی کہ عثمان مار ڈالے گئے تو آپنے
لا نبرح حتی نناجز القوم ذالی ان قال	ارشاد فرمایا کہ اب ہم اُسوقت تک یہانسے نہ ہٹینگے جبتک کہ
ثم ان قریشا بعثوا سہیل بن عمرو	ان لوگون سے لڑائی نہ کرلین۔ بعد ازان قریش نے سہیل بن عمرو کو
فی الصلح فاجاب ۱۵	صلح کی غرض سے حضرت کے پاس بھیجا جسکو آپنے منظور فرمایا ۱۲

اگرچہ حضرت نے قریش کی فرمایش سے صلح کو منظور فرما لیا تھا مگر بنی قریش نے بد عہدی کی اور اُسی زمانہ مین بنی خزاعہ کے بعض اشخاص کو جو بنی ہاشم کے حلیف تھے بنی بکر کے لوگون نے جو بنی اُمیہ کے حلیف تھے قتل کر ڈالا اور قریش نے قتل کرنے والون کی اعانت کی اور عہد شکنی کی وجہ سے وہ مصالحت برہم ہوگئی حالانکہ اس صلح مین یہ بھی شرط تھی کہ دس سال تک آپسمین کسی قسم کا جھگڑا اور فساد نہ کیا جائے اور ہر ایک فریق کے لوگ بہ امن و امان بسر کرین- اس نقض عہد پر کفار قریش بیحد نادم ہوے چنانچہ ابو سفیان اس ارادہ سے مدینہ آئے کہ تجدید عہد کرین۔ پہلے اپنی بیٹی ام حبیبہ کے یہان گئے اور جب اُنھون نے چاہا کہ حضرت رسول خدا کے بستر پر بیٹھین تو ام حبیبہ نے اُس بستر کو لپیٹ دیا۔ ابو سفیان بولے کہ اے بیٹی کیا تو نے میری وجہ سے بستر کو لپیٹ دیا۔ ام حبیبہ نے کہا کہ ہان تو مشرک اور نجس ہے اور اس فرش پر رسول خدا بیٹھا کرتے ہین یہ سنکر ابو سفیان کہنے لگے کہ۔

لقد اصابک بعدی شر | تم مجھسے علیحدہ ہونے کے بعد شر مین مبتلا ہو گئین۔

بعد ازان ابو سفیان نے حضرت کی خدمت مین جاکر تجدید عہد کے باب مین گفتگو کی

حضرت نے کچھ جواب نہ دیا - بعد ازان حضرت ابوبکرؓ کے پاس گئے
کیا پھر حضرت عمرؓ کے پاس پہنچے اُنسے بھی کوئی کام نہین نکلا - اسکے
کی خدمت مین پہنچے اُسوقت حضرت کے پاس جناب سیدہؑ اور جناب
موجود تھے ابوسفیان نے حضرت سے تجدید عہد کے بارہ مین گ
حضرت اس بارہ مین اُنکی سفارش فرمائین - حضرت نے جواب
خلاف مرضی کوئی بات نہین کرسکتے - اسکے بعد ابوسفیان نے جن

اما تامری ابنك هذا يجير بين الناس
فقالت لا يجير احد على
رسول الله

کیا آپ اپنے ان صاحبزادہ کو
پناہ دیدین حضرتؑ نے ارشاد فرمایا
شخص کسیکو پناہ نہین دیسک

پھر اُس سے حضرت امیرالمومنینؑ نے ارشاد فرمایا کہ

یا ابا سفیان انت سید بنی کنانه
فقم واجر وارجع الی ارضك
فقال تری ذلك مغنیا عنی شیئا قال
ما اظنه ولکن لا اجد لك سواه
فقام ابوسفیان فی المسجد فنادی
الا انی قد اجرت بین الناس
ثم ذهب الی مکه واخبر قریشا
فقالوا ما جئت بشیء وما زاد بن
ابی طالب علی ان لعب بك

اے ابوسفیان تم بنی کنانہ
خود ہی لوگون کو پناہ دیکر اپنے
کہنے لگے کہ آیا ایسا کرنے
مجھکو اسکا گمان نہین ہے
سوا کوئی تدبیر نہین پاتا - پ
اور ندا دی کہ خبردار ہو
طرف چلے گئے اور جاکر
کہا کہ تم کوئی مفید خبر لیکر
تم سے محض مذاق کیا

ابوسفیان باوجودیکہ حقیقت اسلام کے آثار بچشم خود مشاہدہ کر
عالمون سے بھی حضرت کی نسبت بہت کچھ پیشین گوئیان سُن

ن کے تمام مدارج طے ہو چکے تھے لیکن اُنکی دیرینہ شقاوت اور بدبختی
ینے اور حضرتؐ پر ایمان لانے سے روکتی رہی۔ علامہ جلال الدین سیوطی
ں تحریر کرتے ہین کہ ایک مرتبہ عباس بغرض تجارت ایک جماعت کے
یان بن حرب بھی تھے یمن کی طرف گئے۔ پس دفعتہً حنظلہ بن ابی
جسکا مضمون یہ تھا کہ محمدؐ نے ابطح مین قیام کیا اور یہ فرمایا کہ
دعوکم الی اللّٰہ مین خدا کا رسول ہون اور اُس (خدا) کیطرف تمکو دعوت دیتا ہون
مین بھی مشتہر ہو گئی جسکو سُنکر یہود کا ایک عالم ان کے پاس آیا اور
لوم ہوتا ہے تم مین کوئی محمدؐ کا چچا بھی ہے جس نے ابطح مین ایسا
باس نے جواب دیا کہ ہان (مین ہون) اُس (عالم یہود) نے کہا
م دیگر پوچھتا ہون کہ تمہارے بھتیجے نے کبھی کوئی سفاہت وبے دینی
ہے۔ عباس نے کہا بخدا ایسا نہین ہے نہ تو انھون نے
نہ کبھی کسی امر مین خیانت کی۔ قریش تو اُنکو امین کہتے ہین۔
چھا کہ کیا وہ اپنے ہاتھ سے لکھتے ہین۔ عباس کہتے ہین کہ اُسکے
ے مجھے خیال ہوا کہ اپنے ہاتھ سے لکھنا اُن کے لیے کوئی فضیلت کا
ا حسے کہنا چاہتا تھا کہ وہ لکھتے ہین مگر فوراً اسکا خوف ہوا کہ کہین
نلا نہ دے اور مجھپر زیادہ نہ کرے اسلیئے مین نے کہدیا کہ وہ نہین لکھتے
م یہود اپنی ردا چھوڑکر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ
قتلت یہود ذبحت یہود یہودی ذبح ہو گئے یہودی قتل ہو گئے۔
(عباس) اپنے مکان کیطرف واپس ہوئے تو ابوسفیان نے کہا کہ
یہود تو تمہارے بھتیجے سے خوف کرتے ہین۔ عباس نے کہا تم تو انکی
ہا دیکھ چکے تو انپر ایمان لاؤ۔ اگر وہ حق پر ہین تو تم حق کی طرف سابق

قرار پاؤ گے اور اگر وہ باطل پر ہین تو تمہارے ساتھ تمہارے اور بھی ہمسر ہین۔
ابوسفیان نے کہا کہ مین اسوقت تک تو ایمان لاؤنگا نہین جبتک کہ اُن (رسول خدا) کے
فوجی گھوڑون کو کدا مکہ مین نہ دیکھ لون۔ عباس نے کہا کہ تم کیا کہہ رہے ہو اُس (ابوسفیانؓ)
نے کہا کہ یہ کلمہ میرے مُنہ پر آگیا اور مین یہ بھی جانتا ہون کہ انشاء اللہ ایسا نہو گا۔
پس جب جناب رسول خداؐ نے مکہ کو فتح فرمایا اور آنحضرتؐ کے فوجی گھوڑے کدا پر
دیکھ لیے گئے تو عباس نے کہا کہ اے ابوسفیان اپنے اُس کلمہ کو یاد کرو۔ ابوسفیان نے
جواب دیا کہ قسم بخدا وہ کلمہ مجھکو یاد ہے۔
شنہ مین اگرچہ ابوسفیان اور اُنکا بیٹا معاویہ مسلمان ہوئے تھے لیکن وہ اسلام
محض منافقانہ تھا جسکو اُنہون نے اپنی جان بچانے کی غرض سے اختیار کیا تھا اور فقط
کلمہ شہادتین کو بمجبوری اپنی زبان پہ جاری کر لیا تھا مورخین نے لکھا ہے کہ جب حضرتؐ نے
ابوسفیان کو توحید کی دعوت دی تو اُسکو منظور کیا اور کہنے لگے کہ در اصل خدا ایک ہی ہے
اسکے بعد جب حضرتؐ نے اپنی رسالت کی دعوت دی تو کہنے لگے
اما هذه ففي نفسي منه شيء تھے لیکن اسکی طرف سے تو میرے دلمین کچھ خلش ہے
حضرت عباسؓ نے فرمایا کہ اے بدبخت جلدی سے گواہی دے کہ خدا ایک ہے اور محمدؐ
اُس کے رسول ہین ورنہ ابھی تمہاری گردن ماری جائیگی یہ سُنتے ہی تلوار کے ڈر سے گھبرا
کر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو زبان پر جاری کر دیا جسکے بعد وہ مسلمانون کے زمرہ مین شمار
ہونے لگے اور اُنکی جان بچگئی اسکے بعد حضرت عباسؓ نے اُنکو مسلمانون کی دس بارہ
ہزار فوج دکھلائی تو اُنکے ہوش اُڑ گئے حواس جاتے رہے حضرت عباسؓ سے کہنے لگے
اب تو تمہارے بھتیجے کی سلطنت بڑی ہو گئی ہے
قد اصبح ملك ابن اخيك عظيما
حضرت عباسؓ نے کہا کہ اے بدبخت یہ سلطنت نہین ہے بلکہ نبوت ہے یہ سنکر کہنے لگے کہ ہان
مورخین اس مقام پر لکھتے ہین کہ حضرتؐ نے فتح مکہ کے بعد ہندہ بنت عتبہ کا خون جو ابوسفیانؓ

زوجہ اور معاویہ کی والدہ تہین اور انہون نے حضرت حمزہؓ کا جگر چبایا تہا سر، ہدر کردیا تہا یہ خبر سُنکر وہ بیحد خوف زدہ تہین جبکہ قریش کی عورتین بیعت کرنے کے لیے چلی ہین تو اُنکے ہمراہی مین بہیس بدلکر ہندہ بہی جا پہنچین لیکن جب حضرت نے اُسکی طرف غور سے نظر فرمائی تو پاؤن پر گر پڑی اور معافی کی خواستگار ہوئی حضرتؐ نے اُسے معاف کردیا۔

(واہ رے کرم) حضرتؐ نے چہ مردون اور چار عورتون کا خون ہدر کردیا تہا یہ وہ لوگ تہے جو درحقیقت کسی مراعات کے مستحق نہ تہے انہین لوگون مین ہندہ بنت عتبہ بہی تہین جو بیحد قصوروار تہین اور ہر طرح کی سزا کا استحقاق رکہتی تہین مگر باوجود اس کے بہی حضرتؐ نے اپنی غایت مرحمت اور کرم نفس سے اُسکو معافی عطا فرمادی اس مقام پر مورخ ابوالفدا کی عین عبارت یہ ہے جو مع اصل ترجمہ درج ذیل کیجاتی ہے۔

وامّا النساء فاحداهن هند زوج ابی سفیان ام معاویة التی اکلت من کبد حمزة فتنکرت مع نساء قریش وبایعت رسول اللہ صلعم فلما عرفها قالت انا هند فاعف عما سلف فعفا

منجملہ اُن عورتون کے جنکا خون ہدر کیا گیا تہا ہندہ زوجہ ابوسفیان مادر معاویہ بہی تہین جنہون نے حضرت حمزہؓ کا جگر چبایا تہا وہ بہیس بدلکر قریش کی عورتون کے ساتہ گئین اور حضرتؐ سے بیعت کی جبکہ حضرتؐ نے اُنکو پہچان لیا تو کہنے لگین کہ مین ہندہ ہون میرے گذشتہ خطا مین معاف فرمادیجیے پس حضرتؐ نے معاف کردیا۔

سابق مین مذکور ہوچکا ہے کہ ابوسفیان پدر معاویہ نے محض اپنی جان بچانیکی غرض سے کلمہ شہادتین کو اپنی زبان پر جاری کرلیا تہا یہی وجہ تہی کہ وہ وقتاً فوقتاً اپنے کینہ دیرینہ کا اظہار کرتے رہتے تہے اور مسلمانون کا مضحکہ اُڑاتے تہے جنگ حنین کی نسبت لکہا ہے کہ اُس موقع پر کفار و منافقین کے بغض و کینے خوب ظاہر ہوگئے ابوسفیان بہی جو حسب فتح مکہ کے موقع پر ظاہر مین مسلمان ہوچکے تہے اپنے ترکش کو تیرون سے بہرے ہوئے معتقد کہڑے تہے اور کہتے تہے کہ ابہی تو یہ مسلمان سمندر تک بہاگ کر دم لین گے

بو الفداء لکھتے ہین کہ حنین کے دن

نزم المسلمون اظهر اهل مكة و سهم من الحقد فقال ابو سفيان لا تنتهي هزيمتهم دون البحر	جبکہ مسلمانون کو ہزیمت ہوئی تو اہل مکہ نے اپنے کینون کو ظاہر کیا پس ابو سفیان نے کہا کہ ان کی ہزیمت سمندر سے اس طرف ختم نہ ہوگی۔

ب السیر مین فرار حنین کی نسبت مرقوم ہے۔

ہست کہ در فرار اصحاب سید ابرار ابو سفیان و جمعے کہ بر سبیل کراہت زبان بکلمہ

ویان گردانیدہ بودند آغاز شماتت کردہ ہذیانات بر زبان مے آوروند۔

ابو سفیان اور معاویہ کا منجملہ مولفۃ القلوب ہونا

ابو سفیان اور معاویہ نے محض تلوار کے زور سے اسلام کو قبول کیا تھا اور حقیت

کا انکے دلون مین کوئی اثر پیدا نہ ہوا تھا اسلیے حضرت رسول خدا اُن کے ساتھ

القلوب کا برتاو کرتے تھے چنانچہ علامہ مسعودی نے مروج الذہب مین تحریر

رمایا ہے۔

كان اعطائه للمولفة قلوبهم حر ابو سفيان بن حرب ه معاويه۔	اسی سال (سنہ ۸ھ) مین حضرت رسول خدا نے اُن نو مسلمانون کو حصے عطا کیے جو بہ تالیف قلوب مسلمان ہوے تے جیسے ابو سفیان اور اُنکے بیٹے معاویہ۔

والفرج اصفہانی نے کتاب اغانی مین اس مطلب کو بایں عبارت تحریر کیا ہے

رسول الله صلعم جماعة من اشراف عطايا يتالف بها قلوبهم و علي الاسلام فاعطى كل رجل منهم ة البعير و هم ابو سفيان	حضرت رسول خدا نے تالیف قلوب کے لیے شرفاء عرب کی ایک جماعت کو کچھ چیزین عطا فرمائین تاکہ اس عطا کے ذریعہ سے اُنکے قلوب اور قوم کی اسلام پر ترغیب ہو۔ اور اُن کے دل اُسکی طرف مائل ہون

ابن حرب وابنہ معاویہ (الی ان قال) مائة مائة من الابل انتہی ملخصاً

پس ان لوگون مین سے ہر ایک کو جنہین ابو... اور معاویہ ابن ابی سفیان بھی داخل تھے سو... عطا فرمائے - انتہے ملخصاً

اورابن عبد البر نے استیعاب فی معرفة الاصحاب مین لکھا ہے

قال ابو عمر معاویہ وابوہ من المولفة قلوبہم

ابو عمر کہتے ہین کہ معاویہ اور اُسکے باپ مولفة...

اور جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء مین لکھا ہے -

اسلم ہو وابوہ یوم فتح مکة وشہد حنینا وکان من مولفة قلوبہم

معاویہ اور اُسکا باپ فتح مکہ کے دن اس... اور حنین مین حاضر تھے اور مولفة القلوب...

ابوسفیان کی ہمیشہ یہ رائے رہی کہ خلافت کا منصب بنی ہاشم سے نکلکر بـ... داخل ہو جائے حالانکہ بنی امیہ کو اپنی بدکاریون کے سبب سے ہرگز خلیفہ ہونیکی قابلیت نہ تھی جیساکہ قبل ازین بیان ہو چکا ہے اور انشاء اللہ تعا... بھی بیان ہوگا بلکہ ابوسفیان کے نزدیک حضرت کی خلافت کا ایسے نا اہل بطور میراث استحقاق تہا پس ظاہر ہے کہ ابوسفیان کی یہ رائے اسلا... قاعدہ پر منطبق نہین ہو سکتی بلکہ وہ اُنکی محض بے دینی اور جاہلیت پر مبنی... اُنکی اس رائے کا نفاق سے کاشف ہونا مخفی نہین ہے - اس مطلب... مسعودی نے مروج الذہب کے جزء اول مین یہ عبارت لکھا ہے

وقد کان عمار حین بویع عثمان بلغہ قول ابی سفیان صخر بن حرب فی دار عثمان عقیب الوقت الذی بویع فیہ عثمان ودخل دارہ ومعہ بنو امیہ فقال ابوسفیان افیکم احد

جبکہ حضرت عثمان سے بیعت کیگئی ہے ایک جماعت کے ساتھ اپنے مکان میں... ہین تو ابوسفیان کہنے لگے آیا تم لوگون میں... شخص ہے تو نہیں ... (ابوسفیان) اندھے ہو چکے تھے -

من غيركم وقد كان عمي قالوا لا قال يا بني امية تلقفوها تلقف الكرة فوالذي يحلف به ابو سفيان ما زلت ارجوها لكم ولتصيرن الى صبيانكم وراثة فانتهره عثمان وساءه ما قال ونمي هذا القول الى المهاجرين والانصار وغير ذلك من الكلام فقام عمار في المسجد فقال يا معشر قريش اما اذا صرفتم هذا الامر من اهل بيت نبيكم ههنا مرة وههنا مرة فما انا بآمن ان ينزعه الله فيضعه في غيركم كما نزعتموه من اهله ووضعتموه في غير اهله

حاضرین نے جواب دیا کہ نہیں۔ اسکے بعد کہا کہ اے بنی امیہ تم اس خلافت کو اسیطرح لیلو جس طرح کہ گیند کو لیتے مین پس قسم ہے اُس شخص کی جس کے ساتھ کہ ابو سفیان حلف کرتا ہے مین اس امر کی ہمیشہ امید کرتا رہا کہ وہ تمکو حاصل ہوجائے اور تمہارے بچوں کی طرف بطور میراث منتقل ہو۔
پس حضرت عثمان نے انکو جھڑک دیا اور انکو ابو سفیان کی یہ گفتگو بری معلوم ہوئی اور انکا یہ قول اور اسکے سوا دوسرے کلمات مہاجرین و انصار تک عموماً اور عمار تک خصوصاً منتہی ہوئے تو عمار مسجد مین کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ اے گروہ قریش جبکہ تم اس سلطنت کو کبھی ادہر پھیر دیتے ہو اور کبھی اُدہر ایسی صورت مین مجھکو اسکا بھی خوف ہے کہ حق تعالے اس کو تم سے بھی لیکر دوسرونکو دیدے جیساکہ تم نے اُس (سلطنت) کو اُسکے اہل سے لیکر اُن لوگونکو دیدیا جو اُسکے اہل نہیں ہین۔

اور ابو سفیان نے حضرت عثمان کی خلافت کے اوائل مین جسکی ابتدا تقریباً سنہ ۲۳ھ سے ہوتی ہے اپنے کفر کا اظہار کردیا جسکے بعد انکا مرتد ہوجانا محل شبہہ نہین ہوسکتا۔
اعثم کوفی لکھتے ہین کہ ایک دفعہ حضرت عثمان کی خلافت کے زمانہ مین جبکہ دیگر بنی امیہ کی ایک جماعت اُنکے پاس موجود تھی ابو سفیان اُنکے مکان پر وارد ہوکر کہنے لگے۔

یا بني امية تلقفوها تلقف الكرة فوالذي يحلف به ابو سفيان

اے بنی امیہ اس سلطنت کو حاصل کرو اور اسکو گیند کی طرح آپس مین گردش دو۔ قسم ہے اُس شخص کی جسکے ساتھ

ما من عذاب ولا حساب ولا جنۃ ولا نار ولا بعث ولا قیامۃ

ابوسفیان حلف کرتا ہے نہ عذاب کوئی چیز ہے اور نہ حساب نہ بہشت نہ دوزخ - نہ حشر نہ قیامت

اور اعثم کوفی کی عین عبارت یہ ہے بتحقیق شنیدہ شد کہ در ایام خلافت او روزی از مسجد بسرائے خویش میشد و بنی امیہ در گرد او بودند ابوسفیان درآمد فقال یا بنی امیہ تلقفوہا الخ اور معتضد عباسی نے اپنے فرمان مین لکھا ہے کہ ابوسفیان نے بیعت حضرت عثمان کے روز جنت و نار کا انکار کیا جسکے بعد وہ کافر اور مستحق لعنت قرار پائے اور انکی عین عبارت یہ ہے۔

ومنہا ما رواہ الرواۃ عنہ من قولہ یوم بیعۃ عثمان تلقفوہا یا بنی عبد شمس تلقف الکرۃ فواللہ ما من جنۃ ولا نار

اے عبد الشمس کی اولاد تم اس سلطنت کو مثل کرہ کے گردش دو پس بخدا نہ بہشت کوئی چیز ہے نہ دوزخ

اور معتضد عباسی نے اس کے بعد لکھا ہے کہ۔

وھذا الکفر صراح یلحقہ اللعنۃ من اللہ کما لحقت الذین کفروا من بنی اسرائیل علی لسان داود وعیسی بن مریم ذلک بما عصوا وکانوا یعتدون

اور یہ کفر صریح ہے جسکی بنا پر انکو اسیطرح مستحق لعنت بنایا ہے جس طرح کہ بنی اسرائیل کے کافر لوگ حضرت داود اور حضرت عیسے بن مریم کی زبان پر ملعون قرار پائے تھے اور یہ انکی نافرمانی اور حد سے تجاوز کرنیکا ثمرتھا انتہی بحاصلہ

اور خلیفہ معتضد عباسی نے ابوسفیان کی نسبت لکھا ہے کہ وہ ہمیشہ اسلام کے ساتھ اپنی دشمنی و عداوت کا اظہار کرتے رہے تا اینکہ انکو تلوار نے مجبور کیا اور امر الٰہی غالب آیا۔ اسوقت ابوسفیان نے اسلام کے ساتھ پناہ لی لکن کفر کو اپنے دلمین جگہ دیے رہے۔ اور حضرت رسول خدا نے باوجودیکہ حضرت کو اسکا اور اسکے بیٹون کا حال معلوم تھا انکی اسلام کو قبول کرلیا۔ ازانجا کہ اسلام نے ابوسفیان کے دل پر اپنا کوئی اثر نہ کیا تھا اسلیے وہ اپنے اس ظاہری اسلام کے بعد بھی کفر کا اظہار کیے بغیر نہ رہتے تھے۔ خلیفہ معتضد لکھتے ہین کہ

ومنہم قولہ یوم الفتح وقد رای بلالا علی ظہر الکعبہ یوذن ویقول اشہد ان محمد ارسول اللہ لقد اسعد اللہ عتبہ بن ربیعہ اذ لم یشہد ہذا المشہد

ابوسفیان نے بلال کو پشت خانہ کعبہ پر اذان دیتے اور یہ کہتے ہوے سُنا اشہد ان محمد رسول اللہ ہیں کہنے لگا کہ حق تعالےٰ نے عتبہ بن ربیعہ کو بہت ہی سعید کیا کہ وہ اس موقع پر حاضر نہ رہے ۔

الغرض ہمارے بیان سے ناظرین سمجھ گئے ہون گے کہ ابوسفیان کی عمر کا زمانہ تین حصون پر منقسم ہوتا ہے (۱) کفر اصلی (۲) نفاق (۳) ارتداد - پس ابوسفیان نے اٹھاسی برس کی عمر سنہ ۳۲ھ مین انتقال کیا انمین سے تقریباً پینسٹھ ۶۹ سال کفر اصلی مین اور تقریباً پندرہ سال نفاق کی حالت مین اور تقریباً آٹھ سال ارتداد کی حالت مین بسر کیے اس لیے کہ انہون نے فتح مکہ سنہ ۸ھ تک محض کفر وضلالت - بت پرستی - اسلام کی عداوت اور مسلمانون کے مضحکہ اڑانے مین صرف کیے بعد ازان سنہ ۸ھ مین تلوار کے خوف سے کلمہ شہادتین زبان پر جاری کیا پھر سنہ ۲۳ھ تک اسلام کے ساتھ منافقانہ برتاؤ کرتے اور مسلمانو نپر استہزا کرتے رہے اور سنہ ۲۳ھ مین جب حضرت عثمان سے بیعت کیگئی تو ظاہر بظاہر مرتد ہو گئے جیسا کہ اوپر کی عبارتون مین مذکور ہو چکا ہے ۔

معاویہ کے ایمان کا ابوسفیان کے ایمان سے بھی زائد ضعیف ہونا

عبارات سابقہ سے ابوسفیان کے اسلام وایمان کا محض ضعیف اور ظاہری ہونا معلوم ہوا لیکن کتب تاریخ وسیر کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خود معاویہ اگرچہ بھی فتح مکہ سنہ ۸ھ تک ابوسفیان کی طرح کفر وبت پرستی مین مبتلا رہکر ابوسفیان کے ساتھ جان کے خوف سے ایمان بھی لے آئے اور زمرہ اہل اسلام مین داخل ہو گئے

بظاہر ابوسفیان کے اسلام سے بھی زائد ضعیف تھا اسلیے کہ یہ اپنے باپ کو اسلام
لانے سے روکتے رہے بلکہ اس مادہ مین شعر بھی نظم کیے چنانچہ سبط ابن جوزی نے
تذکرہ خواص الامہ مین لکھا ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے معاویہ سے خطاب
کرکے ارشاد فرمایا کہ

وانت الذی کنت تنہی اباک عن
الاسلام حتی قلت مخاطبا لہ
یا صخر لا تسلمن طوعا فتفضحنا
بعد الذین ببدر اصبحوا فرقا
لا ترکنن الی امر تقلدنا
والرقصات بنعمان بخرقا انتہی بلفظہ

اور تم بھی وہ شخص ہو کہ اپنے باپکو اسلام سے منع کرتے تھے
تا اینکہ تم نے اُس سے خطاب کرکے یہ شعر کہے تھے اے
تو اسلام کو رغبت سے قبول نہ کرنا ورنہ ہمکو تم بعد اُن
لوگون کے جو جنگ بدر مین ہلاک ہوکر متفرق ہوگئے رسوا
کردوگے تم ایسے امر کی طرف ہرگز رغبت نہ کرنا جس کے
سبب سے ہماری گردنون مین حماقت کا قلادہ ڈال دو فقط

معاویہ اور ابوسفیان کے ضعیف الایمان ہونے ہی کی وجہ سے اُنکو طلقاء کہتے ہین
اور اُن سے وہ لوگ مراد ہین جنکو حضرت رسول خدا نے غلام نہین بنایا بلکہ اُن کو چھوڑ دیا
اس لفظ کا مفرد طلیق ہے جس سے وہ اسیر مراد لیا جاتا ہے جو قید سے رہا کر دیا گیا ہو
ارباب تاریخ وسیر لکھتے ہین کہ جب حضرتؐ نے مکہ معظمہ کو فتح کرلیا تو قریش سے مخاطب
ہوکر کہا کہ تمکو میری نسبت کیا خیال ہے کہ مین تمہارے ساتھ کیا سلوک کرونگا سب نے
عرض کیا ہمکو آپکی نسبت خیر و خوبی کا خیال ہے اسلیے کہ آپ کریم بن کریم ہین
پس حضرتؐ نے فرمایا تم سب چلے جاؤ تم طلقاء ہو۔

جناب علامہ فخرالدین طریحی فرماتے ہین کہ

وکان فیہم معویۃ وابوسفیان آہ } انہین لوگون مین معاویہ و ابوسفیان بھی داخل اھ۔

اور علامہ نووی نے شرح صحیح مسلم مین تحریر فرمایا ہے کہ

وہم الذین اسلموا من اہل مکۃ یوم } طلقاء سے وہ لوگ مراد ہین جو یوم فتح اسلام لائے تھے

الفتح وسموا بذلك لان النبی منّ علیہم واطلقہم وکان فی اسلامہم ضعف فاعتقدت ام سلیم انہم منافقون وانہم استحقوا القتل	اور انکو طلقاء اسوجہ سے کہتے ہین کہ حضرت نے انپر احسان کیا تہا اور انکو چہوڑ دیا تہا اور اُن کے اسلام مین ضعف تہا۔ پس ام سلیم نے یہ اعتقاد کرلیا کہ وہ منافقین اور مستحق قتل ہین۔

ام سلیم کے اس اعتقاد کا کہ یہ لوگ منافق و مستحق قتل تہے بظاہر یہ منشا ہے کہ اگر یہ لوگ درحقیقت اسلام لائے ہوتے تو اُنپر حضرت کو کسی قسم کا تسلط نہ ہوتا اسلیے کہ مسلمان ہر طرح آزاد ہوتا ہے لکن مولفۃ القلوب کی نسبت حضرت نے لفظ طلقاء کا استعمال فرمایا ہے جو اُن لوگون کے مستحق اسیری یا مستوجب قتل ہونیکی امارت ہے اور حضرت کا اُن کو چہوڑ دینا اور اسیر یا قتل نہ کرنا غایت کرم پر مبنی ہے۔

معاویہ کا بے دین ہونا

معاویہ ہمیشہ بیدینی کی باتون اور ناشائستہ افعال مین مبتلا رہتا تہا اور اُس کو حرام و حلال سے کوئی بحث نہ تہی وہ اپنے ہر ایک مطلب کو کسی نہ کسی طرح حاصل کرلیتا تہا اور خلاف شرع کے اختیار کرنے مین اُسے کوئی باک نہ ہوتا تہا راغب اصفہانی محاضرات مین اُسکی نسبت لکہتے ہین۔

لم یکن غایتہ الا درك الحاجۃ حلالاً حرم ثم لم یکن یبالی بالدین ولا یتفکر فی سخط رب العالمین	اُس کے غرض محض اپنے حاجت کا پورا کرلینا ہوتی تہی خواہ وہ کسی حیلہ سے بہی حاصل ہو حلال ہو یا حرام اور وہ دین کے پرواہ نہ کرتا تہا اور غضب پروردگار مین کبہی فکر نہ کرتا تہا

معاویہ کے قتل کرنیکا لازم ہونا

وہ اس درجہ بیباک تہا کہ حضرت رسول خدا نے اُس کے قتل کرنے کو مباح کردیا تہ

چنانچہ فرمان معتضدی اور فردوس دیلمی اور کنوز الحقائق مین مرقوم ہے کہ حضرتؐ نے اُسکی نسبت ارشاد فرمایا کہ۔

اذا رئیتم معاویۃ علی منبری فاقتلوہ } جب تم معاویہ کو میرے منبر پر دیکھو تو اُسی قتل کر ڈالو

معاویہ کیلیے کسی فضیلت کا ثابت نہ ہونا

اسی لیے علماء و محدثین اور ارباب تواریخ و سیر نے تصریح کی ہے کہ اُس کے بارہ مین کوئی حدیث ایسی نہین وارد ہوئی جو اُسکی فضیلت پر دلالت کرتی ہو۔

چنانچہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح صحیح بخاری مین لکھا ہے کہ

واخرج ابن الجوزی ایضا من طریق عبد اللہ بن احمد ابن حنبل و سألت ابی ما تقول فی علی و معاویۃ فاطرق ثم قال اعلم ان علیا کان کثیر الاعداء ففتش اعدائہ لہ عیبا فلم یجدوہ فعمدوا الی رجل قد حاربہ فاطروہ کیادا منہم لعلی فاشار بہذا الی ما اختلقوا لمعاویۃ من الفضائل مما لا اصل لہ وقد ورد فی فضائل معاویۃ احادیث کثیرۃ لکن لیس فیہا ما یصح من طریق الاسناد وبذلک جزم اسحاق بن راہویہ والنسائی وغیرہما

عبد اللہ نے اپنے پدر بزرگوار امام احمد بن حنبل سے سوال کیا کہ آپ علی و معاویہ کے بارہ مین کیا فرماتے ہین اُنھون نے گردن جھکالی بعد ازان فرمایا کہ علی کے دشمن بہت تھے اُنکے دشمنون نے حضرتؐ کی عیب جوئی کی مگر کوئی عیب اُنکو نہین ملا پس اُنھون نے ایسے شخص کیطرف توجہ کی جو حضرتؐ سے لڑچکا تھا پس حضرتؐ کی عداوت کے سبب سے اُنھون نے اُسکی خوب مدح سرائی کی اور اُس کے لیے فضائل بیان کیے پس امام احمد بن حنبل نے اپنے اس کلام مین اُن اوصاف کی طرف اشارہ کیا ہے جس کو طرفداران معاویہ نے اُس کی فضیلت مین گڑھ لیا ہے اور وہ سب بے حاصل ہین اور معاویہ کی فضیلت مین بہت سی حدیثین وارد ہوئی ہین لیکن اُن مین ایک حدیث بھی ایسی نہین ہے جو اسناد کی راہ سے صحیح ہو چنانچہ اسحاق بن راہویہ اور نسائی وغیرہ نے اس کا جزم کیا ہے۔

اور نیز ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح صحیح بخاری کی چودھوین جلد مین اسحاق بن راہویہ سے
نقل کیا ہے کہ

قال ابن اسحاق بن راہویہ لم یصح فی فضائل معاویۃ شئی } معاویہ کی فضیلت مین کوئی حدیث صحیح نہین ہوئی۔

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ مین لکھا ہے گفتہ اند محدثین کہ ثابت
نشدہ در فضیلت معاویہ ہیچ حدیث۔ اور محدث مذکور نے شرح مشکوۃ مین تحریر فرمایا ہے
سیوطی گفتہ کہ صاحب سفر السعادۃ میگوید کہ محدثان گفتہ اند کہ صحیح نہ شدہ در فضیلت
معاویہ ہیچ حدیث اور سفر السعادۃ کے صفحہ ۲۰۴ مطبوعہ مصر مین مرقوم ہے کہ

وفضل معاویۃ لیس فیہ حدیث صحیح } فضیلت معاویہ مین کوئی حدیث صحیح نہین ہے

اور شاہ عبدالعزیز دہلوی نے امام نسائی کی نسبت لکھا ہے و سبب موت او ہمین است
کہ چون از تصنیف مناقب مرتضوی فارغ شدہ۔ خواست کہ کتاب را در جامع دمشق برملا
بیان کند تا مردم آنجا کہ بسبب طول سلطنت کہ بنی امیہ دران دیار میلے بمذہب نواصب
پیدا کردہ بودند مہتدی شوند قدری از ان کتاب مذکور کردہ بود کہ سائلے گفت کہ در مناقب
امیر المومنین معاویہ نیز چیزے نوشتہ نسائی گفت کہ معویہ را ہمین بس است کہ سر بسر نجات
یابد او را مناقب کجاست و بعض گویند کہ این کلمہ نیز گفت کہ نزد من از مناقب او ہیچ
صحیح نشدہ مگر حدیث لا اشبع اللہ بطنہ (حق تعالیٰ اُس کے شکم کو سیر نکرے)

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے رجال مشکوۃ مین لکھا ہے کہ امیر جلال الدین محدث
اور شیخ امام عبداللہ یافعی نے ذکر کیا ہے کہ ابو عبداللہ احمد بن شعیب نسائی صاحب
مصنفات اور مقتدا ء زمانہ تھے۔

ثم رحل الی دمشق فسال اہل
تلک الناحیۃ یوما فی المسجد
ما القول فی معاویۃ وما ورد فی

} پھر وہ دمشق مین آئے پس اُس طرف کے لوگون نے
ایک روز اُن سے مسجد مین سوال کیا کہ تم معاویہ اور
اُنکی فضیلت کے بارہ مین کیا کہتے ہو اُنہون نے جواب دیا کہ

فضلہ فاجاب اما یرضی ان یخرج بمنی راسا براس حتی یفضل وفی روایۃ لا اعرف لہ فضیلۃ الا لا اشبع اللہ بطنہ

آیا وہ مجھسے اس امر پر راضی نہین ہے کہ برابر چھوٹ جائے چہ جائیکہ اُس کے لیے کوئی فضیلت بیان کیجائے اور ایک نقل مین اسطرح بیان ہوا ہے کہ مین فقرہ لا اشبع اللہ بطنہ کے سوا اُس کے لیے کوئی فضیلت نہین جانتا۔

نسائی نے جو حضرت رسول خدا کے قول مذکور (لا اشبع اللہ بطنہ) کو صحیح و ثابت قرار دیا ہے اُسکی وجہ یہ ہے جسکو اکابر محدثین اور اعلام مورخین نے ذکر کیا ہے اور اُسکا حضرت سے صادر ہونا محل اشتباہ نہین ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم کی کتاب البر والصلہ باب من لعنہ علیہ السلام مین عبداللہ بن عباس سے منقول ہے کہ حضرت نے مجھسے ارشاد فرمایا کہ معاویہ کو میرے پاس بلا لاؤ۔ مین گیا اور پلٹ کر جواب دیا کہ وہ کھانا کھاتا ہے۔ حضرت نے پھر ارشاد فرمایا کہ معاویہ کو میرے پاس لے آؤ۔ مین گیا اور واپس آکر عرض کیا کہ وہ کھانا کھاتا ہے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ لا اشبع اللہ بطنہ حضرت کی اس بددعا کا یہ اثر تھا کہ معاویہ اگرچہ دن مین پانچ دفعہ کھاتا تھا اور آخری دفعہ سب سے زیادہ باوجود اسکے کہتا تھا کہ اے غلام اُٹھا لے۔ کھاتے کھاتے تھک گیا اور سیر نہین ہوا۔ اور معتضد عباسی نے اپنی اُس کتاب مین جسکو انہون نے ۲۸۴ھ مین بغرض اعلان تحریر کیا تھا اس مضمون کو باین عبارت وارد کیا ہے جو مع خلاصہ ترجمہ درج ذیل ہے۔

ان رسول اللہ ص دعا معاویۃ لیکتب بین یدیہ فدافع بامرہ واعتل بطعامہ فقال ص لا اشبع اللہ بطنہ فبقی لا یشبع ویقول واللہ ما اترک الطعام شبعا ولکن عیا

حضرت رسول خدا نے معاویہ کو کچھ لکھوانے کے لیے طلب کیا اُسنے حضرت کے حکم کو ٹالنے کی غرض سے کھانیکا بہانہ کیا پس حضرت نے فرمایا کہ خدا اُسکے شکم کو سیر نہ کرے حضرت کی اس بددعا کے بعد وہ کبھی سیر نہوتے تھے اور کہتے تھے قسم بخدا کہ مین کھانیکو سیر ہوکر نہین چھوڑتا لیکن تھک کر چھوڑتا ہون۔

ایک دفعہ ایک بچھڑا بھونکر اُسکے سامنے لایا گیا اور وہ (معاویہ) ایک تھئی میدہ کی
روٹیون کے ساتھ کھا گیا اور ساتھ ہی چار موٹے موٹے گردے ایک گرم بھیڑ کا بچہ اور
ایک ٹھنڈا بھیڑ کا بچہ اور کھجورون سے الگ منہ میٹھا کیا۔ اُسکے آگے سنو رطل باقلای
رطب رکھا گیا۔ سب کھا گیا۔

معاویہ کی شرابخواری

جس طرح کہ معاویہ کھانا زائد کھاتے تھے اسیطرح اُنکو شراب پینے کا بھی شوق تھا۔
ارباب تاریخ وسیر لکھتے ہین کہ وہ زرق برق کپڑے پہنتے اور شان وشوکت سے بسر
کرتے اور ہمیشہ شراب پیتے تھے۔ ایکدفعہ عبادہ بن صامت شام مین تھے ایک
گروہ مین اُن کے پاس سے اونٹون کی ایک قطار گذری معلوم ہوا کہ یہ وہ شراب ہے
جو معاویہ کے واسطے خرید کر لیجا رہے ہین۔ عبادہ بن صامت نے ایک رانپی لیکر
سب مشکون کو چیر دیا۔ پھر اہل شام سے معاویہ کی برائیان بیان کرنی شروع کین۔
معاویہ نے حضرت عثمان کو لکھا اُنہون نے عبادہ کو مدینہ بلالیا۔ معاویہ کے شراب پینے
کا حال احمد بن حنبل کی مسند کی پانچوین جلد مین عبد اللہ ابن بریدہ سے بھی منقول ہوا ہے
وہ کہتے ہین کہ

دخلت انا وابی علی معاویۃ فاجلسنا
علی الفراش ثم اتانا بالطعام فاکلنا
ثم اتانا بالشراب فشرب معاویۃ
ثم ناول ابی فقال ما شربتہ
منذ حرم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ والہ وسلم ثم قال معاویہ

مین ایک دفعہ باپ کے ساتھ معاویہ کے پاس گیا اُس نے
ہمکو فرش پر بٹھایا بعد ازان ہمارے لیے کھانا منگایا ہمنے کھایا اُسکے
بعد معاویہ نے ہمارے لیے شراب منگائی اول اُسنے خود پی بعد ازان
میرے باپ کو دینے لگا اُنہون نے کہا کہ مین نے اُس دن سے
شراب نہین پی ہے جبسے کہ حضرت رسولِ خدا نے اُسکی
حرمت کو بیان فرمایا ہے

کنت اجمل شباب قریش وجوھا ثغرا وما شئی اجدلہ لذۃ کما کنت اجدہ وانا شاب غیر اللبن وانسان حسن الحدیث یحدثنی	پھر معاویہ کہنے لگے کہ مین جوانان قریش مین سب سے زائد خوبصورت تھا اور میرے دانت سب سے عمدہ تھے اور دودہ اور ایسے شخص کے سوا جو خوش گفتار ہو اور مجھسے باتین کرتا ہو کسی شئی مین شراب کی برابر لذت پاتا تھا

معاویہ کا گانا سننا اور خود بھی گانا

علمائے محدثین لکھتے ہین کہ معاویہ کو گانے اور گانا سُننے سے بھی خاص دلچسپی تھی۔
چنانچہ بسند ابو یعلی مین ابو ہریرہ سے منقول ہے کہ

کنا مع النبی ص فسمع صوت غناء فقال انظروا ما ھذا فصعدت فنظرت فاذا معاویۃ وعمرو بن العاص یتغنیان فجئت فاخبرت النبی ص فقال اللھم ارکسھما فی الفتنۃ رکسا اللھم دعھما الی النار دعا	ہم حضرت رسول خدا کی خدمت مبارک مین حاضر تھے یکایک آپ کے کان مین گانے کی آواز آئی۔ ارشاد فرمایا کہ دیکھو یہ کیسا ہے پس مین نے کوٹھے پر نظر کی تو کیا دیکھتا ہون کہ معاویہ اور عمرو بن عاص گا رہے ہین پس مین نے واپس آکر حضرت کو خبر دی حضرت نے فرمایا اے پروردگار تو ان دونو کو اندہے مُنہ فتنہ مین گرا دے ان کو دوزخ مین جھونک دے

اور جلال الدین سیوطی نے علاوہ شراب پینے اور گانے کی مٹی کھانے اور اسکے مباح
کرنیکو بھی اوائل معاویہ مین تحریر فرمایا ہے چنانچہ اپنی کتاب الاوائل مین تحریر کرتے ہین

انہ اول من رکب بین الصفا والمروۃ واول من اظھر شرب النبیذ والغناء واول من اکل الطین واباحہ	معاویہ پہلے وہ شخص ہین جو بین الصفا والمروہ سوار ہوئے اور پہلے وہ شخص ہین جنہون نے شراب پینے اور گانے کا اعلان کیا اور پہلے وہ شخص ہین جنہون نے مٹی کھائی اور اسکو مباح کیا

اور عجب نہین کہ اس امر کے متعلق بعض جزئیات کا آئندہ بھی تذکرہ ہو انشاءاللہ
بہر حال معاویہ کا منہیات شرعیہ پر عمل کرنا اور فعل حرام کو نہایت بیباکی سے بیخوف و خطر

بجالانا اور عذاب پروردگار کی کچھ پرواہ نہ کرنا اُنکی خصوصیات مین داخل ہے یہی وجہ ہے
کہ وہ دوسرے حضرات کی تنبیہ کے بعد بھی ارتکاب جرم پر اصرار کیا کرتے تھے چنانچہ
ثعلبی نے آیہ شریفہ لو اطلعت علیھم لولیت منھم فرارا کی تفسیر کے ذیل مین ابن عباس
سے بروایت سعید بن جبیر نقل کیا ہے کہ

غزونا مع معاویة غزوة المضیق
نحو الروم فمررنا بالکھف الذی فیہ
اصحاب الکھف فقال معاویة
لو کشف لنا عن ھولاء فنظرنا الیھم
فقال ابن عباس لیس ذلک لک قد
منع اللہ ذلک من ھو خیر منک
فقال لو اطلعت علیھم لولیت
منھم فرارا ولملئت منھم رعبا
فقال معاویہ لا انتھی حتی اعلم علمھم
فبعث ناسا فقال اذھبوا فانظروا
ما فعلوا فلما دخلوا الکھف بعث
اللہ علیھم ریحا فاحرقتھم

ایک دفعہ ہمنے معاویہ کے ساتھ جہاد کیا اور ہمارا اُس جگہ سے
گذر ہوا جہان کہ اصحاب کہف مدفون ہین۔ پس معاویہ کہنے لگے
کاش کہ اصحاب کہف کی جگہ کُھل جاتی اور ہم اُنکو دیکھ لیتے
ابن عباسؓ نے کہا کہ یہ تمہارے لیے موزون نہین ہے حقتعالیٰ نے
اس امر کو اُن حضرات کیلیے بھی تجویز نہین فرمایا جو تم سے بہتر ہین
اور ارشاد کیا ہے کہ اگر تم اُنپر مطلع ہوجاؤ تو اُنسے پیٹھ پھیر کر
فرار کروگے اور اُنکی طرف سے تمپر رعب و دہشت طاری ہوگی
معاویہ کہنے لگا کہ مین اُسوقت تک باز نہین آؤنگا جبتک کہ
اُنکی خبر معلوم نہو جائے یہ کہکر اُس نے کئی آدمیون کو بھیجا اور
کہا کہ تم جاکر نظر کرو کہ وہ کیا کر رہے ہین۔ پس جبکہ یہ لوگ داخل
کہف ہوئے تو حقتعالیٰ نے ایک آندھی کو اُنپر برانگیختہ
کیا اور اُس نے اُن لوگونکو جلا دیا انتہی محصلہ

غور کرنیکی بات ہے کہ ابن عباس ایسے بزرگوار اُنکو منع کر رہے ہین اور ممانعت کی
سند مین قرآن مجید کی آیہ شریفہ کو پیش کرتے اور حکم خدا سے ڈراتے ہین مگر معاویہ ایسے
بیباک اور مخالف حکم خدا پر جری ہین کہ اُنکے فرمانے کو ذرا نہین سُنتے اور ارتکاب فعل
حرام سے بالکل نہین ڈرتے۔ اور بالآخر لوگونکو وہان بھیجکر عذاب خدا مین اُنکو مبتلا
کیا تا اینکہ وہ سب کے سب جلکر مرگئے خدا جانے کہ قیامت کے دن اُنسے اس

جرم عظیم کیا مواخذہ ہوگا۔ اگرچہ معاویہ سنہ ۴۱ھ سے جو حضرت عمر کی خلافت کا زمانہ تھا سنہ ۶۰ھ تک برابر شام مین حکومت کرتے رہے مگر اُس زمانہ کے لوگ انکو عوام اور رذیل لوگونمین شمار کرتے محض معمولی آدمی سمجھتے تھے تا اینکہ وہ انکی بہنون اور بیٹیون کے ساتھ تشبیب کرتے تھے حالانکہ بیباک شعرا بھی قدیم الایام سے کسی شریف خاندان کی عورتون کے ساتھ تشبیب کرنیکو خود معیوب جانتے تھے اس کے علاوہ خاندانی شرافت کا رعب ہیبت انکو ایسے بازاری امر پر اقدام کرنے سے مانع ہوتا تھا اس مطلب کو ابوالفرج اصفہانی نے کتاب الاغانی مین باین عبارت وارد کیا ہے

رملۃ هل تذکرین یوم غزال اذ
قطعنا مسیرنا بالتمنی اذ تقولین
عمرك الله هل شئ وان جل سوف
یسلیك عنی ام هل اطمعت منکم.
یا ابن حسان کما قد اراك طمعت
منی (قال) فبلغ ذلك یزید بن
معاویۃ فغضب فدخل علی معاویۃ
فقال یا امیر المومنین الا تری
الی هذا العلج من اهل یثرب یتهکم
باعراضنا ویتشبب بنسائنا قال ومن
هو قال عبد الرحمن بن حسان وانشد
ما قال فقال یا یزید لیست العقوبۃ
من احد اقبح منها من ذوی القدرۃ
ولکن امهل حتی یقدم وفد الانصار

عبدالرحمان بن حسان نے رملہ بنت معاویہ کے ساتھ تشبیب کی اور کہا کہ اے رملہ تمکو یوم غزال کا وہ دن یاد ہے جبکہ ہمنے راستہ کو آرزو کے ساتھ طے کیا تھا جبکہ تم کہتی تھین کہ آیا کوئی ایسی چیز جو تمکو میری طرف سے تسلی دے اگرچہ وہ جلیل و بزرگ ہو۔
آیا مجکو بھی تم سے ایسی طمع ہو سکتی ہے جیسی کہ تمکو میری نسبت خیال ہو۔ جب یہ خبر یزید بن معاویہ کو پہنچی تو نہایت غضبناک ہوا اور معاویہ کے پاس آکر کہنے لگا اے امیر المومنین آپ یثرب کے اس کافر کی طرف نظر نہین کرتے کہ وہ ہماری آبرون پر مضحکہ کرتا ہے۔ ہماری عورتون سے تشبیب کرتا ہے۔ معاویہ نے پوچھا وہ کون ہے۔ یزید نے کہا کہ عبدالرحمان بن حسان۔ اور جو کچھ اُس نے نظم کیا تھا پڑھ سنایا معاویہ نے کہا کہ صاحبان قدرت کا عقوبت کرنا نہایت قبیح ہے۔

ثم ذكر في قال فلما قدموا ذكره
به فلما دخلوا عليه قال يا عبد الرحمن
الم يبلغني انك تشبب برملة بنت
امير المومنين قال بلے ولو علمت
احدا اشرف به شعري اشرف
منها لذكرته قال واين انت عن
اختها هند قال وان لها لاختا
قال نعم قال وانما اراد معاويه ان
يشبب بهما جميعا فيكذب نفسه
قال فلم يرض يزيد ما كان من معاوية
في ذلك ان يشبب بهما جميعا فارسل
الى كعب بن جعيل فقال اهج الانصار
فقال افرق امير المومنين ولكن
ادلك على الشاعر الكافر الماهر
قال ومن هو قال الاخطل قال
فدعا به فقال اهج الانصار قال
فرق من امير المومنين فقال
لا تخف شيئا انا لك بذلك قال فهجاهم
فقال

واذا نسبت ابن الفريعة خلته
كالجحش بين حمارة وحمار

لکن تھوڑا سا توقف کرو کہ انصار کا گروہ آجائے اُسوقت
مجھے یاد دلانا جب انصار آئے تو یزید نے معاویہ کو یاد دلایا
جسوقت انصار معاویہ کے پاس پہنچے تو اُس نے عبد الرحمن
سے کہا کہ اے عبد الرحمان مجھ تک خبر پہنچی ہے کہ تم نے
میری دختر رملہ کے ساتھ تشبیب کی ہے اُس نے جواب دیا
کہ ہاں (ضرور تشبیب کی ہے) اگر مین جانتا کہ کوئی اُس سے
بہتر ہے جس سے میرے شعر کو شرف حاصل ہو تو مین اُسیکا
ذکر کرتا۔

معاویہ نے کہا کہ تم اُسکی بہن ہند سے کیون غافل رہے
عبد الرحمن نے کہا کہ اُسکے کوئی بہن بہی ہے۔ معاویہ نے
کہا کہ ہان ہے اور اس کلام سے معاویہ کا مقصود یہ تھا کہ
یہ (عبد الرحمن) ان دونون کے ساتھ تشبیب کر کے
خود ہی اپنے نفس کی تکذیب کریگا مگر یزید کو معاویہ کی یہ
رائے کہ دونون کے ساتھ وہ تشبیب کرے پسند نہ آئی
اور کعب بن جعیل کے پاس پیغام بہیجا کہ تم انصار کی ہجو
کرو اُس نے کہا کہ مجھکو امیر المومنین کا خوف ہے لیکن
تمہین ایک شاعر کافر کا پتہ دیتا ہون جو اسمین ماہر ہے
یزید نے کہا کہ وہ کون ہے اُسنے کہا کہ اخطل۔
یزید نے اخطل کو بلا کر کہا کہ انصار کی ہجو کرو اُس نے بہی
کہا کہ مین امیر المومنین سے خوف کرتا ہون یزید نے کہا کہ
تم کسی بات کا خوف نکرو۔ مین تمہارے ساتھ ہون۔

لعن الاله من الیهود عصابة
بالجزع بین صلیصل وصرار
حلوا لمکارم لستم من اهلها
وخذوا مساحیکم بنو النجار
ذهبت قریش بالمکارم والعلا
واللوم تحت عمائم الانصار

فبلغ ذلک النعمان
بن بشیر فدخل علی معاویة
فحسر عن راسه عمامة
وقال یا امیر المومنین اتری
لوما قال لا بل اری کرما
وخیرا ما ذاک قال زعم الاخطل
ان اللوم تحت عمائمنا
قال او فعل قال نعم قال لک
لسانه وکتب فیه ان یوتی به
فسال الرسول لیدخل
الی یزید اولا فادخله
علیه فقال هذا الذی کنت
اخاف فقال لا تخف
شیئا ودخل علی

(یزید کے اصرار سے) اخطل نے انصار کی ہجو مین اشعار
نظم کیے جنمین سے بعض کا خلاصہ ترجمہ نقل کیا جاتا ہے
(وہ ترجمہ یہ ہے)

اور جب تم ابن قریعہ کے نسب کو دیکھو تو اسکو ایسا ہی
پاؤ گے جیسے گدھیا اور گدھے کے درمیان بچہ خر ہوتا ہے۔
خداوند عالم یہود کی جانب سے اُس گروہ پر لعنت کرے جو
مقام جزع مین ہے اور صلیصل و صرار کے درمیان واقع ہے۔
تم لوگ مکارم کو چھوڑ دو کیونکہ تم اُس کے اہل نہین ہو
اور اے بنو نجار اپنے عیوب کو لیلو۔
قریش مکارم اور بزرگیون کو لے گئے اور انصار کے
عمامون کے نیچے لُوم مقیم ہے۔

یہ خبر نعمان بن بشیر کو پہنچی تو معاویہ کے پاس آکر اپنے
عمامہ کو اوتارا اور کہنے لگا کہ اے امیر المومنین کیا تم لوم کو
دیکھتے ہو معاویہ نے کہا کہ نہین بلکہ کرم اور خیر کو دیکھتا ہون
بتاؤ تو سہی یہ کیا بات ہے نعمان نے کہا کہ اخطل کو یہ
گمان ہے کہ لوم ہماری عمامون کے نیچے مقیم ہے۔
معاویہ نے کہا کہ کیا اُسنے ایسا کیا اس نے کہا کہ ہان
معاویہ نے کہا کہ تم کو اُسکی زبان قطع کرنے کا اختیار ہے
اور اخطل کے طلب کیے جانے کو لکھا۔ جب اخطل لایا گیا
تو اُس نے قاصد سے کہا کہ پہلے یزید کے پاس لیجاؤ
چنانچہ وہ پہلے یزید کے پاس لے گیا

معاوية فقال علام ارسل الى
هذا الرجل وهو يرمي من وراء
حرمتنا قال هجا الانصار قال
ومن زعم ذلك قال النعمان
بن بشير قال لا يقبل قوله
عليه وهو يدعي لنفسه
ولكن تدعوه بالبينه فان
اثبت شيئا اخذته به له فدعا
بالبينه فلم يات بها فخلى سبيله

اخطل نے یزید سے کہا کہ جس امر کا مجھے خوف تھا وہ پیش آگیا
یزید نے جواب دیا کہ تم کسی بات کا خوف نہ کرو اور معاویہ کے
پاس آ کر کہا کہ یہ شخص کیون بلایا گیا ہے یہ تو ہماری حمایت
کرتا ہے - معاویہ نے کہا کہ اسنے انصار کی ہجو کی ہے
یزید نے کہا کہ یہ کون گمان کرتا ہے - اُس نے کہا کہ
نعمان بن بشیر - یزید نے کہا کہ وہ خود اپنے واسطے دعویٰ کرتا ہے
اُس سے بینہ (دلیل طلب کرو) اگر وہ ثابت کرے
تو اخطل سے مواخذہ کر - معاویہ نے نعمان سے بینہ طلب
کیا جسپر وہ بینہ پیش نہ کر سکا اور اخطل کو چھوڑ دیا -

ابو الفرج اصفہانی اپنی کتاب اغانی مین تحریر فرماتے ہین کہ -

شبب عبد الرحمن بن حسان بابنة
معاويه فغضب يزيد فدخل
على معاويه فقال يا امير المومنين
اقتل عبد الرحمن بن حسان قال
ولم قال شبب بعمتي وقال و
ما قال قال -

عبد الرحمن بن حسان نے معاویہ کی بہن کے ساتھ تشبیب کی
جسپر یزید غضبناک ہو کر معاویہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ
اے امیر المومنین عبد الرحمن بن حسان کو قتل کر دو تُم نے
پوچھا کہ کیون یزید نے جواب دیا کہ اُس نے میری پھوپھی کے
ساتھ تشبیب کی ہے معاویہ نے پوچھا کہ اُس نے کیا کہا
یزید نے یہ شعر پڑھا

طال ليلي وبت كالمحزون
وملت الثواء في جيرون

میری رات طولانی ہوگئی اور مین نے محزون جیسی رات
گذاری اور مین تمام شب جیرون مین قیام کرنے سے اکتا گیا

قال معاويه يا بني وما علينا من
طول ليله وحزنه ابعده الله قال انه
يقول

معاویہ نے کہا کہ اے بیٹا ہمکو اسکی طول لیل اور حزن سے
کیا سروکار ہے یزید نے کہا کہ اُس نے یہ شعر بھی کہا ہے

فلذلك اغتربت بالشام حتي
ظن اهلي مرجمات الظنون

اسیوجہ سے مینے سفر شام اختیار کیا تا اینکہ میری گھر
والون کو طرح طرح کے گمان وخیالات پیدا ہوئے۔

قال يا بني وما علينا من ظن اهله
قال انه يقول-

معاویہ نے کہا کہ بیٹا ہمکو اُسکے اہل کے ظن وگمان سے
کیا مطلب یزید نے کہا کہ اُسنے یہ شعر بھی نظم کیا ہے۔

هي زهراء مثل لؤلؤ الغواص
ميزت من جوهر مكنون

اُسکا چہرہ ایسے درخشان اور چمکدار موتی کی مثل ہے جو
غوطہ مار کر نکالا گیا ہو اور اُس جوہر سے ممتاز ہو جو خزانہ
کے اندر ہو۔

قال صدق يا بني قال انه يقول-

معاویہ نے کہا کہ بیٹا اُسنے سچ کہا۔ یزید نے کہا اُسنے
یہ بھی کہا ہے۔

واذا ما نسبتها لم تجدها
في سناء من مكارم دون

جبکہ تم اُسکے نسب کا تذکرہ کرو تو اُسکو مکارم کی چمک
مین کم نہ پاؤ گے۔

قال صدق يا بني هي هكذا قال انه يقول

معاویہ نے کہا کہ اُس نے سچ کہا وہ ایسی ہی ہے۔
یزید نے کہا کہ اُس نے یہ بھی کہا ہے۔

ثم خاصرتها الى القبة الخضرا
تمشي في مرمر مسنون
خاصرتها اخذت بخصرها و[illegible]

مین اور وہ دونون ایک دوسرے کی کمر مین ہاتھ ڈالکر
قبہ خضرا تک گئے جہان سنگ مرمر کا فرش تھا اُسپر
وہ چلتی تھی۔

قال ولا كل هذا يا بني
ثم ضحك وقال انشد لي ما
قال ايضا فانشده الى ان
قال) قال يا بني ليس
يجب القتل في هذا
والعقوبة دون
القتل ولكنا
نكفه بالصلة والتجاوز

معاویہ نے کہا کہ اسمین تو کوئی ایسی بات نہین ہے
پھر ہنسنے لگا اور کہا کہ اُسنے اور جو کچھ کہا ہو اُسکو بھی پڑھو
یزید نے اُس کے بقیہ اشعار پڑھے۔ (جنکو شکر
معاویہ نے کہا کہ اے بیٹا ان اشعار پر تو قتل واجب نہین
اُسکی سزا قتل سے کم ہے ہم اُسکو صلہ وجائزہ سے روکرینگے

ازبسکہ معاویہ نے اپنی پوری زندگی کو خدا اور رسولؐ کی مخالفت اور شریعت اسلام کی اہانت اور اپنے فسق و فجور اور حد درجہ کی بیدینی میں صرف کیا تھا جسکا کچھ حال آیندہ کی تقریرات سے بھی معلوم ہوگا اسی لیے حضرت رسول خداؐ لوگوں کو ایسے شخص کے انجام بخیر نہونے پر وقتاً فوقتاً متنبہ فرماتے رہتے تھے چنانچہ معتضد عباسی نے اپنے فرمان میں لکھا ہے کہ

ان رسول اللہ قال یطلع من ھذا الفج رجل من امتی فطلع معاویۃ

کہ ایکدفعہ حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کا ایک شخص اس نشیب سے آیا چاہتا ہے جو کفر پر محشور ہوگا۔ پس تھوڑی سی دیر کے بعد اسطرف سے معاویہ برآمد ہوئے

بہرحال بنی امیہ کے کفر و زندقہ اور بیدینی کی وجہ سے حضرت رسول خداؐ نے انکی حکومت کو نیست و نابود اور انکی سرکشی و زور کو بالکل توڑ دیا تھا اس لیے کہ جنگ بدر میں سرداران قریش کا عموماً اور سرداران بنی امیہ کا خصوصاً استیصال ہو چکا تھا اور بنی امیہ کے لیے عرب میں کسی قسم کی حکومت باقی نہیں تھی۔

ابوسفیان اور انکی اولاد مغلوب ہوکر تلوار کے زور سے بظاہر اسلام کو قبول کر چکے تھے اور نہایت ذلت اور بے بسی کی حالت میں بسر کرتے تھے لیکن موقع پاکر مکاری اور دغابازی سے باز نہ آتے تھے چنانچہ حضرت رسول خداؐ کے انتقال فرمانے کے بعد جبکہ لوگوں نے حضرت ابوبکر سے بیعت کی ہے تو ابوسفیان نے انکی بیعت نہیں کی تاریخ ابوالفدا میں مذکور ہے وکان ممن تخلف عن بیعتہ ابوسفیان من بنی امیہ تھا اور جناب امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں وارد ہوئے اور کہنے لگے۔

مالنا ولابی فصیل انما ھی بنو عبد مناف

ہمارے اور ابوفصیل عہ کو کیا واسطہ یہ تو خاندان عبد مناف کا حق ہے

اسی اثنا میں کسی شخص نے ابوسفیان سے کہا کہ

فقیل لہ انہ قد ولی ابنک قال وصلۃ رحم۔

حضرت ابوبکر نے تمہارے بیٹے کو حکومت دیدی ہے یہ سنکر کہنے لگے کہ وہ قرابت کا صلہ پایئں ہے۔

اور دوسری روایت مین وارد ہوا ہے کہ

قال ابوسفیان لعلی ما بال ھذا الامر فی اقل حی من قریش واللہ لئن شئت لاملئنھا علیہ خیلا ورجالا فقال علی یا ابا سفیان طال ما عادیت الاسلام واھلہ فلم تضرہ بذالک شیئا

ابوسفیان نے جناب امیر المومنینؑ سے کہا کہ کیا اس حکومت کی یہی شان ہے کہ وہ قریش کے ایسے قبیلہ کے حوالہ کیجائے جو سب قبیلون مین کم رتبہ ہو۔ بخدا اگر آپ چاہین تو شہر مدینہ کو اُس (ابوبکر) پر سوارون اور پیادون سے پُر کردون پس جناب امیر المومنینؑ نے ارشاد فرمایا کہ ای ابوسفیان تم ہمیشہ سے اسلام اور اہل اسلام کے دشمن رہے ہو لیکن تم اُنکو اپنی دشمنی سے کسی قسم کا ضرر نہین پہنچا سکے

اور تیسری روایت مین وارد ہوا ہے۔

لما اجتمع الناس علی بیعۃ ابی بکر اقبل ابوسفیان وھو یقول واللہ انی لأری عجاجۃ لا یطفئھا الا الدم یا ال عبد مناف فیما ابوبکر من امورکم این المستضعفان این الاذلان علیؑ والعباس و قال اباحسن ابسط یدک حتی ابایعک فابی علی علیہ فجعل یتمثل بشعر المتلمس

ولا یقیم علی خسف یراد بہ الا الاذلان غیر الحی والوتد

جب لوگون نے حضرت ابوبکر کی بیعت پر اتفاق کیا تو ابوسفیان یہ کہتے ہوئے آئے کہ واللہ آج مین ایسا غبار دیکھتا ہون جو خونریزی کے بغیر فرو نہین ہو سکتا اے اولاد عبد مناف ابوبکر کو تمہارے امور سے کیا سروکار ہے کہان ہین دونون کمزور کہان ہین دونون مغلوب علیؑ و عباسؓ اور کہا کہ اے ابوالحسن اپنا ہاتھ بڑھاؤ تا اینکہ مین تمہاری بیعت کرون پس حضرت نے انکار فرمایا اور ابوسفیان متلمس کے شعر ذیل کے ساتھ تمثال کرنے لگا جسکا حاصل یہ ہے کہ اپنی ذلت وخواری پر دو چیزون کے سوا کوئی شے قائم نہین رہ سکتی ایک خراب الی دوسری میخ

هذا علی الخف معکوس برمته فذا یتهم فلا یبکی له احد
فزجره علی علیه السلام
فقال انك والله ما اردت
بهذا الا الفتنة وانك
والله طال ما بغیت الاسلام
شرا لاحاجة لنا فی نصیحتك

وہ اپنی رسی مین ذلت پر اُلٹا بندہا رہتا ہے اور یہ ہوتی جاتی ہے اور اُسکے لیے کوئی نہین روتا - یہ سنکر حضرتؑ نے اُسکو جھڑک دیا اور فرمایا کہ بخدا تو نے اپنے اس کلام سے سوائے فتنہ کے کسی چیز کا ارادہ نہین کیا اور تو بخدا ہمیشہ اسلام کے لیے برائی کا طلبگار رہا - ہمکو تیری نصیحت کی حاجت نہین ہے -

اور ایک روایت مین یہ مضمون ہے کہ

لما بویع ابو بکر قال ابو سفیان
لعلی والعباس انتما الاذلان
ثم انشد
یتمثل
ان الهوان حمار الاهل یعرفه
والحر ینکره والرسلة الاجد

جب حضرت ابو بکر کی بیعت ہوگئی تو ابو سفیان نے جناب امیر المومنینؑ اور حضرت عباسؓ سے کہا کہ تم دونون ذلیل ترین مردم ہو اُسکے بعد اشعار ذیل کے ساتھ تمثال کرنے لگا -
خرابلی اپنی ذلت وخواری کو جانتا ہے اور مرد آزاد اور ناقہ قویہ اُسکا انکار کرتی ہے (الی اخر ما مر)

حضرت ابو بکر نے ابو سفیان کا یہ کلام سنکر اور اُسکی بدذاتی سے غالباً مرعوب ہوکر اُسکی تالیف قلب کے لیے اُسکے بیٹے یزید کو حاکم شام مقرر کردیا چنانچہ صاحب روضة الصفا لکھتے ہین کہ جب حضرت ابو بکر وحضرت عمر کو معلوم ہوا کہ ابو سفیان داعیہ مخالفت رکھتا ہے تو انھون نے اُس کے بیٹے یزید کو شام کی امارت دیدی ابو سفیان کو جب یہ معلوم ہوا تو منازعت ومخالفت ترک کرکے مطیع ومنقاد ہوگیا - اور جس لشکر کی ہمراہی مین خود ابو سفیان بھی موجود تھے اور جنگ یرموک مین اُنکی ایک آنکھ بھی جاتی رہی تھی اس کے علاوہ یہ ہے کہ حضرت ابو بکر کی نظر مین ابو سفیان کا ایسا وقار قائم ہوچکا تھا کہ اُسکی ادنے سی توہین کو بھی اگرچہ وہ مخلصین اہل اسلام کی طرف سے ہو

گوارا نکرتے تھے بلکہ خود مسلمانون کو اُلٹی نصیحت کرنے لگتے تھے مثال کے لیے
صرف یہ واقعہ کافی ہے جو کتاب مشکوٰۃ کی جلد ہشتم باب المناقب مین مرقوم ہو کہ

ان ابا سفیان اتی علی سلمان و صہیب و بلال فی نفر فقالوا ما اخذت سیوف اللہ من عنق عدو اللہ ماخذھا فقال ابو بکر اتقولون ھذا الشیخ قریش وسیدھم فاتی النبی فاخبرہ فقال یا ابا بکر لعلک اغضبتہم لئن کنت اغضبتہم لقد اغضبت ربک فاتاھم فقال یا اخوتاہ اغضبتکم قالوا لا یغفر اللہ لک یا اخی رواہ مسلم

ایک دفعہ ابوسفیان کا حضرت سلمان صہیب اور بلال کی طرف سے گذر ہوا تو یہ لوگ کہنے لگے کہ کیا خدا کی تلوارون نے دشمن خدا کی گردن سے اپنی جگہہ کو نہین لیا تو حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ آیا تم یہ کلمہ ایسے شخص کی نسبت کہتے ہو جو قریش کا بزرگ اور سردار ہے بعد ازان حضرت ابوبکر جناب رسول خدا صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئے اور اس واقعہ کی خبر دی۔ حضرت صلعم نے فرمایا اے ابوبکر شاید تم نے اُنکو غضبناک کیا ہے۔ اگر تم نے اُنکو غضبناک کیا ہے تو خدا کو غضبناک کیا۔ حضرت ابوبکر پھر اُن لوگون کے پاس آئے اور کہا اے بھائیو آیا مین نے تمکو غضبناک کیا ہے اُنھون نے کہا اے بھائی خدا تمھاری یہ خطا نہ بخشے اس خبر کو مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔

اس واقعہ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت ابوبکر کے دلمین ابوسفیان کی کیسی وقعت تھی حالانکہ ابوسفیان نے اُسوقت تک ظاہری اسلام کو بھی قبول نہ کیا تھا۔ پس ممکن ہے کہ حضرت ابوبکر نے اپنی خلافت کے زمانہ مین ابوسفیان کی وہ گفتگو سُنی ہو جو اُنھون نے حضرت امیر المومنین سے کی تھی اور اُسکے دہیما کرنے اور اُسکے غیظ و غضب کے فرو کرنیکی غرض سے یا ابوسفیان کے اُس وقار سابق کیوجہ سے جو حضرت ابوبکر کے دلمین جاگزین تھا شام کی حکومت کو اُسکے بیٹے یزید سے متعلق کر دیا ہو۔ اور حضرت ابوبکر کا یزید بن ابی سفیان کو حاکم شام قرار دینا اور سردار لشکر بناکر دمشق کیطرف

روانہ کرنا کتب مورخین مین مرقوم ہے چنانچہ محمد بن جریر طبری سنہ ۱۳ھ کے حالات مین لکھتے ہین کہ -

ودعا یزید بن ابی سفیان فامّرہ علی جند عظیم ھم جمہور من انتدب اِلیہم وفی جندہ سھیل بن عمرو واشباھہم من اھل مکۃ وشیّعہ ماشیًا (الی ان قال) وبعث جرجۃ بن توذر الٰی نحو یزید بن ابی سفیان فعسکر بازائہ (الی ان قال) وکان ابوبکر قد سمّی لکل امیر من امراء الشام کورۃ فسمّی لابی عبیدۃ ابن عبد اللہ بن الجراح حمص ولیزید بن ابی سفیان دمشق (الی ان قال) وکان ابی سفیان یسیر فیقف علی الکرادیس فیقول اللہ اللہ انکم ذادۃ العرب وانصار الاسلام وانہم ذادۃ الروم وانصار الشرک اللّٰہمّ ھذا یوم من ایامک اللّٰہمّ انزل نصرک علی عبادک (الی ان قال) فاصیبت یومئذ عین ابی سفیان اخرج السہم من عینہ ابو حثمہ

حضرت ابوبکر نے یزید بن ابی سفیان کو بلایا اور اُنکو لشکر عظیم پر امیر کیا جسمین سہیل بن عمرو وغیرہ شریک تھے اور حضرت ابوبکر نے پیادہ پا اُنکی مشایعت کی اور ہرقل نے جرجہ بن توذرا کو یزید بن ابی سفیان کیطرف بھیجا جسنے اُنکے مقابل اپنا لشکر قایم کیا - اور حضرت ابوبکر نے چونکہ شام کے ہر ایک امیر لشکر کے واسطے ایک ایک شہر کو نامزد کر دیا تھا اسلیے دمشق کو یزید بن ابی سفیان کے نامزد کیا تھا - اور ابوسفیان سب لشکریون میں کہتے جاتے تھے کہ تم لوگ خدا کو یاد کرو تم لوگ عرب کے حامی اور اسلام کے انصار ہو اور یہ لوگ روم کے حامی اور شرک کے انصار ہین - اے خدا یہ منجملہ تیرے دنوں کے ایک دن ہے اے خدا تو اپنے بندون پر اپنی نصرت کو نازل کر اور اسی روز (یرموک کے دن) ابوسفیان کی ایک آنکھ جاتی رہی جسمین سے ابوحثمہ نے تیر نکالا -

ان کلمات پر نظر کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ ابوسفیان نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کی ناراض اور ناامید ہو کر حضرت ابوبکر سے آشتی پیدا کر لی تا اینکہ اُنھون نے اُن کے بیٹے یزید کو امیر لشکر بنا کر شام کیطرف بھیجا اور ابوسفیان اُنکے ہمراہ تھے -

اسی زمانہ سے بنی اُمیہ کی حکومت کا از سر نو آغاز ہوا - مورخین کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر نے معاویہ کو بھی اُسکے بھائی یزید کے پاس بھیجدیا ہے -

چنانچہ ابن خلدون لکھتے ہین کہ

ثم بعث ابوبکر معاویہ وامرہ باللحاق باخیہ یزید

پھر حضرت ابوبکر نے معاویہ کو بھیجا اور اُسکو حکم دیا کہ اپنے بھائی یزید سے ملحق ہو جائے

بہرحال یزید بن ابی سفیان ۱۸ھ تک جو حضرت عمر کی خلافت کا زمانہ تھا دمشق شام کی
برابر حکومت کرتا رہا اور جب وہ ہلاک ہوگیا تو حضرت عمر بن خطاب نے اُسکی جگہہ معاویہ
بن ابی سفیان کو دمشق کے لشکر اور اُسکے خراج پر امیر کر دیا چنانچہ محمد بن جریر طبری
لکھتے ہین کہ -

ولما انتہی الی عمر مصاب ابی عبیدة ویزید بن ابی سفیان امر معاویة بن ابی سفیان علی جند دمشق وخراجها

جب حضرت عمر کو ابوعبیدہ اور یزید بن ابی سفیان کے ہلاک ہونیکی خبر معلوم ہوئی تو معاویہ بن ابی سفیان کو دمشق کے لشکر اور اُسکے خراج پر امیر کر دیا -

اور تاریخ ابن خلدون مین مذکور ہے کہ -

وھلک بالطاعون ابو عبیدة ومعاذ ویزید بن ابی سفیان (الی قال) ولما ھلک یزید ولی عمر علی دمشق مکانہ اخاہ معاویة ابن ابی سفیان

طاعون سے ابوعبیدہ اور معاذ اور یزید بن ابی سفیان ہلاک ہوئے اور جبکہ یزید ہلاک ہوگیا تو حضرت عمر بن خطاب نے دمشق کی اُسکی جگہہ اُسکے بھائی معاویہ بن ابی سفیان کو حاکم کر دیا

اور معاویہ کو جب سے کہ حضرت عمر نے دمشق کا حاکم مقرر کیا تھا معزول نہین ہوا
بلکہ حضرت عمر کے بعد بھی وہ حاکم چنانچہ تاریخ طبری مین مرقوم ہے -

وکان عامل عمر بن الخطاب فی السنة التی قتل فیها وھی سنة ۲۳ھ علی مکة نافع بن عبد الحارث الخزاعی (الی ان قال) وعلی دمشق معاویة بن ابی سفیان

سنہ ۲۳ھ تک (جس مین کہ حضرت عمر نے انتقال کیا ہے) معاویہ دمشق پر عامل تھے

انتہے بحاصلہ

معاویہ بن ابی سفیان حضرت عثمان کی خلافت کے زمانہ مین بھی شام کے گورنر رہے لیکن
اُنکو ہمیشہ یہی دھن رہتی تھی کہ وہ کسی نہ کسی طرح مستقل حاکم ہو جائین - تاریخ طبری وحبیب السیر
وغیرہ کتب مین مذکور ہے کہ جب حضرت عثمان نے بنو امیون کے خوف سے اپنے
عاملون کو صلاح و مشورہ کی لیے موسم حج مین طلب کیا اور معاویہ وارد مدینہ ہوئے تو

ایک دفعہ کعب الاحبار سے بازار میں ملے اُنسے پوچھا کہ عثمان کا کیا انجام ہوگا کعب نے کہا کہ عنقریب اُنکا خاتمہ ہونیوالا ہے اور اُن کے بعد حکومت تمکو ملیگی۔ کعب سے یہ سُنکر معاویہ کے دلمیں سلطنت کی تمنا غالب ہوگئی اسوقت سے اگرچہ معاویہ کو حضرت عثمان کے مقتول ہونیکا پورا یقین ہوگیا تھا لکن وہ سمجھتے تھے کہ جناب امیر المومنین اور طلحہ و زبیر کی موجودگی مین اُنکے لیے سلطنت و حکومت کا حاصل ہونا دشوار ہے لہذا انہوں نے حضرت عثمان سے ان تینوں بزرگواروں کے قتل کرڈالنے کی اجازت طلب کی مگر انہوں نے منظور نہیں کیا۔ اس مطلب کو ابن قتیبہ نے کتاب الامامۃ والسیاستہ مین بایں عبارت وارد کیا ہے جو مع ترجمہ درج ذیل ہے۔

فقال عثمان لمعویہ ما تری (الی ان قال) فقال معویہ الرای ان تاذن لی فاضرب اعناق ھولاء القوم قال من قال علی وطلحہ وزبیر قال عثمان سبحان اللہ اقتل اصحاب رسول اللہ بلا حدث احدثوہ ولا ذنب رکبوہ قال معویہ فان لم تقتلھم فانھم سیقتلونک اہ	حضرت عثمان نے معاویہ سے کہا کہ تمہاری کیا رائے ہے۔ معاویہ نے کہا کہ رائے یہ ہے کہ تم مجکو ان لوگوں کی گردن مار دینے کی اجازت دو حضرت عثمان نے پوچھا کہ کن لوگوں کی گردن مارنیکی اجازت چاہتے ہو۔ کہا کہ علیؑ اور طلحہ و زبیر۔ حضرت عثمان نے کہا سبحان اللہ میں اصحاب رسولؐ کو بلا کسی حادثہ یا گناہ کے قتل کرڈالوں۔ معاویہ نے کہا کہ اگر تم ان کو قتل نہ کروگے تو وہ تمکو قتل کرڈالیں گے

یہی وجہ تھی کہ جب حضرت عثمان نے عین محاصرہ کے زمانہ میں معاویہ بن ابی سفیان کو اپنی مدد کے لیے طلب کیا ہے تو انہوں نے جریر بن عبداللہ یا مسور کو بھی جو قاصد ہوکر اُن کے پاس گئے تھے روک لیا اور اُن کی اعانت و مدد کرنے پر آمادہ نہ ہوئے بلکہ حضرت عثمان کے مقتول ہونے کا انتظار کرنے لگے چنانچہ تاریخ طبری مین مرقوم ہے کہ

فلما رای عثمان ما قد نزل بہ وما قد انبعث علیہ من الناس کتب الی معویہ ابن ابی	جب حضرت عثمان نے دیکھا کہ اپنے پر بلا نازل ہوئی ہو تو معاویہ بن ابی سفیان کو جو شام مین مقیم تھے اس مضمون کا

سفیان یدعو بالشام بسم الله الرحمن الرحيم
اما بعد فان اهل المدینة قد کفروا واخلفوا
الطاعة ونکثوا البیعة فابعث الی من قبلک
من مقاتلة اهل الشام علی کل صعب وذلول
فلما جاء معویة الکتاب تربص به وکره
اظهار مخالفة اصحاب رسول الله وقد علم اجتماعهم

خط لکھا کہ اہل مدینہ کافر ہو گئے اور انہوں نے طاعت
چھوڑ دی اور بیعت توڑ دی۔ پس تم میری مدد کیلیے
اہل شام کے جنگی لوگوں کو روانہ کرو جب یہ حضرت عثمان کا
یہ خط معاویہ کے پاس پہنچا تو انکی موت کا انتظار کرنے لگا
اور اصحاب رسول خدا کی مخالفت کے ظاہر کرنیکو مکروہ
سمجھا حالانکہ ان کے اجتماع کو معلوم کر چکے تھے انتہی بجا ملہ

اور قریب قریب اسی مضمون کے اعثم کوفی نے بھی اپنی تاریخ میں وارد کیا ہے چنانچہ
ترجمہ تاریخ اعثم کوفی میں مرقوم ہے کہ۔ وچون عثمان میدانست کہ کار از مدارا و مواسات
درگذشتہ نامہ نوشت بعبداللہ بن عامر بن کریز نامہ دیگر بمعویہ بن ابی سفیان بدین مضمون
کہ اما بعد بدانید کہ جماعتے اہل ظلم و عدوان و بغی و طغیان از مدینہ و کوفہ و بصرہ و مصر بر من شوریدہ
وگرد سرائے من فرو گرفتہ و مرا در سرائے بنیافتہ حال در محاصرہ در بند ان مبالغہ مینمایند وچند نوبت
ایشانرا نصیحت میکنم و رضائے ایشان میجویم و میگویم کہ بکتاب خدا و سنت مصطفےٰ با شما
کار میکنم البتہ نصیحت من قبول نمیکنند و عزیمت بر کشتن یا خلع کردن من مقصور گردانیدہ اند
ورفتن از دنیا نزد من آسان تر از آنست کہ بر وفق رضائے ایشان روم و خویشتن را از
خلافت خلع کنم شما را از حال خویش خبر دادم میباید کہ مرا دریابید و بہر وان قوی حال شجاعت
پیشہ مدد کنید باشد کہ خدا تعالےٰ بواسطہ امداد و ہمت شما شر این جماعت کہ طریق بغی و
حسد پیش گرفتہ اند از من دفع کند والسلام و مسور بن مخرمہ این نامہ را نزد معاویہ آورد
وچون مطالعہ کرد مسور او را گفت گمان من انست کہ تا این غایت عثمان را کشتہ باشند
تو در چہ اندیشہ زود باش و بر سر کار شو و درین باب تاخیر و اہمال مورز معاویہ گفت ای
مسور سخن راست از من بشنو چون خلافت بعثمان رسید در اول کار طریق نیکو میسپرد
و قاعدہ نیکوئے نہاد و بموجب رضائے خلق اللہ کار میکرد خدا تعالےٰ کار او مستقیم

میداشت و یاران یکدل و یک جہت میبودند بعد ازان کہ تغیر و تبدیل باحوال خویش راہ داد و مرتکب کارہائیکہ از قانون شریعت و خلاف روش خلفاے برحق بود شد و سیرت و قاعدہ نیکو بگردانید حق تعالے دولت از او بگردانید اکنون من کہ معاویہ ام نعمتے را کہ خدا تعالے از کسے گردانیدہ باشد باز نتوانم آورد و من بگوشہ نشستہ ام و سرحد ولایت شام را نگہ میدارم و دشمنان از ہر طرف چشم بدین ولایت دارند اگر من بمدینہ روم میترسم کہ دشمنان قصد این ولایت کنند و این حدود را از مسلمانان فرا ستانند و فرزندان و عیال مسلمانان را رسد انچہ رسد بالجملہ معاویہ در مدد عثمان رغبتی نکرد و اہمال و تعلل دران باب جائز داشت و سخنان بیفائدہ با رسول او گفت و رسول عثمان مایوس بازگشت۔

اور جبکہ بلوائیون نے حضرت عثمان کو قتل کرڈالا اور نعمان بن بشیر جو خانوادہ اہلبیت کے دشمن تھے حضرت عثمان کا خون آلود کرتہ اور اُنکی ڈاڑہی کے بال جو محمد بن ابی بکر نے نوچ لیے تھے نائلہ بنت فرافصہ زوجہ حضرت عثمان کے حکم سے لیکر معاویہ کے پاس پہنچی تو انھون نے حضرت عثمان کے کرتہ کو ممبر پر لٹکایا اور اہل شام کو بہکانا شروع کیا کہ حضرت عثمان کو جناب امیر المومنینؑ نے نہایت مظلومی سے قتل کرا دیا ہے اور یہ انکا خون آلود کرتہ ممبر پر لٹکا ہوا ہے۔ ایسے مظلوم کے خون کا عوض لینا ہمارا اور تمہارا فرض ہے اب تمکو علیؑ بن ابیطالب سے لڑائی کرنے پر اور خون عثمان کا بدلہ لینے پر آمادہ رہنا چاہیے یہ سُنکر اہل شام مین بیحد جوش پیدا ہوا اور سب کے سب جناب امیرؑ کی مخالفت اور جنگ کرنے پر آمادہ ہوگئے اور معاویہ اور تمام اہل شام نے حضرت کی بیعت سے انکار کردیا اور جبکہ طلحہ و زبیر نے باوجود بیعت کرنے کے حضرت سے مخالفت کا اظہار کیا اور حضرت عائشہ کو ہمراہ لیکر بصرہ مین جاکر فتنہ و فساد و شورش برپا کی اور جناب امیر المومنینؑ بصرہ کو تشریف لے گئے تو معاویہ اور عمرو بن عاص نے ۳۶ھ مین محمد بن حذیفہ کو جو

حضرتؓ کیطرف سے مہمات مصر کو انجام دیتے تھے قتل کر ڈالا حالانکہ ہنوز حضرت کو قیس بن سعد کے مصر بھیجنے کی نوبت آئی تھی اور وہان کا تمام مال و اسباب لوٹ کرے گئے

اس مقام پر واقعات مذکورہ کی تحقیق کے لیے تاریخ طبری - تاریخ ابو الفداء - اور کتاب الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ وغیرہ کی عبارتون کا نقل کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے -

چنانچہ مورخ ابو الفداء نے حضرت عثمان کے خون آلود کرتہ کا شام جانا اور معاویہ کا اُسکو ممبر پر لٹکانا اور اہل شام کو حضرتؓ کی لڑائی پر آمادہ کرنا باین عبارت تحریر کیا ہے -

وسار النعمان بن بشير الى الشام و معه ثوب عثمان الملطخ بالدم وكان معاوية تعلق قميص عثمان على المنبر ليحرض اهل الشام على قتال علي و اصحابه

اور نعمان بن بشیر اپنے ہمراہ حضرت عثمان کا خون آلود کرتہ لیکر شام کو روانہ ہوئے اور معاویہ نے اُس کرتہ کو ممبر پر لٹکا دیا تاکہ اہل شام کو حضرت امیر المومنینؑ اور اُنکے اصحاب کی لڑائی پر آمادہ کرے انتہی بحاصلہ -

اور ابن قتیبہ نے کتاب الامامۃ والسیاسۃ میں اس مضمون کو باین عبارت وارد کیا ہے کہ

ارسلت بقميص عثمان مضرجا بالدم ممزقا وبالخصلة التي نتفها محمد بن ابي بكر من لحيته فعقدت الشعر في زر القميص ثم دعت النعمان بن بشير الانصاري فبعثته الى معاوية فمضى بالقميص

نائلہ نے حضرت عثمان کا خون آلود اور پارہ پارہ کرتہ اور حضرت عثمان کی ڈاڑہی کے وہ بال جنکو محمد بن ابی بکر نے نوچ لیا تہا اُس کرتہ کی گھنڈیوں میں باندہ دیا بعد ازان نعمان بن بشیر انصاری کو بلایا اور اُسکو معاویہ کے پاس بہیجا اور وہ کرتہ لیکر چلا الخ

اور تاریخ طبری نے محمد بن ابی حذیفہ کے مقتول ہونیکو باین عبارت وارد کیا ہے کہ

لما خرج المصريون الى عثمان مع محمد بن ابي بكر اقام بمصر و اخرج عنها عبد الله بن سعد بن ابي سرح و ضبطها فلم يزل بها مقيما حتى قتل

جب مصریون نے محمد بن ابی بکر کے ساتھ حضرت عثمان کیطرف خروج کیا تو محمد بن ابی حذیفہ نے مصر میں قیام کیا اور عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کو وہان سے خارج کر دیا اور مصر کا نظم و نسق کیا اور وہ مصر میں اُس زمانہ تک مقیم رہے جب تک کہ

عثمان و بویع لعلی واظهر معاویة الخلاف وبایعه علی ذلک عمرو بن العاص فسار معاویة وعمرو الی محمد بن ابی حذیفة قبل قدوم قیس ابن سعد مصر فعالجا دخول مصر فلم یقدرا علی ذلک فلم یزالا یخدعان محمد بن ابی حذیفة حتی خرج الی عریش مصر فی الف رجل فتحصن بها وجاءه عمرو فنصب المنجنیق علیه حتی نزل فی ثلاثین من اصحابه فاخذوا [وقتلوا]

حضرت عثمان قتل کر ڈالے گئے اور جناب امیر علیہ السلام سے بیعت کیگئی اور معاویہ نے مخالفت کا اظہار کیا - اور عمرو بن عاص نے معاویہ سے اسی امر پر بیعت کی بعد ازاں معاویہ اور عمرو بن عاص قبل اسکے کہ قیس بن سعد مصر میں وارد ہوں محمد بن ابی حذیفہ کیطرف چلے اور [مصر میں داخل] ہونے کی تدبیریں کرنے لگے مگر داخل نہ ہو سکے بعد ازاں وہ دونوں محمد بن ابی حذیفہ کو فریب دیتے رہے تا اینکہ وہ [ہزار] آدمیوں کے ساتھ عریش مصر کیطرف نکلے اور وہاں قلعہ بند ہو گئے بعد ازاں عمرو بن عاص آیا اور محمد بن حذیفہ [پر] منجنیق کو نصب کیا تا اینکہ وہ اپنے تیس رفیقوں میں سے نیچے اُتر آئے اور ان لوگوں نے انکو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔

تنبیہ - معاویہ سے جو فتنہ و فساد کی باتیں صادر ہوئی ہیں جنکا ایک شمہ مذکور ہو چکا اور کچھ آئیندہ مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اگرچہ وہ انکی بیدینی اور دنیاداری کے ظاہر کرنے میں کافی ہیں لیکن جب سے کہ عمرو بن عاص نے انکی رفاقت اختیار کی ہے اور انکی رائے سے جو [افعال] وقتاً فوقتاً صادر ہوتے رہے ہیں وہ صدہا درجہ کی مکاری اور دغابازی پر مبنی ہیں جہانتک دنیا کا کوئی لٹیرا اور بدمعاش شخص مشکل سے پہنچ سکتا ہے۔ درحقیقت ایسے افعال اُسی شخص سے صادر ہو سکتے ہیں جو حد درجہ کا حرامزادہ سب سے بے حیا اور بے ایمان ہو اور تمام تواریخ پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عمرو بن عاص میں یہ اوصاف بدرجہ اکمل مجتمع تھے۔

تاریخ ابو الفداء اور تاریخ ابن وردی اور روضۃ المناظر میں منقول ہے کہ جب امام حسن علیہ السلام نے معاویہ کو برا بھلا کہا ہے تو عمرو بن عاص نے اُنسے کہا کہ

[illegible]

یہ سُنکر اروی نے کہا کہ

یا ابن النابغة تتکلم وامک کانت اشهر بغی بمکة واخذهن اجرة وادعاک خمسة من قریش فسئلت امک عنهم فقالت کلهم اتانی فانظروا اشبههم به فالحقوه به فغلب علیک شبه العاص بن وائل فالحقوک به

اے بیٹے نابغہ کے تم کیونکر کلام کرتے ہو کیا تمکو خبر نہیں کہ تمہاری ماں مکہ کی تمام
زواۃ الاعلام میں نہایت مشہور تھی اور سب سے زیادہ اُجرت
لیتی تھی اور قریش کے پانچ شخصوں نے دعوے کیا تھا پس
تمہاری والدہ سے پوچھا گیا تو اُس نے جواب دیا کہ یہ پانچوں شخص
میرے پاس آتے تھے پس اس بچہ کو اُس شخص سے ملحق کردو
جس سے وہ زیادہ شباہت رکھتا ہو پس تمپر عاص بن وائل کی
شباہت غالب آگئی اسلئے تم اُس سے ملحق کر دیے گئے

عمرو بن عاص اور معاویہ نے باہم جمع ہو کر جو بدذاتیاں اور دغابازیاں کی ہیں وہ درحقیقت
اُنکی خباثت اصل کے مناسب ہیں یہ دونوں شخص جب تنہائی میں مجتمع ہوتے تھے تو
حضرت عثمان کی نسبت اپنی مذمت کرنے اور لوگوں کو اُن کے قتل پر آمادہ کرنیکا اقرار اور
جناب امیر ع کے فضائل و مناقب کا اعتراف کرتے تھے اور جب لوگوں سے ملتے تھے
تو اپنے تئیں محب عثمان اور اُنکی طرف سے طالب خون بہا ہونیکا دعوے کرتے تھے۔
بلکہ عمرو بن عاص نے اپنے دین کو معاویہ کی دنیا کے عوض فروخت کیا تھا اور معاویہ نے
اُسکے دین کو اپنی دنیا اور بیدینی کے عوض خرید کیا تھا اور دنیا طلبی کے لیے خون عثمان کو
بہانہ قرار دیا تھا چنانچہ مسلم بن قتیبہ لکھتے ہیں کہ

فقال عمرو وا سوءتاه ان احق الناس ان لا یذکر عثمان لانا انت فقال معاویه ولم فقال عمرو اما انت فخذلته ومعک اهل الشام واستغاثک فبطأت

ایک دفعہ عمرو بن عاص نے کہا کہ مجھکو اور تمکو عثمان کا ذکر کرنا
کسی طرح سزاوار نہیں ہے معاویہ نے کہا کہ اسکی کیا وجہ
عمرو بن عاص نے کہا کہ تم نے تو اُنکی نصرت ترک کی حالانکہ
تمہارے پاس اہل شام موجود تھے اُنھوں نے تم سے
فریاد بھی کی اور مدد طلب کی مگر تم نے دیدہ و دانستہ استغد

علیہ واما انا فتر کتہ حیا نا و هربت الی فلسطین قال معاویہ وعنی من هذا اهلم فبایعنی فقال عمرو لا واللّٰہ لا اعطیك من دینی حتی اخذ من دنیاك قال معاویہ صدقت سل تعط قال عمرو مصر طعمۃ (الی ان قال) فکتب معاویہ لعمرو مصر طعمۃ

تاخیر کی کہ وہ مقتول ہوگئے۔ رہا مین انکو ظاہر بظاہر فتنہ و فساد مین مبتلا دیکھکر اور انکو بلوائیون کے پنجے مین چھوڑکر فلسطین کو چلا گیا معاویہ کہنے لگے کہ اب تم ان باتون کو چھوڑ دو مجھے بیعت کرلو عمرو نے کہا کہ واللہ مین اپنا دین تمکو اسوقت تک نہ دونگا جبتک کہ اسکے عوض مین تم سے دنیا نہ لیلون معاویہ نے کہا کہ تم نے سچ کہا اب تم جو چاہو طلب کرو مین دینے کے لیے تیار ہون چنانچہ عمرو نے اپنی بسر اوقات کیلیے مصر کو طلب کیا اور معاویہ نے مصر کو اُن کے پانام کر دیا

اور جب کوئی شخص عمرو بن عاص سے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی کوئی فضیلت بیان کرتا تہا تو اُسکا اقرار کرتا تہا بلکہ حضرت کے اور فضائل کا بہی اظہار کرتا تہا۔ اب باوجود اسکے جبکہ وہ حیران ہوکر پوچہتا تہا کہ پہر تم لوگون نے اُنکی دشمنی اور لڑائی پر کیون کمر باندہی حالانکہ اُنسے مہاجرین و انصار بیعت بہی کرچکے ہین تو اُس کے جواب مین صرف یہی کہتے تہے کہ وہ عثمان کے بارہ مین متہم ہین۔ اسکے بعد اگر وہ کہتا تہا کہ تم نے بہی حضرت عثمان کی مدد نہین کی تو آپ اُسکی بہی تصدیق کرتے تہے اور کوئی معقول جواب دیسکتے تہے

چنانچہ مسلم بن قتیبہ کتاب الامامۃ والسیاستہ مین لکھتے ہین کہ:-

ان رجلا من همدان یقال لہ برد قدم علے معاویہ فسمع عمرو ایقع فی علی فقال لہ یا عمرو ان اشیاخنا سمعوا رسول اللّٰہ ص یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ فحق ذلك ام باطل

ہمدان مین کا ایک شخص جسکا نام برد تہا معاویہ کے پاس آیا اور سُنا کہ عمرو بن عاص جناب امیر ع کو برا کہتا ہے پس اُس سے کہا کہ اے عمرو ہمارے بزرگون نے جناب رسول خدا کو یہ فرماتے ہوے سُنا ہے کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ کیا یہ حق ہے یا باطل۔ عمرو نے جواب دیا حق ہے بلکہ مین اُسپر یہ زیادتی کرتا ہون کہ صحابہ میں

فقال عمرو حق وانا ازيدك انه
ليس احد من صحابة رسول
الله له مناقب مثل مناقب علی
ففزع الفتی فقال عمرو انه افسدها
بامره فی عثمان فقال برد
هل امر او قتلی قال لا ولکنه
اوی و منع قال فهل بايعه
الناس عليها قال نعم
قال فما اخرجك من بيعته
قال اتهامی اياه فی عثمان
قال له وانت ايضا قد
اتهمت قال صدقت
فيها خرجت الی فلسطين
فرجع الفتی الی قومه فقال
انا اتينا قوما اخذنا الحجة
عليهم من افواههم علی حق فاتبعوه

کوئی شخص ایسا نہین ہے جس کے مناقب مثل مناقب
امیر المومنین ؑ ہون پس وہ شخص گھبرایا اسوقت عمرو نے
کہاکہ اُنہون نے عثمان کے معاملہ کیوجہ سے اپنے اُن
مناقب کو برباد کر دیا پس برد نے کہاکہ آیا حضرت امیر المومنین ؑ نے
اُن کے قتل کا حکم دیا تہا یا خود انکو قتل کیا تہا عمرو بن عاص نے کہاکہ نہین
لکن اُنہون نے حضرت عثمان کے قاتلون کو پناہ دی تہی
اور لوگون کو روکا تہا - برد نے کہاکہ آیا اُنسے لوگون نے
بیعت کی یا نہین عمرو نے کہاکہ ہان برد نے کہاکہ پہر اُنکی
بیعت سے تمکو کس چیز نے خارج کردیا - عمرو بولے کہ مین
اُنکو حضرت عثمان کے بارہ مین متہم جانتا ہون - برد نے
کہاکہ اس بارہ مین تو تم بہی متہم ہو عمرو نے کہاکہ تم سچ کہتے ہو
مین ہنگامہ کے وقت فلسطین کو چلا گیا تہا یہ سنکر وہ
جوان (برد) اپنی قوم کی طرف واپس گیا اور بیان کیا کہ
ہم ایسے لوگون کے پاس گئے تہے جنکے برسرِ باطل ہونیکو
ہم نے خود انہین سے قبول کرالیاکہ حضرت امیر المومنین ؑ
حق پر ہین پس تم لوگ اُنکی پیروی کرو - انتہی بنجا صلہ

عمرو بن عاص وہ بزرگ ہین جنہون نے محمد بن ابی بکر کو جنکا صلحاء امت میں داخل ہونا
محل انکار نہین ہوسکتا نہایت بے دردی سے قتل کیا چنانچہ طبری نے لکھا ہے کہ
معاویہ نے عمرو بن عاص کو چھ ہزار فوج مین امیر لشکر بناکر مصر کیطرف روانہ کیا تا اینکہ
محمد بن ابی بکر قتل کیے گئے اور انکو گدہے کی کہال مین رکھکر آگ سے جلادیا - اور ایک
روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مصر کے فتح کرنے اور محمد ابی بکر کے قتل کرنے مین معاویہ و

عمرو بن عاص دونون شریک تھے چنانچہ طبری مین مرقوم ہے۔

فسار باهل الشام حتى افتتحا مصر و قتلا محمد بن ابی بکر

پس یہ دونون اہل شام کو لے گئے اور مصر کو فتح ہو محمد بن ابی بکر کو قتل کیا۔

جب یہ خبر حضرت عائشہ کو پہنچی تو انہون نے معاویہ اور عمرو پر بعد نماز بددعا کرنی شروع کی اور محمد بن ابی بکر کے عیال کو اپنے پاس بلا لیا۔ اور اس مقام پر انکی عین عبارت یہ ہے

فلما بلغ ذلک عائشۃ جزعت علیه جزعا شدیدا وقنتت علیه دبر الصلوٰۃ تدعو علی معاویۃ و عمرو ثم قبضت عیال محمد الیها وکان القاسم بن محمد بن ابی بکر فی عیالها

پس جبکہ یہ خبر حضرت عائشہ کو پہنچی تو بہت بیتاب ہوگئین اور بعد نماز اُسپر نفرین کی اور معاویہ و عمرو کے لیے بددعا کی بعد ازان محمد کی عیال کو اپنے پاس بلا لیا پس قاسم بن محمد انکی عیال مین داخل ہو گئے۔

اور جناب امیر المومنین ؑ نے بھی ان کے بیدین اور لامذہب ہونیکی تصریح فرمائی ہے چنانچہ ارشاد فرماتے ہین کہ

فان معاویۃ و عمرو بن عاص و ابن ابی معیط (الیٰ ان قال) لیسوا باصحاب الدین ولا قرآن انا اعرف بهم منکم قد صحبتهم اطفالا و صحبتهم رجالا و کانوا شر اطفال و شر رجال

معاویہ و عمرو بن عاص اور ابن ابی معیط اصحاب دین و قرآن نہین ہین مین انکو بہ نسبت تمہارے زیادہ پہچانتا ہون مین نے بچپنے اور نوجوان ہونیکی حالت مین انکی صحبت اٹھائی ہے۔

پس انکو بچون مین بھی بدتر پایا اور مردون مین بھی۔

اسیطرح عمار بن یاسر نے بھی عمرو بن عاص کی نسبت ارشاد فرمایا ہے کہ تُو نے اپنے دین کو مصر کے عوض فروخت کر دیا۔ اور انکی عین عبارت یہ ہے۔

یا عمرو بعت دینک بمصر تبا لک طالما بغیت فی الاسلام عوجا

اے عمرو تو نے اپنے دین کو مصر کے عوض بیچ ڈالا۔ تو ہلاک ہو تو نے دین اسلام مین ہمیشہ کجی کی خواہش کی

اسیطرح شداد بن اوس نے بھی انکے عدم [illegible] حضرت رسول خدا سے [illegible] کیا ہے

چنانچہ کتب الملخص المشتہر مین مسند شداد بن اوس سے منقول ہے کہ

انه دخل علی معاویة وهو جالس وعمرو بن العاص علی فراشه فجلس شداد بینهما وقال هل تدریان ما یجلسنی بینکما انی سمعت رسول الله ص یقول اذا رأیتموهما جمیعا ففرقوا بینهما فوالله ما اجتمعا الا علی غدرة فاحببت ان افرق بینکما

شداد بن اوس ایک مرتبہ معاویہ کے پاس گئے وہ اور عمرو بن عاص ایک فرش پر بیٹھے تھے پس یہ اُن دونون کے درمیان بیٹھ گئے اور کہنے لگے کہ تم کو معلوم ہے کہ مین تم دونون کے درمیان کیون بیٹھ گیا مین نے حضرت رسول خدا ص کو فرماتے سنا ہے کہ جب تم معاویہ اور عمرو کو اکٹھا دیکھنا تو اون دونون مین جدائی ڈالدینا اُس لیے کہ بخدا وہ دونون ہمیشہ کسی نہ کسی غداری کے لیے مجتمع ہون گے اسی بناپر مجکو تم دونون مین جدائی کا ڈالدینا اچھا معلوم ہوا انتہی الملخص منہ

اور کتاب الامامہ والسیاستہ مین مرقوم ہے کہ

لما انتهی کتاب عمرو الی ابن عباس اتی به الی علی ع فاقرأه ایاه فقال علی ع قاتل الله ابن العاص اجبه فکتب اما بعد فانی لا اعلم رجلا اقل حیاء منک فی العرب انک مسار بانف الهوی اسلے معاویة وبعته دینک بالثمن الاوکس ـ

جب عمرو بن عاص کا خط عبداللہ بن عباس کے پاس پہنچا تو وہ اُس (خط) کو لیے ہوے حضرت امیر المومنین ع کی خدمت مین حاضر ہوے اور اُس کو حضرت ع کی ملاحظہ مین پیش کیا حضرت ع نے فرمایا کہ خدا ابن عاص کو ہلاک کرے تم اُسکا جواب لکھو چنانچہ اُنہون نے عمرو بن عاص کے خط کا جواب باین عبارت تحریر فرمایا کہ اما بعد میری نزدیک عرب مین کوئی ایسا شخص نہین معلوم ہوتا جو تجھ [illegible] تجھکو خواہش نفسانی نے معاویہ کیطرف مائل [illegible] اپنے دین کو نہایت ہی ناقص اور کم بہا [illegible] فروخت کیا ہے

الغرض معاویہ اور عمرو بن عاص سے جو جو امور گلیہ صادر ہوے [illegible]

اور بیدینون سے بہی ہرگز ہرگز صادر نہین ہو سکتے اور انکا ضبط کرنا نہایت دشوار ہے سنہ [illegible]
جسمین کہ ان بیدینون نے محمد بن ابی بکر کو قتل کیا ہے اُسی سنہ مین مالک اشتر کو بہی
زہر کے ذریعہ سے ہلاک کرایا ہے اُن کو حضرت امیر المومنینؑ نے محمد بن ابی بکر کے بعد
والی مصر مقرر کرکے روانہ فرمایا تہا طبری مین اُن کے زہر دلوانے کا قصہ بایں عبارت
منقول ہے۔

وبعث معاوية الى الجايستار (رجل من اهل الخراج) فقال له ان الاشتر قد ولى مصر فان انت كفيتنه لم اخذ منك خراجا ما بقيت فاحتل بما قدرت عليه فخرج الجايستار حتى الى القلزم واقام به وخرج الاشتر من العراق الى مصر فلما انتهى الى القلزم استقبله الجايستار فقال هذا منزل وهذا طعام وعلف وانا رجل من اهل الخراج فنزل به الاشتر فاتاه الدهقان بعلف وطعام حتى اذا طعم اتاه بشربة من عسل فجعل فيها سما فسقاه اياه فلما شربها مات

اور معاویہ نے جایستار کے پاس جو اہل خراج مین کا
ایک شخص تہا کہلا بہیجا کہ اشتر والی مصر ہوا ہے اگر تم
اُنکو ہلاک کر دو گے تو تم سے تا زندگی خراج نہ لونگا پس تم
بقدر امکان اسبارہ مین کوئی حیلہ کرو پس وہ قلزم مین جاکر
مقیم ہوا اور مالک اشتر عراق سے مصر کیطرف نکلے جب
قلزم مین پہنچے تو اُس (جایستار) نے اُنکا استقبال کیا
اور کہا کہ یہ مکان موجود ہے اور یہ کہانا اور چارہ حاضر ہے
اور مین اہل خراج مین سے ایک شخص ہون پس اشتر وہان
اُتر پڑے اور دہقان اُن کے پاس چارہ اور کہانا لیکر
آیا تا اینکہ جب وہ کہانے سے فارغ ہوگئے تو وہ دہقان
شہد کا شربت لیکر آیا جسمین اُس نے زہر ملا دیا تہا۔
پس جبکہ اُنہون نے وہ شربت پی لیا تو انتقال کرگئے

انتقال اشتر کے بعد معاویہ نے ایک اور تازہ مکاری اور حیلہ سے کام لیا اہل شام سے
کہنے لگے کہ (حضرت) علیؑ نے اشتر کو مصر کیطرف بہیجا ہے تم خدا سے دعا کرو کہ وہ
اُسے ہلاک کرے۔ معاویہ کے اس کہنے سے اہل شام نے روزانہ اشتر کے لیے
بد دعا کرنی شروع کی اور جس شخص نے کہ اشتر کو زہر دیا تہا وہ معاویہ کے پاس آیا اور

اشتر کے انتقال کی خبر دی اور معاویہ نے یہ خطبہ پڑہا۔

اما بعد فانہ کانت لعلی بن ابی طالبؑ یدان یمینان قطعت احداهما یوم الصفین یعنی عمار بن یاسر و قطع الاخری الیوم یعنی الاشتر

علیؑ ابن ابیطالب کیلیے ۲ دو داہنے ہاتہ تہے اُنمین سے ایکہاتہ صفین کے دن قطع ہوچکا تہا۔ یعنی عمار بن یاسر اور دوسرا ہاتہ آجکے دن قطع ہوا یعنی مالک اشتر،

معاویہ نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی جس عداوت کا اظہار کیا ہے اُسکی نظیر کسی تاریخ مین مشکل سے ملیگی اُس نے جناب امیر المومنینؑ کے ممالک محروسہ کو غارت کرنے مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہین کیا ہزارون بیگناہون کا ناحق خون کیا اور دنیا طلبی اور مکاری کا کوئی حیلہ اُٹہا نہین رکہا علی الخصوص واقعہ تحکیم کے بعد اُس سے جو افعال قبیحہ صادر ہوے ہین وہ کسی طرح پوشیدہ نہین رہ سکتے۔ تاریخ طبری وغیرہ مین مذکور ہے کہ۔

ووجہ معاویۃ فی ہذہ السنۃ سفیان بن عوف فی ستۃ الاف رجل وامرہ ان یاتی ہیت فیقطعہا وان یغیر علیہا ثم یمضی حتی یاتی الانبار والمداین فیوقع باہلہا فسار حتی اتی ہیت فلم یجد بہا احدا ثم اتی الانبار وبہا مسلحۃ لعلی تکون خمسمائۃ رجل وقد تفرقوا فلم یبق منہم الا مائتا رجل فقاتلہم فصبر لہم اصحاب علی مع قلتہم ثم حملت علیہم الخیل والرجالۃ فقتلوا صاحب المسلحۃ وہو اشرس بن حسان

معاویہ نے سنہ ۳۹ھ مین سفیان بن عوف کو چہ ہزار نامردون پر امیر کرکے ہیت کی طرف روانہ ہونے اور اُسکو غارت کرنے بعد ازان انبار و مداین کی طرف رخ کرنے اور اُن کے تباہ و برباد کرنے کا حکم دیا چنانچہ وہ ہیت مین پہنچا اور وہان پر کسی نہین پایا بعد ازان انبار گیا وہان حضرتؑ کا سلاح خانہ تہا جسمین پانسو آدمی رہتے تہے اور وہ سب متفرق ہوگئے تہے صرف دوسو آدمی باقی رہگئے تہے پس سفیان بن عوف نے اُن سے لڑے اور اُن لوگون نے باوجود اپنی قلت کے صبر کیا بعد ازان اُنپر سب سوارون اور پیادون نے ایکدم حملہ کیا اور داروغہ سلاح خانہ کو اُس کے تمیں ہمراہیون سمیت

البکری فی ثلاثین رجلا واحتملوا ما کان
فی الانبار من الاموال واموال اهلها
ورجعوا الی معاویہ وبلغ الخبر علیا
فخرج حتی اتی النخیلہ فقال لہ الناس
نحن نکفیک قال ما تکفوننی ولا انفسکم
وسرح سعید بن قیس فی
اثر القوم فخرج فی طلبھم
حتی جاز ھیت فلم یلحقھم
فرجع۔

قتل کر ڈالا اور انبار کا سب خزانہ اور اہل انبار کا مال
لاد کر معاویہ کے پاس لے گئے اور یہ خبر جناب امیر المومنین
علیہ السلام کو پہونچی تو آپ نے خروج فرمایا تا اینکہ نخیلہ میں
وارد ہوئے لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ ہم آپکے لیے
کافی ہیں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ تم نہ میرے لیے کافی ہو
نہ اپنے نفوس کے لیے اور سعید بن قیس کو اُن لوگوں کے
تعاقب میں روانہ کیا سعید بن قیس اُن کی طلب میں خارج
ہوئے تا اینکہ ہیت سے تجاوز کیا مگر اُن سے ملحق
نہ ہو سکے اور واپس چلے آئے۔ انتہی بحاصلہ

اسیطرح اُس نے عبد اللہ مسعدہ فزاری کو ایک ہزار سات سو شخصوں کی جمعیت پر
امیر بنا کر تیماء کی جانب روانہ کیا اور اُسکو حکم دیا کہ جو بادیہ نشین اُس کے پاس سے گذریں

وامرہ ان یصدق من مر بہ من اهل
البوادی وان یقتل من امتنع من عطائہ
صدقۃ مالہ ثم یاتی مکۃ والمدینۃ والحجاز
یفعل ذلک واجتمع الیہ بشر کثیر من
قومہ فلما بلغ ذلک علیا ع وجہ المسیب
بن نجبۃ الفزاری فسار حتی لحق ابن
مسعدۃ بتیماء فاقتتلوا ذلک
الیوم حتی زالت الشمس
قتالا شدیدا اھ

اُس سے صدقہ مال وصول کرے اور جو صدقہ مال کے
کرنے سے انکار کرے اُسکو قتل کر ڈالے بعد ازان
مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اور حجاز میں جا کر بھی ایسا ہی کرے
اور اُس کے پاس اُسکی قوم کے بہت سے لوگ مجتمع ہو گئے
پس جبکہ یہ خبر جناب امیر المومنین علیہ السلام کو معلوم ہوئی
تو آپ نے مسیب بن نجبہ فزاری کو اُسکی روک ٹوک کے لیے
روانہ فرمایا چنانچہ وہ بمقام تیما میں اُس سے جا کر ملحق
ہوا اور اُن دونوں میں خوب لڑائی ہوئی تا اینکہ آفتاب
زائل ہو گیا۔

اسیطرح اُسنے ضحاک بن قیس کو تین ہزار لوگوں کے ساتھ روانہ کیا اور اُسکو حکم دیا کہ وہ

اسقل واقصہ سے گذرے اور عرب کا جو شخص کہ جناب امیر المومنین ع کا مطیع ہو اور
اُسکے پاس سے گذرے اُسکو لوٹ لے چنانچہ وہ گیا اور لوگون کے مال لے لیے اور
جو عرب ملتا گیا اُسکو قتل کرتا گیا اور

ومر بالثعلبية فاغار على مسالح علي ع
واخذ امتعتهم ومضى حتى انتهى
الى القطقطانة فاتى عمرو بن عميس
بن مسعود وكان في خيل لعلي ع
وامامه اهله وهو يريد الحج
فاغار على من كان معه
وحبسه عن المسير اه

مقام ثعلبیہ مین اُسکا حضرت ع کے سلاح خانہ کی طرف سے
گذر ہوا تو وہان کے لوگون کو لوٹ لیا اور تمام مال و متاع
لیلیا اور اسیطرح لوٹ مار کرتا ہوا قطقطانہ پہنچا اور عمرو
بن عمیس بن مسعود کے پاس گیا جو حضرت ع کی طرف سے
چند سوارون مین وہان پر مقیم تھا اور اُس کے اہل و عیال
بھی ہمراہ تھے اور وہ حج کا ارادہ رکھتا تھا پس اُس نے
اُس کے ہمراہیون کو لوٹ لیا اور اُسکو جانے سے روکدیا

اور تاریخ کامل مین مرقوم ہے کہ جب وہ قطقطانہ پہنچا اور حضرت ع کو خبر ہوئی تو آپ نے
حجر بن عدی کو چار ہزار سوارون کے ساتھ مقابلہ کی غرض سے روانہ فرمایا اور مقام تدمر
پر دونون فوجونکا مقابلہ ہوا ضحاک کے اُنیس اور حجر کے دو آدمی مارے گئے رات
ہوگئی اور ضحاک اور اُس کے ہمراہی بھاگ گئے اور حجر اور اُس کے ساتھیون نے مراجعت
کی ٭ اسیطرح اُس نے نعمان بن بشیر کو دو ہزار آدمیون کے ساتھ عین التمر کی جانب بھیجا
کیا وہان پر حضرت ع کے سلاح خانہ کا داروغہ مالک بن کعب ایک ہزار آدمیون کے ساتھ
مقیم تھا جو اُسکی اجازت سے کوفہ کو چلے گئے تھے اور اُسکے پاس صرف سو آدمی باقی
رہ گئے تھے پس مالک بن کعب نے حضرت ع کو خط کے ذریعہ سے نعمان بن بشیر
اور اُس کے ہمراہیون کے حال کی خبر دی حضرت ع نے لوگون کو اُسکی مدافعت کیلیے
جانے پر مامور کیا مگر اُنہون نے سستی کی اور مالک نے نعمان کا مقابلہ کیا حالانکہ
نعمان کے پاس دو ہزار آدمی تھے اور مالک کے پاس صرف سو ہی آدمی تھے مالک نے

اپنے ہمراہیون کو حکم دیا کہ وہ قریہ کی دیوارون کو پس پشت کرلین اور باہم جنگ چھڑ گئی اور
مالک نے مخنف بن سلیم سے بذریعۂ خط مدد مانگی اور اُس (مخنف بن سلیم) نے اپنے
بیٹے عبد الرحمن کے ہمراہ پچاس آدمیون کو مالک کی مدد کے لیے روانہ کیا وہ مالک کے
پاس اُسوقت پہنچے جبکہ اُس (مالک) کے ہمراہی لوگ اپنی تلوارون کے نیامون کو
توڑ چکے اور مرنے پر آمادہ ہو چکے تھے جبکہ اہل شام نے اُنکو دیکھا تو گمان کیا کہ مالک
کے لیے امدادی فوجین موجود ہین پس وہ (اہل شام) بھاگ نکلے اور

وتبعهم مالك فقتل منهم ثلثة نفر ومضوا علے وجوههم | مالک نے اُن کا تعاقب کیا اور اُنمین سے تین شخصونکو قتل کرڈالا اور باقی لوگ بچکر چلے گئے انتہی بحاصلہ

اسیطرح معاویہ نے معاویہ بن یزید بن شجرہ رہاوی کو بلاکر کہا کہ مین تجھے مکہ اس غرض سے
بھیجنا چاہتا ہون کہ وہان جاکر لوگون کو حج کرائے اور میری بیعت لے اور وہان سے علیؓ
کے عامل کو نکالدے پس معاویہ بن یزید تین ہزار سوارون کے ساتھ روانہ ہوا اُس
وقت مکہ کے عامل حضرتؑ کی طرف سے قثم بن عباس تھے وہی حج مین پیشوا
ہوتے تھے اُنکو شامیون کی چڑھائی کا حال معلوم ہوا تو خطبہ پڑھا اور اہل مکہ سے بیان
کیا کہ شامیون سے لڑنے کے لیے تیار ہو جاؤ پس سوائے شیبہ بن عثمان عبدری کے
کسی نے قبول نکیا قثم نے ارادہ کیا کہ وہ کسی شعب مین جاکر چھپ جائین اور حضرتؑ
سے بذریعہ خط مدد طلب کرین بعد ازان شامیون سے مقابلہ کیا جائے ابو سعید
خدری نے مکہ چھوڑنے سے اُنکو روکا اور کہا کہ ابھی ٹھہرو اگر تُمنے لڑائی کا موقع اور اپنی
مین قوت دیکھنا تو تُمنے مقابلہ کرنا ورنہ چلے جانا پس قثم ٹھہر گئے یوم ترویہ سے دو روز
پہلے شامی آگئے اور کوئی لڑائی جھگڑا نہ کیا قثم نے حضرتؑ کو یہ خبر لکھ بھیجی تھی حضرتؑ
نے یکم ذی الحجہ کو ایک لشکر روانہ کیا تھا جسمین اثان بن ضمرہ حنفی اور ابو الطفیل بھی تھے
حج کے موقع پر معاویہ بن یزید نے قثم کو پیشوائی سے روک دیا اور لوگون کی صلاح سے

عثمان بن شیبہ عبدی کو حج کا پیشوا بنایا اور معاویہ کی غرض یہی تھی کہ حضرتؑ کے امامت
مین مین مسلّم نہ سمجھے جائین پس شیبہ ہی نے نماز پڑھائی اور شیبہ ہی نے حج کرایا حج کے بعد
معاویہ بن یزید شام کی طرف واپس گیا۔ اتنے مین حضرتؑ کی روانہ کی فوج کو خبر پہنچ گئی
معلوم ہوا کہ اہل شام واپس چلے گئے پس معقل بن قیس کی ماتحتی مین انہون نے تعاقب
کیا اور وادی القریٰ کے بعد ان سے ملاقات ہوئی اور ان کے کئی آدمی قید کر لیے گئے
جو تھین اور جو کچھ مال ملا لیکر حضرتؑ کی خدمت مین حاضر ہوے پس جو قیدی حضرتؑ
کی طرف کے معاویہ کے پاس تھے انسے انکا تبادلہ کر لیا گیا۔

اسیطرح معاویہ نے سنہ ۴۰ھ کے شروع مین بسر بن ارطاۃ کو تین ہزار فوج دیکر حجاز کی
جانب روانہ کیا تاکہ وہ مکہ اور مدینہ کے لوگون سے معاویہ کے لیے بیعت لیکر یمن پر تسلط
کرے اس وقت ابو ایوب انصاری حضرتؑ کی طرف سے مدینہ منورہ کے حاکم تھے
اور قثم بن عباس مکہ معظمہ کے بسر بن ارطاۃ مدینہ مین آیا اور ابو ایوب انصاری اُس کے
آنے کی خبر سنکر کوفہ کو چلے گئے بسر بن ارطاۃ نے مدینہ مین گھسکر ڈرا دھمکا کر لوگون سے بیعت
لی اور مکانون کو مسمار کیا اور ابو ہریرہ کو مدینہ کا گورنر بنا کر مکہ معظمہ کا رخ کیا اُس کے وہان
آنے کی خبر سنکر قثم اور ابو موسیٰ اشعری ڈر کر مکہ معظمہ سے چلے گئے بسر بن ارطاۃ نے
اہل مکہ سے زبردستی بیعت لی اور یمن کی طرف روانہ ہوا وہان پر عبید اللہ بن عباس حضرتؑ
کی طرف سے حاکم تھے وہ صنعا سے حضرتؑ کے پاس کوفہ مین چلے گئے اور عبد اللہ
بن عبد المدان حارثی کو یمن پر اپنا نائب چھوڑا بسر بن ارطاۃ نے یمن پہنچکر عبد اللہ بن عبد المدان
اور اُسکے بیٹے مالک کو قتل کر ڈالا اور عبید اللہ بن عباس کے دو صغیر سن بیٹون عبد الرحمن
اور قثم کو جنہین وہ بادیہ مین ایک شخص کی سپرد کر گئے تھے مع اس شخص کے ذبح کر ڈالا
بسر بن ارطاۃ نے بروایت اعثم کوفی یمن و حجاز وغیرہ مین تیس ہزار بیگناہ مسلمانون کو محض
حضرتؑ کی محبت و ولایت کے جرم مین قتل کیا حضرتؑ کو جب اُس کے ان مظالم کی

خبر پہنچی تو آپ نے جاریہ بن قدامہ اور وہب بن مسعود کو دو ہزار آدمیوں کے ساتھ روانہ
فرمایا جاریہ نے بحران میں بہت سے طرفداران عثمان کو قتل کیا اور بسر بن ارطاۃ اور اُس کے
ہمراہی لوگ بھاگ گئے جاریہ نے انکا تعاقب کیا یہانتک کہ مکہ معظمہ میں وارد ہوا اور
اہل مکہ سے کہا کہ امیر المؤمنین کی بیعت کرو اُنہوں نے جواب دیا کہ امیر المؤمنین تو ہلاک
ہو گئے کس کی بیعت کریں کہا کہ جسکی اصحاب علی نے بیعت کی ہے بس اُس کے خوف سے
اُنہوں نے بیعت کر لی پھر جاریہ مدینہ منورہ میں وارد ہوئے ابوہریرہ جو اہل مدینہ کے امام
(پیشنماز) تھے بھاگ گئے جاریہ نے کہا کہ اگر وہ مجھکو ملجاتا تو اُسے قتل کرتا اور اہل مدینہ سے
کہا کہ حسن بن علی کی بیعت کرو پس اُنہوں نے بیعت کر لی جاریہ ایک روز مدینہ میں قیام کر کے
کوفہ کو واپس چلا گیا اور پھر ابوہریرہ اُن کو نماز پڑھانے لگے۔
اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے تحریر فرمایا ہے کہ قرطبی از روایت ابن عبد البر می آرد
معاویہ بعد [illegible] حکمین بسر بن ارطاۃ را با لشکر انبوہ بمدینہ منورہ فرستاد تا عہد بیعت از
اہل این بلدہ معظمہ بر خلافت او بگیرد - ابو ایوب انصاری در آن وقت از جانب جناب
امیر المؤمنین علی سلام اللہ علیہ عامل مدینہ مکرمہ بود وے [illegible] قرار داد
بجانب ولایت مآب مرتضوی سلام اللہ علیہ ملحق شد و بسر بمدینہ در آمد و گفت اگر نہ عہد
امیر المؤمنین و حکم بر خلاف آن بودے یک محرم درین شہر زندہ نمیگذاشتم و ہمہ را تحت
تیغ سیاست میکشیدم بعد از ان تمامہ اہل مدینہ منورہ را بہ بیعت معاویہ باز طلبید و
رسولے بہ بنی سلمہ فرستاد کہ اگر جابر بن عبد اللہ را حاضر نکردید دیگر شما در عہد ذمہ و امان من
نیستید جابر چون خبر شنید بخدمت ام سلمہ آمد و صورت حال با وے باز گفت و در حاضر
آمدن مجلس بسر بوے استشارہ نمود و گفت این بیعت خلافت است در وے امید فلاح
نیست و در ترک آن امان نہ بدیر معیت ام سلمہ جابر را اکراہاً و جبراً باختیار بیعت رخصت
داد و اکثر اہل مدینہ رو بگریز نہادند و در حرہ بنی سلیم مختفی شدند۔

اور نور الدین سمہودی نے وفاء الوفا فی دار المصطفٰے میں لکھا ہے کہ معاویہ نے یزید کو
اہل مدینہ کے قتل کرنے کی وصیت کی تھی جس کے سبب سے حسب تحریر ابن جوزی
زہری ثابت ہوا کہ قریش و انصار و مہاجرین کے رووار آدمی سات سو اور موالی عبید و
صبیان میں سے دس ہزار آدمی قتل ہوئے اور واقدی نے کتاب الحرہ میں بھی ایسا ہی
لکھا ہے۔

مذکورۂ بالا مطالب پر نظر کرنے سے معاویہ کی بد طینتی اور لا مذہبی اور بد کرداری ثابت
ہوتی ہے وہ محتاج بیان نہیں ہے۔

علی الخصوص حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی عداوت اور حضرت ؑ کے ساتھ پرخاش
کرنا اور حضرت ؑ کے ساتھ جنگ و جدل کرنا جیسا قبیح ہے وہ پوشیدہ نہیں ہے۔

جس کے متعلق بعض امور کا تذکرہ عنقریب کیا جاویگا انشاء اللہ تعالےٰ فانتظروہ منتظرا
لیکن اہل مدینہ کے قتل کرنے کی وصیت اور اُن کے ساتھ بے ادبی کرنا اور اُنکی توہین کے
درپے ہونا بھی ایسی کھلی ہوئی بیدینی ہے۔ جسکی نظیر کسی مسلمان سے صادر نہیں ہو سکتی
شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے جذب القلوب میں لکھا ہے در حدیث صحیح مسلم آمدہ
لا یرید احد اہل المدینۃ بسوء الا اذابہ فی النار کما ذوب الرصاص او ذوب الملح فی
فرمود کہ با اہل مدینہ ارادۂ بدی کند عذاب مقام ایذای شان در آید بعقوبت ملک جبار گرفتار
آمدہ۔ اور محدث مذکور نے جذب القلوب میں تحریر فرمایا ہے در روایات نسائی آمدہ
من اخاف اہل المدینۃ ظالما اخافہ اللہ وکانت علیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین
و در حدیث دیگر آمدہ ہیچ عمل او فرض و نفل مقبول نیست و احادیث درین
باب بسیار است اور کتاب مذکورہ میں مرقوم ہے احمد بن حنبل و حدیث صحیح از جابر بن عبد اللہ
روایت میکند امیرے از امراء [illegible] بر آورد و جابر دران زمان در مدینہ بود حاشا
بعرض ضعف کبر سنی رفتہ باو گفتند [illegible] آن امت کرید کہ از مقتضا بلیت

ابن ظالم یکسو شوی تا از آفت این فتنه و مخالفت این ابتلا سلامت مانی گویند که و...

بر گشت و بپسر خود نهاده بود و از مدینه بدر رفت بواسطہ ضعف و پیری و عدم بصر بر زمین ...

گفت ہلاک باد کسی که رسول خدا را بترسانید یکی از پسران او پرسید که ترسانیدن

رسول خدا چگونه بود با آنکه وی رخت اقامت ازین منزل فانی بدار باقی برده گفت

رسول خدا گفت ہر که اہل مدینه را بترساند بدرستیکه گویا مرا بترسانید اب اگر معاویہ کے

جملہ امور سے قطع نظر کیجائے تو اس کا محض اہل مدینہ کے ساتھ بدی کرنا اور اُنکی اذیت

پر اقدام کرنا ہی تھا۔ اُس کے ملعون اور بیدین ہونے کے لیے کافی ہوگا۔ حالانکہ اُس

سے اس کے علاوہ جو امور صادر ہوئے ہیں اُنکا احصا کرنا دشوار ہے۔ وہ ہمیشہ اپنے

خلیفہ بننے کا آرزومند رہا۔ مگر حضرت ... کے

زمانہ میں اُس کے لیے اس آرزو کا حاصل ہونا دشواری سے خالی نہ تھا لیکن واقعہ تحکیم کے

بعد عمرو بن عاص نے اُسکی بنا ڈالی اور اُسپر خلافت کے ساتھ سلام کیا چنانچہ کتب تواریخ

میں مذکور ہے کہ۔

ثم انصرف عمرو واهل الشام الی معاویة وبعد ختم الحکومة وسلموا علیه بالخلافة

جب ختم حکومت کے بعد عمرو بن عاص اور اہل شام کے پاس آئے تو اُسپر خلافت کے ساتھ سلام کیا

بظاہر اس کی وجہ یہ تھی کہ عمرو بن عاص نے ابو موسی اشعری کو دھوکا دیکر خلافت کو م...

کے ساتھ مخصوص کر دیا تھا جیسا کہ کتب تاریخ میں مذکور ہے مگر حضرت ... کی شہ...

کے بعد اُس نے اپنے خلیفہ ہونے کا علی رؤس الاشہاد اعلان کیا چنانچہ ...

واقعات میں مذکور ہے کہ۔

وفی هذه السنة (سنه ٤٠) بویع معاویة بالخلافة بایلیاء (الی ان قال) وکان قبل یدعی بالشام امیرا (الی ان قال)

مقام ایلیا میں معاویہ سے خلافت کے ساتھ ... اور اسکے قبل ... کے ساتھ ... روایات میں مرقوم ہے کہ حضرت ... عراق میں ...

وکان علی یدعی بالعراق امیرالمومنین وکان معاویۃ یدعی بالشام الامیر فلما قتل علی ع ادعی معاویۃ امیرالمومنین

ساتھ بلائے جاتے تھے اور معاویہ کو شام مین لفظ امیر کے ساتھ بلایا جاتا تھا لیکن جبکہ حضرت ع نے شہادت پائی تو معاویہ امیر المومنین کہلانے لگا۔ انتہی بحصلہ

یہی وجہ تہی کہ عمرو بن عاص اُس سے بلفظ امیر المومنین خطاب کرنے لگے تھے ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ۔

قال عمرو بن العاص لمعاویۃ یا امیرالمومنین الست انصح الناس قال بذالک نلت ما نلت۔

عمرو بن عاص نے اُس سے کہا کہ اے امیرالمومنین کیا مین تمہارے لیے تمام لوگون مین زیادہ خیرخواہ نہین ہون اُس نے جواب دیا کہ تمہارے لیے جو بزرگی اور شرف حاصل ہوا ہے وہ اسی وجہ سے ہے۔

جبکہ عمرو بن عاص کی مکاری سے معاویہ کی خلافت اور امارت مسلم ہوگئی اور جناب امیر المومنین علیہ السلام کو اُسکی اطلاع ہوئی تو آپ نے ان دونون بیدینون اور انکی ہم آواز لوگون کے لیے بددعا فرمائی چنانچہ تاریخ کی کتب مشہورہ مین مذکور ہے کہ۔

وکان ع اذا صلی الغداۃ یقنت فیقول اللھم العن معاویۃ وعمرا واباالاعور السلمی وحبیبا وعبدالرحمن بن خالد والضحاک بن قیس والولید

جب حضرت ع نماز صبح پڑھتے تھے تو قنوت مین فرماتے تھے کہ اے خدا تو معاویہ اور عمرو اور ابوالاعور سلمی اور حبیب اور عبدالرحمن بن خالد اور ضحاک بن قیس اور ولید پر لعنت کر۔

حضرت ع کا معاویہ اور اُسکے اعوان و انصار پر لعنت کرنا اُنکی واقعی ملعون اور بدانجام اور بیدین ہونے کی روشن دلیل ہے اگر معاویہ وغیرہ مین دین و ایمان کا ذرا سا بھی لگاؤ ہوتا تو حضرت ع اونپر ہرگز لعنت نفرماتے اس لیے کہ حضرت ع کا ہر ایک فعل شریعت کے موافق ہوتا تھا جسکا حضرت ع کے دشمنون کو بھی اعتراف ہے محاضرات راغب اصفہانی مین حافظ سے منقول ہے کہ

انما غلب معاویہ علیا لانہ لم
یکن غایتہ الادراک انما جہ یا لمحلیہ
حل اوحرم ثم لم یکن یبالی بالدین
ولا یتفکر فی سخط رب العالمین
وعلی لم یستعمل من الحیل الا الحل
والحلال من الحیل قلیل وقال
معاویہ لعمرو واللہ
لاضربن علیا بخمسین الفا
لا یقرؤن
بفاتحۃ الکتاب

معاویہ کو حضرت علیؑ پر اسلیے غلبہ ہوگیا کہ اُسکو اپنی حاجت کے پورا کرنے مین کوئی امر مانع نہوتا تھا اور اُسکی غرض یہ ہوتی تھی کہ وہ کسی نکسی حیلہ سے حاصل ہوجائے خواہ وہ (حیلہ) حلال ہو یا حرام - وہ اپنے مطلب مین کامیابی حاصل کرنے کے لیے نہ کچھ دین کی پروا کرتے تھے اور نہ غضب پروردگار کی فکر تھی اور حضرت علیؑ اپنے مطلب کے حاصل کرنے مین صرف وہی حیلہ اختیار کرتے تھے جو حلال ہوتا تھا - اور حلال حیلے اور تدبیرین بہت کم ہین اور معاویہ نے عمرو بن عاص سے کہا تھا کہ قسم بخدا مین علی سے ایسے پچاس ہزار آدمی لیکر لڑونگا جو سورۂ فاتحہ بھی پڑھنا نہین جانتے - انتہی محصلہ -

ارباب تواریخ وسیر نے تصریح کی ہے کہ اگر تاریخی حیثیت سے نظر کی جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی مرتضےٰؑ ہر معاملہ مین شرعی پابندی کو ضروری سمجھتے تھے اور اُسوقت تک تلوار نہ اُٹھاتے تھے جبتک کہ معاملہ اختیار سے باہر نہ ہوجاتا اور اُن کے ساتھ ہی بعض اوقات مسلمانون کے معاملہ مین تلوار اٹھانے سے رک جاتے تھے مگر معاویہ اور اُس کے مددگارون کا یہ حال تھا کہ مکر کرنے جھوٹ بولنے اور مسلمانونکا ناحق خون بہانے مین اونکو ذرا تامل نہ ہوتا تھا دریاے فرات کا پانی مسلمانون پر بند کرنا حالت شکست مین قرآن کا نیزہ پر لٹکانا - معاملہ تحکیم مین ابو موسیٰ کو فریب دینا قیس بن سعد حاکم مصر کو لالچ دیکر انحراف کی کوشش کرنا وغیرہ یہ سب ایسے واقعات ہین جنکا ظہور ایک بھلے آدمی سے ہونا مشکل بلکہ محال ہوتا ہے -

جبکہ حضرتؑ کو جنگ نہروان سے فراغت ہوئی تو آپ نے ایک خطبہ پڑھا اور اُسمین

ارشاد فرمایا کہ۔

فان اللہ قد حسن بلائکم واعز نصرکم فتوجھوا من فورکم ھذا الی معاویۃ واشیاعہ القاسطین الذین نبذوا کتاب اللہ وراء ظھورھم واشتروا بہ ثمنا قلیلا لبئس ما شتروا بہ انفسھم لو کانوا یعلمون

حق تعالے نے تمہارا امتحان لیا اور تمکو نصرت عطا فرمائی اب تم فوراً معاویہ اور اُسکے اعوان سے جنگ کرنے کی طرف متوجہ ہو جاؤ یہ لوگ گروہ قاسطین ہے جنہوں نے کتاب خدا کو پس پشت پھینکدیا ہے اور اُسکو ساتھ تھوڑی سی قیمت کو خرید لیا ہے پس کسقدر بدی وہ چیز جس کی عوض اُنہوں نے اپنے نفسوں کو فروخت کر ڈالا ہے اگر وہ جانتے انتہے محصلہ

اور دوسرے خطبہ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

فاتقوا اللہ عباد اللہ قاتلوا من حاد اللہ وحاول ان یطفی نور اللہ قاتلوا الخاطئین القاتلین لاولیاء اللہ المحرفین لدین اللہ الذین لیسوا القراء الکتاب ولا فقھاء فی الدین ولا علماء بالتاویل ولا لھذا الامر باھل فی دین ولا سابقۃ فی الاسلام

اے بندگان خدا تم پرہیزگاری اختیار کرو اور اُن لوگوں سے جنگ کرو جنہوں نے خدا کے ساتھ دشمنی اور عداوت کی ہے اور نور خدا کے بجھانے کا ارادہ کیا ہے تم اُن خطاکار لوگوں سے جنگ کرو جنہوں نے اولیاء خدا کو قتل کیا ہے اور دین خدا کو بدل دیا ہے وہ لوگ نہ قاری کتاب ہیں نہ عالم دین ہیں نہ تاویل کو جانتے ہیں اور نہ اس امر (خلافت) کے لیے باعتبار دین سزاوار ہیں اور نہ اسلام میں کسی سابقہ (فضیلت) کی وجہ سے اسکو مستحق ہیں انتہے بحاصلہ۔

معاویہ کے معائب و مثالب کا بیان کرنا آسان نہیں ہے اُس کے لیے یہ مختصر کتاب ہرگز کافی نہیں ہے اُس کے بد انجام ہونے کے لیے حضرت عمار یاسر کے مقتول ہونے کا قصہ بھی کافی ہے۔ ہم اس قصہ کو نہایت اختصار کے ساتھ

محض ناظرین کی بصیرت کے لیے وارد کرتے ہین جنکی تفصیل تاریخ طبری کامل ابن اثیر استیعاب ابن عبدالبر اور عقد فرید وغیرہ کتب مین موجود ہے ارباب تواریخ وسیر لکھتے ہین کہ جنگ صفین مین عمار یاسر کو معاویہ کے لشکر نے قتل کر ڈالا تو ایک ہنگامہ برپا ہوگیا اس لیے کہ حضرت رسول خدا کا یہ قول مشہور ہوچکا تہا کہ عمار کو اہل بغاوت کا گروہ قتل کریگا یہ ایسا عظیم واقعہ تہا کہ عمرو بن عاص بہی باوجود اپنے کمال بیدینی کے سخت پریشان ہوگیا چنانچہ جنگ صفین مین جبکہ عمار یاسر نے حملہ کیا ہے تو اُن کے قتل کرنے پر دو شخص آمادہ ہوے اور

ثم حمل عمار و اصحابہ فالتقی علیہ رجلان فقتلاہ واقبلا براسہ الی معاویۃ یتنازعان فیہ کل یقول فقال لہما عمرو بن العاص واللہ ما ان تتنازعان الا فی النار سمعت رسول اللہ صلعم یقول یقتل عمارا الفئۃ الباغیۃ فقال معاویۃ قبحک اللہ من شیخ فما تزال تتزلق فی قولک او نحن قتلناہ انما قتلہ الذین جاؤا بہ ثم اقبل الی اھل الشام فقال انما نحن الفئۃ الباغیۃ التی تبغی دم عثمان

قتل کرنے کے بعد اُن کے سر کو معاویہ کے پاس لیگئے اور اُن دونون مین سے ہر ایک شخص مدعی تہا کہ عمار یاسر کو اُس نے قتل کیا ہے عمرو بن عاص نے بیان کیا کہ واللہ یہ دونون شخص اپنے دوزخی ہونے مین نزاع کررہے ہین مین نے حضرت رسول خدا کو فرماتے ہوے سنا ہو کہ عمار کو باغیون کا گروہ قتل کریگا معاویہ بولا کہ خدا تیرا برا کرے تو ہمیشہ اپنی باتون مین لغزش کرتا ہے آیا اُس کو ہم نے قتل کیا ہے۔ اُسکو اُن لوگون نے قتل کیا ہے جو اُسے لیکر آئے تہے بعد ازان اہل شام کیطرف ملتفت ہوکر کہنے لگا کہ ہمارا وہ گروہ باغیہ ہے جو خون عثمان کا طالب ہے

معاویہ نے اپنے اس کلام مین اوّل تو یہ تاویل کرکے اہل شام کو دہوکہ دیا کہ ہم نے عمار کو قتل نہین کیا بلکہ اُسکو اُن لوگون نے قتل کیا ہے جو اُسکو لیکر آئے تہے مطلب یہ تہا کہ عمار کو حضرت امیر المومنین ہی نے قتل کیا ہے اس لیے کہ حضرت اونکو اپنے ہمراہ لائے تہے اور حضرت ہی اُن کے قتل ہونے کا سبب ہوئے) دوسری دفعہ

اُن کو اسی طرح دہوکہ دیا کہ حدیث شریف مین لفظ باغیہ سے طالبہ مراد ہے۔
مطلب یہ تہا کہ چونکہ ہم خون عثمان کو طلب کرتے ہین اس لیے ہم کو فئہ باغیہ قرار دیا ہے
لکن معاویہ کا یہ کلام خود تناقض پر مشتمل ہے اسلیے کہ پہلی تاویل سے تو جناب
امیر المومنین علیہ السلام کے لشکر کا فئہ باغیہ ہونا ثابت ہوتا ہے جنہون نے نیتاً اوس کی
بناپر حضرت عمار کو قتل کیا تہا اور دوسری تاویل سے خود معاویہ کے گروہ کا قاتل عمار ہونا
ثابت ہوتا ہے جو حضرت عثمان کے خون کا مطالبہ کرتے تے اسلیے کہ حضرت رسول
خدا نے گروہ باغی کو قاتل عمار قرار دیا ہے۔ اب اگر اُسکے قاتل خود حضرت امیر المومنین
اور اُن حضرت ع کا لشکر تہا تو گروہ باغی بہی حضرت ع اور حضرت ع کا لشکر ہی قرار پایا
اور اگر گروہ باغی سے وہ گروہ مراد ہے جو حضرت عثمان کے خون کا مطالبہ کرتا ہے جس سے
خود معاویہ اور اُسکا لشکر مراد ہے تو قاتل عمار بہی یہی گروہ قرار پائیگا اس صورت مین
پہلی تقریر سے معاویہ اور اُس کے گروہ کا قاتل عمار نہ ہونا اور دوسری تقریر سے خود معاویہ
اور اُس کے گروہ کا قاتل عمار ہونا ثابت ہوگا جسکا تناقض صریح ہونا بہت واضح ہے
اس تقریر پر ہمکو معاویہ کی ان تقریرون کے غلط اور لغو محض ہونے کی ثابت کرنیکی بہی
کوئی حاجت باقی نہین رہتی اسلیے کہ اُس کلام کا غلط اور لغو محض ہونا خود اُسی کے
کلام سے ثابت ہوجاتا ہے لکن توضیح مطالب کے لیے ہم اُس کے کلام کا دوسری
تقریرون سے لغو و مہمل ہونا ثابت کرنا چاہتے ہین۔ اور وہ کئی وجہین ہین
اول یہ کہ کسی شخص کا قاتل وہی گروہ ہوتا ہے جو مد مقابل اور اُس سے جنگ کی
جاتی ہے اور کوئی شخص اپنے ہمراہی گروہ کا مقتول نہین ہوتا ورنہ لازم آئیگا کہ امیر
لشکر اپنے ہی لشکر کا قاتل ہو اور اُسکا لشکر اُسیکا مقتول سمجہا جائے یہی وجہ ہے کہ
جب معاویہ کا یہ کلام حضرت امیر المومنین کیطرف منتہی ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ
اس صورت مین لازم آتا ہے کہ حضرت امیر حمزہ کو حضرت رسول خدا نے قتل کیا ہو

اس لیے کہ حضرتؑ ہی انکو اپنے ہمراہ لائے تھے اور مشرکین کے مقابلہ کیلیے بھیجا تھا جیساکہ عنقریب خلاصۃ الوفار اور تاریخ سے نقل کیا جائیگا۔ فانتظروا۔

دوم یہ کہ معاویہ کی اس تقریر سے ثابت ہوا کہ عمار یاسر کو حضرت امیر المومنینؑ اپنے ہمراہ لائے تھے اور یہ کہ وہ حضرت ہی کے لشکر مین تھے اور حضرت رسول خداؐ نے اُسی گروہ کے برحق ہونیکی تصریح فرمائی تھی جس گروہ مین کہ عمار یاسر داخل ہون اور اُس گروہ سے علیحدہ رہنے اور بیزاری کرنے کا حکم دیا تھا جو قاتل عمار ہو چنانچہ حتبہ ابن جوین عرنی سے کتب معتبرہ مین منقول ہے کہ۔

انطلقت انا وابو مسعود الی حذیفۃ بالمدائن فدخلنا علیہ فقال مرحبا بکما ما خلفتما من قبائل العرب احد احب الی منکما فاسندت الی ابی مسعود فقلنا یا ابا عبد اللہ حدثنا فقال علیکما بالفئۃ التی فیھا ابن سمیۃ انی سمعت رسول اللہؐ یقول تقتلہ الفئۃ الباغیۃ الناکبۃ عن الطریق وان اخر رزقہ ضیاح من لبن فی قسیع لہ لحج ارح اد فاقہ حمراء

وہ اور ابو مسعود مدائن مین حذیفہ کے پاس گئے اُنہون نے کہا کہ تم دونون کو مرحبا ہے تمنے قبائل عرب سے کوئی ایسا شخص نہین چھوڑا جو میرے نزدیک تم دونون سے زائد محبوب ہو۔ وہ کہتے ہین کہ مین نے اس کلام کو ابو مسعود کی طرف منسوب کیا اور اُسنے کہا کہ ای ابو عبد اللہ ہم سے کوئی حدیث بیان کیجیے۔ پس حذیفہ نے فرمایا تم اُس گروہ کے ہمراہ رہنے کو لازم سمجھو جسمین کہ عمار یاسر ہین مین نے رسول خداؐ کو ارشاد فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ عمار یاسر کو وہ گروہ باغی قتل کریگا جو راہ حق سے منحرف ہوگا اور اُنکا آخری رزق قدح شیر ہوگا۔

فما اخطأ حذیفۃ مقیاس شعرۃ فقال الیوم القی الاحبۃ محمدا وحزبہ واللہ لو ضربونا حتی یبلغوا بنا سعفات

وہ کہتے ہین کہ پس حذیفہ نے اپنے بیان مین سر مو خطا نہین کی اور عمار نے کہا کہ آج کے دن مین اپنے احباب محمدؐ اور انکے گروہ سے ملاقات کرونگا قسم بخدا اور اگر یہ لوگ (اہل شام)

نحن لعلمنا انا على الحق وانهم على الباطل وجعل يقول الموت تحت الاسل والجنة تحت البارقة

ہمکو مارتے ہوئے نخلستان ہجر تک لیجائیں تب بھی ہم یقیناً جان لیں گے کہ ہم حق پر ہیں اور یہ لوگ باطل پر اور کہنے لگے کہ موت نیزوں کے نیچے ہے اور بہشت تلوار کے نیچے

اور عقد فریدہ میں خود حضرت امیر المومنینؑ سے بروایت حبہ منقول ہے کہ۔

نحن النجباء وافراطنا افراط الانبیاء وحزبنا حزب الله والفئة الباغیة حزب الشیطان ومن سوی بیننا وبین عدونا فلیس منا

ہم نجبا ہیں اور ہماری اولاد اولاد انبیا ہے اور ہمارا گروہ گروہ خدا ہے اور گروہ باغی گروہ شیطان ہے اور جو شخص کہ ہمارے اور ہمارے دشمن کے مساوی ہونے کا قائل ہو وہ ہم سے نہیں ہے۔

اور ماوردی نے اپنی کتاب ادب الدنیا والدین میں حکایت کی ہے کہ۔

انی احبك واحب معاویة فقال اما الان فانت اعور فاما ان تبرأ واما ان تعمی۔

ایک شخص نے جناب امیر المومنینؑ سے عرض کی کہ میں آپکو بھی اور معاویہ کو بھی دوست رکھتا ہوں آپ نے فرمایا کہ اسوقت تم یک چشم (کانے) ہو پس یا تو بالکل اچھے بھلے ہوجاؤ یا (اندھے ہوجاؤ)

اس کلام سے روز روشن کیطرح واضح ہوگیا کہ عمار یاسر حضرت امیر المومنینؑ کے گروہ میں تھے اور یہی گروہ برحق تھا جسکی متابعت کا حضرت نے حکم دیا اور یہ کہ انکا قاتل معاویہ کا گروہ باغی تھا۔ جو حق سے منحرف تھا۔

سوم یہ کہ خود عمار یاسر نے گروہ معاویہ کا گروہ باغی ہونا بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں۔

ایها الناس اقصدوا بنا نحو هؤلاء الذین یبغون دم عثمان ویزعمون انه قتل مظلوما والله ما طلبتهم بدمه ولکن

اے گروہ مردم ہمکو ان لوگوں کیطرف لیچلو جو خون عثمان کے طالب ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ وہ حالت مظلومیت میں قتل کیے گئے ہیں قسم بخدا یہ انکے خون طلب نہیں کرتے لیکن اس قوم نے لذات دنیا کا ذائقہ چکھا ہے اور دنیا کو دوست کہنے لگے

القوم ذاقوا الدنيا فاستحبوها و
استمرؤها و اعلموا ان الحق اذا
الزمهم حال بينهم وبين ما يتمرغون
فيه من دنياهم ولم
يكن للقوم سابقة فی الاسلام
يستحقون بها طاعة الناس
والولاية عليهم فخدعوا
اتباعهم ان قالوا امامنا قتل مظلوما
ليكونوا بذلك جبابرة ملوكا
وتلك مكيدة بلغوا بها ما ترون
ولولاهي ما تبعهم من الناس رجلان

اور اُنکی لذتوں کو خوشگوار سمجھے اور اُنہوں نے جان لیا کہ
اگر وہ حق کی پابندی کرینگے تو وہ اُن کے لیے لذات
دنیویہ سے مانع ہوگا اور اس قوم کے لیے اسلام میں کوئی
سابقہ نہیں ہے جس کی وجہ سے وہ طاعت مردم کے
مستحق ہونگے۔ اور اُن کے حاکم قرار پائیں۔ اس
بنا پر اُنہوں نے اپنے اتباع کو یہ فریب دیا کہ اُنکا
امام مظلومیت کی حالت میں قتل کیا گیا ہے تاکہ وہ
اس فریب دہی سے بادشاہ جبار بنجائیں اور وہ اپنی
اسی کید و مکر کی وجہ سے اس حالت پر پہنچ گئے ہیں
جسکو کہ تم مشاہدہ کرتے ہو اور اگر وہ یہ مکر و فریب کرتے تو
لوگوں میں سے دو شخص بھی اُنکی متابعت نہ کرتے انتہی

چہارم یہ کہ عبد اللہ بن عمرو بن عاص نے گروہ معاویہ کے قاتل عمار ہونیکی تصریح کی ہے
چنانچہ شہادت عمار کے بعد اُنہوں نے اپنے باپ عمرو بن عاص سے کہا کہ۔

یا ابت قتلتم هذا الرجل فی یومکم
هذا وقد قال فیه رسول اللہ ص
ما قال قال وما قال قال الم
تکن معنا ونحن نبنی المسجد و
الناس ینقلون حجرا حجرا
ولبنة لبنة وعمار ینقل حجرین
حجرین ولبنتین لبنتین
فغشی علیه فاتاه رسول اللہ ص

تم نے اس شخص کو آج کے دن قتل کیا ہے حالانکہ اُنکے
بارہ میں حضرت رسول خدا نے جو کچھ فرمایا ہے وہ سب کو
معلوم ہے۔ عمرو بن عاص نے کہا کہ کیا فرمایا ہے۔
عبد اللہ نے کہا آیا تم اُس روز ہمارے ساتھ نہ تھے جبکہ
ہم مسجد بناتے تھے اور لوگ ایک ایک پتھر اور
ایک ایک اینٹ اُٹھا کر لاتے تھے اور عمار یاسر
دو دو پتھر اور دو دو اینٹیں اُٹھا کر لاتے تھے تا اینکہ
اُنکو غش آگیا اور اُن کے پاس حضرت رسول خدا

فجعل یمسح التراب عن وجھہ و یقول ویحك یا ابن سمیہ الناس ینقلون حجرا حجرا ولبنۃ لبنۃ و انت ینقل حجرین حجرین ولبنتین لبنتین رغبۃ منك فی الاجر وانت و یحك مع ذلك تقتلك الفئۃ الباغیۃ فدفع عمرو صدر فرسہ ثم جذب معاویۃ الیہ فقال یا معاویۃ اما تسمع ما یقول عبد اللہ قال وما یقول فاخبرہ الخبر فقال معاویۃ انك شیخ اخرق ولا تزال تحدث بالحدیث وانت تدحض فی بولك او نحن قتلنا عمارا انما قتل عمارا من جاء بہ فخرج الناس من فساطیطھم واخبیتھم یقولون انما قتل عمارا من جاء بہ فلا ادری من کان اعجب ھو او ھم

تشریف لائے اور اُن کے چہرے سے گرد پونچھنے لگے
اور فرمانے لگے خدا تمپر رحم کرے اے ابن سمیہ لوگ ایک
ایک پتھر اور ایک ایک اینٹ اُٹھاتے ہین اور تم
تحصیل ثواب کے لیے دو دو پتھر اور دو دو اینٹین
اُٹھاتے ہو اور باوجود اس کے تمکو گروہ باغی قتل کریگا
یہ سُنکر عمرو بن عاص نے اپنا گھوڑا بڑھایا اور معاویہ کو اپنی
طرف کھینچکر کہا اے معاویہ آیا تم یہ باتین نہین سنتے ہو
جو عبد اللہ کہتا ہے۔ معاویہ نے کہا کیا کہتا ہے۔
پس اُن دونون نے معاویہ کو واقعہ پر مطلع کیا۔ پس معاویہ
کہنے لگا تم بڑے بیوقوف ہو۔ تمسے جب کوئی حدیث
بیان کیجاتی ہے تم اپنے پیشاب مین گرپڑتے ہو آیا ہم نے
عمار کو قتل کیا ہے عمار کو اُس شخص نے قتل کیا ہے جو
اُسکو لیکر آیا۔ پس لوگ (اہل شام) اپنے خیمون سے
یہ کہتے ہوئے نکلے کہ عمار کو اُسی شخص نے قتل کیا ہے
جو اُسکو لیکر آیا (راوی) کہتا ہے کہ مین نہین جانتا کہ
زیادہ تعجب خیز وہ (معاویہ) تھا یا وہ لوگ (شام) کے تھے

اس کلام سے بھی معاویہ اور اُس کے ساتھیون کا گروہ باغی اور قاتل عمار ہونا اور تاویل معاویہ کا مہمل اور تعجب خیز ہونا ارباب نظر سے پوشیدہ نہین رہ سکتا۔

پنجم یہ کہ عبد اللہ بن عمر کہتے ہین کہ۔

ما اسی علی شیء الا انی لم اقاتل مع علی الفئۃ الباغیۃ۔

مین نے اسقدر افسوس کسی شے پر نہین کیا جسقدر کہ اسپر افسوس کرتا ہون کہ مین نے علی کی ہمراہی مین گروہ باغی سے جنگ نہ کی

ظاہر ہے کہ عبد اللہ بن عمر ایسے تارک دنیا جس گروہ کے ہمراہ نہ ہونے پر افسوس
کرتے تھے وہ ضرور حق پر تہا اور جس گروہ سے جنگ نہ کرنے پر افسوس کرتے تھے وہ
ضرور باطل پر تہا اور اس کلام کا تاویل معاویہ کے مہمل ہونے پر دلالت کرنا بہت واضح ہے
ششم۔ عبد اللہ بن عمر عنسی کا قصہ ہے جو قتل عمار کی حدیث سنکر معاویہ کے لشکر کو
بہاگ گئے تھے اور جناب امیر المومنینؑ کے لشکر سے ملحق ہو گئے تھے اور ذوالکلاع
حمیری کو اس مادہ مین چند شعر بہی لکھکر بہیجے تھے۔ پس اگر معاویہ کی تاویل درست تہی
تو عبد اللہ بن عمر ایسے زاہد و عابد کا لشکر معاویہ کو چھوڑکر حضرتؑ کے لشکر سے جاکر ملحق
ہو جانا کیونکر درست ہوتا ہم اس قصہ کو تاریخ اعثم کوفی کے ترجمہ سے نقل کرتے ہین

ے از بسکہ اس کتاب مین فتوح اعثم کوفی کے ترجمہ سے بعض مطالب منقول ہوتے ہین اور بعض لوگو
ان کے موثق و معتبر ہونے مین اور حضرات کو انکے منجملہ اہل سنت و جماعت ہونے مین شبہہ ہوتا ہے
اسلیے انکے ترجمہ کا وار دکرنا مناسب معلوم ہوا تاکہ انکا موثق و معتبر اور منجملہ اہل سنت ہونا بخوبی ثابت
ہو جائے پس واضح ہو کہ

ابو محمد احمد بن اعثم کوفی۔ } قدماء مورخین مین نہایت معروف و مشہور بزرگوار ہین اور انپر علماء فریقین نے اعتماد کیا ہے اور انکا فارسی ترجمہ
بکثرت ملتا ہے جسمین اصل کتاب کی تالیف کا سنہ ۲۰۴ مرقوم ہے جو مامون رشید کا زمانہ ہے۔
جنکی یاقوت حموی رومی کی کتاب معجم الادباء اور ابن حجر عسقلانی کی
لسان المیزان سے تائید ہوتی ہے۔

قال فی معجم الادباء ولہ کتاب التاریخ الی اخر ایام المقتدر ابتداء بایام المامون وقال فی لسان المیزان وصنف تاریخا من اول دولۃ المامون الی اخر دولۃ المقتدر } مقتدر کے آخری زمانہ تک انکی ایک تاریخ ہے جسکی انہون نے مامون رشید کے زمانہ مین ابتدا کی تہی اور لسان المیزان مین کہا ہے کہ انہون نے دولت مامون کی ابتدائی زمانہ سے دولت مقتدر کے انتہائی زمانہ تک کی ایک تاریخ تصنیف کی ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۴ (۱) احمد بن اعثم کوفی کا مورخ قدیم اور فریقین کے نزدیک معتمد ہونا قابل انکار نہین ہے - البتہ انکا شیعی ہونا نہ ہونا یا اصحاب حدیث کے نزدیک ضعیف ہونا نہ ہونا بعض حضرات علماء کی تحریر سے مختلف فیہ ہونا ثابت ہوتا ہے - پس اس مقام پر چند امور کا تذکرہ مناسب ہے

(۱) احمد بن اعثم کوفی درحقیقت قدیم مورخ ہین اور انکا وجود محض فرضی نہین ہے -

چنانچہ معجم الادبار تالیف یاقوت حموی رومی کے صفحہ ۲۰۹ طبع مصر جلد اول مین مرقوم ہے کہ

احمد بن اعثم الکوفی ابو محمد الاخباری
المورخ کان شیعیا وھو عند اصحاب
الحدیث ضعیف ولہ کتاب المالوف
وکتاب الفتوح معروف ذکر فیہ الی
ایام الرشید ولہ کتاب التاریخ
الی آخر ایام المقتدر ابتدأہ
بایام المامون ویوشک
ان یکون ذیلا علی
الاول رأیت الکتابین
وقال ابو علی الحسین بن احمد
السلامی البیہقی انشدنی ابن
اعثم الکوفی ؎

اذا اعتذر الصدیق الیک یوما
من التقصیر عذر اخ مقر
فصنہ عن جفائک وارض عنہ
فان الصفح شیمۃ کل حر

احمد بن اعثم کوفی ابو محمد مورخ اخباری شیعہ تھے اور وہ اصحاب حدیث کے نزدیک ضعیف تھے انکی کتاب المالوف اور کتاب الفتوح مشہور ہے اس مین ہارون رشید کے زمانہ تک کا حال مذکور ہے اور انھین کی تالیف وہ کتاب التاریخ ہے جو آخر ایام مقتدر تک کے حالات پر مشتمل ہے انہون نے اس کتاب کی مامون رشید کے زمانہ مین ابتدا کی ہے - اور اس تاریخ کا کتاب اول کا ذیل ہونا قرین قیاس ہے - مین نے دونون کتابونکو دیکھا ہے - اور ابو علی حسین بن احمد سلامی بیہقی نے بیان کیا ہے کہ میرے سامنے ابن اعثم کوفی نے یہ دو شعر پڑھے جنکے ترجمہ کا خلاصہ یہ ہے -

جبکہ صدیق تمسے کسی روز اپنی تقصیر کا اسطرح عذر کرے جسطرح برادر مقر عذر کرتا ہے تو تم اسکو اپنی جفا سے محفوظ رکھو اور اس سے راضی ہو جاؤ اس لیے کہ عفو کرنا ہر ایک آزاد مرد کی عادت ہے -

بقیہ صفحہ اور لسان المیزان مطبوعہ دکن جلد اول کے صفحہ ۱۳۸ مین مرقوم ہے

احمد بن عثم الکوفی الاخباری المورخ قال یاقوت کان شیعیا وعند اصحاب الحدیث ضعیف وصنف کتاب الفتوح الی ایام الرشید وصنف تاریخا من اول دولۃ المامون الی اخر دولۃ المقتدر ولہ نظم وسط	احمد بن اعثم کوفی اخباری مورخ یاقوت نے بیان کیا ہے کہ وہ شیعہ تھے۔ اور اصحاب حدیث کے نزدیک ضعیف ہین انھون نے کتاب الفتوح کو ایام رشید تک تصنیف کیا ہے اور ایک تاریخ کو اول دولت مامون سے آخر دولت مقتدر تک تصنیف کیا ہے اور انکو بیچ اوسط درجہ کی نظم کا سلیقہ تہا۔

ان دونون عبارتون سے احمد بن اعثم کوفی کا مورخ قدیم اور مامون رشید کے زمانہ مین موجود ہونا بخوبی ثابت ہوتاہے جس سے انکے محض فرضی ہونے کا خیال بالکل لغو قرار پاتا ہے۔

(۲) احمد بن اعثم کوفی کا شیعہ ہونا اگرچہ معجم الادبا اور لسان المیزان مین مرقوم ہے جیسا کہ اوپر کی عبارتون سے معلوم ہوا لیکن بظاہر مغلوط ہے اس لیے کہ اعلام اہل تشیع نے انکو علمائے اہل سنت مین تصریح فرمایا ہے چنانچہ محمد بن علی بن شہر آشوب علیہ الرحمہ نے کتاب مناقب مین کتب مخالفین کے بطور اجازہ حاصل ہونے کو جو انکی کتاب کا ماخذ قرار دیگئی ہین بایں عبارت تحریر فرمایا ہے۔

فاما طرق العامۃ فقد صح لنا اسنادا لبخاری (الے ان قال) اسنادالاغانی عن النصیبی عن عبدالقاہر جانی عن عبداللہ بن حامد عن محمد بن محمد عن علی بن عبدالعزیز الیمانی عن ابی الفرج علی بن الحسین الاصفہانی وھذا الاسناد فتوح الاعثم الکوفی وصفوۃ الخ) اور علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے بہی اعثم کوفی سے سنی ہونیکی تصریح فرمائی ہے چنانچہ بحار الانوار جلد اول صفحہ ۳۲ و ۳۳ مطبوعہ شاہی مین مرقوم ہے۔

واما کتب المخالفین فقد یرجع الیھا لتصحیح الفاظ الخبر وتعیین معانیہ (الے ان قال عنہ تفصیلھا) وکتاب ذخائر العقبی فی مناقب اولی القربی السیوطی وتاریخ الفتوح لاعثم الکوفی وتاریخ الطبری و تاریخ بن خلکان وکتاب شرح المواقف الخ

پس جبکہ علامہ روزگار محمد بن علی بن شہر آشوب اور غواص بحار انوار جناب علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کی تصریح سے احمد بن اعثم کوفی کا منجملہ اہل تسنن ہونا ثابت ہوا تو صاحب معجم الادبا کا ان کو شیعہ قرار دینا بہرحال موہوم اور مغلوط ہوگا۔ حالانکہ فتوح اعثم کوفی کے ترجمہ فارسی میں بہت سے ایسے شواہد موجود ہیں جو ان کے سنی ہونے پر دلالت کرتے ہیں اور وہ مطالب تشیع کے ساتھ کسی طرح جمع نہیں ہو سکتے۔ اس مقام پر بعض امور کا وارد کرنا مناسب ہے جن پر نظر کرنے کے بعد مورخ موصوف کا مخالف مذہب ہونا آفتاب نصف النہار سے بھی زیادہ واضح ہو جاتا ہے اور وہ یہ ہیں۔

(۱) مورخ موصوف کا خلیفہ اول کی تعبیر میں جابجا لفظ صدیق کو استعمال کرنا اور انکے حق میں رضی اللہ عنہ کہنا جو تشیع کے ساتھ مجتمع نہیں ہو سکتا چنانچہ ترجمہ مشار الیہا کے صفحہ ۱۰ پر مرقوم ہے۔

چون رسولان خالد با خمس غنائم و اموال بخدمت صدیق رسیدند سلام کردند صدیق جواب سلام داد و از ان حال پرسید درین اثنا بصدیق خبر دادند کہ اہل بحرین مرتد شدند۔ اور صفحہ ۱۱ پر مرقوم ہے۔

پس منذر و حطیم ابن ضبیعہ و لشکر بنی بکر حوالی آن حصار را فرو گرفتند و راہ آمد و رفت بر اہل آن بربستند چون ابضرورت رسید عبداللہ بن حذف شعرے بگفت و نزدیک صدیق رضی اللہ عنہ فرستاد۔

(۲) شیعوں کے نزدیک سوائے حضرت علی علیہ السلام کے کسی شخص کو امیر المومنین کہنا صحیح نہیں ہے حتی کہ کسی اپنے دوسرے امام کو بھی لفظ امیر المومنین کے ساتھ خطاب کرنا وہ تجویز نہیں کرتے حالانکہ کتاب مشار الیہ میں خلیفہ اول وغیرہ کی تعبیر میں لفظ امیر المومنین کا بکثرت استعمال ہوا ہے چنانچہ صفحہ ۱۶ پر مرقوم ہے۔

و از ام فروہ اشعث را چہار فرزند آمد۔ محمد و اسمعیل و اسحق و جعدہ۔ محمد از یاران عمر و عثمان و علی بود و در مقتل امیر المومنین حسین علیہ السلام حاضر بود۔

اور صفحہ ۹ پر مرقوم ہے۔ امیر المومنین صدیق در جواب نامہ ابوعبیدہ نوشت

(اور صفحہ ۲۴۲ پر مرقوم ہے)

چون این فتحنامہ بامیر المومنین صدیق رسید بغایت خوشدل گشت و آثار فرح و سرور بر غرہ مبارک او ظاہر شد پس امیر المومنین درجواب خالد بن ولید نوشت و خالد را بانچہ کردہ بود محمدت گفت

اس عبارت مین لفظ امیر المومنین اور صدیق کے علاوہ لفظ غرہ مبارک بہی مرقوم ہے۔

اور نیز صفحہ مذکورہ مین مرقوم ہے۔

چون رنجوری صدیق زیادہ شد بر پارہ کاغذ عہد نامہ نوشت و بیکے از صحابہ داد و گفت کہ این نوشتہ را بر اصحاب بخوان آن مرد در مسجد آمد و کاغذیکہ بخط صدیق بود عمر خطاب را خلیفہ خویشتن کردہ بود بر ایشان بخواند قومی گفتہ سمعنا و اطعنا و جماعتی خاموش بودند پس طلحہ ابن عبد اللہ نزدیک امیر المومنین ابوبکر صدیق شد و گفت الخ

(۳) ترجمہ مشار الیہا مین خلیفہ اول کا صاحب معجزہ و کرامت ہونا مرقوم ہے جس کا تشیع کے ساتہ جمع نہ ہونا ہر شخص کو معلوم ہے چنانچہ ترجمہ مذکورہ کے صفحہ ۲۵۰ پر یہ عبارت مرقوم ہے۔

پس صدیق عائشہ را نزدیک خود خواند و گفت اے دختر من کار نزدیک آمد و از عمر اندک ماند چون شربت فنا چشیدہ شود باید کہ مرا پاک بشوئید و حنوط کنید و کفن بپوشانید و بر من نماز پس مرا نزد گنبد رسول برد و دستوری بخواہید کہ ابوبکر پیر غلام بر در است اگر دستوری نیابید در قبرستان مسلمانان دفن کنید پس گفت انا للہ و انا الیہ راجعون ۔۔ و روز یکشنبہ بود کہ وصیت کرد و روز دیگر دوشنبہ او را وفات نمود و دران روز اضطراب تمام در مدینہ بود و آواز گریہ و نوحہ از ہر گوشہ بلند شد چنانکہ در روز وفات پیغمبر بود پس او را غسل دادند و حنوط پاشیدند و کفن کردند و برو نماز گزاردند و جنازہ را بر داشتہ نزد روضہ رسول آوردند و جنازہ را بر زمین نہادند و ہمہ مردم در انتظار شدند کہ از پردہ غیب چہ پیدا آید ناگاہ دیدند کہ تختہا در روضہ در یکدیگر بجنبید و فتح باب اتفاق افتاد پردہ جاے در روضہ باز شد نشان اجازت این بود ہمہ حاضران غلغلہ کنان جنازہ را بر داشتند

ودروان بردند پس اورا بپہلوئے مرقد رسول دفن کردند۔

(۴) ترجمہ مذکورہ کے صفحہ ۸۲ سطر ۲ مین حضرت عبداللہ بن عباس کا خلیفہ دوم کو خنجر ابو لولو سے زخمی ہونے کے بعد آنکھ سے گریہ نہ کرنے اور بہشت مین داخل ہونیکی دعا مرقوم ہے۔ اور اُسکے عیون الفاظ یہ ہین۔

عبداللہ بن عباس گفت خدا تعالے چشم ترا نگریاناد و ترا بہشت کرامت کناد و بلے غیر ذالک۔ بہرحال کتاب موصوف کے اطراف و جوانب پر نظر کرنیکے بعد بہت سے ایسے مطالب کا اُسمین مرقوم ہونا ثابت ہوتا ہے جنکو اہل تشیع کا اپنے قلم سے وارد کرنا بہت بعید ہے

(۵) اُنکا قوی یا ضعیف ہونا۔ اعثم کوفی کے قوی اور معتمد علیہ ہونے کے لیے اسیقدر کافی ہے کہ علامہ شہر آشوب اور علامہ مجلسی علیہما الرحمہ اور دیگر اعلام فریقین نے اُسنے نقل کیا ہے اور انکو علامہ سیوطی اور تاریخ طبری اور تاریخ بن خلکان اور شرح مواقف اور کتاب اغانی تالیف ابوالفرج علی بن الحسین الاصفہانی نے زمرۂ مورخین مین شمار کیا ہے جیسا کہ انکی عبارتون پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے اور صاحب روضۃ الصفا نے بھی انکو امام وہب بن منبہ اور امام واقدی اور اصمعی اور محمد بن جریر طبری اور ابو عبداللہ مسلم بن قتیبہ کے امثال و اقران مین شمار کیا ہے اور انکی روایتون کے معتبر ہونیکی حد سے زیادہ تعریف کی ہے چنانچہ روضۃ الصفا جلد اول کے صفحہ ۱۰ پر یہ عبارت مرقوم ہے۔

وازجملہ مورخان عرب امام محمد بن اسحق است کہ در ملت محمدی اول کسی کہ بتصنیف مغازی تاریخ پرداخت او بود و بعد از وے امام وہب ابن منبہ و امام واقدی و اصمعی و محمد بن جریر طبری وابو عبداللہ مسلم بن قتیبہ صاحب جامع المعارف و محمد بن علی بن اعثم الکوفی صاحب فتوح ... الی ان قال، کہ اکثر این جماعت از ائمہ تفسیر و حدیث اند و اعتبار روایات ایشان از حد تعریف افزون است۔

اور اسیطرح فاضل چلپی نے بھی انکو واقدی اور ابو حذیفہ اسحاق بن بشیر قرشی کے اقران مین

شمار کیا ہے چنانچہ کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون میں مرقوم ہے۔

(فتوحات الشام) للواقدی نظمها محمد بن محمود بن اجا بالترکی فی اثنی عشر الف بیت ولابی حذیفۃ اسحاق بن بشیر القرشی وصنف فیها ابو محمد احمد بن اعثم الکوفی المتوفی سنۃ وترجمہ احمد بن محمد المتوفی سنۃ بالفارسیۃ

فتوحات شام واقدی کی تالیف ہین اور انکو محمد بن محمود آجانی ترکی مین بارہ ہزار بیتون کے اندر نظم کیا ہے اور اسیطرح فتوحات شام کو ابو حذیفہ اسحاق بن بشیر قرشی نے بہی تالیف کیا ہے اور فتوحات شام مین ابو محمد احمد بن اعثم کوفی نے بہی کتاب تصنیف کی ہے جنہون نے سنہ فلان مین وفات پائی اور انکی اس کتاب کو احمد بن محمد نے جنکا فلان سنہ مین انتقال ہوا ہے فارسی مین ترجمہ کیا ہے

اور انکی کتاب مذکور سے علامہ ابن شہر آشوب علیہ الرحمہ نے کتاب مناقب کی جلد دوم مین یہ عبارت نقل فرمائی ہے

ان علیا علیہ السلام رفع یدہ الی السماء وھو یقول اللھم ان طلحۃ بن عبید اللہ اعطانی صفقۃ بیعتہ طائعا ثم نکس بیعتی اللھم فعاجلہ ولا تمھلہ۔ اللھم فان الزبیر بن العوام قطع قرابتی ونکس عھدی وظاھر عدوی فھو یعلم انہ ظالم لی فاکفنیہ کیف شئت وانی شئت۔

جناب امیر المومنین علیہ السلام نے اپنا دست مبارک آسمان کیطرف بلند کیا اور فرمایا کہ اے بار الہا یہ طلحہ بن عبید اللہ نے بطوع و رغبت مجھسے بیعت کی ہے بعد اسکے میری بیعت کو اُسنے توڑ دیا ایخدا تو اُسکو جلد سزا دے اور اُسکو مہلت نہ دے ایخدا زبیر بن عوام نے میری قرابت کو قطع کیا اور میرے عہد کو توڑ دیا اور میری دشمن کی مدد کی اور وہ اس امر کو بخوبی جانتا ہے کہ وہ میرے لیے ظالم ہے پس تو مجھکو اُسکی شر سے جسطرح چاہے اور جہان چاہے بچالے۔

تنبیہ یاقوت حموی کی عبارت گذشتہ مین لفظ وراثیت الکتابین اور علامہ شہرآشوب اور علامہ مجلسی اور صاحب روضۃ الصفا اور فاضل چلپی وغیرہ کی عبارتون سے اصل کتاب کا موجود اور محقق ہونا اور علماء فریقین کے نزدیک معتمد ہونا اور زمانہ سابق مین اصل کتاب کا متداول ہونا ثابت ہوتا ہے پس اس زمانہ مین اصل کتاب کا کمیاب یا نایاب ہونا اُسکے وجود اور اعتبار مین کسی قسم کی قدح نہین کر سکتا جسکی وجہ بہت ظاہر ہے - اکثر علماء اعلام کی تالیفات زمانہ کے انقلاب سے کمیاب یا نایاب ہوگئے ہین لیکن اُنکا زمانہ سابق مین موجود اور معتبر ہونا قابل انکار نہین ہوسکتا پس اس زمانہ مین اصل کتاب کے نسخہ کا بہم نہ پہنچنا اُسکی فرضی ہونیکی امارت نہ ہوگا و نعم ماقیل

ولیس یصح فی الافہام شی ٭ اذا احتاج النہار الی دلیل

عبد اللہ بن عمر العبسی کہ در شام بعبادت و زہادت شناختہ بود و در شجاعت و شہامت مکانتی بکمال داشت قصہ عمرو و عمار را بدانست و این کلمات بشنید و معلوم داشت کہ معاویہ از در کفر و عصیان بر علی مرتضے بیرون شدہ و در طلب ایالت خلقے را در ضلالت افگندہ لاجرم شبانگاہ از لشکر معاویہ بگریخت و بسپاہ امیر المومنین پیوست و این شعر از بہر ذو الکلاع حمیری انشاد و بدو فرستاد ؎

والراقصات برکب عامدین لہ ... ان الذی جاء من عمرو لما ثور

قد کنت اسمع والانباء شایعۃ ... ھذا الحدیث فقلت الکذب والزور

حتی تلقیتہ عن اہل غیبتہ ... فالیوم ارجع والمغرور مغرور

الیوم ابرء من عمرو و شیعتہ ... ومن معاویۃ المحد وبہ العیر

لا لا وقاتل عمارا علی طمع ... بعد الروایۃ حتی ینفخ الصور

ترکت عمروا واشیاعہ نکدا ... انی بترکہم یا صاح معذور

یا ذا الکلاع فدع لی معشر الغزوا ... اولا فدینک مین فیہ تحریر

ما فی مقال رسول اللہ فی رجل ... شک ولا فی مقال الرسل تخییر

اعثم کوفی کی اس عبارت مین عمرو و عمار کے جس قصہ کیطرف اشارہ کیا گیا ہے اُس سے اُن دونون کا ملاقات کرنا اور باہم گفتگو کرنا مراد ہے جس سے کہ عمار یاسر کا برحق ہونا اور عمرو بن عاص کا بر سر باطل ہونا لوگونپر ظاہر ہو گیا تھا اس مقام پر پورے قصہ کا نقل کرنا خالی از تطویل نہین ہے لیکن اُسکے بعض فقرات کا خود اعثم کوفی کی عبارت سے منتخب کے وارد کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ قال فی اثناء کلام لہ ذو الکلاع ابو نوح را گفت بیا بنزدیک عمرو بن عاص شویم و او را از آمدن عمار یاسر خبر دہیم۔ ابو نوح در ہمرا فقت او روانہ شد ہر دو آمدند تا بنزدیک عمرو عاص ذو الکلاع او را گفت یا ابا عبد اللہ مردے مشفق و خردمند صادق آوردہ ام تا تو سخن بشنوی و در مرافقت او نزد عمار یاسر آئی عمرو عاص گفت

آن مرد ناصح خردمند کیست گفت اینست که اینجا ایستاده است پسر عمی است عمرو عاص
گفت من برین پسر عم تو سیمای ابوتراب مے بینم ابونوح گفت نه سیمای تو برانست که
برین مو بینی بل سیمای تبع سنتهای مصطفی است که مشاهده میکنی و من بر روی تو برای العین
سیمای ابوجهل مے بینم بلکه سیمای فرعون مشاهده میکنم عمرو گفت عمار یاسر کجا است گفت
بچه سبب او را می پرسی عمرو گفت عمار را از ان میطلبم که شنیده ام که مصطفی ع او را گفته است
که تو بر دست جماعتی که اهل بغی باشند کشته خواهی شد و از عمار نشنوده ام از و غریب باشد که
ترک ما گوید ابونوح گفت الله اکبر عمار با ما است و او در جنگ شما جدی عظیم دارد عمرو گفت
چنین است که میگوئی عمار در جنگ ما مبالغت میکند ابونوح گفت والله که چنین است و عمار
در محاربت شما رغبتی تمام دارد و دیروز مرا میگفت که لشکر معاویه ما را بشکنند و بتازند تا
خرماستانهای مدینه من در ان که علی بر حق است و معاویه بر باطل هیچ شک نیست و یقین
میدانم که کشتگان ما بهشتی اند و کشتگان ایشان دوزخی عمرو گفت ای ابونوح میخواهم
که سلطنت عمار را به بینیم ابونوح گفت این سهل درخواستی است که من و ذو الکلاع این
اندیشه کرده ایم عمرو عاص چون سخن ابونوح بشنید هم در ساعت اسپ براند و آمد در برابر
عمار بایستاد و طائفه از خواص معاویه با او بودند چنان نزدیک یکدیگر بایستادند که گردن های
اسپان از یکدیگر بگذشت پس فرود آمدند و بر زمین بنشستند عمرو ابتداء بسخن کرد خواست
خطبه بگوید گفت لا اله الا الله عمار سخن از دهان او بگرفت و گفت این کلمه مبارک هرگز بر زبان
تو نرفته است تو از ان طائفه که با مصطفی ع جنگ کرده اند و او را هجو گفته و بعد از وفات او
امت او را در فتنه افگنده ترا ابتر ابن الابتر گویند تا بوده دشمن خدا و رسول ع بوده بیا تا نخست
بگوییم که بدان سبب بدینجا آمده ایم و اگر خواهی که بسخن ابتدا کنی ترا مسلم نه گردد که ما بگفتن از
تو اولی تر باشیم و اگر خواهی یک کلمه بگوییم که بیان من و تو بقطع رسد و پیش از انکه ازین
موضع برپای خیزی کفر بر تو بنشانم و هم تو مرا تصدیق کنی بدین که خون عثمان و موجب

کشتن او ترا معلوم گشته باشد دیده که بعضے از مردمان او را فروگذاشته بودند و جمعے
بر کشتن او تحریص میکردند در ان چهل روز که در سرائے محبوس بود چندان مجال نیافت که
به نماز آدینه رفتے یا به نماز جماعت رسیدے کلمات مختلف که در ان روزها عمرو زید در حق
عثمان گفتند شنیده اکنون معاویه آمده است و از امیر المومنین علیؑ خون او میطلبد
و کشندگان او میخواهد و ترا معلوم است که امیر المومنین را در واقعه عثمان هیچ قصد نه کرد
نیک تامل کن تا معاویه بدین طلب که میکند او را چه حق و چه افتاده است او را که طلب خون
عثمان کند نه وارث عثمان است و نه ولی مسلمانان بلکه خون عثمان در گردن معاویه است
عمرو عاص گفت هرچه گفتی راست گفتی اما حدیث معاویه که طلب خون عثمان میکند درین
کار بر حق است که عثمان مردے بود از بنی امیه و معاویه هم از بنی امیه است - اے ابو الیقظان
آخر بیندیش ما و شما یک خدا را میپرستیم و روے بیک قبله مے آریم و همان پنج نماز که شما
میگذارید ما میگذاریم - و در خواندن قرآن و امتثال و امتناع او امر و نواهی با یکدیگر موافقت
داریم این مخالفت میان ما از کجا پدید آمد و ما مومنان و مسلمانان را چرا بیک دیگر خلاف
میباید کرد عمار جواب داد که اے عمرو چند گوئی و تا کے نفاق و بوالعجبے کنی ترا و یاران ترا
با قبله چه کار و از پرستیدن رحمان و خواندن قرآن و دین و ایمان چه منفعت قبله و قرآن
و دین و ایمان ما را منفعت کند که مخلصانیم و از نفاق و ریا متبرا خدا تعالے ترا ضال گردانیده است
حضرت محمد مصطفےٰ صلعم امر فرموده است که با جماعتے که نقض عهد روا دارند جنگ کنم و کردم و مرا
امر فرموده است که بر ظالمان و ستمگاران شمشیر کشم و قاسطان و بیدادگران را بکشم و
شما آن جماعتید و این صفت دارید اے ناکس ابتر نه شنیده که مصطفےٰ صلعم علیؑ را فرموده
من دوست خدا و رسول اویم و علیؑ دوست من است و ترا در جهان بغیر از شیطان
دوستی نیست - عمرو عاص گفت اے عمار من با تو سخن نرم و لطیف میگویم تو چرا مرا دشنام
میدهی - عمار گفت از ان جهت که تو در جملها ے هستی از مکر و نفاق و بوالعجبی و خدع سرشته

شدہ باین عیبہا پس عمرو عاص گفت در کشتن عثمان چہ میگوئی عمار گفت خدا اورا بکشت۔
عمرو گفت اے عمار تو از ان جماعت بودی کہ اورا بکشتند عمار گفت من با آن جماعت بودم کہ
اورا بکشتند و امروز ہم با ان جماعت ہستم کہ اورا کشتہ اند و با شما جنگ میکنم عمرو گفت اے
اہل شام شما گواہ باشید کہ عمار بکشتن عثمان اعتراف آورد عمار گفت این گواہ گرفتن نزدیک
بست بگواہ گرفتن فرعون دران وقت کہ موسیٰ علیہ السلام صفت قدرت و وحدانیت باریتعالیٰ
میکرد و فرعون قوم خویش را گفت الا تستمعون مے شنوید کہ چہ میگوید آخر اے پسر نابغہ من کے گفتم
کہ عثمان را من کشتم تا ایشان را بر من گواہ گیری عمرو گفت جملہ شما شمشیرہا برگردنہا نہادید و برخیزید
و عثمان را بکشتید نہ ما کشندگان عثمان را بما دہید تا این ہمہ آشوب برخیزد
اگر چنین کنید مقصود ما بحصول پیوندد والا این کار بجائے انجامد کہ سرہا در سران شود و از
دود آتش این فتنہ بسیار دماغہائے تر خشک گردد و بسیار چشمہائے خشک تر شود۔
عمار بخندید و گفت اے پسر نابغہ انجا کہ علی ابو طالب پائے در رکاب میکند تو یاد جنگ
میدہی ہمانا دندان اژدہا میخاری و مژہ پلنگ بر میکنی چون سخن بدینجا رسید مردم
شام برخواستند و برنشستند و از مقال و فعال عمار ہمین یاد کردند چون بہ نزدیک معاویہ
رسیدند گفت بگوئید تا چہ گونہ شدید و چہ گفتید و چہ پاسخ گرفتید گفتند چہ گوئیم سخنہا از
عمار یاسر شنیدیم کہ از شمشیر برندہ تر و از زہر افعی گزانندہ تر عمرو عاص با آن قوت
مقال در جواب او گنگی مادر زاد یا صورتے از جماد مینمود معاویہ گفت سوگند با خدائے کہ
عرب بجملہ عرضہ ہلاک و دمار گردد اگر کار بصواب دید این عبد اسود کنند و روے این سخن بعمار
بن یاسر داشت۔

اس قصہ سے جہاں معاویہ اور اُسکے جملہ ہمراہیوں کا برباطل اور محض دنیا طلب ہونا ثابت ہوتا ہے
وہاں معاویہ کی تاویل کا لغو و مہمل ہونا بھی روز روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ
[illegible] کے لشکریین جو لوگ فی الجملہ بھی فہمیدہ تھے اُنہوں نے اس قصہ کے بعد رفتہ رفتہ

معاویہ سے علیحدگی اختیار کرنی شروع کردی جیساکہ عبد اللہ بن عمر علیہی کی نسبت مذکور ہوا اور کیا عجب ہے کہ بعض اور لوگون کا حال بہی مذکور ہو۔

ہفتم یہ کہ اس حدیث کے بعض طرق مین وارد ہوا ہے کہ عمار اُن کو بہشت کی طرف دعوت کرینگے اور وہ عمار کو دوزخ کی طرف بلائینگے جیساکہ شیخ عبد الحق دہلوی نے بہی شرح مشکوۃ الحق وغیرہ مین تحریر کیا ہے جس سے ظاہر ہوا کہ عمار کو اُس گروہ نے قتل کیا ہے جسکو (عمار) بہشت کی جانب اور وہ عمار کو دوزخ کی جانب بلاتے تہے اور چونکہ عمار کا حضرت کے ہمراہیون مین ہونا اور حضرت عہ کا اُس کو لیکر آنا خود معاویہ کے کلام سے ثابت ہو چکا ہے لہذا گروہ معاویہ کا قاتل عمار ہونا بہی خود معاویہ ہی کے کلام سے ثابت ہوگا اور اُنکی مہمل اور فریب آمیز تقریر محض لغو اور باطل قرار پائیگی اُس مقام پر جامع الاصول کی عبارت کا وارد کرنا خالی از فائدہ نہین ہے وہ حمیدی سے نقل کرتے ہین کہ اس حدیث مین

وفی هذا الحدیث زیادة مشهورة لم یذکرها البخاری واخرجها ابو بکر البرقانی وابو بکر الاسمعیلی قبله وفی هذا الحدیث عندهما ان رسول الله صلعم قال ویح عمار تقتله الفئة الباغیة یدعوهم الی الجنة ویدعونه الی النار قال ابو مسعود الدمشقی فی کتابه لم یذکر البخاری هذه الزیادة وهی فی حدیث عبد العزیز ابن المختار وخالد بن عبد الله الواسطی ویزید بن اربع ومحبوب بن الحسن

ایک زیادتی مشہور ہے جسکو بخاری نے ذکر نہین کیا اور اُسکو ابو بکر برقانی اور ابو بکر اسمعیلی نے بخاری سے پیشتر نقل کیا ہے اور اُن کے نزدیک اس حدیث مین یہ امر محقق ہے کہ حضرت صلعم نے ارشاد فرمایا تہا خدا رحم کرے عمار پر اُسکو باغی گروہ قتل کریگا وہ اُنکو بہشت کی طرف بلائینگے اور باغی گروہ اُنکو دوزخ کی طرف دعوت دیگا۔ ابو مسعود دمشقی کہتے ہین کہ اس زیادتی کو بخاری صاحب نے وارد نہین کیا ہے حالانکہ وہ (زیادتی) عبد العزیز بن مختار اور خالد بن عبد اللہ واسطے اور یزید بن اربع اور محبوب بن حسن اور شعبہ کی حدیث مین موجود ہے جسکو اُن [illegible] نے عکرمہ سے بروایت [illegible] نقل کیا ہے

وشعبة كلهم عن خالد الحذاء عن عكرمة ورواه اسحاق عن عبد الرزاق هكذا

اور اُسکو اسحاق نے عبد الرزاق سے بھی اسیطرح روایت کیا ہے انتہے بمحصلہ۔

اور ملا علی قاری نے اس حدیث کی شرح مین ابن مالک سے نقل کیا ہے کہ

ان عمار اقتله معاوية و فئته فکانوا طاغين باغين بهذا الحديث لان عمار کان مع علی وهو المستحق للامامة فامتنعوا عن بيعته۔

عمار کو معاویہ اور اُسکے گروہ نے قتل کیا ہے پس وہ اس حدیث کی رو سے باغی و طاغی ہونگے اسلیئے کہ عمار یاسر حضرت امیر المومنین کے لشکر مین تھے اور حضرت مستحق امامت تھے اور ان لوگون نے حضرت کی بیعت انکار کیا تھا انتہی محصلہ۔

جامع الاصول اور ملا علی قاری کے بیانات اور تصریحات سے عمار یاسر کا حضرت علی کے لشکر مین ہونا اور گروہ معاویہ کا باغی اور قاتل عمار اور دوزخی ہونا بخوبی ثابت اور معاویہ کی تاویل رکیک کا سراسر بے معنی اور باطل ہونا ثابت ہوا لکن باوجود اس کے ملا علی قاری نے معاویہ کی مذکورہ بالا دونون تاویلون کا بالخصوص تذکرہ کرکے اُنکی رد کی ہے۔ چنانچہ معاویہ کی اس تاویل کی نسبت کہ حدیث شریف مین لفظ باغیہ سے طالبۂ دم عثمان مراد ہے لکھتے ہین کہ

حکی ان معاوية کان يأول معنی الحديث ويقول نحن فئة باغية طالبة بدم عثمان وهذا کما تری تحريف اذ معنی بطلب الدم غير مناسب ههنا لانه صلعم ذکر الحديث في اظهار فضيلة عمار و ذم قاتله

معاویہ سے یہ حکایت کی گئی ہے کہ وہ معنی حدیث مین کہتے تھے کہ ہم خون عثمان کے طالب ہین اور اس قول مین کھلی ہوئی تحریف ہے اسلیئے کہ اس مقام پر باغی سے طالب خون مراد لینا مناسب نہین ہے اس لیئے کہ حضرت نے اس حدیث کو عمار کے فضیلت اور اُن کے قاتل کی مذمت کے ظاہر کرنیکی غرض سے ذکر فرمایا ہے کیونکہ اس حدیث کے ایک

لانہ جاء فی طریق ویح قلت
ویح کلمۃ تقال لمن وقع فی ھلکۃ
لا یستحقھا فیترحم علیہ ویرثی
لہ بخلاف ویل فانھا کلمۃ عقوبۃ
تقال للذی یستحقھا ولا یترحم
علیہ ھذا -

طریق مین لفظ ویح بھی وارد ہوا ہے اور یہ کلمہ اس شخص کے
حق مین بولا جاتا ہے جو کسی ایسی بلا مین مبتلا ہو جائے جسکا
وہ مستحق نہ ہو اور اُسپر ترحم کیا جائے بخلاف کلمہ ویل کے
وہ اُس شخص کے حق مین بولا جاتا ہے جو کسی ایسے عقوبت
مین ماخوذ ہو جس کا وہ مستحق ہے اور اُسپر ترحم نکیا جائے -

وفی الجامع الصغیر بروایۃ الامام
احمد والبخاری عن ابی سعید مرفوعًا
ویح عمار تقتلہ الفئۃ الباغیۃ یدعوھم
الی الجنۃ ویدعونہ الی النار وھذا
کالنص الصریح فی المعنی الصحیح المتبادر من البغی المطلق
اور کسی قدر فاصلہ کے بعد لکھا ہے -

اور جامع صغیر مین مذکور ہے کہ امام احمد بن حنبل اور بخاری نے
ابو سعید سے بطریق مرفوع اس حدیث کو بایں الفاظ
نقل کیا ہے ویح عمار تقتلہ الفئۃ الباغیۃ یدعوھم الی الجنۃ ویدعونہ
الی النار اور یہ معنی صحیح مین نص صریح کی مثل ہے جو بغی
مطلق سے متبادر ہوتے ہین -

فلا یصح ان یراد بھا
طلب دم خلیفۃ الزمان
وھی عثمان -

پس اُس سے خلیفۂ زمان کے خون کی طلب کا مراد لینا
صحیح نہین ہو سکتا جس سے اس مقام پر خلیفہ عثمان کا
ارادہ کیا گیا ہے - انتہی محصلہ -

اور معاویہ کی دوسری تاویل کی نسبت کہ حدیث شریف مین باغیہ سے خود حضرت امیر المومنین
اور انکا لشکر مراد ہے اس لیے کہ عمار کو وہی لیکر آئے تھے لکھتے ہین کہ

وقد حکی عن معاویۃ تاویل اقبح
من ھذا حیث قال انما قتلہ علی
وفئتہ حیث حملہ علی القتال و
صار سببا لقتلہ

اس مقام پر معاویہ سے ایک تاویل اور بھی نقل کی گئی ہے
جو تاویل مذکور سے بھی زائد قبیح ہے اور وہ یہ ہے کہ عمار
کو علیؑ اور اُن کے گروہ نے قتل کیا ہے کیونکہ انھون نے
عمار کو جنگ کرنے پر آمادہ کیا تھا اور وہی اسکے قتل ہونیکا سبب ہے
انتہی محصلہ کلامہ

اور اس حکایت کے بعد لکھا ہے کہ۔

فاذن قاتل حمزة هو النبی ص حیث کان باعثا له علی ذلك ۔

اس صورت مین لازم آتا ہے کہ حضرت حمزہ کو جناب رسول خدا نے قتل کیا ہو اسلیے کہ حضرت ہی انکے جہاد کرنے کا سبب تھے ۔

اس کے بعد ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ۔

والحاصل ان هذا الحدیث فیه معجزات ثلث احدها انه سیقتل وثانیها انه مظلوم وثالثها ان قاتله باغ من البغاة والکل صدق وحق

اس حدیث مین تین معجزے مذکور ہوئے ہین۔ اول یہ کہ وہ (عمار یاسر) مقتول ہون گے۔ دوم یہ کہ وہ مظلوم ہون گے۔ سوم یہ کہ انکا قاتل کوئی شخص باغی ہوگا اور یہ سب حق اور سچ ہے انتہے محصلہ۔

اور معاویہ کی اس تاویل کی نسبت کہ عمار کو ہمنے قتل نہین کیا بلکہ انکو علی اور ان کے گروہ نے قتل کیا ہے خلاصتہ الوفا اور تاریخ خمیس مین مرقوم ہے کہ

لما قتل عمار بن یاسر امسك عمرو بن العاص عن القتال وتابعة علی ذلك خلق کثیر فقال معاویة لم لا تقاتل قال قتلنا هذا الرجل وقد سمعت رسول الله ص یقول یقتله الفئة الباغیة فدل علی انا نحن بغاة فقال معاویة اسکت انحن قتلناه انما قتله علی واصحابه جاؤا به

جب عمار یاسر شہید ہو گئے تو عمرو بن عاص نے لڑائی سے اپنا ہاتھ روک لیا اور اس امر مین بہت سے لوگون نے انکی متابعت کی پس معاویہ نے عمرو بن عاص سے کہا کہ تم کیون نہین لڑتے اوس (عمرو بن عاص) نے جواب دیا کہ ہمنے اس شخص (عمار یاسر) کو قتل کیا ہے اور مین نے حضرت رسول خدا کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اوس (عمار) کو باغیون کا گروہ قتل کریگا پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہم لوگ باغی ہین یہ سنکر معاویہ نے کہا خاموش رہ آیا اوس (عمار) کو ہم نے قتل کیا ہے اسکو تو علی اور ان کے اصحاب نے

حتی القوہ بیننا فبلغ ذلک علیاؑ فقال ان کنت انا قتلته فالنبی قتل حمزۃ حین ارسله الی قتال الکفار

قتل کیا ہے اسلیے کہ وہ اُسکو اپنے ہمراہ لاے اور ہمارے درمیان اُسکو ڈالدیا پس جبکہ یہ خبر حضرت امیرالمومنین علیہ السلام تک منتہی ہوئی تو آپنے ارشاد فرمایا کہ اگر عمار کو مین نے قتل کیا ہے تو لازم آئیگا کہ حضرت رسولخدا نے اپنے چچا حمزہ کو قتل کیا ہو اسلیے کہ آپ ہی نے ان کو قتال کفار کی طرف بھیجا تھا انتہے محصل کلامہا۔

اور ملا علی متقی نے کنز العمال مین تحریر کیا ہے کہ عمار یاسر نے جنگ صفین مین عاصم بن حمزہ سے بیان کیا کہ مجھسے حضرت رسولخداؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ

ستقتلک الفئة الباغیة وانت علی الحق فمن لم ینصرک یومئذ فلیس منی

تمکو باغیون کا گروہ قتل کریگا اور تم حق پر ہوگے جو اُس دن تمہاری مدد نہ کریگا وہ مجھسے نہین ہے۔

ہشتم یہ کہ جب عمار یاسر کے مقتول ہونیکی خبر حضرت امیرالمومنینؑ کو پہنچی ہے تو آپ اُنکی بالین سر تشریف لائے اور اُنکے سر کو اپنی زانوے مبارک پر جگہ دی اور یہ شعر پڑھے جنکا حاصل یہ ہے کہ

الا ایها الموت الذی لیس تارکی ارحنی فقد افنیت کل خلیل اراک مصرا بالذین احبهم کانک ینحو نحوهم بدلیل۔

اے موت تو مجھکو بھی راحت دے اور ہلاک کر اسلیے کہ تو نے میرے ہر ایک دوست کو فنا کر دیا ہے۔ مین تجھکو دیکھتا ہون کہ تو میرے دوستون کو ضرر پہنچانے پر کمر باندھے ہوئے ہے گویا کہ تجھکو کوئی رہنما مل گیا ہے جسکی وجہ سے تو اُنکی طرف جانے کا قصد کرتی ہے انتہے

اسکے بعد حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص عمار کی وفات سے دلتنگ نہو وہ اسلام کی بے بہرہ ہے اسکے بعد حضرتؑ نے اُن کے لیے دعا فرمائی اور اُنکا حضرت رسولخدا کی خدمت مبارک مین معزز ہونا اُنکا بہشتی اور برحق ہونا وغیرہ بیان کیا ہے ضرو۔ جسکو تاریخ

اعثم کوفی کے ترجمہ مین مذکورۂ بالا مطالب کے بعد باین عبارت وارد کیا ہے - خدا بر عمار رحمت کناد آن ساعت کہ او را از خاک بر انگیزند خدا عمار را بیامرزاد ان روز کہ او را از نیک و بد سوال کنند بر وقت کہ در خدمت مصطفےٰ سہ کس دیدہ ام عمار چہارم ایشان بود واگر چہار کس بودند عمار پنجم ایشان بودہ ہست نہ یکنوبت عمار را بہشت واجب شدہ ہست بلکہ دو نوبت و سہ نوبت او را بہشت واجب گشتہ ہست خدا او را در بہشت عدن جائے دہاد و ور ابکشتند و حق با او بود و ہم حضرت مصطفےٰ فرماید الحق مع عمار حیث ما دار قاتل عمار در بادیہ و سلاح و سلب او بہرہ نار باشد انگاہ بروے نماز گذاشت و با آن جامہ کہ داشت بخاک سپرد انتہی - اس بیان سے عمار یاسر کا حضرت ع کے ہمراہ اور حق ہونا اور انکا لشکر معاویہ کے ہاتھون مقتول ہونا وغیرہ ظاہر ہوا جس کے بعد معاویہ کی تاویل کا بے سر و پا اور مہمل ہونا بہت واضح ہے توضیح کرنیکی حاجت نہین ہے اور عمار یاسر کا بر حق ہونا اور حضرت ع کا اُنکے بارہ مین الحق مع عمار حیث ما دار کو ارشاد فرمانا جس طرح کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے اسیطرح انکو عمرو بن عاص نے بھی بیان کیا ہے - والفضل ما شہدت بہ الاعداء چنانچہ اعثم کوفی کے تاریخ ترجمہ مین مذکور ہے - چون عمرو سخن با عمار یاسر بپایان بردہ باشد معاویہ باز شد گروہے از لشکر یان بنزدیک او آمدند و گفتند اے عمرو تو ما را فرمودی کہ رسول خدا در حق عمار گفت یدور الحق مع عمار حیث ما دار یعنی حق با عمار دور میزند ہر کجا عمار باشد گفت آرے من چنین گفتم و این سخن از مصطفےٰ شنیدہ ام انتہی مقصود کلام عمرو بن عاص کے اس کلام سے حدیث مذکور کے نقل کرنے مین اُس کا حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے موافق ہونا اور عمار کا ہمیشہ بر سر حق ہونا بخوبی معلوم ہوا جس سے ہماری غرض حاصل ہوجاتی ہے لیکن عمرو عاص نے سفہائے شام کو عجب طرح سے مغالطہ مین ڈالنے اور فریب دینے کا ارادہ کیا تھا اُسکی فریبی تقریر کا

محصّل یہ تہا کہ عمار کے برحق ہونے سے ہماری تائید ہوتی ہے اسی لیے وہ ہم کہ
میل جول رکھتے ہین اور یہی وجہ ہے کہ وہ ہمارے پاس آتے تہے لہذا اُنکو ہمارے ہی
ہمراہیون اور ساتہیون مین شمار کرنا سزاوار ہے لکن خدا کی قدرت کاملہ کا تماشا قیہ یہی
کہ اُس نے ذوالکلاع حمیری کو جو معاویہ ہی کا ساتہی اور اُس کا طرفدار ہے اس امر پر
آمادہ کیا کہ وہ عمرو عاص کے مغالطہ اور فریب کو گروہ اہل شام کے سامنے ظاہر کردے
اُس نے کہا کہ اے عمرو خدا سے ڈرو اور ہمکو دہوکہ ندو عمار تو ہمارے سامنے آئے تہے
اور خود ہمنے اُنکو اصرار کرکے تمہاری فرمایش سے بلایا تہا اُنہون نے تمسے مناظرہ کیا
اور اپنا برسرِ حق اور تمہارا برسرِ باطل ہونا ثابت کیا اور تمکو ساکت و صامت ذلیل و خوار او
حجت تمام کرکے واپس گئے کیا ایسے آدمی کو تمہارے ہمراہیون اور ساتہیون مین شمار
کرلینا سزاوار ہے اور اعثم کوفی کے مترجم نے عبارت سابقہ کے بعد عمرو عاص اور
ذوالکلاع حمیری کے کلام کو باین الفاظ وارد کیا ہے۔
شما را چہ افتادہ کہ عمار را از ما بیگانہ خوانید ندیدید کہ عمار بنزدیک ما آمد پس او از ما شمردہ شود
ذوالکلاع حمیری گفت اے عمرو از خدا بترس و چندین ہرزہ ملامی و اغلوطہ مدہ این
چگونہ آمدن بود ما بودیم و دیدیم کہ عمار ہیلا مدو ساعتے با تو نشست و ترا بازخم زبان چنان
بخست کہ بازخم سنان کس خستہ نشود و تو چون کودکے نورس بلکہ کاوی اخرس در جواب او
عاجز و گنگ ماندی اکنون این فضیحت را آمدن عمار نام نہادستی کاش ہرگز نیامدی و این
رسوائی بر ما نیاوردے۔
نہم یہ کہ عقیل بن مالک عیسی نے جو لشکر معاویہ مین نہایت بہادر شخص تہا جب عمرو و عمار
کی مناظرہ کا حال سنا تو حضرت ع سے جنگ کرنے کو موقوف کردیا اور اُسیوقت سے
حضرت ع کو برسرِ حق اور معاویہ کو برسرِ باطل سمجہنے لگا جسکی وجہ سے معاویہ نے اُسکو پوشیدہ
طور سے مروا ڈالا پس اگر معاویہ کی تاویل صحیح ہوتی تو عقیل بن مالک کا اُس سے علیحدہ

ہوجانا اور حضرت عؑ کے ساتھ اُسکا جنگ کو ترک کرنا کیونکر درست ہوتا چنانچہ تاریخ اعثم
کوفی مین جو کچھ مذکور ہے اس مقام پر اسکا محصل بطور انتخاب اُنکی عین عبارت مین وارد
کیا جاتا ہے۔

چون صبح طلوع کرد معویہ برخاست و فرمود تعبیہ لشکر کسبازند و مردے را از معارف
شامی حبس نام او عقیل بن مالک بخواندند و ابن عقیل از بزرگان شام مردے مبارز نامدار بود
با پیوستہ بعبادت مشغول بودے و بر نماز و روزہ مواظبت نمودے چون پیش معاویہ آمد
معاویہ اورا گفت چرا با علیؑ و اصحاب او جنگ نمیکنی عقیل گفت میخواستم کہ درین جنگ
جہد و جہد نمائیم امّا از ان روز کہ عمرو عاص و عمار یاسر و ذوالکلاع و ابو نوح باہم سخن گفتند
شکے و شبہہ در دل پدید آمدہ است کہ بدان سبب با علیؑ و اصحاب او جنگ نمیتوانم کرد
چندان کہ درین کارے اندیشم علیؑ را برحق مے بینم و ترا بر باطل معویہ را ازین سخنان
سخت ناخوش آمد بعد از ان معاویہ بفرمود تا اورا در خفیہ بزاری کشتند و خون او را بگردن
خود گذاشتند۔

اور ہم یہ کہ مہاجرین و انصار نے حضرت عؑ کے سامنے اس امر کی تصریح کی ہے کہ عمار کو
معاویہ اور اُس کے گروہ نے قتل کیا ہے جس کے بعد معاویہ کی تاویل علیل کا باطل ہونا
صبح صادق کی طرح روشن ہوجاتا ہے اس مقام پر فقط اعثم کوفی کے ترجمہ کی عین عبارت کا
وارد کر دینا قرین صواب معلوم ہوتا ہے وہ لکھتے ہین کہ مہاجر و انصار و معارف عراق
و حجاز گفتند اے امیر المومنینؑ ما امروز از جہت تحصیل رضائے تو از سر یقین و بصیرت و
ایقان واضح با این قوم جنگ میکردیم و چون عمار یاسر در خدمت تو از دست لشکر معاویہ
کشتہ شد اگر اندک شبہتے بود برخاست و حقیقت دانستیم کہ ایشان اہل بغی اند و یقین و
بصیرت ما در خدمت و متابعت تو زیادہ گشت الخ

بہرحال وجوہ بالا سے معاویہ اور اُس کے گروہ کا واقعی حال اور اون سب کا جدا جدا

اور بدخصال اور گروہ باغی اور قاتل عمار یاسر اور دنیا و آخرت مین خائب و خاسر ہونا بخوبی
معلوم ہوگیا اب اس مطلب کے لیے زائد شواہد کے وارد کرنیکی حاجت نہین ہے۔
درحقیقت معاویہ نے اپنے نامۂ اعمال کو جن جن ناشائستہ افعال سے سیاہ کیا انکی شرح
نہین ہوسکتی اُس نے معاذ اللہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو سب و شتم سے یاد کیا اور آپکے
لعنت کی اور اپنے عمال کو اس برے اعمالی پر زبردستی آمادہ کیا اور حضرت ع کی عداوت کے
اظہار کو اُن سب کا فریضہ قرار دیا حالانکہ اُس کو حضرت ع کا مجمع فضائل اور منبع ستودہ خصائل
ہونا معلوم تہا اور اپنے مقام پر انکا اعتراف و اقرار کرتا تہا مگر دنیوی جاہ و حشم کی محبت نے
اسکو ایسا اندہا کردیا تہا کہ محض حضرت ع کی فضیلت کے انکار ہی پر اکتفا نہ کرتا تہا۔ بلکہ
حضرت ع کی مذمت مین حدیثین وضع کراتا تہا جس شخص کو اس سب کے ان امور کا تفصیلی
حال دریافت کرنا مطلوب ہو وہ تواریخ و سیر کی کتب مبسوطہ کی طرف رجوع کرے اس مقام
پر محض توضیح مطلب کے لیے بعض امور کا بطور اجمال وارد کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے
(۱) معاویہ اور اُس کے اتباع کا حضرت امیر المومنین کو لعنت اور سب و شتم کے ساتہ
یاد کرنا چنانچہ روضۃ المناظرہ مین لکہا ہے کہ جسکا ترجمہ یون ہونا چاہیے کہ

کان معاویۃ و عمالہ یسبون علیا علی المنابر } معاویہ اور اُس کے عمال حضرت کو ممبرون پر دشنام دیتے تہے

اور ابن ابی الحدید نے ابو عثمان جاحظ سے نقل کیا ہے کہ وہ خطبہ جمعہ کے آخر مین فقرات ذیل کو
حضرت ع کی نسبت اپنی زبان نجس پر جاری کیا کرتا تہا۔

اللھم ان ابا تراب الحد فی دینک
وصد عن سبیلک فالعنہ لعنا
وبیلا و عذبہ عذابا الیما۔ } ایخدا معاویہ نے تیرے دین مین الحاد کیا ہے اور تیری
راہ سے روکا ہے پس اُسپر لعنت کر اور اسکو عذاب
شدید مین مبتلا کر۔

اور صحیح مسلم اور منہاج السنۃ ابن تیمیہ اور خصائص نسائی مین مذکور ہے کہ۔

عن عامر ابن سعد بن وقاص عن — عامر نے اپنے باپ سعد بن ابی وقاص سے روایت کی ہے

ابیہ قال امر معاویہ بن ابی سفیان سعدا بالسب فابی فقال ما منعک ان تسب ابا تراب فقال اما ما ذکرت ثلاثا قالھن لہ رسول اللہ صلعم فلن اسبہ لان تکون لی واحدۃ منھن احب الی من حمر النعم۔

اوس نے سعد کو حضرت علیؑ کے سب و دشنام پر مامور کیا اور اُس نے انکار کیا پس معاویہ نے کہا کہ تمکو اُن کے سب و دشتم سے کیا امر مانع ہے اُس نے کہا کہ جبتک مجکو وہ تینون باتین یاد ہین جنکو حضرت رسولؐ خدا نے اُن کے بارہ مین ارشاد فرمایا تھا اُس وقت تک مین اُنکو سب و شتم کے ساتھ یاد نہین کر سکتا۔ البتہ اگر اونمین سے میرے لیے ایک فضیلت بھی حاصل ہو جاے تو وہ میرے نزدیک سرخ اونٹون سے زائد محبوب ہے انتہی ملخصہ

سمعت رسول اللہ صلعم یقول لہ وقد خلفہ فی بعض مغازیہ فقال علی یا رسول اللہ اتخلفنی مع النساء والصبیان فقال لہ رسول اللہ صلعم اما ترضی ان تکون منی کھارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی وسمعتہ یقول یوم خیبر لاعطین الرایۃ رجلا یحب اللہ تعالے ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ فتطا ولنا لھا فقال ادعوا لی علیا فاتی بہ ارمد فبصق فی عینہ ودفع الرایۃ الیہ ولما نزلت

مین نے حضرت رسولخدا کو اُن کے حق مین فرماتے ہوے سنا ہے جبکہ حضرت نے اُنکو بعض غزوات مین چھوڑ دیا تھا اور علیؑ نے اُن سے عرض کیا تھا کہ اے پیغمبر خدا آیا آپ مجکو عورتون اور بچون مین چھوڑتے ہین پس حضرتؐ نے ارشاد فرمایا آیا تم اس بات پر راضی نہین ہو کہ مجھسے تمہاری وہی منزلت قرار پاے جو ہارون کے لیے حضرت موسیٰ سے حاصل تھی مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہین ہے اور روز خیبر مین بھی حضرتؐ کو فرماتے ہوے سنا کہ صبح کو یہ علم اُس شخص کے حوالہ کرونگا جو خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتا ہو اور اُسکو خدا و رسولؐ دوست رکھتے ہین۔ پس ہمنے اُس کے علم لینے کے لیے گردن بڑھاے پس حضرتؐ نے فرمایا کہ میرے لیے علی کو بلا دو پس علیؑ لائے گئے درحالیکہ وہ آشوب چشم مین مبتلا تھے پس حضرتؐ نے اُنکی آنکھ مین اپنا آب دہن ڈالدیا اور

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل
البیت ویطھرکم تطھیرا دعا رسول
اللہ علیا و فاطمہ و حسنا و حسینا فقال اللھم ھولاء اھلی

علم انکو حوالہ کیا اور جبکہ آیہ انما یرید اللہ الخ نازل ہوا تو حضرت
علیؓ اور فاطمہؓ اور حسنؓ اور حسینؓ کو بلایا اور فرمایا کہ ای خدا
میرے اہل ہین۔

شاہ عبد العزیز کہتے ہین کہ بعض جانب داران معاویہ نے لفظ خبر کی تاویل کی
کہ تم علیؓ سے درشت کلام نہین کرتے اور کیون نہین سمجھاتے کہ قاتل عثمانؓ کو ہمارے حو
کردین۔ بعد ازان لکھتے ہین۔ لکن درین توجیہ دو خطرہ در خاطر مے گذرد اول اینکہ بریں
تقدیر باید این گفت و شنید در ایام امیر المومنین علیؓ بودہ باشد و از تتبع تاریخ معلوم
سعد با معاویہ درست نیست زیرا کہ سعد از ابتداے فتنہ در موضع عقیق کہ بیرون
است منزوی شدہ و دران ایام آمدن معاویہ در مدینہ اتفاق نیفتاد بلکہ بعد از صلح
از امام حسنؓ براے حج آمد و با اہل مدینہ ملاقات نمود دوم آنکہ فضائل شخص مانع
گوئی نمیشود دریناہ بہتر ہمین است کہ این لفظ را بر ظاہرش جاری باید داشت نہایت
آنکہ ارتکاب این امر شنیع یعنی سب یا امر بسب از معاویہ بن ابی سفیان لازم خوا
لیس ھذا اول قارورۃ کسرت فی الاسلام چہ مرتبہ سب
کمتر از قتل و قتال است کما روے فی الحدیث الصحیح سباب المومن فسوق
قتالہ کفر۔ وہرگاہ قتال و امر بقتال یقینی الصدور است ازان گریز نیست بالجملہ
ہمین است کہ ویرا مرتکب کبیرہ باید دانست و زبان از طعن و لعن بند باید نمود و
خطاے اجتہادی را دخل دادن مناسب نیست۔ تنبیہہ بعض لوگون کا قول ہے
معاویہ سے جو ناشائستہ امور صادر ہوے جنکا ایک شمہ بطور نمونہ از خروارے
رسالہ مین وارد کیا گیا ہے وہ سب کے سب انکی خطاے اجتہادی تھی جس
مستحق اجر قرار پاتا ہے اور بعض لوگون نے عموم صحابہ کی جنگ و جدل کو محض اجتہاد
پر محمول کیا ہے اور اس مادہ مین سکوت کرنے اور خاموش رہنے کو مناسب سمجھ

قرار دیا ہے چنانچہ کہتے ہیں ع

وتشکت عن حرب الصحابۃ فالذی جری بینھم کان اجتھادا مجردا

نہایت تعجب ہے کہ جس مقام پر آیات قرآنی اور احادیث رسول ربانی کی نصوص بکثرت موجود ہوں یا جن مسائل کا فریقین کے نزدیک ضروری دین ہونا مسلم ہو۔ وہاں پر اجتہاد کرنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے اس کے علاوہ یہ ہے کہ ہر ایک شخص کا درجہ اجتہاد پر فائز ہونا کیونکر درست ہو سکتا ہے علی الخصوص معاویہ اور اسکے اتباع کا مجتہد ماننا جیسا نا قابل اور نا اہل ہونا ناظرین کتب پر پوشیدہ نہیں ہے کیسی کھلی ہوئی ہٹ دھرمی ہے۔ ہم اس مقام پر حضرت ابن حجر عسقلانی کی عبارت کے وارد کرنے پر اکتفا کرتے ہیں چنانچہ وہ ملخص میں لکھتے ہیں کہ

ما دعوی الاجتھاد لمعاویۃ فی قتالہ الاکدعوی بن حزم ان بن ملجم اشقی الاخرین مجتھد فی قتلہ لعلیؑ۔	کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ جنگ کرنے میں معاویہ کے مجتہد ہونیکا دعوی کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ ابن حزم کا یہ دعوی ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کے قتل کرنے میں ابن ملجم جو اشقی آخرین ہے مجتہد تھا۔

اس عبارت سے معاویہ اور ابن ملجم دونوں کے مآل کا یکساں ہونا مفہوم ہوتا ہے۔ کما هو الحق لا یعروہ تشکیک۔

اور ملا علی قاری نے شرح مشکوۃ میں شہاب الدین سہروردی سے نقل کیا ہے کہ۔

ان علیا و معاویۃ کانا یصطلی القتال والخصام وکانت طائفتان یسب بعضھم بعضا	علیؑ و معاویہ آپس میں جنگ کرتے تھے اور خصومت رکھتے تھے اور ہر ایک گروہ دوسرے کو دشنام کے ساتھ یاد کرتا تھا۔

بلکہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام تو اس (معاویہ) کی خونریزی کو مباح اور اسکو واجب القتل جانتے تھے اور ظاہر ہے کہ جس شخص کے قتل کو حضرت امیر المومنینؑ مباح اور واجب

قرار دیں اُس کے معنی ہونے میں شبہہ نہیں ہو سکتا یہہ مطلب اگرچہ ہر شخص با خبر کو معلوم
اور اُس کے لیے شواہد کا وارد کرنا مناسب نہیں ہے۔ لیکن مزید اطمینان کے لیے
اس مقام پر مورخ ابو الفدا کے ایک کلام کا وارد کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے
وہ کہتے ہیں کہ۔

ثم نادی علی یا معاویة علام نقتل الناس هلم الی احاکمک الی الله فاینا قتل صاحبه استقامت له الامور۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے معاویہ کو آواز بلند پکار کر ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں کیوں قتل کرتے ہو آؤ خدا سے تمہارا محاکمہ کرتے ہیں ہم میں سے جو شخص دوسرے کو قتل کرڈالے گا اُسی کیلیے جملہ امور مستقیم ہو جائیں گے انتہی بجامہ

لطیفہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی اس تقریر کے بعد عمرو بن عاص نے معاویہ سے کہا کہ تمہارے ابن عم نے انصاف کی بات کہی ہے معاویہ نے جواب دیا کہ یہ انصاف کی بات نہیں ہے تمکو معلوم ہے کہ جو شخص اُنسے لڑنے کے لیے جاتا ہے اُسکو وہ ضرور قتل کر دیتے ہیں عمرو بن عاص سے کہا کہ تمکو اُن کے ساتھ جنگ نہ کرنا مناسب نہیں ہے پس معاویہ نے جواب دیا کہ تمکو میرے بعد حکومت کی طمع پیدا ہوئی ہے
کتاب الامامۃ والسیاسۃ میں مذکور ہے کہ معاویہ نے عمرو بن عاص سے کہا کہ تم علی کی
میں اس لیے مبالغہ کرتے ہو کہ اُنہوں نے تمکو رسوا کیا تھا عمرو نے جواب دیا کہ

لم تفتضح امرء بارزه علیا وانما فتنضح من دعاه الی البراز فلم یجب۔

جس شخص نے علی سے مقابلہ کیا وہ رسوا نہیں بلکہ وہ شخص رسوا ہوتا ہے جسکو وہ مقابلہ کے لیے طلب کریں اور وہ جواب دے۔

اور تاریخ کامل ابن اثیر میں مذکور ہے کہ۔

کان بنو امیة یسبون امیر المومنین علی بن ابیطالب

حضرت امیر المومنین ع کو بنی امیہ اُس زمانہ تک سب وشتم کے ساتھ یاد کرتے رہے جب تک

نقال معاویہ بمعت فی الامر بعدی
عمرو بن العاص انصفک الرجل انہ
نقال معاویہ ما انصف
اذ انہ لم یبارزہ احد الا قتلہ فقال
ثم بلغ ابن عباس ان معاویہ قتل
عرب نہ مقابل

علیه السّلام الی ان ولی عمر بن عبد العزیز الخلافة فترک ذلک وکتب الی العمّال فی الآفاق بترکه	عبد العزیز متولی خلافت ہوا پس اُس نے اُسکو ترک کیا اور اطراف وجوانب مین اپنے عمال کو بھی لکھ بھیجا کہ وہ اُس کو ترک کرین۔

اور مستطرف مین مذکور ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان نے حضرت عقیل بن ابی طالب جناب امیر المومنینؑ کے حقیقی بھائی سے کہا کہ تم علیؑ پر لعنت کرو عقیل ممبر پہ گئے اور بعد حمد و صلوٰة فرمایا ایہا الناس معاویہ نے مجھسے کہا ہے کہ تم علیؑ پر لعنت کرو پس اُسپر لعنت ہے یہ کہکر نیچے اُتر آئے پس معاویہ نے کہا کہ تم نے لعن کرنے مین میرے اور علیؑ کے درمیان فرق نہ کیا حضرت عقیل نے کہا کہ مین نے اُسمین کوئی حرف بڑہایا اور نہ آخر سے کوئی حرف گھٹایا۔ کلام کرنے والے کی نیت پر کلام کا مفہوم سمجھا جاتا ہے۔ انتہی معاویہ کی یہ شوخ چشمی اور دیدہ دلیری دیکھنے کے قابل ہے کہ حضرت عقیل سے اُن کے حقیقی بھائی حضرت امیر المومنین پر لعنت کرنے کی فرمایش کرتا ہے۔

اور ابن ابی الحدید معتزلی نے ابو عثمان جاحظ سے نقل کیا ہے کہ خطبہ جمعے کے آخر مین حضرت علیؑ پر معاویہ لعنت کرتا تھا اور یہ کہ اُس نے اپنے ملک کے اطراف وجوانب مین لکھ بھیجا کہ علیؑ پر لعنت کی جائے چنانچہ بر سر منابر حضرتؑ پر لعنت شروع ہوئی اور عمر بن عبد العزیز کے عہد خلافت تک باقی رہی۔ اور ابن عبد ربہ اپنی کتاب عقد فرید مین لکھتے ہین کہ۔

فامسک معاویه عن لعنه حتی مات سعد فلما مات لعنه علی المنبر وکتب الی عماله ان یلعنوه علی منابرهم ففعلوا۔	معاویہ نے حضرت علیؑ پر لعن کرنے سے اُسوقت تک امساک کیا جبتک کہ سعد نے وفات پائی اور جب سعد مرگیا تو پھر معاویہ نے بر سر منبر حضرت علیؑ پر لعنت کی اور اپنے عاملون کو لکھ بھیجا کہ حضرت پر بر سر منابر لعن کیا کرین چنانچہ اُن عاملون نے ایسا ہی کیا۔

مسلمون کو ... دیکھا لوگون کو حضرت علیؑ کی مذمت مین اخبار کے وضع کرنے پر مامور کرنا چنانچہ

ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغۃ مین ابوبکر اسکافی سے نقل کیا ہے کہ

ان معاویۃ وضع قوما من الصحابۃ وقوما من التابعین علی روایۃ اخبار قبیحۃ علی تقتضی الطعن فیہ والبرائۃ منہ وجعل لھم علی ذلک جعلا یرغب فی مثلہ فاختلقوا ما ارضاہ منھم ابوھریرۃ و عمرو بن العاص وعروۃ بن الزبیر

معاویہ نے ایک قوم کو صحابہ مین سے اور ایک قوم کو تابعین مین سے اس امر پر مقرر کیا تھا کہ وہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے بارہ مین ایسے اخبار قبیحہ وضع کرین جو حضرت پر طعن اور بیزاری کرنے کو مقتضی ہون اور اُن کے لیے اس امر پر کچھ عوض بھی ایسا معین کر دیا تھا جسکی طرف رغبت کیجاتی تھی پس اُن لوگون نے ایسے اخبار قبیحہ گڑھے جس سے معاویہ راضی اور خوشنود ہوا منجملہ اُن لوگون کے ابوہریرہ - عمرو بن عاص اور عروہ بن زبیر تھے انتہٰی

(۳) معاویہ نے اطراف وجوانب مین اپنے عمال کو مامور کیا تہا کہ وہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کے شیعون اور آپکی اہل بیت کی شہادت کو رد کر دیا کرین اور حضرت عثمان اور دیگر خلفاء و صحابہ کی شان مین روایتین پھیلائین اور جناب امیر المومنین علیہ السلام کے فضائل مین جو حدیث منقول ہو اُس کے نقص مین اخبار وضع کرین اس مقام پر فقط ابو الحسن علی بن محمد بن ابی السیف مدائنی کے اُس کلام کا خلاصہ وارد کیا جاتا ہے جسکو اُنہون نے اپنی کتاب الاحداث مین تحریر فرمایا ہے - جو بزرگوار طالب تفصیل ہون وہ کتب مبسوطہ کی طرف رجوع کرین وہ (مدائنی) کہتے ہین کہ معاویہ نے اپنے عمال کو جملہ اطراف مین لکھہ بھیجا تہا کہ وہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے شیعون اور اُنکی اہل بیت کی شہادت کو روا نہ رکھین اور یہ کہ حضرت عثمان کے اتباع اور ناقلین فضائل کی مجلسون کو مرتب کرو اور جو کچھ وہ روایت کرتے ہون میرے پاس لکھہ بھیجو اور اُس کے اور اُس کے باپ اور قبیلہ کا نام بھی لکھو پس اُنہون نے ایسا ہی کیا تا اینکہ حضرت عثمان کے فضائل مین بہت کچھ روایتین نقل ہوئین کہ معاویہ اُن کو بہت انعام دیتا تہا اور معافی اور جاگیر عطا کرتا تہا - پس وہ

ہرایک شہرمین بکثرت پہیل گئین - بعدازان اُس نے اپنے عمال کو لکہہ بہیجا کہ عثمان کی فضائل کی حدیثین ہرایک شہرمین بہت سی پہیل گئین ہین اب تم لوگون کو فضائل صحابہ و خلفاء سابقین کی طرف دعوت دو اور ابوتراب کی ہرایک روایت کے مقابلہ مین صحابہ کے لیے بہی روایت بیان کرو اس لیے کہ یہ امر میرے نزدیک زائد محبوب اور خنکی چشم کا باعث ہے پس اُس کے خطوط لوگون پر پڑہے گئے اور مناقب صحابہ مین بہت سی بے حقیقت خبرین روایت کی گئین اور قرآن کی طرح اُنکو بچون - عورتون - خدمتگارون وغیرہم مین شائع کیا انتہے ملخصاً مختصراً -

(۴۴) معاویہ نے اپنے عمال کو لکہہ بہیجا تہا کہ جس شخص کی نسبت یہ امر کسی بیّنہ (شہادت) سے ثابت ہوجاے کہ وہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام کو دوست رکہتا ہے تو دفتر سے اُسکا نام محو کردو اور اُسکا وظیفہ ساقط کردو اس کے بعد دوسری تحریر مین یہ بہی لکہہ بہیجا تہا کہ جو شخص تمہارے نزدیک اس امر مین متہم ہو کہ وہ علی علیہ السلام اور اون کے اہل بیت کو دوست رکہتا ہے اُس کو ہر طرح کی اذیت پہنچاؤ اور سزا دو اور اُس کا مکان منہدم کردو اس کلام کے بعد ابوالحسن مدائنی لکہتے ہین کہ معاویہ کے ان احکام کی وجہ سے اہل عراق عموماً اور اہل کوفہ خصوصاً بلاء شدید مین مبتلا ہوگئے -

حتی ان الرجل من شیعة علی لیاتیه من یثق به فیدخل بیته فیلقی الیه سره و یخاف من خادمه و مملوکه ولا یحدثه حتی یاخذ علیه الایمان الغلیظة لیکتمن علیه -

تااینکہ اگر کسی شیعہ کے پاس کوئی معتمد آدمی جو اُس کے نزدیک قابل وثوق ہوتا تہا آتا تہا تو اُسکو اپنے گہر کے اندر بلاتا تہا اور اپنے راز پر اُسکو مطلع کرتا تہا اور اپنے نوکرون سے بہی ڈرتا تہا اور اگر اُن سے کوئی بات کہنا چاہتا تہا تو پہلے اُن سے اس امر پر قسم کہلوالیتا تہا کہ وہ اُسکو پوشیدہ رکہین گے انتہے بجملہ -

اس کے بعد لکہتے ہین کہ معاویہ کی ان تاکیدی احکام کا یہ نتیجہ ہوا کہ بہت سی جہوٹی اد

گڑھی ہوئی حدیثین شائع ہوگئین اور اسی پر فقہا۔ قضاۃ اور حکام کا عمل درآمد رہا اور
زائد تر اس قسم کی بلاؤن اور مصیبتون کا سامنا اُن قراء کی بدولت ہوتا تھا جو ریاکار
اور ضعیف العقیدہ تھے اور اپنا تقدس اور ورع ظاہر کرتے تھے اور حدیثین گڑھتے تھے
تاکہ وہ اپنے حکام سے بہرہ مند ہون وہ (حکام) اُنکو قریب جگہہ دین اور وہ اون کے
مال ومتاع اور انعام سے فائدہ اُٹھائین اس کے بعد لکھتے ہین کہ

حتی انتقلت تلك الاخبار و
الاحادیث الی ایدی الدیانین
الذین لا یستحلون الکذب
والبهتان فقبلوها ورووها
وهم یظنون انها حق ولو علموا
انها باطلة لما رووها ولا تدینوا بها

اسی قسم کی جھوٹی روایتین اُن دیندار لوگون کے پاس
بھی منتقل ہوگئین جو کذب وافترا کو حلال نہ جانتے تھے
پس اُنھون نے بھی اُن (روایتون) کو قبول کیا اور نقل کرنا
شروع کر دیا اور وہ لوگ اُن روایتون کو اپنے نزدیک
صحیح سمجھتے تھے اور اگر اُنکو معلوم ہوجاتا کہ یہ روایتین
جھوٹی ہین تو وہ اُنکو ہرگز روایت نہ کرتے انتہے ملخصاً

اس کے بعد لکھا ہے کہ معاویہ ایسے ہی افعال قبیحہ کا ارتکاب کرتا رہا تا اینکہ حضرت امام
حسن علیہ السلام کی شہادت واقع ہوئی جس کے بعد شیعیان حضرت امیر المومنین ع پر
اُس نے وہ ظلم وستم کیے جو تحریر و تقریر سے باہر ہین۔

اور تاریخ طبری وغیرہ مین مذکور ہے کہ جب معاویہ نے مغیرۃ بن شعبہ کو حاکم کوفہ کیا تو اُسکو
بلاکر کہا کہ مین تمکو بہت سی باتون کی وصیت کرنا چاہتا تھا مگر اُن سبکو محض تمھاری عقل وفراست
پر اعتماد کرکے چھوڑے دیتا ہون لیکن ایک وصیت کو کسی طرح نہین چھوڑ سکتا وہ یہ ہے
کہ تم

ولست تاركا ايصاءك بخصلة لا تتحم عن شتم
علي وذمه والترحم على عثمان والاستغفار له والعيب
على اصحاب علي والاقصاء لهم وترك الاستماع منهم

علیؑ کے سب وشتم کو اور عثمان پر ترحم کرنے اور اُن کیلیے
استغفار کرنیکو ترک نہ کرنا اور اصحاب علیؑ پر عیب لگانے اور اُنکو
دور کرنے اور اُنکی بات کی سماعت نہ کرنے اور اتباع عثمان ...

وباطواشیعۃ عثمان ولادنا لہم ولذنا منہم } مجھ سے اگر فروا نکو مقرب بنا دیتی او رانکی بات کے سُننے کو نہ چھوڑتا

اور چند سطرون کے بعد لکھا ہے کہ مغیرہ کوفہ پر سات برس اور کچھ مہینون تک عامل رہا اور تھوڑے فاصلہ کے بعد مرقوم ہے

غیرانہ لایدع ذم علی والوقوع فیہ و العیب بقتلۃ عثمان واللعن لہم } اس پوری مدت مین وہ حضرت کی اور قاتلین عثمان کی عیب جوئی اور اُنپر لعنت کرتا رہا۔

اور تہذیب الکمال تالیف مزی اور اُس کے حاشیہ تہذیب تالیف صفی الدین خزرجی مین یونس بن عبید سے منقول ہے وہ کہتے ہین کہ مین نے حسن بصری سے پوچھا کہ ای ابو سعید تم حضرت رسولؐ خدا سے روایت کرتے ہو حالانکہ تم نے حضرت کا ادراک نہین کیا تو اُنھون نے جواب دیا کہ اے فرزند برادر تمنے مجھسے ایسی بات کا سوال کیا ہے جسکو کسی نے نہین پوچھا اور اگر میرے نزدیک تمہاری قدر و منزلت نہ ہوتی تو مین تم سے نہ بیان کرتا مین جس زمانہ مین ہون تم اُسکو دیکھہ ہی رہے ہو (وہ حجاج کا زمانہ تہا) جب تم مجکو یہ کہتے ہوے سنو کہ رسولؐ خدا نے فرمایا ہے تو وہ در اصل حضرت امیر المومنینؑ سے روایت ہوتی ہے۔

غیرانی فی زمان لا استطیع ان اذکر علیا } مگر مین ایسے زمانہ مین ہون کہ علیؑ کا ذکر نہین کر سکتا۔

اور استیعاب فی معرفۃ الاصحاب تالیف ابن عبد البر مین مذکور ہے کہ

قد کان بنو امیۃ ینالون منہ و ینقصونہ فما زادہ اللہ بذلک الا سموا و علوا و محبۃ عند العلماء } بنی امیہ حضرت علیؑ کو بدی کے ساتھ یاد کرتے تہے مگر ان کے اس فعل سے حضرت علیؑ کے لیے علماء کے نزدیک آنکی قدر و منزلت اور محبت مین زیادتی ہوتی گئی تھی ملخصا۔

اور کتاب مذکور مین عامر بن عبد اللہ بن زبیر سے منقول ہے کہ اُس نے اپنے بیٹے کو حضرت علیؑ کی منقصت بیان کرتے ہوے سُنا تو کہنے لگے کہ اے فرزند تم اس امر کی طرف پھر عود نہ کرنا اس لیے کہ۔

اور جناب امیر المومنین علیہ السلام کی وجہ سے اُنکو شک نہ عارض ہوا اور وہ لوگ اہل
عراق کی حقیقت پر بعض اس امر کے ساتھ استدلال کرتے تھے کہ عمار یاسر اونمین موجود تھے
اور اس امر کی پروانہ کرتے تھے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام اُن (اہل عراق)
مین موجود ہین اور وہ لوگ حضرت رسول خدا کے قول سے تو ڈرتے تھے کہ عمار یاسر کو
باغیون کا گروہ قتل کریگا اور حضرت رسول خدا کے اس قول سے نہ ڈرتے تھے کہ یا خدا
تو اُن لوگون کو دوست رکھہ جو علیؑ کو دوست رکھتے ہین اور اُن لوگون دشمن رکھہ جو علیؑ کو
دشمن رکھتے ہین اور نہ وہ لوگ حضرت رسول خدا کے اس قول سے ڈرتے تھے کہ ای علیؑ
تمکو دوست نرکھے گا مگر مومن اور دشمن نہ سمجھے گا مگر منافق اس کے بعد ابن ابی الحدید
لکھتے ہین کہ ان باتون سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا ہی سے تمام قریش نے اس امر کی
کوشش کی تھی کہ جناب امیر المومنینؑ کا ذکر نہ ہو اور حضرتؑ کے فضائل اور خصائص
پوشیدہ رہین تا اینکہ لوگون کے دلون سے حضرتؑ کے فضائل و مراتب محو ہو گئے
اور سوائے بعض مخصوص لوگون کے کسی شخص کے نزدیک حضرتؑ کا وقار محفوظ نرہا
انتہے حاصلہ - ابن ابی الحدید کی اس تقریر سے بھی اُن مطالب کی تائید ہوتی ہے جنکو
اُنھون نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے اس کلام سے بھی بصراحت
معلوم ہوا کہ تمام قریش نے حضرت امیر المومنینؑ کے فضائل و مناقب کا مخفی و
پوشیدہ رکھنا ہمیشہ مد نظر رکھا تا اینکہ معاویہ کے مقابلہ مین بھی حضرتؑ کے برحق ہونے مین
لوگون کو تامل رہا بلکہ اگر عمار یاسر کا آپ کے ہمراہ ہونا مشتبہ رہتا تو شاید معاویہ کے برحق
ہونے کا خیال لوگون کے دلونمین پختہ ہو جاتا اُس نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو زہر سے
شہید کرایا حجر بن عدی اور دیگر احباب کو قتل کیا یہ ایسے جانگزا واقعات ہین جن کے ذکر سے
کتب تاریخ و سیر مملو ہین انشاء اللہ تعالےٰ ان واقعات کی کسی موقع پر آئندہ شرح کیجائیگی
فانتظرہ - معاویہ سے ان امور کا محض خواہش نفسانی اور دنیا طلبی سے صدور ہوتا تھا

اور وہ اُن بدافعالیوں کا دیدہ و دانستہ مرتکب ہوتا تھا یہی وجہ ہے کہ تنہائی کے موقع پر حضرت امیر المومنینؑ کے فضائل و کمالات کا اظہار کرتا تھا اور خوب جانتا تھا کہ فضائل و کمالات میں حضرتؑ کا کوئی شخص نظیر نہیں ہو سکتا - استیعاب ابن عبد البر میں مرقوم ہے کہ معاویہ پر جب کوئی سخت مسئلہ وارد ہوتا تھا تو اس کو جناب امیر المومنین علیہ السلام سے دریافت کراتا تھا اور جبکہ اسکو حضرتؑ کے شہید ہونے کی خبر پہنچی تو اُسکی زبان سے بیساختہ یہ کلمہ نکلا کہ۔

ذهب الفقه والعلم بموت ابن ابی طالب } حضرتؑ کی وفات کے بعد فقہ اور علم جاتے رہے۔

کتب تواریخ و سیر میں مذکور ہے کہ معاویہ نے ضرار بن ضمرہ سے کہا کہ تم میرے لیے علیؑ کے اوصاف بیان کرو اُس نے کہا کہ اس سے مجکو معاف کرو معاویہ نے قسم قسم دیکر کہا کہ تم اُن کے اوصاف ضرور بیان کرو اُسنے کہا کہ اگر یہ ضروری ہے تو سنو کہ

فانه والله کان بعید المدی شدید القوی یقول فصلا و یحکم عدلا یتفجر العلم من جوانبه و تنطق الحکمة من لسانه یستوحش من الدنیا و زهرتها و یانس باللیل و وحشته و کان غزیر الدمعة طویل الفکرة یعجبه من اللباس ما خشن و من الطعام ما خشب و کان فینا کاحدنا یجیبنا اذا سألناه و یاتینا اذا دعوناه و نحن والله مع تقریبه لنا و قربه منا لا نکاد

بخدا وہ نہایت ہی عالی ہمت تھے اُن کے قویٰ شدید تھے اُنکا قول فصل اور اُنکا حکم عدل ہوتا تھا علم اُن کی اطراف و جوانب سے جوش مارتا تھا اور حکمت اُن کی زبان سے گویا ہوتی تھی دنیا اور اُسکی زینت سے وحشت کرتے تھے شب اور اُسکی وحشت سے مانوس تھے (خوف خدا سے) گریاں رہتے اور (امور آخرت میں) اُنکی فکر طولانی رہتی تھی کھدر کپڑے اور بے مزہ کھانے کو بیحد پسند کرتے تھے ہم لوگوں میں ہماری طرح بسر کرتے تھے جب ہم سوال کرتے تھے تو جواب دیتے تھے جب ہم اُنکو بلاتے تھے تو ہمارے پاس چلے آتے تھے لیکن بخدا کہ ہم باوجود اس نصرت کے اُنکی ہیبت کے سبب کلام نہ کر سکتے تھے

وکان فیہ هیبة لا یعظم اهل الدین
ویقرب المساکین لا یطمع القوی
فی باطله ولا ییاس الضعیف
من عدله واشهد لقد رأیته
فی بعض مواقفه وقد ارخی اللیل
سدوله وغارت نجومه قابضا
علی لحیته یتململ تململ السلیم
ویبکی بکاء الحزین ویقول یا دنیا
غری غیری الی تعرضت ام
الی تشوقت هیهات هیهات
قد طلقتك ثلثا لا رجعة فیها فعمرك
قصیر وخطرك یسیر وعیشك
حقیر آه من قلة الزاد وبعد
السفر ووحشة الطریق

وہ اہل دین کی تعظیم کرتے تھے اور مسکینوں کو اپنے پاس
جگہ دیتے تھے کوئی قوی شخص اُن سے کسی امر باطل کی
طمع نکر سکتا تھا اور کوئی ضعیف شخص اُنکے عدل سے مایوس نہ تھا میں
میں شہادت دیتا ہوں کہ بعض اوقات اُنکو شب تاریک میں
بچشم خود دیکھا ہے کہ وہ اپنی ریش مبارک کو پکڑے ہوئے
اس طرح مضطرب تھے جیسے کوئی مار گزیدہ مضطرب ہو
اور اس طرح گریہ کرتے تھے جیسے کوئی رنجیدہ گریہ کرتا ہے
اور فرماتے تھے کہ اے دُنیا میرے سوا کسی اور شخص کو
فریب دینا آیا تو میرے درپے ہوتی ہے اور میری مشتاق
بنتی ہے میں تجکو ایسی تین طلاقیں دیچکا ہوں
جنمیں رجعت نہیں ہوتی تیری عمر بہت کوتاہ ہے اور
تیری قدر نہایت خفیف ہے تیرا عیش بیحد حقیر ہے
زاد آخرت کی کم ہونے اور سفر کے دور و دراز ہونے
اور راہ کے وحشت ناک ہونے پر سخت افسوس ہے آنسو بہتے

جبکہ ضرار بن ضمرہ اس مقام پر پہنچے تو معاویہ ایسا سنگدل رونے لگا اور کہنے لگا کہ

رحم الله ابا الحسن کان والله کذلك

خدا ابو الحسن پر رحمت نازل کرے قسم بخدا کہ وہ ایسے ہی تھے

اسکے بعد معاویہ نے ضرار سے کہا کہ اب تمہارے حزن و ملال کی کیا کیفیت ہے انہوں نے کہا

حزن من ذبح ولدها فی حجرها
فهی لا یرقی دمعها ولا
یخفی فجعها ۔

میں اُنپر اس طرح محزون ہوں جسطرح وہ عورت محزون
ہوتی ہے جسکا فرزند اُسکی گود میں ذبح کر دیا جائے کہ
اُسکا آنسو نہیں رُکتا اور اُسکا درد والم پوشیدہ نہیں رہتا

اور کتاب الامامة والسیاسة میں مرقوم ہے کہ عبد اللہ بن ابی محجن ثقفی اُس معاویہ کے

پاس آکر کہنے لگا کہ مین تمہارے پاس ایسے شخص کے پاس سے آتا ہون جو غبی بزدلا اور بخیل ہے اور علیؑ بن ابی طالب ہین یہ سنکر معاویہ نے کہا کہ تم جو کچہ کہتے ہو اسکو سمجھکر بہی کہتے ہو تم جو علیؑ ابن ابی طالب کو غبی کہتے ہو یہ غلط ہے اس لیے کہ

فواللہ لو ان السن الناس جمعت فجعلت لسانا واحد الکفاها لسان علی — بخدا اگر سب لوگون کی زبانین اکٹھی کر کے ایک زبان بنائی جائے جب بہی علیؑ کی زبان غالب رہیگی۔

اور تم جو علیؑ کو بزدلا بتلاتے ہو یہ کیونکر درست ہے۔

ثکلتک امک ھل رئیت بعد قط بارزہ الا قتلہ — تیری مان تیرے ماتم مین بیٹھی آیا تو نے کسی ایسے شخص کو کبہی دیکہا ہے جسنے علیؑ سے جنگ کی ہو اور علیؑ نے اسکو قتل نہ کیا ہو۔

اور تمنے یہ جو کہا کہ علیؑ بخیل ہین یہ بہی غلط ہے کیونکہ

فواللہ لو کان لہ بیتان احدھما من تبر والاخر من تبن لانفد تبرہ قبل تبنہ — بخدا اگر اُن کے پاس دو گہر ہوتے ایک مین سونا بہرا ہوتا اور دوسرے مین بہوسا تو وہ سونے کو بہوسے سے پہلے خرچ کر ڈالتے۔

کتاب مذکور مین مرقوم ہے کہ معاویہ کا یہ کلام سنکر عبد اللہ نے کہا کہ پہر تم اُن سے کیون لڑتے ہو تو اُس (معاویہ) نے جواب دیا کہ

علی دم عثمان وعلی ھذا الخاتم الذی من خولہ فی یدہ جازت طینتہ واطعم عیالہ وادخر لاھلہ — خون عثمان پر اور اس انگشتری پر انسے لڑتا ہون کہ جو اسکو اپنے ہاتہ مین پہن لے اسکی مٹی کا حکم نافذ ہوگا اور اپنی عیال کا پیٹ بہر دے اور اپنے اہل کے لیے ذخیرہ جمع کرلے
انتہی محصلہ

معاویہ کے اس کلام سے عبد اللہ ثقفی ہنسنے لگا اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت مین چلا گیا اور جاکر عرض کیا کہ اے امیر المومنینؑ میری خطا کو معاف فرمایئے نہ مین دنیا کا رہا نہ آخرت کا اُس کا یہ کلام سنکر حضرتؑ نے تبسم فرمایا اور ارشاد کیا کہ۔

انت علی راس امرك وانما یاخذ اللہ العباد علے احد الامرین

تم اپنے اصلی حال پر ہو اور حق تعالے بندون کو دونون باتون مین سے ایک پر ماخذ کرتا ہے۔

اور دیگر کتب تاریخیہ مین مذکور ہے کہ جب محصن بن ابی محصن نے معویہ کے پاس اکر بیان کیا کہ مین تمہارے پاس

جئتك من عند اعیی الناس

ایسے شخص کے پاس سے آیا ہون جو کلام کرنے مین عاجز ترین مردم ہے

تو معویہ نے کہا کہ۔

ویحك کیف یکون اعیی الناس فو اللہ ماسن الفصاحة لقریش غیرہ

خدا تجھپر رحم کرے وہ کلام مین عاجز ترین مردم کیونکر ہو سکتے ہین بخدا کہ قریش مین فصاحت کو انھون نے ہی رواج دیا ہے۔

اور تاریخ کی کتب معتمدہ مین مرقوم ہے کہ جب معاویہ کو عمرو بن عاص نے یہ رائے دی کہ تم حضرت علی کے ساتھ مقابلہ کرو تو معاویہ نے اس کے جواب مین کہا کہ

اتامرنی بمبارزۃ ابی الحسن وھو الشجاع المطرق اراك طمعت فی امارۃ الشام بعدی

کیا تم مجھکو ابو الحسن کے ساتھ جنگ کرنے پر مامور کرتے ہو۔ حالانکہ وہ شجاع حملہ آور ہین مین دیکھتا ہون کہ تمنے میرے بعد ملک شام کی حکومت مین طمع کی ہے انتہی مختصراً

منقول ہے کہ ایک دفعہ عبد اللہ بن زبیر نے معاویہ کے سامنے اپنی شجاعت و بہادری کے اظہار مین از راہ فخر و مباہات اس امر کو بیان کیا کہ مین علی ابن ابی طالب کی صف مقابل مین کھڑا ہو چکا ہون۔ تو معاویہ نے جواب دیا کہ

لاجرم انه قتلك واباك بیسری یدیه وبقیت الیمنی فارغة یطلب من یقتله بها۔

ایسی صورت مین اگر وہ چاہتے تو تمکو اور تمہارے باپ کو اپنے بائین ہاتھ سے قتل کر ڈالتے اور انکا داہنا ہاتھ خالی رہتا اس سے کہ کسی اور شخص کی جستجو کرتے جسکو اس داہنے ہاتھ سے قتل کرتے انتہی مختصراً

اور ابن ابی الحدید معتزلی نے نصر بن مزاحم منقری سے نقل کیا ہے کہ معاویہ نے

محمد بن ابی بکر کو اپنے خط مین یہہ مضمون لکھکر بھیجا کہ

فقد کنا وابوک معنا فی حیوۃ نبینا نری حق ابن ابی طالب لازما لنا وفضلہ مبرزا علینا فلما اختار اللہ لنبیہ ما عندہ واتمّ لہ ما وعدہ واظہر دعوتہ وافلج حجتہ قبضہ اللہ الیہ فکان ابوک وفاروقہ اول من ابتزہ وخالفہ علی ذلک اتفقا واتسقا اہ۔

رسول خدا صلعم کی حیات مین علیؑ بن ابی طالب کے حق کو ہم اور تمہارے باپ اپنے اوپر لازم اور اُنکی فضیلت کو ثابت سمجھتے تھے پس جبکہ حق تعالے نے اپنے نبی صلعم کے لیے اُس چیز کو پسند کیا جو اُس کے پاس ہے اور اپنے اُس وعدہ کو پورا کر دیا جس کا کہ اُنسے اقرار کیا تھا اور اُنکی دعوت ظاہر اور اُنکی حجت کو واضح کر دیا تو اُن کی روح کو قبض کر کے اپنی طرف بلا لیا پس تمہارے اور اُنکے فاروق پہلے وہ شخص تھے جنھون نے اُنکے حق کو چھین لیا اور اُنکی مخالفت کا اظہار کیا اور اس امر پر وہ دونون متفق ہو گئے اہ انتہے بلفظہ۔

اس کلام مین معاویہ نے اقرار کیا ہے کہ اُسنے جو حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی مخالفت اور عداوت کو اختیار کیا ہے وہ ابتدا امر مین اُنکے حق کو خلیفہ اول اور خلیفہ دوم نے چھین لیا تھا اور یہہ کہ اسی وجہ سے اُسکو ریاست و حکومت کی طمع حاصل ہوئی اور حضرت کی مخالفت پر جرأت کی اور یہہ کہ اُسنے اسپر مخالفت کو اسلیے اختیار نہین کیا کہ وہ حضرت کے فضائل کو جانتا نہ تھا یا اُنکے حق کو اپنے اوپر لازم نہین جانتا معاویہ کے اس بیان سے یہہ امر بھی بخوبی ثابت ہو گیا کہ حضرت سرور خدا نے حضرت امیر المومنینؑ کے فضائل کو بیان فرمایا اور اُن کی حب کو سب پر لازم کر دیا جس سے حضرتؑ کی خلافت و امامت کے منصوص ہونے کا معاویہ وغیرہ کو معلوم ہونا بھی واضح ہو گیا فماذا بعد الحق الا الضلال (پس حق کے بعد گمراہی کے سوا کیا رہا) بہر حال معاویہ کے اس بیان سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ اُسنے حضرت امیر المومنینؑ کی عداوت و مخالفت کو محض خواہش نفسانی کے سبب

دیدہ و دانستہ اختیار کیا تہا اور اُسکا اسی عداوت و مخالفت کی وجہ مین یہ بیان کرنا کہ ابتداء امر مین خلیفۂ اول اور خلیفۂ دوم سنے اون کے حق کو جیسین لیا تہا وہ عذر گناہ بدتر از گناہ کی تمثیل ہے سبب اسلیے کہ وجہ مذکور سے خود معاویہ کی برات کیونکر ثابت ہوگی۔ اگر معاویہ کے اس اقرار و اعتراف سے قطع نظر بہی کیجائے جب بہی کوئی شخص حضرت امیر المومنینؑ کی مخالفت اور عداوت مین کسی طرح معذور نہین ہوسکتا اسلیے کہ حضرتؑ کے فضائل و مناقب ایسے معروف و مشہور اور زبان زدِ خلائق ہین جنکا اقرار و اعتراف کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ علی الخصوص معاویہ ایسے شخص کا اُنپر مطلع نہ ہونا کسی کے وہم و خیال مین بہی نہین آسکتا اور بجز اس اقرار و اعتراف کے چارہ نہین ہے کہ معاویہ نے حضرتؑ کی مخالفت مین جو کیا وہ دیدہ و دانستہ کیا اور اُس سے جو جو بداعمالیان صادر ہوئین اُسکا سبب محض دنیا طلبی اور حُبّ ریاست و حکومت تہی کیا کسی شخص کو اس امر سے بہی انکار ہوسکتا ہے کہ حضرتؑ کی سب و شتم اور خدا و رسول کی سب و شتم مین کوئی فرق نہین ہے اور یہ کہ مخالفت امیر المومنینؑ پر وہی ثمرات مترتب ہوتے ہین جو خدا و رسول کی مخالفت پر مترتب ہوتے ہین حافظ عبد اللہ محمد بن یوسف گنجی شافعی نے اپنی کتاب کفایۃ الطالب مین ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ حضرت رسول خدا نے حضرت امیر المومنینؑ علی بن ابی طالب علیہ السلام سے خطاب کر کے ارشاد فرمایا کہ۔

من سبّک فقد سبّنی ومن سبّنی فقد سبّ اللّٰہ ومن سبّ اللّٰہ فقد کبّہ اللّٰہ علی منخریہ فی النّار	جس نے تمکو سب و شتم کے ساتہ یاد کیا اُس نے مجکو سب و شتم کے ساتہ یاد کیا اور جس نے مجکو سب و شتم کے ساتہ یاد کیا اُسنے خدا کو سب و شتم کیساتہ یاد کیا اور جو شخص کہ خدا کی نسبت ایسا کریگا تو خدا اسکو منہ کے بل دوزخ میں ڈالیگا انتہی ملخصاً

الولد للفراش وللعاھر الحجر | بچہ شوہر کا حق ہوتا ہے اور زانی کیلیے حرمان اور سنگساری کا حق حاصل ہوتا ہے

(۴) اُسکا حجر اور اصحاب حجر کو قتل کرنا جسکی وجہ سے وہ ویل اور جہنم کے عذاب سخت کا مستحق ہوگیا۔ یہ روایت کامل ابن اثیر سے حرف بحرف نقل کی گئی ہے۔

اور منجملہ اُن جرائم کے جنکا کہ معاویہ مرتکب ہوا ہے یہ ہے کہ اُس نے امام برحق حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ بغاوت کی حالانکہ مسلمانون نے قتل عثمان کے بعد حضرت علی سے بیعت کرلی تھی جنمین مہاجرین اولین انصار اور دیگر صاحبان فضائل کے اہل حل وعقد جو اسلام مین سبقت حاصل کرچکے تھے داخل تھے اور معاویہ نے مع اہل شام ڈھیل ڈالدی اور جناب امیر المومنین علی کے قاصد کو مدت دراز تک اپنے پاس روک رکھا تا انیکہ جنگ جمل بھی ختم ہوگئی بعد ازان اپنی بغاوت پر طلب خون عثمان کا پردہ ڈالا اور شامیونکو فریب اور دھوکا دیا اور جھوٹی باتون سے اُنکو بھکایا اُن سے کہدیا کہ علی نے عثمان کو قتل کیا ہے اور اپنے اس دعوے پر جھوٹے گواہ پیش کیے اور حضرت عثمان کا خون آلودہ کرتہ ممبر پر پھیلا دیا تا انیکہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے مجبوری اپنے ساتھ اہل عراق کو لیکر اُسپر خروج فرمایا اور وہ اہل شام کے ساتھ مقابلہ کو نکلا چنانچہ میدان صفین مین دونون کا مقابلہ ہوا اور اُس کا جو کچھ نتیجہ ہوا وہ کتب تواریخ وسیر مین مذکور ہے ان لڑائیون مین ستر ہزار مسلمان کام آئے جنمین اہل شام کے پچاس ہزار اور اہل عراق کے بیس ہزار آدمی تھے چنانچہ علامہ زرقانی نے کتاب نہج المسالک مین نقل کیا ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام ستر ہزار اہل عراق کے مجمع مین تشریف لائے تھے جنمین نوّے شخص بدری تھے اور سات سو وہ لوگ تھے جو بیعت رضوان مین شریک تھے اور چار سو آدمی باقی مہاجرین انصار کے تھے اور معاویہ نے اہل شام کے پچاسی ہزار آدمیون کی جمعیت مین خروج کیا تھا اور اُسکی ہمراہی مین منجملہ انصار بجز نعمان بن بشیر اور مسلمہ بن مخلد کے اور

کوئی شریک نہ تہا اور کتاب عقد فرید مین ابو الحسن سے منقول ہے کہ اہل شام نے
معاویہ سے وقت خروج خلافت کی بیعت نہین کی بلکہ صرف طلب خون عثمان پر بیعت کی
تہی ہان جب حکمین کا معاملہ ختم ہوگیا تب خلافت کی بیعت کی - اور معاویہ نے اُسیوقت
ایک خط سعد بن وقاص کو لکہا اور اُسکو اس امر کی دعوت دی کہ وہ بہی معاویہ کے ساتہ
طلب خون عثمان کے لیے اُٹہہ کہڑا ہو - لکہتا ہے کہ قریش مین نصرت عثمان کے لیے
اہل شورہ زیادہ حقدار ہین جنہون نے اُنکا حق ثابت کیا ہے اور دوسرون کے مقابلہ مین
اُنکو اختیار کر چکے ہین طلحہ اور زبیر نے اُنکی نصرت کی ہے جو اس امر مین تمہارے شریک اور
تمہارے ہی مانند مسلمان ہین ام المومنین نے بہی اسیواسطے حرکت فرمائی - پس جن باتونکو
اُن لوگون نے پسند کیا ہے اُسکو تم بہی مکروہ نہ سمجہو اور جو کچہ کہ اُنہون نے کہا ہے تم بہی اُسکو
رد نکرو اور ہمارا صرف یہی مقصد ہے کہ خلافت کو مسلمانون کے شوریٰ پر چہوڑ دیتین والسلام
سعد نے اس کا یہ جواب دیا کہ عمر نے شورے مین صرف اُنہین لوگون کو داخل کیا تہا
جن کے لیے خلافت حلال اور جائز تہی اور اُنہین سے ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ تہی
تاوقتیکہ ہم ہی سب اسپر اتفاق نکرلین البتہ علیؑ مین وہ جملہ اوصاف موجود تہے جو ہم مین
موجود تہے اور ہم مین وہ سب اوصاف موجود نہ تہے جو اونمین موجود تہے اور اگر وہ خلافت کو
طلب نہ کرتے اور اپنے گہر مین بیٹہہ رہتے تو عرب اُنکو خود تلاش کرتی اگرچہ وہ منتہائے یمن مین
ہوتے اور ہمین تو اس امر کی اول سے بہی کراہت رہی اور آخر سے بہی کراہت رہیگی
طلحہ اور زبیر تو اُن کے لیے بہتر یہی تہا کہ وہ اپنے گہرونمین بیٹہے رہتے اور خدا ام المومنین کے
اس فعل کو بخشدے جو اُنسے سرزد ہوا ہے - اس مضمون کو محدث ابن قتیبہ نے کتاب
الامامۃ والسیاسۃ مین بہی وارد کیا ہے اور معاویہ نے قیس بن سعد بن عبادہ کو ایک خط
لکہا کہ تم یہودی اور یہودی کے بچے ہو اگر اُس فریق نے فتح پائی جو تمکو زیادہ محبوب ہے تو
تمکو معزول اور تبدیل کردیگا اور اگر وہ فریق کامیاب ہوگیا جو تمہارے زیادہ دشمن ہے تو تمہ مقتول

معذب کریگا تمہارے باپ نے اپنی کمان پر چلہ چڑہایا اور اپنے نشانہ پر لگایا اور بہت کچھ
رگڑا مگر جوڑ سے چوک گیا پس اُسکی قوم نے اُسے چھوڑ دیا اور اُسکا وقت آگیا اور حوران میں
بحالت جلاوطنی مرگیا اور قیس نے اُسکا یہ جواب دیا کہ تو بُت پرست اور بت پرست کا
بچہ ہے تو اسلام میں بجبر داخل ہوا اور برضا و رغبت خارج ہوا تیرا ایمان قدیم نہیں ہے
اور تیرا نفاق جدید نہیں ہے اور ہم اُسی دین کے انصار میں جس سے کہ تو نکل چکا ہے
اور اُس ملت کے دشمن ہیں جسمیں کہ تو داخل ہوا ہے۔ اور علامہ زمخشری کی کتاب
ربیع الابرار میں مذکور ہے کہ جب حضرت امیر المومنینؑ کے پاس سے لوگ متفرق ہونے
لگے تو معاویہ نے قیس بن سعد کو بھی حضرتؑ کے پاس سے جدا ہو جانیکی دعوت دی
پس قیس نے اُسکے جواب میں لکھا کہ اے بُت پرست اور بُت پرست کے بچے تو مجھکو
علیؑ بن ابیطالبؑ سے جدا ہوجانے اور اپنی طاعت میں داخل ہونیکی دعوت دیتا ہی اور
اس امر سے کہ حضرتؑ کے اصحاب نے آن سے علیحدگی اختیار کی اور تیرے پاس
لوگوں نے ہجوم کیا ہے تو مجکو ڈراتا ہے پس قسم ہے اُس خدا پاک کی جسکے سوا کوئی
معبود نہیں ہے کہ میں تجھسے ہرگز صلح نہیں کر سکتا جبکہ تو انکا دشمن ہے اور تیری اطاعت
میں داخل نہیں ہوسکتا جبکہ تو انکا دشمن ہے اور میں ولی خدا کے مقابلہ میں دشمن خدا
کو اختیار نہیں کر سکتا اور نہ گروہ خدا پر گروہ شیطان کو ترجیح دیسکتا ہوں۔ انتہیٰ
اور امام محمد بن اسمعیل بخاری نے اپنی صحیح میں عکرمہ سے روایت کی ہے کہ ایکدن
ابن عباس نے مجھسے اور اپنے بیٹے علی سے کہا کہ تم دونوں ابو سعید کے پاس جاکر
انکی حدیث سنو پس ہم دونوں (اُسکی تلاش میں) گئے اور انکو ایک باغ میں پایا کہ انکی
اصلاح میں مشغول تھے ہمیں دیکھکر اُنہوں نے اپنی ردا اوڑھلی اور باغ کی دیوار سے تکیہ
لگاکر بیٹھ گئے اور ہمسے باتیں کرنے لگے تا اینکہ مسجد رسول خدا کی تعمیر کا ذکر آگیا کہنے لگے کہ
ہم سب تو ایک ایک اینٹ اُٹھاتے تھے عمار دو دو اینٹیں اُٹھاتے تھے پس جبکہ

حضرت رسول خدا نے عمار کو دیکھا تو اُن کے جسم سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرماتے جاتے تھے کہ خدا رحم کرے عمار پر اُسکو باغیون کا گروہ قتل کریگا عمار تو اُس (گروہ) کو بہشت کی طرف بلائیگا اور وہ گروہ، اُسکو دوزخ کی طرف بلائیگا اور اس حدیث کو مسلم اور طبرانی اور ترمذی اور حاکم وغیرہ نے بھی روایت کیا ہے اور اسیطرح امام احمد بن حنبل نے اسکو اپنی مسند مین وارد کیا ہے اور حافظ جلال الدین سیوطی نے اسکو اخبار متواترہ مین شمار کیا ہے۔ اور یہ کہ اُسکو بہت سے حضرات نے ستائیس صحابیون سے بتفصیل ذیل نقل کیا ہے (۱) شیخین نے بسند ابو سعید (۲) مسلم نے بسند ابو قتادہ و ام سلمہ و ابو یعلی (۳) احمد نے عمار اور اُن کے بیٹے اور عمر بن حزم اور خزیمہ ذو الشہادتین کی سند سے (۴) طبرانی نے بسند عثمان و انس و ابو ہریرہ (۵) حاکم نے بسند حذیفہ و ابن مسعود (۶) رافعی نے بسند ابو رافع (۷) ابن عساکر نے بسند جابر بن عبد اللہ و جابر بن سمرۃ و ابن عباس و معاویہ و زید بن اوفی اسلمی و ابو الیسر کعب بن عمرو و زیاد و کعب بن مالک و ابو امامہ و عائشہ (۸) ابو شیبہ نے عمرو بن عاص اور اُسکے بیٹے عبد اللہ بن عمرو کی سند سے نقل کیا ہے اور حافظ مذکور نے اس کے بعد فرمایا ہے کہ یہ ستائیس صحابی ہین جنمین خزیمہ بھی داخل ہین جو دو صحابیون کا حکم رکھتے ہین (اسلیے کہ وہ ذو الشہادتین ہین) اور حافظ مغرب ابن عبد البر نے کہا ہے کہ حضرت رسول خدا سے متواتر ثابت ہو چکا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا

تقتل عمارا الفئة الباغية } عمار کو گروہ باغی قتل کریگا۔

اور اس حدیث مین حضرت نے غیب کی خبر دی ہے اور وہ منجملہ علامات نبوت ہے اور یہ کہ وہ صحیح ترین احادیث ہے انتہے محصلہ۔ اور ابن وجیہ نے کہا ہے کہ اس حدیث کی صحت مین کسی طعن کی جگہ ہی نہین ہے اور اگر یہ حدیث صحیح نہ ہوتی تو معاویہ اُسکو ضرور رد کر دیتا اور منکر ہو جاتا اور حافظ ابن حجر کہتے ہین کہ اس حدیث کو صحابہ کی

ایک جماعت نے روایت کیا ہے اور اُن کے نام بھی گنا دیے ہین اور کہا ہے کہ وہ منجملہ علامات نبوت سے ہے اور اسمین علیؑ اور عمار کے لیے کھلی ہوئی فضیلت ہے۔

اس کے بعد جناب سید محمد عقیل صاحب مصنف نصائح کافیہ لکھتے ہین کہ اس مین دو شخصون کا بھی اختلاف نہین ہے کہ عمار معرکہ صفین مین مقتول ہوئے اور یہ کہ وہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کے گروہ مین تھے اور جن لوگون نے کہ انکو قتل کیا وہ گروہ معاویہ تھا۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ معاویہ باغی ہے اور دوزخ کی طرف بلانیوالا ہے جیسا کہ حدیث مین وارد ہے اور جو شخص کہ دوزخ کی طرف بلاتا ہے وہ مستحق لعنت ہے جیسا کہ حق تعالے نے ارشاد فرمایا ہے کہ۔

وجعلناھم ائمۃ یدعون الی النار ویوم القیامۃ لا ینصرون و اتبعناھم فی ھذہ الدنیا لعنۃ ویوم القیامۃ ھم من المقبوحین ہ

(پارہ ۲۰۔ رکوع (۷) سورۂ قصص)

اور ہم نے وہ ایسے سردار بنائے جو جہنم کی طرف بلاتے ہین اور قیامت کے دن اُنکی کوئی مدد نہ کی جائیگی اور اس دنیا مین ہمنے اُن کے پیچھے لعنت لگا دی ہے اور قیامت کے دن وہ نہایت ہی بُرے حال والون مین سے ہو جائینگے

یہ حدیث ایسی مشہور ہے کہ معاویہ بھی اس سے انکار نہین کر سکا بلکہ بذریعہ حیلہ بازی اس کی پیچھا چھوڑانا چاہا تاکہ اُس کے ساتھیون مین سے کوئی شخص بگڑ نہ بیٹھے پس کہنے لگا کہ عمار کا قاتل تو وہی شخص ہے جس نے اُسے لڑنے کے لیے بھیجا اور حضرت امیر المومنین نے اُس کے جواب مین ارشاد فرمایا کہ اس تقدیر پر لازم آئیگا کہ حضرت رسولخدا نے امیر حمزہ کو قتل کیا ہو اس لیے کہ حضرت ہی نے اُن کو مشرکین سے لڑنیکے لیے بھیجا تھا اور یہ وہ الزام ہے جس کا کوئی جواب نہین ہو سکتا (جب یہ بات نہ چلی) تو معاویہ نے اس کو چھوڑ کر لفظ باغیہ کے معنی طالبہ کے قرار دیے اور مطلب یہ بنایا کہ ہم گروہ باغی مین یعنے خون عثمان کے طالب ہین اور یہ دونون تاویلین ساقط از اعتبار ہین پہلی تاویل کا باطل ہونا تو خود ہی ظاہر ہے رہی دوسری تاویل وہ اس لیے باطل ہے کہ حضرت نے

عمار کی نسبت ارشاد فرمایا ہے

یدعوھم الی الجنۃ ویدعونھم الی النار | عمار انکو بہشت کی طرف بلاتے ہونگے اور وہ عمار کو دوزخ کیطرف بلاتے ہونگے

جس سے معلوم ہوتا ہو کہ لفظ باغیہ اس مقام پر بغا سے مشتق نہیں ہے جس کے معنی ہین طلب بلکہ وہ کلمہ بغی سے مشتق ہے جسکے معنی ہین امام حق سے بغاوت کرنا جو قبیح و مذموم ہے اور حق تعالے نے اُس کے مذموم ہونے پر نص فرمائی ہے چنانچہ ارشاد فرماتا ہے۔

وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی ہ | اور (خداوند عالم) بیحیائی اور بدی اور بغاوت سے منع فرماتا ہے

پارہ ۱۴ رکوع ۱۸ سورہ نحل

اور معاویہ بھی اگرچہ اُس تاویل رکیک کے فاسد ہونیکو یقیناً جانتا تھا مگر چونکہ اُسپر شقاوت غالب تھی اس لیے اُس نے اہل شام کے فریب دینکی غرض سے اس تاویل رکیک کو بیان کر دیا۔ لیکن قتل عمار کے بعد کسی عاقل کو معاویہ اور اُس کے ساتھیون کے باغی اور برسر باطل ہونے مین کسی ادنے شبہہ کی بھی گنجایش باقی نہین رہی تھی دیکھو ابن عمر معاویہ اور اُس کے ہمراہیون سے مقابلہ نہ کرنے پر کیسے نادم و پشیمان ہوے ہین چنانچہ امام ابو حنیفہ نے بروایت عطا ابن رباح اور ابن عبد البر نے بروایت حبیب اُنکا یہ قول نقل کیا ہے کہ مجکو کسی امر پر اسقدر افسوس نہین ہوا جسقدر کہ گروہ باغی سے مقابلہ نہ کرنے پر افسوس ہوا ہے۔ اور بیہقی نے اُن سے جو کچھ نقل کیا ہے اُسکا محصل یہ ہے کہ مین کسی شے سے اسقدر اندوہگین نہین ہوا جسقدر کہ گروہ باغی کے ساتھ مقابلہ نکرنے سے اندوہگین ہوا ہون اسلیے کہ حق تعالے ارشاد فرماتا ہے

فان بغت احدٰھما علی الاخرٰی فقاتلوا التی تبغی حتی تفیٔ الی امر اللہ ہ | پھر اُن دونون مین سے ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو اُس سے جو زیادتی کرتا ہو لڑو تا آنکہ وہ اللہ کے فیصلہ کی طرف رجوع کرے

پارہ ۲۶ سورہ حجرات رکوع ۱۳

اور خزیمہ بن ثابت ذو الشہادتین جنگ صفین مین اپنے ہتیار روکے رہے تا اینکہ عمار یاسر نے شہادت پائی پس اُنھون نے اپنی تلوار کہینچ لی اور لشکر معاویہ سے مقابلہ کرنا شروع کر دیا تا اینکہ شہید ہوگئے اور ابن عبد البر نے استیعاب مین ابراہیم نخعی سے نقل کیا ہے کہ

مسروق بن اجدع نے اُسوقت تک انتقال نہین کیا جبتک کہ اُنہون نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ ہوکر گروہ باغی سے جہاد نہ کرنے پر توبہ نہین کرلی۔ اور جناب امیر المومنین علیہ السلام نے ایک خط مین جو معاویہ کے پاس بھیجا ہے جیساکہ (نہج البلاغۃ مین مذکور ہے) ارشاد فرمایا ہے کہ۔

فسبحان اللّٰہ ما اشد لزومك للاھواء المبتدعۃ والحیرۃ المتبعۃ مع تضییع الحقائق واطراح الوثائق التی ھی للّٰہ طلبۃ وعلی عبادہ حجۃ فاما اکثارك الحجاج فی عثمان وقتلتہ فانك انما نصرت عثمان حیث کان النصر لك وخذلتہ حیث کان النصر لہ۔

تو اپنی من گھڑت بدعتون اور گمراہی پر کسقدر اڑا ہوا ہے باوجودیکہ واقعی باتین برباد اور وہ عہدہائے مستحکم جو مطلوب خدا ہین۔ اور اُس کے بندون پر حجت مین متروک ہورہے ہین تیری انتہائی کٹ حجتی عثمان اور اُس کے قاتلون کے بارہ مین ہے (جسکی حقیقت یہ ہے کہ) تو نے عثمان کی اُسوقت تو نصرت کی جبکہ اُس (نصرت) کا نفع تیری طرف عائد ہوتا ہے اور اُسوقت اُسکو چھوڑ دیا جبکہ وہ اُس (عثمان) کو نفع پونچا سکتی تھی۔ انتہی محصلہ

حضرت نے اس کلام مین اس مطلب کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ معویہ نے نصرت عثمان کا دعوےٰ اُنکی موت کے بعد کیا تھا جبکہ حصول حکومت کی مصلحت جسکا وہ طالب تھا خود اُسی کی طرف عود کرنیوالی تھی اور حین حیات اُنکی نصرت اس لیے نہ کی کہ اُسکی مصلحت حضرت عثمان ہی کی طرف عائد ہوتی تھی چنانچہ اہل سیر نے ذکر کیا ہے کہ جب حضرت عثمان نے معاویہ سے فریاد کی اور اُس سے مدد مانگی تو وہ تساہل کرتا اور وعدہ وعید مین ٹالتا رہا اور جبکہ محاصرہ سخت ہوگیا تو یزید بن اسد قشیری کو اُنکی طرف روانہ کیا اور اُس سے کہدیا کہ جب تم مقام ذوخشب مین پہنچنا تو وہین ٹھہر جانا (کیسی ہی حالت ہو) اور مجھسے یہ نکہنا کہ حاضر ایسے امور کا مشاہدہ کرتا ہے جسکی غائب کو خبر نہین ہوتی اس لیے (اس معاملہ مین درحقیقت) مین حاضر ہون ... تو غائب (خاہ تو کیسا ہی قریب ہو)

پس وہ مقام ذوخشب مین اگر ٹھرا رہا تا اینکہ حضرت عثمان قتل کرڈالے گئے اس کے
بعد معاویہ نے اُسکو اپنے پاس بلالیا پس (لوگون کے) ظاہر مین تو اُنکی نصرت کے لیے
لشکر بھیجدیا اور حقیقت مین لشکر روک کر اُنکا ساتھ چھوڑ دیا اور اُنکی نصرت کو ترک کیا تاکہ جب وے
قتل ہوجائین تب وہ (اپنے ذاتی نفع کی غرض سے) اپنے نفس کی طرف لوگون کی دعوت
کرے جیساکہ بالفعل واقع ہوا - اور ابن عساکر نے فضل بن سوید سے روایت کی ہے کہ
جب معاویہ کے پاس جاریہ بن قدامہ آئے تو معاویہ نے اُن سے کہا کہ تم وہی ہو جو
علیؑ بن ابیطالب کی طرف سے سعی وکوشش کرتے تھے اور اُن کے شیعون مین جو
آتش حرب کو بھڑکاتے تھے اور عرب کے دیہات مین خونریزی کی غرض سے گشت لگایا کرتے تھے
جاریہ نے جوابدیا کہ اے معاویہ اب علیؑ کے ذکر سے تمکو کیا فائدہ ہے اُسے تو جانے دیجیے
ہم جب سے کہ اُن کے دوست ہوے ہین کبھی دشمنی نہین کی اور جب سے کہ اُنکی
خیرخواہی کا دم بھرا اون کے ساتھ کوئی بدخواہی اور کھوٹ کی بات نہین کی - معاویہ کہنے لگا
اے جاریہ تمپر سخت افسوس ہے تم اپنے کنبہ کے نزدیک کسقدر حقیر تھے کہ اُنھون
نے تمہارا نام جاریہ رکھا (جاریہ کے معنی ہین کنیز) جاریہ نے جوابدیا کہ تم بھی اپنی
کنبہ کے نزدیک کسقدر حقیر تھے کہ اُنہون نے تمہارا نام معاویہ رکھا (معاویہ کے معنے ہین
بھونکتی ہوئی کتیا) وہ (معاویہ بگڑکر) بولا لا امّ لک (تمہاری مان مرجائے) جاریہ نے
کہا مجکو نہایت ہی خوش کردار اور نیک صفات مان نے جنا ہے خبردار ابھی اون
تلوارون کے قبضے جنسے ہم نے صفین مین تمہارا مقابلہ کیا تھا ہمارے ہاتھون مین
موجود ہین - معاویہ بولا کیا تم ہمکو دھمکاتے ہو جاریہ نے کہا تم ہمپر بزور شمشیر مسلط نہین
ہوے ہو اور تمنے قہر وغلبہ سے ہمپر فتح حاصل نہین کی بلکہ تمنے ہمارے ساتھ کچھ عہد و
پیمان کیے ہین پس اگر تم نے اُنکو پورا کیا تو ہم بھی تمہارے ساتھ وفا کرینگے اور اگر
تم اس کے خلاف کی طرف رغبت کروگے تو یاد رکھو کہ ہم اپنے عقب مین تیار جوان مرد

حد جاری ہونے سے پہلے لعنت کرنا جائز اور حد جاری ہونے کے بعد ناجائز ہے تو حکم

- پس نہین معلوم کہ ابن منیر اور غزالی اور اُن کے اتباع نے حضرت رسول خدا نے

اس حدیث کو جس مین آپنے اپنے اصحاب کو حمار کے لعنت کرنیکی اس بنا پر ممانعت

فرمائی تھی کہ وہ محب خدا ور رسول تھے شخص معین کے لعنت کے ناجائز ہونے پر کیونکر

محمول کر لیا حالانکہ حدیث مذکور مین ممانعت کی علت بھی مذکور ہے جس سے خدا ور رسول

کی محبت مراد ہے اس کے علاوہ یہ ہے کہ حضرت نے حدیث مذکور مین حد جاری

ہونے کے بعد ممانعت فرمائی ہے۔ اور تعین حدیث سے معین ہونے نہ ہونیکے

کوئی معنی مفہوم نہین ہوتے باوجودیکہ نبی اور اُن کے اکثر اصحاب اور اُن کے بعد بہت سے

بزرگان سلف کا عمل اکثر مقامات مین اس مطلب کے مخالف ہے جسپر کہ ان دونون نے

حدیث مذکور کو محمول کیا ہے اور مسلم معین کی لعنت کے مشروع ہونے پر سب سے زیادہ

قوی حجت کتاب خدا ہے چنانچہ حق تعالے نے لاعنہ کرنیوالی کی قسم کے متعلق ارشاد فرمایا ہے

والخامسة ان لعنة الله علیه ان کان من الکاذبین ۝ پارہ ۱۸ رکوع ۸ سورہ نور	اور پانچوین بار یون کہے کہ خدا کی اس پر لعنت ہے اگر وہ جھوٹا ہو۔

اور حضرت رسول خدا نے لعان کرنے والے کو بار بار قسم دی ہے اور اسکو قیامت تک کے لئے ان

اُمت محمدیہ مین باقی رکھا۔ اور یہان (حلف ملاعنہ) پر ضمیر متکلم ہے جسکی تعیین نام کی

تخصیص سے کہین زیادہ قوی ہے جیسا کہ کتب عربیہ مین اپنے مقام پر مذکور ہے اور

کوئی عالم اس امر کا قائل نہین ہوا کہ دونون ملاعنہ کرنے والون مین سے جو شخص جھوٹا ہوگا

وہ کافر ہے تا اینکہ غزالی اور اُن کے تابعین کا یہ قول درست ہو کہ بجز کافر کے کسی شخص

معین پر لعنت کرنا جائز نہین ہے بلکہ خود جناب رسالتمآب نے بہت سے ایسے

لوگون پر نام بنام لعنت کی ہے جو حالت اسلام ہی مین فوت ہوئے جیسے ابوسفیان

بن حرب اور سہیل بن عمرو اور عمرو بن العاص اور ابو الاعور سلمی اور حکم بن ابی العاص

اور اُسکا بیٹا مروان وغیرہ اور اسیطرح بہت سے جلیل القدر اصحاب نے بہی بہت سے
لوگوں پر اظہارِ نام کے ساتہ لعنت کی ہے جیسے معاویہ اور عمرو بن العاص اور حبیب اور
عبد الرحمٰن بن خالد اور ضحاک بن یزید اور بسر بن ارطاۃ اور ولید اور زیاد اور حجاج بن یوسف
وغیرہ جنکا شمار کرنا دشوار ہے اور حسان بن ثابت نے ہند بنت عتبہ اور اُس کے شوہر ابوسفیان
پر جبکہ وہ اپنے اشعار مین حضرتؐ کے حکم سے مدافعت کرتے تہے لعنت کی ہے۔ اور
حضرتؐ نے اُن پر کوئی اعتراض نہین کیا چنانچہ منجملہ اُن کے اشعار کے شعر ذیل بہی ہے

لعن الالہ وزوجہا معہا هند الهنود عظیمة البظر	خدا ہند اور اُس کے ساتہ اوس کے شوہر پر لعنت کرے جسکی شرمگاہ بہت بڑی ہے۔

پیشاب گاہ

اور حضرت عمر نے خالد بن ولید پر جبکہ اُس نے مالک بن نویرہ کو قتل کر ڈالا ہے لعنت
کی ہے اور حضرت امیر المومنین علیؑ نے حضرت عثمان کے مقتول ہوجانے کے روز
جبکہ اُس نے اُنکی مدافعت نکی تہی لعنت کی ہے۔ اور عبد اللہ بن عمر نے اپنے بیٹے
بلال پر تین مرتبہ لعنت کی جیسا کہ ابن عبد البر نے کتاب العلم مین ذکر کیا ہے اُنہون
نے بتوسط عبد اللہ بن ہبیرہ سنائی بلال بن عبد اللہ بن عمر سے نقل کیا ہے کہ ایک روز
اُس کے باپ عبد اللہ بن عمر نے بیان کیا کہ حضرت رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ
عورتون کو اُن کے اُن حقوق سے باز نرکہو جو مسجدون سے متعلق ہین (اور یہ کہ اُنکو مسجدونکی
آمد و رفت سے نہ روکو) مین نے کہا کہ مین تو اپنی بی بی کو ضرور منع کردونگا اور جسکا جی
چاہے اپنی بی بی کو چہوڑ دے (اور مسجدونمین آمد و رفت کرنے کی اجازت دے) پس وہ
میری طرف متوجہ ہوے اور تین بار کہا۔ لعنک اللہ (خدا تجہپر لعنت کرے) تو سُن
رہا ہے کہ مین حضرتؐ کا یہ حکم نقل کرتا ہون کہ اُنکو نہ روکا جاوے یہ کہا اور غصہ مین اُٹہہ
کہڑے ہوئے اور امام مالک سے بطور ثابت ہوچکا ہے کہ اُنہون نے عمرو بن عبید کی
نسبت جو زاہد مشہور ہے یہ فرمایا کہ خدا اُسپر لعنت کرے اور محمد بن حسن نے جو

صاحب ابو حنیفہ ہین فرمایا ہے کہ مین نے ابو حنیفہ کو کہتے ہوئے سُنا ہی کہ خدا عمرو بن عبید پر لعنت کرے اور ابن جوزی نے قاضی ابویعلی سے بسند صالح بن احمد حنبل نقل کیا ہے وہ کہتے ہین کہ مین نے اپنے باپ سے کہا کہ ایک قوم ہمکو محبت یزید کی نسبت دیتی ہے اُنھون نے کہا کہ اے فرزند آیا جو شخص کہ خدا پر ایمان رکھتا ہے وہ یزید سے محبت رکھہ سکتا ہے ہم اُس شخص پر کیون نہ لعنت کرین جسپر خدا نے اپنی کتاب مین لعنت کی ہو مین نے کہا کہ خدا نے اپنی کتاب مین یزید پر کہان لعنت کی ہے جواب دیا کہ اپنے اِس قول مین۔

فهل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم اولئک الذین لعنهم اللہ فاصمهم واعمی ابصارهم
پارہ [illegible] سورہ محمد رکوع [illegible]

پھر کیا یہ قریب ہے کہ اگر تم حاکم ہو جاؤ تو تم زمین مین فساد کرو اور قطع رحمی کرو یہی تو وہ لوگ ہین جنپر اللہ نے لعنت کی پھر اُنکو بہرا کر دیا ہو اور اُنکی آنکھونکو اندھا۔

تو کیا دنیا مین کوئی فساد اِس قتل سے اعظم ہو سکتا ہی اور ایک روایت کی بنا پر یہ کہا کہ اے فرزند مین اُس شخص کے بارہ مین کیا کہون جسپر خدا نے اپنی کتاب مین لعنت کی ہو اور بخاری نے خلق افعال عباد کے بارہ مین وکیع کا یہ قول نقل کیا ہے کہ بشر مریسی پر خدا کی لعنت ہو وہ یہودی ہے یا نصرانی ایک شخص نے کہا کہ اُس کا باپ یا دادا نصرانی تھا (وہ خود تو مسلمان تھا) وکیع نے جواب دیا کہ اُسپر اور اُس کے اصحاب پر خدا کی لعنت اور بکر بن حماد اور قاضی ابوطیب اور ابو المظفر اسفرائنی وغیرہ نے عمران بن حطان (خارجی مشہور) پر اپنے اُن مشہور اشعار مین لعنت کی ہے جو اُس کے اُن اشعار کی رد مین لکھی گئے ہین جنمین اُسنے شقی ترین اولین وآخرین ابن ملجم (قاتل حضرت امیر المومنین علیہ السلام) کی مدح مین نظم کیے ہین اور یحیے بن معین نے حسین بن علی کرابیسی شافعی بغدادی پر لعنت کی ہے جیسا کہ تہذیب التہذیب مین مذکور ہے غرضکہ مسلمانون مین یہ طریقہ برابر جاری رہا ہے کہ جب وہ کسی شخص کی ایسی معصیت

مطلع ہوتے تھے جو لعنت کرنیکو مقتضی ہو تو اُسپر لعنت کرتے تھے اور حدیث اور تواریخ وسیر کی کتابین اس مطلب سے بھری ہوئی ہین لہذا طالبان تحقیق سے گذارش ہو کہ وہ اُن لوگون کی کثرت سے ہول و ہراس نہ کرین جو شخص معین پر لعنت کرنیکی ممانعت کرتے ہین اسلیے کہ حضرت رسول خدا اور اُن کے اصحاب اور اکابر سلف کے اقوال سے اس قول کا باطل ہونا ثابت ہو چکا ہے اور حقیقی ہدایت وہی ہے جو حضرت رسول خدا اور اُنکے اصحاب سے صادر ہوئے

العلم قال الله قال رسوله ان صح والاجماع فما جاهد فيه وحذارا من نصب الخلاف جهالة بين الرسول وبين قول فقيه	علم وہی ہے جو خدا اور رسول کا فرمودہ ہے بشرطیکہ ثبوت کو پہنچ جائے اور اجماع پس اُس کے معلوم کرنیکی کوشش کرنی چاہیے اور اس امر سے بچنا لازم ہے کہ حضرت رسول خدا کے مقصود اصلی کے مقابلہ مین کسی فقیہ کا قول پیش کیا جائے انتہی

البتہ اُن حدیثون کے معارضہ مین جو مطلق لعن کے مباح و جائز ہونے پر دلالت کرتی ہین وہ چند حدیثین پیش کی گئی ہین جو بظاہر مطلق لعن کے ممانعت پر دلالت کرتی ہین خواہ شخص معین ہو یا غیر معین اور بالخصوص شخص معین پر لعنت کرنے کی ممانعت مین کوئی حدیث نہین آئی جیسے حضرتؐ کا یہ قول کہ

ليس المومن بالسباب ولا بالطعان ولا باللعان	گالیان بکنا اور طعن و تشنیع کرنا اور لعنت ملامت کرنا مومن کا شعار نہین ہے انتہے بجا حصلہ

یا حضرتؐ کا یہ ارشاد کہ

المومن لا يكون لعانا	مومن لعنت کرنے کا عادی نہین ہوتا۔

اور اسمین ذرا شک نہین کہ اس قسم کی حدیثین اُس شخص کے بارہ مین وارد ہوئی ہین جو مستحق لعن نہ ہو ورنہ تعارض دفع ہو گا پس کلام خدا اور رسول مین اختلاف پیدا ہو جائے گا حالانکہ وہ دونون اس سے پاک و منزہ ہین۔ اب ہم مزید اطمینان کے لیے اس مطلب کی

اور شرح کرتے ہین پس واضح ہو کہ مسلم اور بخاری نے بروایت حفصہ حضرت رسول خدا سے
نقل کیا ہے کہ ۔

اِنّی لم ابعث لعانا و انما بعثت رحمۃ ۔ مین لعان مبعوث نہین ہوا ہون بلکہ رحمت قرار دیکر بھیجا گیا ہون

حضرت نے اس کلام مین روز بعثت سے اپنے لعان ہونیکی نفی فرمائی ہے اور آپکا صادق و معصوم ہونا معلوم ہے حالانکہ یہ امر بھی پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ آپ نے بہت سے لوگون پر باعتبار وصف اور بہت سے لوگون پر باعتبار عین ذات لعنت کی ہے اور اسمین بھی کوئی شبہہ نہین کہ حضرت کا اُنپر لعنت کرنا حق تھا پس اگر دونون قضیون کے موضوع مین اختلاف نہوگا تو بلا شبہہ تناقض ہوجائیگا جسکا حضرت کے کلام مین واقع ہونا یقیناً محال ہے پس ثابت ہوگیا کہ حضرت نے جس لعنت کی ممانعت کی ہے اُس سے وہی لعنت مراد ہے جو بغیر استحقاق ہو اور جس لعنت کا صادر ہونا حضرت سے معلوم ہوچکا ہے وہ اُسی شخص کی لعنت ہے جو اُس کا مستحق ہے اور یہین سے یہ بات لازم آتی ہے کہ حضرت نے جس لعنت سے کہ اپنی امت کو منع فرمایا ہے اُس سے وہی لعنت مراد ہے جسکی اپنی ذات سے نفی فرمائی ہے اور اُس سے وہ لعنت مراد نہین ہوسکتی جو خود آپکی ذات سے صادر ہوئی ہے واضح ہو کہ امام غزالی نے کتاب احیاء العلوم مین مطلق لعن کرنیکی ممانعت مین طول دیا ہے اور اپنی اس ممانعت کو شخص معین ہی کے ساتھ مخصوص نہین کیا بلکہ اُنہون نے یہانتک مبالغہ کیا ہے کہ معاویہ تو درکنار یزید پر لعنت کرنے مین بھی خطرہ ہے بلکہ اس پر بھی زیادتی کی ہے اور قاتل حسینؑ پر لعنت کرنیکو بھی منع کیا ہے پھر کہتے ہین کہ لعنت کرنے مین تو خطرہ ہے مگر سکوت کرنے مین کوئی خطرہ نہین ہے تا اینکہ اگر شیطان پر بھی لعنت نکیجائے جب بھی کوئی خطرہ نہین ہے اور اس مطلب پر انہین حدیثون سے استدلال کیا ہے جو مطلق لعن کے مقابلہ مین وارد ہوئی ہین اور امام غزالی اگرچہ عظیم القدر اور محقق کامل ہین مگر بات یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے سوا کوئی انسان گو کہ وہ کیسا ہی جلیل القدر ہو

لغزش اور خطا سے معصوم نہین ہو سکتا اور جس شخص کو کہ حق کی معرفت حاصل ہوگئی ہو اسکو
خلاف حق مین کسی شخص کی تقلید جائز نہین ہے اور امام غزالی کی خلاف مدعی پر جو آیات
و روایات اور اقوال ثقات دلالت کرتے ہین وہ ابھی مذکور ہو چکے ہین -

امام غزالی کا یہ فرمانا کہ شخص معین پر لعنت کرنے مین خطرہ ہے اسکا مبنی وہی ہے جو سابق مین
گذرا کہ حضرت نے حمار پر لعنت کرنیکی ممانعت فرمائی ہے جو شخص معین تہا حالانکہ وہان پر
حضرت نے لعنت سے اسلیے ممانعت فرمائی تہی کہ وہ (حمار) محب خدا و رسولؐ تہا - اور
امام غزالی کے اس قول سے اوپر کی عبارت تو نہین تعرض ہو چکا ہے اور امام غزالی کا یہ فرمانا
کہ شیطان کی لعنت سے سکوت کرنے مین بہی کوئی خطرہ نہین ہے چہ جائیکہ غیر شیطان تو
یہ سب کے نزدیک مسلم ہے اسلیے کہ شیطان یا کسی دوسرے مستحق لعن پر لعنت کرنا اُن
فرائض مین داخل نہین ہے جنکو خدا نے اپنے بندون پر واجب کیا ہے تاکہ اُس کا
ترک کرنا موجب خطرہ ہو لکن اُسکا ترک کرنا خدا و رسولؐ اور ملائکہ کے اوس تاسی اور پیروی کو
فوت کردیتا ہے جو مستحق لعن پر لعنت کرنے مین ہمارے لیے ممدوح قرار دیگئی ہے حالانکہ
اُنکی پیروی مشروع اور مستحب ہے اور یہ صحیح ہے کہ ترک مستحب مین کوئی خطرہ نہین ہے جیسا کہ
کوئی شخص خلفاء راشدین کی ترضی (رضی اللہ عنہ کہنے) کو چھوڑ دے بلکہ اگر کوئی شخص اذان و
اقامت اور نماز تراویح کو ترک کردے تو اُسپر کوئی خطرہ لازم نہ آئیگا لکن اگر لعنت ابلیس کو
اُس کے مستحق لعن ہونے مین شک کرکے یا از روی عناد ترک کردے تو وہ بلاشبہ کافر ہے
کیونکہ اُس نے نص قرآنی کو رد اور اُس کے خلاف کو اختیار کیا اور اسی کی مثل وہ شخص بہی ہے
جو قاتل مومن اور شراب خوار کی لعنت کو اُس کے مستحق لعن ہونے مین شک کرکے ترک
کردے اب اگر کسی شخص کے مستحق لعن ہونے مین شک بہی نہ ہو اور اُس کی لعنت کو محض
تعصب اور خواہش نفسانی کی وجہ سے ترک کردے تو اُسکا امر خدا پر محول ہے وہی منتقم ہے
امام غزالی کے ان اقوال نے معاویہ کے اعوان اور انصار کو اس قدر جری کردیا کہ وہ اول

شنیعہ اور سخنان بیہودہ کو زبان پر لانے لگے چنانچہ بعض لوگ کہنے لگے کہ اگر یزید اپنے ہاتھ سے
قتل حسین کا مرتکب ہوتا اور اُسکو حلال بھی جانتا تب بھی اُسپر لعنت کرنا جائز نہ ہوتا اور
بعض لوگ یہ کہنے لگے کہ اگر کوئی شخص غیب دان ہو کر معلوم کرے کہ معاویہ نے حالت کفر پر
انتقال کیا ہے تب بھی اُسپر لعنت کرنا جائز نہ ہوگا اور بعض لوگ کہنے لگے کہ لعنت کرنا داخل
سفاہت سے ہے جسکا ارتکاب کرنا مذموم ہے حالانکہ قرآن وحدیث اُس سے پُر ہیں جیسا کہ
قبل ازین مذکور ہوا یا حضرت کا یہ قول کہ

لا تسبوا الاموات فانهم قد افضوا الی ما قدموا۔ | تم مردون کو سب وشتم کے ساتھ یاد نہ کرو اسلیے کہ وہ اپنی کردار کی پاداشن پا چکے۔ انتہے ملخصاً۔

یا حضرت کا یہ قول کہ۔

لا تسبوا الاموات فتؤذوا الاحیاء | تم مردونکو گالیان نہ دو اُسسے زندونکو اذیت پہنچیگی۔ انتہی محصلہ

تو اسکی نسبت حافظ شوکانی نے کتاب نیل الاوطار مین فرمایا ہے کہ حضرت کے اس قول کی
اُس حدیث کے ساتھ تخصیص ہوگئی ہے جسکو انس وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت نے
جبکہ وہ (صحابہ) مردون کو خیر وشر کے ساتھ یاد کر رہے تھے ارشاد فرمایا ہے کہ۔

وجبت انتم شهداء الله فی ارضه | تمہاری شہادت لازم ہوگئی تم خدا کی زمین مین اُسکے گواہ ہو

اور اُن (صحابہ) پر کوئی اعتراض نہین کیا۔
پھر حافظ مذکور نے بیان کیا ہے کہ اُس قول کے مخصوص ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ
کفار اُس طبقہ سے ہین جنکے سب وشتم کے ساتھ تقرب حاصل کیا جاتا ہے اور فاسق کی
غیبت جائز ہے اور سب وشتم کرنا کافر و مسلم دونون کا جائز ہے مگر کافر کا سب وشتم کرنا اُس وقت
ممتنع ہوجائیگا جبکہ کسی زندہ مسلمان کو اُس سے ایذا پہنچے اور مسلم کا سب وشتم کرنا اُس وقت
جائز ہوگا جبکہ اُسکی کوئی ضرورت داعی ہو کہ وہ از قبیل شہادت ہوجائیگا اور بعض مقامات پر
کبھی واجب بھی ہوجاتا ہے پھر کہتے ہین کہ حدیث کا اُس کے عموم پر باقی رکھنا بہتر ہے

بجز اُس مقام کے کہ جہاں کسی دلیل سے تخصیص ہوتی ہو مثلاً کسی مخصوص میت کے شر کا بیان کرنا یا راویان مجروح کی جرح کا بیان کرنا خواہ وہ زندہ ہوں یا مردہ اس لیے کہ اس کے جائز ہونے پر علماء کا اجماع ہے یا کفار و فساق کے عیوب کا بدین غرض تذکرہ کرنا کہ لوگ اُن سے بچیں اور نفرت کریں۔

معاویہ کے بعض افعال ناشائستہ کا بیان

اب ہم اس مقام پر معاویہ کے بعض ایسے جرائم کو بیان کرتے ہیں جسکی وجہ سے وہ خدا و رسول ؐ اور ملائکہ کی لعنت کا مستحق قرار پاتا ہے۔ صحیح بخاری میں جناب رسول خدا سے روایت کیگئی ہے کہ

ستۃ لعنتھم و لعنھم اللہ و کل نبی مجاب الزائد فی کتاب اللہ و المکذب بقدر اللہ تعالے و المتسلط بالجبروت فیعز بذلک من اذل اللہ و یذل من اعز اللہ و المستحل لحرم اللہ و المستحل من عترتی ما حرم اللہ و التارک لسنتی اخرجہ الترمذی عن عائشۃ و ابن عساکر عن ابن عمر

چھ شخص ہیں جن پر میں نے اور خدا نے اور ہر نبی مجاب نے لعنت کی ہے (۱) وہ شخص جو کتاب خدا میں زیادتی کرے (۲) وہ شخص جو قضا و قدر کی تکذیب کرے (۳) وہ شخص جو لوگوں پر اپنی جبروت سے تسلط حاصل کرے اور ایسے شخص کو عزت دے جو پیش خدا ذلیل ہو اور ایسے شخص کو ذلیل کرے جو پیش خدا عزیز ہو (۴) وہ شخص جو حرم خدا کی حرمت کو ضائع کرے (۵) وہ شخص جو میری عترت کے حق میں اُن باتوں کو جائز سمجھے جنکو خدا نے اُنکے حق میں حرام فرمایا ہے (۶) وہ شخص جو میری سنت کو ترک کرے اس حدیث کو ترمذی نے حضرت عائشہ سے اور ابن عساکر نے ابن عمر سے نقل کیا ہے۔ انتہی بمحاصلہ

اور حسن بصری نے کہا ہے کہ معاویہ میں چار خصلتیں ایسی تھیں جنمیں سے ایک خصلت بھی اُسکی ہلاکت کے لیے کافی ہے (۱) اُسکا تلوار کے زور سے اُمت رسول ؐ پر چڑھ دوڑنا تا اینکہ بدون مشورہ مسلمین اُسنے حکومت حاصل کرلی حالانکہ مسلمانوں میں اُس وقت تک بقیہ اصحاب رسول ؐ اور صاحبان فضیلت موجود تھے (۲) اُس کا اپنے بعد اپنے بیٹے شرابخوار۔ ریشمین لباس پہننے والے۔ اور طنبور بجانے والے کو خلیفہ کرنا (۳) اُسکا زیاد کو ملحق کرنا حالانکہ حضرت رسول خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ۔

اور اسکافی نے ابو عبد اللہ جدلی سے نقل کیا ہے کہ وہ حضرت ام سلمہ کی خدمت مین حاضر ہوے تو انہون نے کہا کہ آیا رسول خدا پر تم لوگون مین سب دشتم کیا جاتا ہے حالانکہ تم زندہ ہو ابو عبد اللہ نے عرض کیا کہ ایسا کیونکر ہو سکتا ہے تو حضرت ام سلمہ نے فرمایا کہ

الیس یسبّ علی و من احبّہ — آیا علی اور اُن کے دوستون پر سب دشتم نہین کیجاتی ہے

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت کے دوستون پر سب دشتم کرنا بھی وہی حکم رکھتا ہے جو آپ کے سب دشتم کا حکم ہے اور اسکا ظاہرہ سبب ہے کہ آپکے دوستونکی سب دشتم بھی درحقیقت آپ ہی کی طرف رجوع کرتی ہے اسلیے کہ آپکی دوستی کے سبب سب وشتم قرار پاسکتی ہے جبکہ آپ سے بغض وعداوت کرنا ممدوح فرض کیا جائے حالانکہ آپ کے بغض وعداوت کا موجب کفر و نفاق ہونا معلوم ہے استیعاب ابن عبد البر وغیرہ کتب مین مرقوم ہے کہ

روی طائفۃ من الصحابۃ ان رسول اللہ قال لعلی لا یحبّک الا مومن ولا یبغضک الا منافق ۔	صحابہ کی ایک گروہ نے حضرت رسول خدا سے جناب امیر المومنین کی نسبت روایت کی ہے کہ اے علی تمکو مومن ہی دوست رکھے گا اور تم سے منافق ہی بغض وعداوت کریگا ۔

اور کتاب مذکور مین اسکے بعد خود حضرت امیر المومنین سے منقول ہے کہ بخدا مجھسے حضرت محمد نے کہا ہے کہ

واللہ انہ لعہد النبی الامی انہ لا یحبنی الا مومن ولا یبغضنی الا منافق	تمکو مومن کے سوا کوئی دوست نہ رکھے گا اور منافق کے سوا کوئی بغض وعداوت نہ رکھیگا ۔

اور کتاب مذکور مین جابر بن عبد اللہ انصاری سے منقول ہے کہ ۔

ما کنا نعرف المنافقین الا ببغض ابن ابی طالب ۔	ہم منافقون کو فقط حضرت امیر المومنین کے بغض وعداوت سے پہچانتے تھے ۔

اور کتاب مذکور مین حضرت رسول خدا کا یہ قول بھی مرقوم ہے کہ

من احبّ علیاً فقد احبنی ومن	جس نے علی سے محبت کی اُسنے مجھسے محبت کی اور جس نے علی کو شتم کیا

ابغض علیاً فقد ابغضنی ومن آذی علیاً فقد آذانی	اسنے مجکو دشمن رکہا اور جس نے علی کو اذیت دی اسنے مجکو اذیت دی۔

اور کتاب مذکور مین ابن عباس سے منقول ہے کہ رسول خدا نے جناب امیر المومنین سے ارشاد فرمایا کہ

انت ولی کل مومن بعدی	تم میرے بعد ہر ایک مومن کے ولی ہو۔

اور امام احمد بن حنبل سے منقول ہے کہ حضرت رسول خدا نے جناب امیر المومنین ع کی نسبت ارشاد فرمایا۔ کہ

لا یحبہ الا مومن ولا یبغضہ الا منافق	انکو کوئی شخص بجز مومن کے دوست نہ رکہے گا۔ اور بجز منافق کے دشمن نہ رکہیگا۔

اور مسند امام موصوف سے بروایت ام سلمہ منقول ہے کہ حضرت رسول خدا نے خود جناب امیر المومنین ع سے ارشاد فرمایا۔

یا علی لا یبغضک مومن ولا یحبک منافق۔ صح	اے علی کوئی مومن تم سے دشمنی نہ کریگا اور کوئی منافق تمکو دوست نہ رکہے گا

اور امام موصوف سے حضرت رسول خدا کا جناب امیر المومنین ع کی نسبت یہ ارشاد بھی منقول ہے کہ

عدوک عدوی وعدوی عدو اللہ	تمہارا دشمن میرا دشمن ہے اور میرا دشمن خدا کا دشمن ہے۔

اور ابن مغازلی شافعی نے اپنی کتاب مناقب مین حضرت رسول خدا سے بروایت ابوذر غفاری جنکا صادق اللہجہ ہونا کسی پر پوشیدہ نہین ہے نقل کیا ہے کہ۔

من ناصب علیاً الخلافۃ بعدی فہو کافر وقد حارب اللہ ورسولہ	جس شخص نے میرے بعد خلافت علی مین جہگڑا کیا وہ کافر ہے اور وہ [illegible] خدا و رسول سے جنگ کرنے والا ہے

مودۃ القربے مین حضرت عائشہ سے بروایت عروہ بن زبیر حضرت رسول خدا کا یہ ارشاد منقول ہے کہ

ان اللہ قد عہد الی ان من خرج علی علی فہو کافر فی النار قالت فانسیت ہذا الحدیث یوم الجمل حتی ذکرتہ بالبصرۃ وانا استغفر اللہ

علی پر جو شخص خروج کریگا وہ کافر دوزخی ہے اور مین اس حدیث کو روز جمل بھول گئی تھی تا اینکہ مین نے اس کو بصرہ مین یاد کیا اور مین خدا سے استغفار کرتی ہون

تنبیہ اس حدیث کے مقبول اور معتبر اور مطابق واقع ہونے مین کسی قسم کا شبہہ نہین ہو سکتا اسلیے کہ اسکو عروہ بن زبیر ایسے بزرگ نے اپنی خالہ حضرت عایشہ سے نقل کیا ہے اور عروہ بن زبیر کو حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے جو پرخاش اور عداوت تھی وہ آفتاب سے زائد روشن ہے یہی وہ بزرگ ہین جنکو معاویہ بن ابی سفیان نے عمرو بن عاص اور ابو ہریرہ کی طرح جناب امیر المومنین علیہ السلام کی منقصت مین حدیثون کے وضع کرنے پر مامور کیا تھا جیسا کہ ابن ابی الحدید سے قبل ازین منقول ہو چکا ہے چنانچہ انہون نے اس خدمت کو نہایت انہماک اور توجہ تام کے ساتھ انجام دیا اس مقام پر صاحب منار الہدی کی عین عبارت کا بعد انتخاب مع ترجمہ وارد کرنا مناسب ہے چنانچہ وہ انکی ایک حدیث کو نقل کرنے اور اسمین رد و قدح کرنے کے بعد تحریر کرتے ہین کہ

وحال عروۃ ابن زبیر فی الکذب معلوم ولیس ہذا باعجب من روایتہ عن خالتہ عائشۃ عن النبی ان علیا والعباس بن عبد المطلب من اہل النار وکان سبابا لعلی کثیر البغض لہ

عروۃ ابن زبیر کا حال دروغگوئی مین معلوم ہے اور انکی یہ حدیث اس حدیث سے زائد تعجب خیز نہین ہے جسکو انہون نے اپنی خالہ حضرت عایشہ سے نقل کیا ہے کہ علی اور عباس بن عبد المطلب دوزخی ہین اور وہ جناب امیر المومنین پر سب و شتم کیا کرتے تھے اور حضرت سے حد درجہ کی دشمنی رکھتے تھے

اب ناظرین خود خیال فرما سکتے ہین کہ جو بزرگوار حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے اس حد کی مخالفت اور عداوت رکھتے ہون کیونکر ممکن ہے کہ وہی بزرگوار حضرت علی کی فضیلت مین کسی غیر واقعی حدیث کو بیان کرین لیکن حق تعالی نے محض اپنی قدرت کاملہ سے بمضمون والفضل ما شہدت بہ الاعداء خود دشمن ہی کی زبان پر حق کو جاری کر دیا الحمد للہ علی ذلک

اور سید علی ہمدانی نے مودة القربے مین بروایت جابر بن عبد اللہ حضرت رسول خدا سے نقل کیا ہے کہ۔

اول ثلمة فی الاسلام مخالفة علیؑ

اسلام مین پہلا رخنہ علیؑ کی مخالفت ہے

اور محمد بن یوسف گنجی نے کفایہ الطالب مین جناب رسول خدا سے بروایت حضرت سلمان نقل کیا ہے کہ

سیکون بعدی فتنة فاذا کان ذلک فاقتدوا بعلی بن ابی طالب والزموہ

میرے بعد عنقریب فتنہ برپا ہوگا پس جبکہ ایسا ہو تو تم علیؑ کے ساتھ اقتدا کرو اور اُنکا ساتھ دو اُستے حاصلہ

اور ملا عمر بن خضر نے وسیلة المتعبدین مین بروایت ابوذر غفاری حضرت رسول خدا سے نقل کیا ہے کہ

علی واخی وصهری وخلیفتی [illegible] ان اللہ لا یقبل فریضة الا بحب علی ابن ابی طالب

علیؑ میرے بھائی اور میرے داماد اور میرے خلیفہ اور میرے بازو ہین اللہ تعالے کسی فریضہ کو بغیر انکی محبت کے قبول نہین کرتا ہے

اور امام احمد حنبل اور اخطب خوارزم اور ابن مغازلی اور دیگر علماء نے تحریر کیا ہے کہ حضرت رسول خدا نے خطبہ غدیر خم مین ارشاد فرمایا کہ

من کنت مولاہ فهذا علی مولاہ اللهم وال من والاہ وعاد من عاداہ

جس کا مین مولا ہون علیؑ بھی اُس کے مولے ہین ایخدا تو اُس شخص کو دوست رکھہ جو اُسکو دوست رکھے اور اُس شخص کو دشمن رکھہ جو اُسکو دشمن رکھے۔

اور کتاب الامامت والسیاست وغیرہ مین ابو الطفیل اور معاویہ کی ملاقات اور باہم گفتگو ہونے کا جو طولانی قصہ مرقوم ہے اُسی کے ضمن مین لکھا ہے کہ معاویہ نے مروان بن حکم اور سعید بن عاص اور عبد الرحمن بن حکم سے ابو الطفیل کی نسبت سوال کیا کہ آیا تم اُنکو پہچانتے ہو اُنہون نے جواب دیا کہ ہم نہین پہچانتے معاویہ نے کہا کہ یہ علیؑ بن ابی طالب کے دوست اور صفین کے شہسوار اور اہل عراق کے شاعر ابو الطفیل ہین یہ سنکر اُن لوگون نے اُن کو گالیان دینے شروع کردین معاویہ نے اُن کو روکا پھر ابو الطفیل سے پوچھا کہ تم بھی اُنکو پہچانتے ہو اُنہون نے کہا

فما انکرهم من سوء ولا اعرفهم بخیر۔	مین انکی بدی سے انکار نہین کرتا اور نیکی کے ساتھ انکو پہچانتا نہین۔

اس کے بعد ابوالطفیل نے یہ شعر پڑھا۔

فان تکن العداوة قد اکننت فشرّ عداوة المرء السباب	پس اگر عداوت پوشیدہ موجود ہے تو مرد کے لیے عداوتون بدترین عداوت گالی گلوج ہے

اس کے بعد معاویہ نے ابوالطفیل سے پوچھا کہ زمانہ نے تمہارے لیے علیؑ کی محبت مین سے
کسقدر باقی رکھا ہے اُسنے کہا کہ

حب ام موسیٰ و اشکو الی الله التقصیر۔	جسقدر حضرت موسیٰ کی والدہ کو اُنسے محبت تھی اُسیقدر حضرت کی محبت ہمارے دلمین بھی موجود ہے اور مین خدا سے اپنی تقصیر اور کوتاہی کا شکوہ کرتا ہون۔ انتہے بحاصلہ۔

یہ سُنکر معاویہ ہنسا اور کہنے لگا کہ بخدا یہ لوگ جو تمہارے گرد بیٹھے ہوئے ہین اگر انسے میری محبت کا
سوال کرو تو وہ میری نسبت ایسا بیان نکرین گے پس مروان نے کہا کہ۔

اجل والله لا نقول الباطل	بخدا ایسا ہی ہے ہم غلط بات نہین کہتے۔

اس کے بعد معاویہ نے ابوالطفیل کو زاد سفر دیکر کوفہ سے ملحق کرا دیا۔

اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ مروان وغیرہ جو معاویہ کے ساتھی سے تھے وہ بھی معاویہ کے
برسر باطل اور گمراہ ہونیکو بخوبی جانتے تھے اور محض طلب دنیا کی وجہ سے اُسکا ساتھ دیتے تھے
اور اپنے دلونمین جناب امیر المومنین علیہ السلام کے برحق اور برسر صواب ہونیکا اعتقاد رکھتے تھے
اور خاص خاص موقعون پر اس مطلب کا اظہار بھی کر دیتے تھے خصوصاً حضرتؑ کی شہادت کے
بعد اُنکی نظر مین کوئی مانع قوی بھی موجود نرہا تھا جو اُنکے مطالب دنیویہ کی تحصیل مین قادح
قرار پاتا اس تقریر سے یہ بھی معلوم ہوا کہ معاویہ کے ساتھیون مین دو قسمون کے آدمی تھے
بعض تو اُس کو گمراہ اور محض طالب دنیا جانتے تھے مگر اپنے ذاتی مصالح کی وجہ سے اس مطلب کا

اظہار نکرتے تھے اور جناب امیر المومنین علیہ السلام کے فضائل کو دیدہ و دانستہ پوشیدہ رکھتے تھے بلکہ انکا ہجو کرتے تھے۔ جیسے مروان بن حکم اور اُس کے امثال اور بعض اُس کے برسرحق ہونے کا اعتقاد رکھتے تھے اور یہ وہ گروہ تھا جسکو گروہ اعلی یا اُس کے امثال نے بہکار کہا تھا اور انکو اپنی مکاریوں اور حیلوں سے جناب امیر المومنین علیہ السلام کا دشمن اور معاویہ کا دوست بنا رکھا تھا جیسے شرحبیل بن سمط اور اُس کے امثال اب ان دونوں گروہوں کے علاوہ جو لوگ ہوتے تھے وہ جناب امیر المومنین ع کے امام برحق اور معاویہ کے برسر باطل ہونے کے قائل ہوتے تھے اور اس مطلب کے اظہار مین تامل نہ کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جو لوگ منصف مزاج اور غیر متعصب تھے انکو جناب امیر المومنین علیہ السلام کے امام برحق ہونے اور معاویہ کے بیدین اور کافر ہونے مین ذرہ برابر بھی شبہہ نہین ہوا۔ چنانچہ اہل تشیع کا اسپر اتفاق ہے اور اہل سنت و جماعت کا ایک گروہ عظیم اس اعتقاد مین ان کا ہم آواز ہے اور ابن ابی الحدید بھی اسی گروہ مین داخل ہین اور بعض اہل سنت اگرچہ اُس کے بیدین اور کافر ہونے کے قائل نہین ہین لیکن اُسکو ظالم سمجھتے ہین اور اُس کے مجتہد ہونیکو تسلیم نہین کرتے اور حکیم سنائی اور ملا جامی اور ابن حجر عسقلانی اور صاحب ہدایہ کا بھی یہی خیال ہے اور اہل سنت کا ایک گروہ اُس کو جناب امیر المومنین علیہ السلام کی طرح مجتہد قرار دیتے ہین بلکہ مستحق اجر بھی سمجھتے ہین اگرچہ جناب امیر المومنین ع کو مصیب اور معاویہ کو خاطی کہتے ہین مگر اس امر پر سب کا اتفاق ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام امام برحق اور واجب الاطاعۃ تھے بلکہ معاویہ شاہی گروہ اس کے عکس کا اظہار کرتا تھا اور واقعہ تحکیم کے بعد سے خوارج کا گروہ حضرت ع کو معاویہ کی طرح واجب القتل اور گمراہ سمجھنے لگا مگر یہ فرقہ باتفاق اہل اسلام مرتد اور کافر ہے اور استیعاب فی معرفۃ الاصحاب مین ابو قیس ازدی سے منقول ہے کہ

ادرکت الناس و ہم ثلث طبقات	لوگون کو مین نے تین طبقون مین منقسم پایا۔

اھل دین یحبون علیاً واھل دنیا یحبون معاویۃ وخوارج۔

(۱) اہل دین جو جناب امیر المومنینؑ کو دوست رکھتے ہین (۲) اہل دنیا جو معاویہ کو دوست رکھتے ہین (۳) خوارج

اور روضات الجنات مین کامل بہائی سے منقول ہوا ہے کہ علامہ احمد بیہقی اُن لوگون کے مقابلہ مین جو کہتے ہین کہ حضرت امیر المومنینؑ کے ساتھ مقاتلہ کرنیکی وجہ سے وہ (معاویہ) خارج از ایمان ہوگیا یہ کہتے ہین کہ

ان معاویۃ لم یدخل فی الایمان حتی یخرج منہ بل خرج من الکفر الی النفاق فی زمن الرسول ثم رجع الی کفرہ الاصلی بعدہ۔

معاویہ ایمان مین داخل ہی نہین ہوا تھا تاکہ وہ اُس سے خارج ہوتا بلکہ وہ حضرت رسول خدا کے زمانہ مین کفر سے نفاق کی طرف خارج ہوا تھا بعد ازان اُس نے حضرت کی وفات کے بعد اپنے کفر اصلی کی طرف عود کیا۔

معاویہ بن ابی سفیان کی بداعمالیون اور بے ایمانیون کا ضبط کرنا نہایت دشوار ہے جنکا ایک نمونہ مذکور ہو چکا ہے اور چونکہ اُس کا اپنے ان ناشائستہ افعال سے توبہ کرنا اور آخر وقت تک مصر رہنا معلوم ہے لہذا اُس کی لعنت کے جائز اور اُس سے عداوت اور تبرا کرنے کے واجب ہونے مین شبہہ نہین ہو سکتا اور اُسکی نسبت سکوت کرنا ہرگز مستحسن نہین ہے یہی وجہ ہے کہ اُسکی نسبت خود حضرت رسول خدا اور حضرت امیر المومنینؑ اور حضرت امام حسنؑ اور دیگر ائمہ دین اور علمار ملت نے سکوت نہین فرمایا بلکہ حضرتؐ نے اُس کے ملعون اور واجب القتل اور بدانجام اور کافر و منافق ہونیکی تصریح فرمائی ہے جیسا کہ اوپر کی جلد تو نہین مرقوم ہو چکا ہے اور آیندہ بھی انشاء اللہ تعالے مرقوم ہوگا بیہ اگر اسکے بارہ مین خاموش رہنا بہتر ہوتا تو یہ حضرات بھی سکوت فرماتے و نیز قلیس اس صورت مین جو بزرگوار کہ معاویہ اور اُس کے ہم آواز [illegible] کو [illegible] لعنت کہتے ہین [illegible] درحقیقت حضرات [illegible] یعنی علیہم السلام کی [illegible] اور [illegible] بعض لوگ اُسکی نسبت سکوت [illegible] اُسپہ لعن [illegible] یا خطا فرماتے ہین [illegible] معاویہ سے [illegible] پر مطلع ہونے کے بعد [illegible] کا

ظاہر ہوتا ہر شخص بالبصیرت پر واضح ہوجاتا ہے اس مقام پر جناب سید محمد عقیل بن عبداللہ
عمر بن یحیی علوی حسینی دام شرفہم العالی کے اُس کلام کا بطور انتخاب تذکرہ کرنا مناسب ہے
جسکو اُنہون نے اپنی کتاب نصایح کافیہ لمن یتولّی معاویہ مین وارد کیا ہے وہ لکھتے ہین کہ
مجھ سے بعض حضرات نے ایک عالم صاحب کا یہ قول نقل کیا کہ جو شخص معاویہ بن ابی سفیان
پر لعنت کرتا ہے اُسکی نسبت اُس شخص کے جو اُس سے اظہار خوشنودی کرتا ہے بہت کم خطرہ ہے
آیا یہ عالم صاحب اپنے اس قول مین خطا پر ہین یا صواب پر اس سوال کا بعض علما نے
یہ جواب دیا کہ وہ شخص بے شبہ مخطی ہے اور اپنے جواب مین ایسے امور سے استدلال
کیا ہے جو حجت سے خالی ہین اور اثبات مطلب کے لیے کافی نہین ہین چونکہ ہمارے نزدیک
پہلے عالم کا جواب حق ہے لہذا اس مسئلہ مین جو امر کہ ہمارے نزدیک ثابت اور محقق ہے
اُسکا بیان کرنا ضروری ہے تاکہ ہم اُس وعید کے مستحق نہ قرار پائین جو حق تعالے کے اس
قول اور دیگر آیات مین وارد ہوا ہے کہ

ان الذین یکتمون ما انزلنا من
البینات والہدی من بعد ما
بیناہ للناس فی الکتاب اولئک
یلعنہم اللہ ویلعنہم اللاعنون الا
الذین تابوا واصلحوا وبینوا فاولئک
اتوب علیہم وانا التواب الرحیم
پارہ ۲ (سیقول) رکوع ۳ سورہ بقر

جو لوگ اُسکو چھپاتے ہین جو کھلی دلیلین اور ہدایت ہم
نازل کر چکے ہین بعد اس کے ہم نے کل آدمیون کے لیے
کتاب مین اُسکو کھولکر بیان کر دیا ہے یقیناً اُنہین پر اللہ
لعنت کرتا ہے اور اُنہین پر لعنت کرنیوالے لعنت
کرتے ہین مگر جنہون نے توبہ اور (بگاڑ کی) اصلاح کی
اور (جو چھپایا تھا) اُسکو بیان کر دیا اُنکی توبہ مین قبول کرونگا
اور مین بڑا توبہ قبول کرنیوالا (اور) رحم کرنیوالا ہون۔

معاویہ کے بارہ مین مسلمانونکا اختلاف

پس واضح ہو کہ معاویہ کے بارہ مین اہل اسلام کے تین فرقے ہین پہلا فرقہ وہ ہے جو

اُس کے فاسق ہونے کا قائل ہے اور خالصاً لوجہ اللہ اُسکی عداوت کو واجب اور لعنت کو جائز جانتا ہے اہل حق اور سالکان راہ ہدایت یہی لوگ ہین اور اس فرقہ کے رئیس اعظم حضرت امیر المومنینؑ ہین۔ دوسرا فرقہ وہ ہے جو اگرچہ کسیقدر حق کی طرف مائل ہے۔ لیکن اُس جنے کے فاسق کہنے اور اُسپر لعنت کرنے مین سکوت کو پسند کرتا ہے اس فرقہ کی نسبت اُمید کی جاتی ہے کہ اگر اُن کے دلون سے غبار شبہات صاف کر دیا جاے تو وہ شاہ راہِ صواب پر پلٹ آئین خصوصاً جبکہ وہ حق تعالےٰ کے اس قول کو پیش نظر رکھین۔

فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما۔ پارہ ۵ رکوع ۶ سورہ نساء

ایسا نہین ہے تمہارے پروردگار کی قسم یہ لوگ (کبھی) مومن نہ ہونگے جبتک کہ اُن جھگڑون مین جو اُن کے مابین پڑے ہین تمکو حاکم نہ بنالین پھر جو کچھ تم فیصلہ کر دو اُس سے اپنے دلو مین تنگی نہ پائین اور اُسکو اسطرح تسلیم کرین جیسا کہ تسلیم کرنے کا حق ہے۔

تیسرا فرقہ وہ ہے جس نے اُسکی ایسے اوصاف کے ساتھ مدح سرائی کی ہے جنکا اُس مین نشان بھی نہین ہے یہی وہ لوگ ہین جنکی نسبت امام احمد بن حنبل نے فرمایا ہے کہ کچھ لوگون نے علیؑ کی عداوت کو اختیار کیا اور اُنکی عیب جوئی پر کمر باندہی مگر جبکہ وہ ناکام رہے ہے تو مجبوراً اُنہون نے ایسے شخص کا ساتھ دیا جو اُنکا دشمن جانی تہا پس علیؑ کی مخالفت کے سبب سے اُسکی مدح سرائی مین مبالغہ کرنے لگے از بسکہ اس فرقہ سے کلام کرنے کی کوئی ضرورت نہین ہے اسلیے کہ اُس کا شقاوت و عناد پر دار و مدار ہے لہذا اب دو مقام پر گفتگو کرنا مناسب ہے

(۱) پہلے فرقہ کے بعض اُن امور کا بیان جو معاویہ کی لعنت کے جائز ہونے اور اُس کی عداوت کے واجب ہونے پر دلالت کرتے ہین۔

(۲) دوسرے فرقہ کے اُن شبہات کے باطل ہونے کا بیان جنکی وجہ سے اُس نے معاویہ کی لعنت کے مباح اور عداوت کے واجب ہونے مین تامل کیا ہے۔

پہلا مقام - حق تعالےٰ نے کئی قسمون کے لوگون پر لعنت فرمائی ہے جنکے تحت میں معاویہ کا داخل ہونا یقینی ہے - اول وہ لوگ ہین جو زمین مین فساد پھیلاتے اور قطع رحم کرتے ہین چنانچہ حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ

فهل عسيتم ان توليتم ان تفسدوا في الارض وتقطعوا ارحامكم اولئك الذين لعنهم الله فاصمهم واعمى ابصارهم
پارہ ۲۶ سورہ محمد رکوع ۳

پھر کیا یہ قریب ہے کہ اگر تم ملک حاکم ہوجاؤ تو تم زمین مین فساد کرو اور قطع رحمی کرو - یہی تو وہ لوگ ہین جنپر اللہ نے لعنت کی پھر انکو بہرا کر دیا ہے اور اُنکی آنکھون کو اندھا -

دوم وہ لوگ ہین جو خدا اور رسولؐ کو اذیت پہنچاتے ہین چنانچہ حق تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

ان الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله في الدنيا والاخرة واعد لهم عذابا مهينا پارہ ۲۲ رکوع ۴ سورہ احزاب

بالتحقیق جو لوگ اللہ اور اُسکے رسولؐ کو ایذا دیتے ہین اللہ نے اُنپر دنیا اور آخرت مین لعنت فرمائی ہے اور اُن کے لیے ذلیل کرنیوالا عذاب تیار کیا ہے -

سوم وہ لوگ ہین جو بندگان خدا پر ظلم کرتے ہین چنانچہ حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ -

يوم لا ينفع الظالمين معذرتهم ولهم اللعنة ولهم سوء الدار
پارہ ۲۴ رکوع ۱۱ سورہ مومن

اُس دن نافرمانون کو اُنکی معذرت کوئی نفع نہ پہنچائیگی اور اُن ہی کے لیے لعنت ہوگی اور اُن ہی کے لیے بُرا گھر ہوگا

اور دوسرے مقام پر ارشاد فرماتا ہے کہ -

فاذن مؤذن بينهم ان لعنة الله على الظالمين - پارہ ۸ رکوع ۱۲ سورہ اعراف

پھر ایک آواز دینے والا اُن کے مابین آواز دے گا کہ ظالمون پر خدا کی لعنت ہو -

چہارم وہ لوگ ہین جو امور قبیحہ کے ارتکاب سے باز نہین رہتے چنانچہ ارشاد فرماتا ہے کہ

لعن الذين كفروا من بني اسرائيل على لسان داود وعيسى ابن مريم ذلك بما عصوا وكانوا يعتدون كانوا لا [illegible] عن منكر فعلوه

بنی اسرائیل مین سے جو کافر ہوگئے اُن پر داؤد اور عیسےٰ بن مریم کی زبانی لعنت کیگئی - یہ اس لیے کہ اُنھون نے نافرمانی کی اور وہ زیادتی کیا کرتے تھے [illegible] بدی [illegible] تھے اُن سے وہ باز نہ آتے تھے -

بئس ما کانوا یفعلون ۵ پارہ ۶ رکوع ۱۵ سورہ مائدہ

ضرور جو کچھ وہ کرتے تھے وہ بہت ہی برا تھا

پنجم وہ لوگ ہین جو دیدہ و دانستہ کسی مومن کو قتل کرتے ہین چنانچہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاؤہ جہنم خالدا فیھا وغضب اللہ علیہ ولعنہ واعد لہ عذابا عظیما ۔ پارہ ۵ رکوع ۱۰ سورہ نساء

اور جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر مار ڈالیگا اوسکا بدلہ جہنم ہے جسمین وہ ہمیشہ (ہمیشہ) رہیگا اور اوسپر خدا غضبناک ہوگا اور لعنت کریگا اور اسکے لیے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

ششم وہ لوگ ہین جو عہد و پیمان کو توڑتے ہین چنانچہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

فبما نقضھم میثاقھم لعنھم وجعلنا قلوبھم قسیۃ یحرفون الکلم عن مواضعہ ونسوا حظا مما ذکروا بہ پارہ ۶ رکوع ۷ سورہ مائدہ

پس بوجہ اپنے عہد توڑ دینے کے ہمنے اُنپر لعنت کی اور انکے دلون کو سخت کردیا وہ لفظون کو اُن کے موقعون سے بدل دیتے ہین اور جن چیزون کی اُنکو نصیحت کیگئی تھی اُسکا ایک بڑا حصہ بھول گئے۔

اور دوسرے مقام پر ارشاد فرماتا ہے کہ

والذین ینقضون عھد اللہ من بعد میثاقہ ویقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل ویفسدون فی الارض اولئک لھم اللعنۃ ولھم سوء الدار پارہ ۱۳ رکوع ۸ سورہ رعد

اور جو عہد خدا کو بعد اُسکے پختہ ہوجانے کے توڑ ڈالتے ہین اور جنکے صلہ رحمی کا خدا نے حکم دیا تھا اُسنے قطع رحمی کرڈالتے ہین اور زمین مین فساد پھیلاتے رہتے ہین یہی لوگ ہین کہ اُن کے لیے لعنت ہے اور اُن ہی کیلیے بُرا گھر کی خرابی ہے

ہفتم وہ لوگ ہین جو بندگان خدا کو دوزخ کی طرف بلاتے ہین چنانچہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

وجعلنا ھم ائمۃ یدعون الی النار ویوم القیمۃ لا ینصرون واتبعنھم فی ھذہ الدنیا لعنۃ ویوم القیمۃ ھم من المقبوحین پارہ ۲۰ رکوع ۱۴ سورہ قصص

اور ہمنے اُنکو ایسے سردار بنایا ہے جو لوگون کو دوزخ کی طرف بلاتے ہین اور قیامت کے دن اُنکی کوئی مدد نکیجائیگی اور اس دنیا مین ہمنے اُن کے پیچھے لعنت لگادی ہے اور قیامت کے دن وہ نہایت ہی بدحال والون مین سے ہوجائینگے

بستم وہ لوگ ہین جو خدا پر افترا کرتے ہین چنانچہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ

ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا اولئک یعرضون علی ربھم ویقول الاشھاد ھؤلاء الذین کذبوا علی ربھم الا لعنۃ اللہ علی الظالمین	اور اُس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹا بہتان باندہے وہی لوگ ہین جو اپنے پروردگار کے سامنے پیش کیے جاینگے اور گواہ یہ کہدینگے کہ یہی ہین جنہون نے اپنے پروردگار کے برخلاف جھوٹ بولا۔ خبردار ہو کہ اللہ کی لعنت انہی ظالمون پر ہوگی

پارہ ۱۲ رکوع ۲ سورہ ہود

اور اسیطرح حضرت رسول خدا نے بہی بہت سے لوگون پر لعنت فرمائی ہے جیسے بدعت کرنیوالے اہل بدعت کو پناہ دینے والے۔ مسلمان کو ضرر پہنچانے والے یا اُسکے ساتھ مکر کرنیوالے اصحاب پر سب و شتم کرنیوالے رشوت دینے لینے والے اور اُسکی دلالی کرنیوالے۔ چوری کرنیوالے شراب پینے والے اور اُسکے خریدنے اور اُٹھانیوالے اور اُسکے منگانے والے

اسیطرح حضرت نے اون لوگون پر بہی لعنت کی ہے جو مسلمانون کے حاکم ہون اور اونپر کسی کو محض رعایت سے امیر کردین۔ اور اُن لوگون پر بھی لعنت کی ہے جو اہل مدینہ کو ظلم کرکے ڈرائے اور حضرت نے ارشاد فرمایا ہے کہ خدا لعنت کرے اُس شخص پر جو عمار یاسر پر لعنت کرے۔

اب ناظرین ملاحظہ فرمائین کہ اوصاف مذکورہ بالا مین سے کونسی ایسی صفت ہے جسکا معاویہ نے ارتکاب نہین کیا تا اینکہ وہ آیات و روایات مذکورہ کے عموم سے خارج ہو اور از انجا کہ کلام خدا و رسول پر عمل کرنا مطلوب ہے لہذا معاویہ اور اُس کے امثال پر لعنت کرنا بہی مطلوب ہوگا یہی وجہ ہے کہ اُسپر اکثر بزرگان دین نے لعنت کی ہے جن کے راس و رئیس حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب ہین اور اوپر کی عبارتون مین مذکور ہو چکا ہے کہ آپ نماز صبح کے قنوت مین معاویہ۔ عمرو بن عاص۔ ابو الاعور حبیب۔ عبد الرحمن بن خالد ضحاک بن یزید اور ولید پر لعنت کرتے تہے اور ابن جریر نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ تم فلان شخص (معاویہ) پر لعنت کرو اس لیے کہ وہ بروز عرفہ تلبیہ کرنے سے

لوگون کو صرف اس بنیاد پر منع کرتا تھا کہ جناب امیر المومنین علیؑ اُس روز تلبیہ کیا کرتے تھے
اور سعید بن جبیر سے روایت کی ہے کہ مین عرفہ کے روز ابن عباس کے پاس گیا انہون نے
فرمایا کہ خدا لعنت کرے فلان شخص (معاویہ) پر کہ اُس نے حج کے بہت بڑے زینت
اُسکی زینت کو مٹا دیا اس لیے کہ حج کی زینت تلبیہ ہے اور ایک روایت مین جسکی سند کی
جملہ رجال خبر صحیح کے رجال ہین مگر ایک شخص کہ اُس کی نسبت اختلاف ہے۔ لیکن
ذہبی نے اپنے اس قول سے کہ وہ من جملہ ثقات ہے اور مجکو اُس کے بارہ مین کوئی جرح
معلوم نہین ہوئی اُسکو قوت دی ہے یہ مضمون وارد ہوا ہے کہ (بزمانہ معاویہ) عمرو بن عاص
بالائے ممبر گیا اور جناب امیر المومنین علیؑ کے بارہ مین اُسنے کلمات ناسزا کا استعمال کیا
اس کے بعد مغیرہ بن شعبہ نے بھی ایسا ہی کیا تب لوگون نے جناب امام حسنؑ سے
عرض کیا کہ آپ بھی ممبر جائیے اور ان دونون کا جواب دیجئے حضرتؑ نے اس شرط پر
منظور فرمایا کہ اگر مین سچ کہون تو حاضرین میری تصدیق کرین اور غلط کہون تو میری تکذیب
کرین سب نے اس شرط کو منظور کر لیا اُسوقت حضرتؑ ممبر پر تشریف لے گئے اور
حمد و ثنائے خدا کے بعد ارشاد فرمایا کہ اے عمرو اور اے مغیرہ مین تم سے بقسم پوچھتا ہون
آیا تمکو معلوم ہے کہ حضرت رسول خداؐ نے سائقؑ (ہنکانیوالے) اور قائد (کھینچنے والے)
پر لعنت کی ہے اور ان دونون مین کا ایک فلان شخص ہے (معاویہ) عمرو اور مغیرہ دونون نے
کہا کہ بیشک صحیح ہے بعد ازان ارشاد فرمایا کہ اے معاویہ اور اے مغیرہ مین تم دونو کو
خدا کی قسم دیتا ہون کیا تمہین معلوم نہین کہ حضرت رسول خداؐ نے ہر ایک قافیہ کی عوض مین
جسکو عمرو بن عاص نے نظم کیا ہوا اُسپر لعنت کی ہے دونون نے کہا بیشک سچ ہے پھر
حضرتؑ نے عمرو بن عاص اور معاویہ کو قسم دیکر فرمایا کہ آیا تمکو معلوم نہین ہے کہ حضرت رسول خداؐ
نے اس (مغیرہ) کی کل قوم پر لعنت کی ہے دونون نے کہا کہ بیشک صحیح ہے۔ تب
حضرت امام حسنؑ نے فرمایا پس مین اُس خدا کا شکر کرتا ہون جسنے تمہین اُن لوگون مین سے

قرار دیا جو جناب امیر المومنینؑ سے بیزاری کرتے ہیں حالانکہ حضرت رسول خداؐ نے انکو کبھی برا نہیں کہا بلکہ جب اُنکا ذکر فرماتے تھے تو نہایت جلالت و عظمت کے ساتھ۔ اور اس روایت کو ابن حجر نے تطہیر الجنان مین نقل کیا ہے۔

اور ابن اثیر نے بیان کیا ہے کہ جب معاویہ نے سمرہ کو حکومت بصرہ سے معزول کیا تو اُس (سمرہ) نے کہا کہ خدا معاویہ پر لعنت کرے بخدا اگر مین خدا کی ایسی اطاعت کرتا جیسی کہ مین نے معاویہ کی اطاعت کی ہے تو وہ مجھپر کبھی عذاب نہ کرتا۔ اور ابن عساکر نے قیس بن حازم سے روایت کی ہے وہ کہتے ہین کہ مین نے علیؑ ابن ابیطالب کو منبر کوفہ پر فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ

الا لعن اللہ الافجرین من قریش بنی امیۃ وبنی المغیرۃ

خدا قریش کے دونون فاجرترین قبائل پر لعنت کرے جن سے بنی اُمیہ اور بنی مغیرہ مراد ہین۔

اور در منثور مین ابن ابی حاتم نے اسود بن یزید سے نقل کیا ہے کہ اُس نے حضرت عائشہ سے عرض کیا کہ آپکو تعجب نہین ہوتا کہ طلقا مین کا ایک شخص اصحاب محمدؐ سے دربارہ خلافت نزاع کر رہا ہے جواب دیا کہ تعجب کی کون بات ہے یہ خدا کی سلطنت ہے وہ نیک و بد دونون کو دیتا ہے دیکھو فرعون نے مصر کی شاہی کی۔ حضرت عائشہ کے اس کلام مین تین باتون کی طرف اشارہ ہے (۱) یہ کہ معاویہ حضرت رسول خداؐ کے اصحاب مین داخل نہین ہے (۲) یہ کہ معاویہ فاسق و فاجر تھا (۳) یہ کہ معاویہ کو فرعون کے ساتھ تشبیہ دیگئی ہے جسکی حالت کو حق تعالیٰ نے اپنے اس قول مین بیان فرمایا ہے کہ

وما امر فرعون برشید یقدم قومہ یوم القیامۃ فاوردھم النار وبئس الورد المورود واتبعوا فی ھذہ لعنۃ ویوم القیامۃ بئس الرفد المرفود

پارہ ۱۲ رکوع ۹ سورۂ ہود۔

فرعون کا امر رشید نہین ہے وہ قیامت کے دن اپنی قوم کے آگے ہوگا اور انکو جہنم مین جا اُتاریگا اور وہ اُترنے کی کیسی بری جگہ ہے اور اس دنیا مین اُن کے پیچھے لعنت لگا دیگئی ہے اور قیامت کے دن ذلّی کیا بری بیحانی ہوگی۔

تنبیہ - ابن منیر اور غزالی نے کسی شخص معین پر لعنت کرنیکی ممانعت کی ہے اگرچہ اُسمین مستحق لعنت ہونیکی وہ صفتین جو قرآن و حدیث مین مذکور ہوئی ہین موجود ہون مثلاً یہ کہنا کہ خدا زید شراب خوار پر لعنت کرے اور غیر معین پر لعنت کرنیکو تجویز کیا ہے مثلاً یہ کہنا کہ خدا چور پر لعنت کرے اور اس مطلب پر صحیح بخاری کی اُس حدیث سے جو بروایت حضرت عمر بن خطاب نقل کیگئی ہے استدلال کیا ہے کہ رسول خدا کے زمانہ مین ایک شخص تہا جسکا نام عبداللہ اور لقب حمار تہا اور وہ حضرت کو ہنسایا کرتا تہا اور حضرت نے شراب خواری کے جرم مین اُسپر حد بہی جاری فرمائی تہی (مگر یہ عادت بد اُس سے چھوٹتی نہ تہی) چنانچہ ایک روز وہ اسی جرم کا پہر مرتکب ہوا اور حضرت کی خدمت مین حاضر کیا گیا اور حضرت کے حکم سے اسپر حد جاری کی گئی پس حاضرین مین سے ایک شخص نے کہا کہ اے خدا تو اسپر لعنت کر یہ کسقدر حاضر کیا جاتا ہے اُسوقت حضرت نے ارشاد فرمایا کہ -

لا تلعنوہ فواللہ ما علمت انہ یحب اللہ و رسولہ -	تم اُسپر لعنت نہ کرو پس قسم بخدا مجکو جہانتک معلوم ہے وہ خدا اور اُس کے رسول کو دوست رکہتا ہے -

اور امام غزالی نے اس قدر اور زیادتی کی ہے کہ شخص معین پر لعنت کرنا اُسوقت بہی جائز نہین ہے جبکہ وہ کافر ہوتا وقتیکہ کفر کی حالت مین اُس کا انتقال کرنا یقینی نہ ہو اور فقہاء متاخرین مین سے بہت سے لوگون نے ان دونون (ابن منیر و غزالی) کا اتباع کیا ہے اور اسکے مقابلہ مین بہت سے علماء جواز لعن کے مطلقاً قائل ہوئے ہین خواہ وہ شخص معین ہو یا غیر معین انکی حجت یہ ہے کہ حضرت رسولخدا نے ہر اُس شخص پر لعنت کی ہے جو [illegible] ہو خواہ وہ کافر ہو یا مسلمان پس معین اور غیر معین اس جگہ مساوی ہون گے - اور حدیث مذکور کے جو صحیح بخاری سے نقل کیگئی [illegible] نے [illegible] بعض نے کہا ہے کہ حدیث مذکور مین جو ممانعت وارد ہوئی ہے وہ اُسی [illegible] کے ساتھ مخصوص [illegible] جو حضرت کے سامنے واقع ہو بلکہ شراب خوار کو ممانعت [illegible] صورت مین ہو تو [illegible] اسی [illegible] ممکن ہے کہ شیطان

اُس کے دلمین وہ بات ڈالدے جس سے اُسکو اس سے زیادہ فتنہ مین پھنسادے چنانچہ اسی مضمون کی طرف حضرت کے اس قول مین اشارہ ہے جو روایت ابوہریرہ مین وارد ہوا ہے۔

لاتکونوا عون الشیطان علی اخیکم } تم اپنے بھائی کے ضرر پر شیطان کے مددگار نہ ہو۔

اور بعض نے کہا ہے کہ ممانعت کا حکم مطلقاً اُس شخص کے حق مین ہے جسپر حد جاری ہو چکی ہو اسلیے کہ حد گناہ مذکور کا کفارہ ہوگئی اور جواز کا حکم مطلقاً اُس شخص کے حق مین ہے جسپر حد جاری نہین ہوئی جیسا کہ حدیث عبادہ بن صامت مین آیا ہے کہ

فمن اصاب من ذلک (ای الزنا والسرقہ) شیئا فعوقب فھو کفارۃ — جو شخص زنا اور چوری مین سے کسی جرم کا مرتکب ہوا اور سزایاب ہو جائے تو وہ سزا اُسکا کفارہ ہے۔

اور بعض نے کہا کہ ممانعت مطلقاً اُن لوگون کے ساتھ مخصوص ہے جنسے اتفاقاً کوئی لغزش ہو جائے اور جواز مطلقاً اُن لوگون کے حق مین ہے جو علی الاعلان گناہ کے مرتکب ہون۔ اور بعضی نے شخص معین کی لعنت کے جائز ہونے پر اُس حدیث کے ساتھ استدلال کیا ہے جو اُس عورت کے بارہ مین وارد ہوئی ہے جسکو اُس کا شوہر اپنے بستر پر بلاے اور وہ انکار کرے کہ اُسپر ملائکہ صبح تک لعنت کرتے ہین اور یہ حدیث صحیح بخاری مین منقول ہے انتہی من فتح الباری اور نووی نے اذکار مین لکھا ہے کہ کسی انسان معین پر بددعا کرنا جس سے کوئی گناہ سرزد ہوا ہو ظاہر حدیث کی موافق حرام نہین ہے اور غزالی نے اُسکے حرام ہونیکی طرف اشارہ کیا ہے انتہی اور شیخ ابن حجر نے فتح الباری شرح صحیح بخاری مین لکھا ہے کہ حدیثین جائز ہونے پر دلالت کرتی ہین جیسا کہ نووی نے حضرت رسول خدا کے اس قول مین ذکر کیا ہے جو اُس شخص کی نسبت صادر ہوا ہے جس سے آپ نے فرمایا تھا کل بیمینک (اپنے داہنے ہاتھ سے کھاؤ) اور اُس نے جواب دیا تھا لا استطیع (مین قادر نہین ہون) تب حضرت نے ارشاد فرمایا لا استطعت (تو قادر نہو) حضرت کا یہ قول اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ جو شخص حکم شرعی کی مخالفت کرے اُس کے لیے بددعا کرنا جائز ہے اور ابن حجر یہان پر اس طرف مائل ہوگئے ہین

اور مضبوط زرہین اور نیزے سنانین چھوڑ کر گئے ہین اگر تمنے انچہ بہر عذر کیا تو ہم گزبھب
ڑ ہنے کے لیے تیار ہین - معاویہ نے کہا کہ خدا لوگون مین تم ایسے لوگون کو زائد نکرے
اور ابو الطفیل ابن عساکر نے عامر بن واثلہ سے روایت کی ہے کہ وہ معاویہ کے پاس آئے معاویہ نے
کہا کہ کیا تم قاتل عثمان نہین ہو اُنہون نے کہا کہ مین قاتل عثمان تو نہین ہون - لیکن اُن
لوگون مین ضرور ہون جو وہان موجود تھے اور اُنکی نصرت نہین کی معاویہ نے اُن سے
پوچھا کہ تم کو اُنکی نصرت سے کیا بات مانع ہوئی جواب دیا کہ مہاجرین و انصار مین سے
کسی نے بھی اُنکی نصرت نہین کی معاویہ نے کہا مگر ان سب پر اسکی نصرت واجب تھی
تھی ابو الطفیل نے کہا کہ آپ تو فرمائین کہ آپکو اُنکی نصرت سے کیا بات مانع ہوئی آپکے ساتھ تو
اہل شام بھی تھے معاویہ نے کہا کہ آیا مین جو اُس کے خون کا مطالبہ کر رہا ہون کیا یہ
اُنکی نصرت نہین ہے یہ سُنکر ابو الطفیل ہنسنے اور کہنے لگے کہ تمہاری اور عثمان کی
وہی مثل ہے جسکو شاعر نے نظم کیا ہے ؎

لا الفینک بعد الموت تندبنی | وفے حیوتی ما زودتنی زادی

جسکا محصل یہ ہے کہ مین تمکو ایسی حالت مین نہ پاؤن کہ مرنے کے بعد مجھپر گریہ کرو
حالانکہ زندگی مین تمنے مجکو توشہ تک نہین دیا - اور شیث بن ربعی نے معاویہ سے
جو گفتگو کی ہے اُس سے حقیقت امر کا خوب انکشاف ہوتا ہے جسکا لازم یہ ہے کہ
اگر وہ گوش شنوا رکھتا تو اپنی حرکات ناشائستہ سے توبہ کرتا اُس (شیث) نے کہا کہ
اے معٰویہ واللہ ہم سے وہ امر پوشیدہ نہین ہے جسکا تو خواہان ہے تجھے کوئی بات
جس سے لوگون کو بہکا سکے اور اُنکی خواہشون کو اپنی طرف مائل کر سکے اور اُن کو
اپنا خالص مطیع بنا لے بجز اس کے نہین ملی کہ دیکھو تمہارا امام مظلومیت کی حالت مین
قتل کر ڈالا گیا ہے ہم اُس کے خون کا مطالبہ کرتے ہین اسی قول کی وجہ سے اوباش
اور احمقون نے تیری اجابت کی حالانکہ ہمکو خوب معلوم ہے کہ خود تو نے اُنکی نصرت مین

سستی اور تساہل کیا اور اُس کے مقتول ہو جانیکو پسند کیا جس سے تیری یہی غرض تہی کہ
تجکو یہ منزلت حاصل ہو جائے کہ جسکا تو اب خواہان ہو۔ بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہین کہ
حق تعالی اُنکی خواہش کے پورا ہونے مین رکاوٹ پیدا کر دیتا ہے اور بہت لوگون کی خواہش
پوری بہی ہو جاتی ہے بلکہ اپنی خواہش سے زائد کامیاب کیے جاتے ہین لیکن واللہ تیرے لیے
ان دونون باتون مین سے کسی مین بہلائی نہین۔ بخدا اگر تو اپنی امید مین ناکام رہا تو تو تمام
عرب سے زیادہ بدحالی مین گرفتار ہوگا اور اگر تو نے اپنی تمنا کو پالیا تو تجہے یہ کامیابی
اُسوقت تک نصیب نہوگی جبتک کہ تو اپنے پروردگار کی طرف سے آتش دوزخ مین
جلنے کا مستحق نہ ٹہرے۔ پس اے معاویہ خدا کا خوف کر اور اپنے عندیہ سے باز آ
اور مستحقین حکومت سے نزاع نکر۔ اس مضمون کو ابن اثیر نے بیان کیا ہے اور اُسکو
بیہقی نے کتاب محاسن و مساوی مین بہی روایت کیا ہو اور جناب امیر المومنین علیہ السلام
نے اپنے ایک خط مین معاویہ کو تحریر فرمایا ہے کہ تو نے لوگون مین سے ایک گروہ کثیر کو
ہلاک کر دیا اور تو نے اپنی گمراہی سے اُنکو فریب دیا اور تو نے اُنہین ایسے گرداب مین
ڈالدیا کہ تاریکیان اُنپر چہائی ہوئی ہین اور شبہات اُنپر موجین مار رہے ہین پس وہ اپنی
سیدہی راہ سے بہک گئے اور اُلٹے پاون پلٹ گئے اور اپنے باپ دادا کے شرف پر
اعتماد کر بیٹہے مگر بعض صاحبان بصیرت تجکو پہچان لینے کے بعد جدائی اختیار کرین گے
اور تیری حمایت و اعانت کو چہوڑ کر خدا کی طرف رجوع کرین گے اس لیے کہ تو اُن کو امر
دشوار پر آمادہ کرنا اور راہ راست سے پہیر دینا چاہتا ہے۔ پس اے معاویہ اپنے دل مین
خدا کا خوف کر اور شیطان سے اپنی رسی چہڑا لے اس لیے کہ (آخر کار) دنیا تجہسے چہوٹنے
والی ہے اور آخرت قریب ہے اور مسعودی نے مروج الذہب مین تحریر کیا ہو کہ جب
محمد بن ابی بکر مصر مین داخل ہوئے تو اُنہون نے معاویہ کو ایک خط لکہا جسکا خلاصہ
یہ ہے کہ خدا نے اپنی عظمت سے اپنی مخلوق کو پیدا کیا اُسکا فعل عبث نتہا نہ اُسکی

قوت مین ضعف آگیا تھا نہ وہ خلق کا محتاج تھا بلکہ اُنکو اپنا بندہ بناکر پیدا کیا اور اُنمین
اُنکے اعمال کے موافق گمراہ و رشید اور شقی و سعید قرار دیے پھر اپنے ذاتی علم سے حضرت
محمد مصطفےؐ کو اختیار فرمایا اور اپنے علم کے لیے اُنکو منتخب اور اپنی رسالت کے لیے
برگزیدہ کیا اور اپنی وحی کا امین قرار دیا اور بشیر و نذیر کرکے اُنکو بھیجا پس سب سے پہلے
جس شخص نے کہ اُنکی دعوت کو قبول کیا اور اُنکی طرف رجوع کی اور اُنپر ایمان لائے
اور اطاعت کی وہ اُنکے بھائی اور ابن عم علی بن ابیطالب علیہ السلام ہین جنھون نے
ہر ایک ہولناک مقام پر اپنی جان سے اُنکی حفاظت کی اور اُنکے دشمنون سے لڑے
تا اینکہ حضرتؐ کے تابعین مین سب سے سبقت لے گئے اور سب بے نظیر ثابت ہوے
اب مین دیکھتا ہون کہ تو اُنپر اپنی فوقیت جتاتا ہے حالانکہ تو تو ہی ہے اور وہ وہی ہین
وہ ملت مین سب سے زیادہ صادق اور اہلبیت مین سب سے افضل - زوجہ کی
طرف سے سب سے بہتر - چچازاد بھائی ہونیکی جہت مین سب سے اعلے
اُن کے بھائی (حضرت جعفر طیار) نے جنگ موتہ مین اپنے نفس کو رضائے خدا کے لیے
فروخت کیا - اُن کے چچا (حضرت حمزہ) نے جنگ احد کے دن سید الشہدا کا خطاب
پایا - اُن کے پدر بزرگوار (حضرت ابوطالب) نے حضرت رسولخدا اور اُنکے ناموس کی
حمایت کی - اور تو لعین بن لعین ہے تو اور تیرا باپ ہمیشہ حضرتؐ کی ہلاکت کے متمنی اور
نور خدا کے بجھانے مین ساعی رہا اُنکے واسطے فوجین جمع کرتا - اور مال خرچ
کرتا رہا - اور قبایل کو اُن کے مقابلہ کے لیے ابھارتا رہا اسی فکر مین تیرا باپ مرگیا
اور تو اسکا جانشین بنا خود وہ لوگ جو تیرے تقرب اور تیری پناہ مین ہین اور
نفاق کی جڑ اور بقیہ احزاب ہین تیری ناشائستہ حرکت کے شاہد ہین اور علیؑ کی فضیلت پر
باوجودیکہ وہ خود - کھلی ہوئی اور قدیم ہے وہ حضرات شاہد ہین جو اُن کی ہمراہ ہین اور
وہ گروہ مہاجرین و انصار ہین جن کو حق تعالے نے خیر کے ساتھ یاد کیا ہے - اور

اُنکی مدح فرمائی ہے یہ حضرات اُنکے ہمراہ ہین جو اُن کے پیروی کو حق اور اُنکی مخالفت کو
شقاوت جانتے ہین وائے ہو تجھپر اے معاویہ تو اپنے آپ کو علی کی برابر کیونکر گنتا ہے
حالانکہ وہ رسولؐ کے وارث اور وصی اور اُنکی اولاد کے باپ ہین وہ اُنکو اپنے رازکی
خبر دیتے تھے اور اپنے امور پر مطلع کرتے تھے اور تو خود اُنکا دشمن اور اُنکے دشمن کا بیٹا ہی
پس دنیا مین جہانتک تجھے ممکن ہو اپنی تعمرۂ باطل سے نفع اُٹھانے
اور عمرو بن العاص تیری گمراہی مین (جس قدر چاہے) مدد کرتا ہے مگر مین گویا دیکھ رہا
ہون کہ تیری موت کا وقت آگیا ہے اور تیرا مکر و فریب سُست پڑگیا ہے اُسوقت تجھپر
ظاہر ہو جائے گا کہ عاقبت کی نیکی کس کے لیے ہے خوب جان لے کہ تو اپنے
پرودگار کے ساتھ مکر کر رہا ہے جسنے اپنی گرفت سے تجکو ابھی تک بچا رکھا ہے اور تو
اُنکی رحمت سے مایوس ہو چکا ہے وہ تیری گھات مین ہے اور تو اُسکی طرف سے
دھوکہ مین پڑا ہوا ہے۔ انتہی ملخصاً اس خط کا معاویہ نے یہ جواب دیا کہ حضرت ابوبکر اور
حضرت عمر اس سے پہلے اسی کام پر سبقت کر چکے ہین اور وہ اس معاملہ مین انہین
دونون کا پیرو ہے۔ جناب سید عقیل صاحب مصنف نصائح کافیہ نے معاویہ کے
اس جواب کو نقل کر کے فرمایا ہے کہ حاشا اللہ اس نے اپنے اس دعوے مین ان دونون
بزرگوارون پر جھوٹ بولا ہے لعنة اللہ علی الکاذبین (جھوٹون پر خدا کی لعنت ہو) انتہی
اور ابن عساکر نے اسمعیل بن رجا سے روایت کی ہے اور اُنھون نے اُس کو اپنے
باپ رجا سے نقل کیا ہے کہ مین مسجد رسولؐ مین ایک حلقہ کے اندر موجود تھا جہان
ابو سعید خدری اور عبداللہ بن عمرو بن عاص بھی بیٹھے ہوئے تھے یکایک ہماری طرف سے
حسینؑ بن علیؑ کا گذر ہوا حضرتؑ نے سلام کیا اور حاضرین نے جواب دیا تب عبداللہ
بن عمرو نے کہنے لگے کہ آیا مین تمکو ایسے شخص کا پتہ دون جو اہل آسمان کو اہل زمین مین
سب سے زیادہ محبوب ہے حاضرین نے کہا کہ ہان کہا کہ وہ شخص یہی جانیوالے ہین

اُنہون نے صفین کی راتون سے لیکر آجتک مجھسے بات نہین کی اگر وہ مجھسے راضی ہوجائین
تو یہ امر مجھے شتران سرخ مو کے ملنے سے زیادہ پسند ہے ابو سعید نے کہا کہ کیا تم اُنکے
عذر خواہی کرو گے کہا ہان تب ابو سعید نے حضرتؑ سے (اپنی حاضری کی) اجازت
چاہی حضرتؑ نے اجازت دی اور ابو سعید حاضر خدمت ہوئے اور عبد اللہ بن عمرو بھی
طالب اجازت ہوئے اور اس قدر اصرار کیا کہ حضرت نے اُسکو بھی اجازت دی۔
(جب وہ حاضر ہوے) تو ابو سعید نے حضرتؑ کو عبد اللہ بن عمرو کے قول کی خبر دی
حضرت نے فرمایا کہ اے عبد اللہ کیا تمکو اسکا علم ہے کہ مین زمین کے رہنے والون مین
اہل آسمان کو سب سے زیادہ محبوب ہون عرض کی بربِ کعبہ یہ بالکل سچ ہی حضرت نے
ارشاد فرمایا کیا سبب تھا کہ بروز صفین تم نے مجھسے اور میرے پدر بزرگوار سے مقاتلہ کیا
واللہ کہ میرے پدر بزرگوار مجھسے بہتر تھے عرض کی کہ یہ بالکل صحیح ہے لیکن سبب یہ تھا
میرے باپ (عمرو بن عاص) نے ایک روز جناب رسولؐ خدا سے میری شکایت کی اور
کہا کہ عبد اللہ رات بھر نماز پڑھتا ہے اور دن کو روزہ رکھتا ہے حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ
اے عبد اللہ بن عمرو تم نماز بھی پڑھا کرو اور سویا بھی کرو اور روزہ بھی رکھا کرو اور افطار بھی
کیا کرو اور اپنے باپ کی اطاعت کرو جب صفین کا دن آیا تو میرے باپ نے مجھے
قسم دی تو مین مجبور ہوکر نکلا مگر واللہ کہ مین نے نہ تو انکی بھیڑ کو بڑھایا اور نہ اُن کے لیے
مین نے تلوار سونتی نہ کوئی نیزہ لگایا اور نہ کوئی تیر مارا ابو سعید کہتی ہین کہ اسکے بعد
حضرتؑ نے اس سے کلام شروع کر دیا تھے۔ پس (ان تمام باتون سے) ثابت ہوا
جناب معاویہ بیشک حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے مقابلہ مین باغی تھین۔ الا
فرمودہ رسول کی بنا پر یہی لوگ قاسطین اصحابان ظلم و جور ہین حق تعالے نے فرمایا ہے
واما القاسطون فکانوا لجہنم حطبا (لیکن قاسطین اصحاب جور) پس وہ جہنم کا ایندھن ہونگے
ابن عساکر نے ابو صادق سے روایت کی ہے کہ جب ابو ایوب انصاری ہمارے پاس

عراق مین آئے تو ہمنے اُن سے کہا کہ خدا نے تمہین اپنے نبیؐ کی صحبت کا شرف بخشا ہے
اور آنحضرتؐ کا نزول اجلال بھی تمہارے ہی گھر ہوا تھا پھر کیا بات ہے کہ مین تمکو
لوگون سے (ہمیشہ) مقابلہ ہی کرتے پاتا ہون - کبھی اس گروہ سے لڑے کبھی اُس
گروہ سے لڑے جوابدیا کہ ہمسے رسولؐ خدا نے عہد لیا تھا کہ ہم علیؑ کے ساتھ ہوکر
ناکثین (بیعت شکن لوگ طلحہ و زبیر وغیرہ) سے لڑین ہم اُن سے لڑے -
(علیٰ ہذا) حضرتؐ نے ہمسے عہد لیا تھا کہ ہم علیؑ کے ساتھ ہوکر قاسطین سے مقابلہ
کرین چنانچہ آجکل ہمارا اُنکا مقابلہ ہے - یعنے معاویہ اور اُسکے ساتھی لوگ - اور
اسی طرح حضرتؐ نے ہم سے عہد لیا تھا کہ ہم علیؑ کے ساتھ ہوکر گروہ مارقین (خوارج) سے
مقابلہ کرین مگر ابھی تک ہم نے انھین نہین دیکھا اور ابن جریر نے ابو مخنف بن سلیم سے
روایت کی ہے کہ ہم ابو ایوب کے پاس پہنچے تو اُن سے کہا کہ اے ابو ایوب تم نے
حضرت رسولؐ خدا کے ساتھ اپنی تلوار سے مشرکین کا مقابلہ کیا ہے اور اب تم مسلمانون
سے مقابلہ کرنے کے لیے آئے ہو انھون نے جوابدیا کہ حضرتؐ نے ہمین (اپنے بعد)
تین گروہون سے لڑنے کا حکم دیا ہے (ایک) ناکثین (دوسرے) قاسطین (تیسرے)
مارقین پس مین ناکثین اور قاسطین سے تو لڑ چکا اور خدا نے چاہا تو مارقین سے بھی
مقابلہ کرونگا اور بیہقی نے کتاب محاسن و مساوی مین روایت کی ہے کہ ایک شخص نے
عبد اللہ بن عباس سے پوچھا کہ ناکثین سے کون لوگ مراد ہین جوابدیا کہ اس سے
وہ لوگ مراد ہین جنھون نے حضرت امیر المومنینؑ سے مدینہ مین بیعت کی اور پھر
شکست کردی اُن سے حضرتؐ نے بصرہ مین جنگ کی (اصحاب جمل) اور قاسطین سے
معاویہ اور اُس کے ساتھی مراد ہین اور مارقین سے اہل نہروان اور اُن کے ساتھی
مراد ہین شامی نے کہا کہ اے ابن عباس تم نے میرے سینہ کو نور حکمت سے پُر کردیا
اور میرا دل کشادہ کردیا خدا تمہارے دل کو کشادہ فرمائے مین شہادت دیتا ہون کہ علیؑ

میرے اور ہر ایک مومن اور مومنہ کے مولا ہیں اور ابن عبد البر نے استیعاب میں ابو لیلی غفاری سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت رسولخدا کو فرماتے ہوئے سنا کہ عنقریب میرے بعد ایک فتنہ اُٹھنے والا ہے پس جب ایسا ہو تو تم علیؑ ابن ابیطالب کی ہمراہی کو اپنے اوپر لازم کر لینا اس لیے کہ وہ پہلے شخص ہیں جو قیامت کے دن مجھکو دیکھینگے اور پہلے وہ شخص ہیں جو قیامت کے دن مجھسے مصافحہ کرینگے وہی صدیق اکبر ہیں اور وہی فاروق اُمت ہیں جو حق کو باطل سے جدا کرینگے اور وہی یعسوب الدین (اسلام کے رئیس) ہیں اور منافقین کا رئیس مال دنیا ہے اور حاکم نے مستدرک میں بروایت ابن عباس حضرت رسولؐ خدا کا یہ قول نقل کیا ہے کہ

النجوم امان لاھل الارض من الغرق و اھلبیتی امان لامتی من الاختلاف فاذا خالفھا قبیلۃ اختلفت فصارت حزب ابلیس

ستارے اہل زمین کو ڈوبنے سے امان ہیں اور میری اہلبیت میری اُمت کے لیے اختلاف سے امان ہیں پس جب کوئی قبیلہ اُنکے مخالفت کریگا تو اختلاف کریگا اور گروہ شیطان میں داخل ہو جائیگا۔

اور ابن اثیر نے خود حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ اہل عراق کو معاویہ اور اُس کے ہمراہیوں کے ساتھ مقابلہ کرنے پر ان الفاظ سے ترغیب دلا رہے تھے

قاتلوا من حاد اللہ و رسولہ و حاول ان یطفئ نور اللہ فقاتلوا الخاطئین الضالین القاسطین الذین لیسوا بقراء قرآن ولا فقہاء فی الدین ولا علماء فی التاویل ولا لھذا الامر باھل فی سابقۃ الاسلام واللہ لو ولوا علیکم لعملوا فیکم باعمال کسریٰ و ھرقل

ایہا الناس لڑو اُس شخص سے جسنے خدا اور رسولؐ کی مخالفت کی اور نور خدا کے بجھانے کا ارادہ رکھتا ہے لڑو تم گمراہان خطاکار ستم شعار سے جو کہ نہ قرآن کے قاری ہیں نہ دین کے فقیہ نہ تاویل کے عالم نہ سابق الاسلام ہونے میں اس حکومت کے اہل بخدا اگر یہ تمہارے حاکم ہونگے تو تمسے کسریٰ و ہرقل (بادشاہ فارس و روم) کا سا برتاو کرینگے۔

اور نہج البلاغۃ میں حضرت کا ایک خط نقل کیا گیا ہی جسمین یہ کلمات مرقوم ہین۔

دخلت فی الاسلام کرھاً
وخرجت منہ طوعاً

اے معاویہ تو دین اسلام مین مجبوری داخل
ہوا اور خوشی سے خارج ہوگیا۔

اور ابن اثیر نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کی یہ عبارت نقل کی ہے۔

لم یرعنی الا انشقاق رجلین قد
بایعا ثم خلاف معویۃ الذی
لم یجعل لہ سابقۃ فی الدین ولا
سلف صدیق فی الاسلام
طلیق بن طلیق حزب من الاحزاب
لم یزل حربا للہ ولرسولہ ھو و
ابوہ حتی دخلا فی الاسلام کارھین

مجھے اسقدر کسی امر سے تعجب نہین ہوا جسقدر کہ ان دو شخصون کی
علیحدگی سے تعجب ہے جو مجھسے بیعت کر چکے تھے (طلحہ و زبیر) اور معاویہ کی
مخالفت سے جسکو دین میں کوئی سابقہ حاصل ہے اور نہ اسلام مین کوئی اچھی
کارگذاری اسکی ظاہر ہوئی طلیق بن طلیق اور کفر کے
گروہون کا مددگار ہے۔ وہ اور اسکا باپ
ہمیشہ خدا اور رسول سے لڑتے رہے تا آنکہ
مجبور ہوکر اسلام لائے۔

اور مسعودی نے مروج الذہب مین ذکر کیا ہے کہ جب حضرت امیر المومنین انبار مین
اگر اترے ہین اور افواج کا آپ کے پاس اجتماع ہوگیا تو آپنے لوگون کو ان الفاظ کے
ساتھ جہاد کی ترغیب دی۔

سیروا الی قتلۃ المہاجرین والانصار
قد طالما سعوا فی اطفاء نور اللہ و
حرضوا علی قتل رسول اللہ ومن معہ
الا ان رسول اللہ امرنی بقتال القاسطین
وھم ھولاء الذین سرنا الیھم والناکثین وھم
ھولاء الذین فرغنا منھم والمارقین
ولم نلقھم بعد فسیروا الی القاسطین
فھم اھم علینا من الخوارج سیروا الی قوم

لوگو مہاجرین و انصار کے قاتلون کی طرف چلو جو مدتون تک
بجھانے میں ساعی اور حضرت رسول خدا اور ان کے ساتھیون کے قتل پر
حریص ہوئے ہین آگاہ ہوکہ مجھے حضرت نے قاسطین کے ساتھ جہاد کرنے کا
حکم دیا تھا اور وہ یہی لوگ ہین جنکی طرف ہم جا رہے ہین
اور ناکثین سے بھی جہاد کرنیکا حکم دیا تھا اور یہ وہ لوگ ہین
جن سے ہم ابھی فراغت پاچکے ہین اور مارقین سے بھی جہاد
کا حکم دیا جن سے ابھی ہمارا سامنا نہیں ہوا پس قاسطین کی طرف
چلو کہ یہ ہمارے لئے خوارج سے زیادہ اہم ہین چلو اس قوم کی طرف

یقاتلونکم کیمایکونوا جبابرین یتخذھم الناس اربابا ویتخذون عباد اللہ خولا ومالھم دولا انتھے | جو تم سے اسلیے لڑتے ہین کہ وہ بادشاہ جبابر بن جائین لوگ اُنکو اپنا مالک اور آقا بنا لیین اور وہ بندگان خدا کو اپنا غلام اور اُنکی مال کو اپنی دولت قرار دین انتہی مجملا

اور حافظ شوکانی نے نیل الاوطار مین لکھا ہے کہ جب معاویہ نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو خط لکھا جس مین حضرت سے اُس نے خوارج کے ساتھ مقابلہ کرنے کی خواہش کی تھی تو حضرت نے جواب دیا کہ

لو اثرت ان اقاتل احدا من اھل القبلۃ لبدات بقتالک | اگر مجھے کسی اہل قبلہ سے لڑنا ہی پسند ہوتا تو مین تیرے ساتھ لڑنے کی ابتدا کرتا۔

اور اسی کتاب مین لکھا ہے کہ کتاب البحر مین تمام عترت سے منقول ہے کہ باغیون سے جہاد کرنا کفار کے جہاد سے افضل ہے اس لیے کہ دار الاسلام مین اُنکا یہ فعل مسجد مین زنا کرنے کے مشابہ ہے۔

جناب سید محمد بن عقیل مصنف نصایح کافیہ فرماتے ہین کہ عترت اطہار کے اس قول کے مناسب وہ مضمون بھی ہے جسکو خطیب نے مسور بن مخرمہ سے روایت کیا ہے کہ عمر بن خطاب نے عبدالرحمن بن عوف سے کہا کہ

الم یکن فیما نقرء قاتلوا فی اللہ فی اخر مرۃ کما قاتلھم اول مرۃ | آیا ہماری قرآت مین یہ حکم نہ تھا کہ تم خدا کی راہ مین دوسری بار لڑو جیسا کہ تم پہلی بار لڑے تھے۔

اُس نے پوچھا کہ پھر یہ کب ہوگا فرمایا کہ

اذا کانت بنو امیۃ الامراء وبنوا المخزوم الوزراء | جب بنی امیہ امیر اور بنی مخزوم اُن کے وزیر ہون گے۔

اسی طرح عترت اطہار کے قول کے مناسب وہ مضمون بھی ہے جسکو ابن جریر نے ابن عباس سے قول واجب تعالے۔

وجاهدوا فی الله حق جهاده کما جاهدتم اول مرة — اور خدا کی راہ مین تم ایسا جہاد کرو جو جہاد کرنیکا حق ہی
کے بیان مین نقل کیا ہے کہ حضرت عمر نے ابن عباس سے پوچھا کہ وہ کون گروہ ہے
جس کے جہاد پر ہم مامور ہوئے ہین کہا کہ
قبیلتان من قریش مخزوم وعبد الشمس — قریش کے دو قبیلے مخزوم اور عبد الشمس۔
اور اس تقریر سے یہ مطلب بھی ماخوذ ہو سکتا ہے کہ ان لوگون سے بچنے کیلیے انکو
لعنت کرنا اور انکو سب وشتم کے ساتھ یاد کرنا کافر کے سب وشتم کرنے سے افضل ہی
اس لیے کہ جس ضرر کا کہ ان لوگون سے اندیشہ ہے وہ کافرون کے ضرر سے کہین
زائد ہے اور عوام الناس ان کے دہوکے مین آسانی سے آسکتے ہین۔ لہذا
انکی حالت کا اعلان واظہار ضرور ہے تاکہ امت رسولؐ انکی پیروی اور ان کی
جہوٹی باتون اور بیہودہ تاویلون کی طرف میلان کرنے سے حذر کرے۔ اگر اس
مقام پر یہ کہا جائے کہ جو بات کہ جناب امیر المومنینؑ کے ساتھ مقابلہ ومحاربہ کرنیکی
وجہ سے معاویہ پر لازم آتی ہے وہی بات طلحہ۔ زبیر اور عائشہ پر بھی لازم آتی ہی
اور جو تاویل تم ان لوگون کے حق مین کروگے وہی تاویل ہم معاویہ کے حق مین کرینگے
اور جو جواب کہ تم ان لوگون کی طرف سے تجویز کروگے وہی ہم معاویہ کی طرف سے بھی
تجویز کرینگے اور اس تقریر کا جواب یہ ہے کہ جس طرح جناب امیر المومنینؑ کے
ساتھ محاربہ ومقابلہ کرنے مین معاویہ کا خاطی۔ باغی اور ظالم ہونا مسلم ہے اسی
طرح جنگ جمل کیوجہ سے طلحہ۔ زبیر اور حضرت عائشہ کا خاطی۔ اور باغی اور ظالم
ہونا بھی مسلم ہے چنانچہ اہل حدیث اور اہل الرائے دونون فرقون کی فقہاء حجاز وعراق
کا جنمین امام ابوحنیفہ اور امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل۔ اور
اوزاعی۔ اور دیگر متکلمین اہل اسلام کی ایک بڑی بہاری جماعت داخل ہی
اس امر پر اتفاق واجماع ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام

جس طرح کہ اہل صفین کے جہاد مین مصیب اور بر سر حق تھے اُسی طرح اہل جمل کے جہاد مین بھی مصیب اور بر سر حق تھے اور یہ کہ جن جن لوگون نے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام سے محاربہ کیا ہے وہ سب کے سب باغی اور ظالم تھے۔

اس کے بعد عبد القاہر جرجانی کی کتاب الامامۃ سے نقل کرتے ہین کہ اس بغاوت سے وہ اہل جمل کافر نہین ہوئے اور امام غزالی سے نقل کرتے ہین کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے خاطی ہونے کا کوئی صاحب علم و تحصیل قائل نہین ہوا۔ اگر کوئی شخص نہایت جسارت سے یہ کہے کہ معاویہ مجتہد خاطی تھا جس کے لیے ایک اجر کا استحقاق ہوتا ہے تو اُس جسارت کا یہ جواب دیا جائیگا کہ اس قسم کی گفتگو آپ سے پہلے معاویہ کے اکثر انصار کر چکے ہین۔ اور اس کے ڈھنڈورے پیٹے گئے۔ اور بگل بجائے گئے ہین لیکن اس معاملہ مین حقیقت امر واضح و آشکارا ہے اور معاویہ کے مجتہد ہونے کو ہم بھی تسلیم کرتے ہین اس لیے کہ اس مین وہ ذکاوت۔ چالاکی۔ حذاقت۔ علم عربیت اور اسلوب کلام سے واقفیت موجود تھی جس کی وجہ سے اکثر مجتہدین اُسکے پاسنگ بھی نہ تھے لیکن وہ ایسا مجتہد ہے جس نے خوب پہچان لیا تھا کہ ہر طرح سے حق علیؑ کے ساتھ ہے اور باوجود اس کے محض از روے عناد و بغاوت و حب جاہ و مال اُنکی مخالفت پر کمر باندھی اسکی دلیل یہ ہے کہ اگر اُس کا یہ خروج کسی شبہہ کے پڑجانے کی وجہ یا حق طلبی کے سبب سے ہوتا تو قتل عمار کے بعد وہ ہرگز اپنی بغاوت پر اصرار نہ کرتا۔ اور اُسی طرح رجوع کرتا جس طرح اورون نے رجوع کی اور یہ امر قریب بہ محال ہے کہ اُس کی خارق عادت ذکاوت اور عظیم الشان تیز فہمی و حذاقت اسکو یہ اعتقاد دلاوے کہ وہ اپنے آپ کو حضرت امیر المومنین علیہ السلام اور اُن کے ساتھیون سے جو مہاجرین اور صاحبان حسنات سابقہ تھے حکومت و امارت کے لیے زیادہ مستحق اور لائق سمجھے

حالانکہ اہل اسلام کے تمام خاص و عام کا اُس کے خاطی اور باغی ہونے پر اجماع
ہوگیا تہا اور بجز اُن چند بیوقوفون کے جنکو اُس نے مال اور فریب دیکر بہکا لیا تہا
کوئی شخص بہی اُس کے بر سر باطل ہونے مین شبہہ نہ کرتا تہا کیا یہ ممکن ہے کہ سب
لوگ تو اُس کی خطا کو پہچان لین اور وہ خود اپنی خطا کو نہ پہچانے حالانکہ وہ دواہیۃ العرب
تہا اور چالاکی مین کسریٰ سے کم نہ تہا پس اس مین ہرگز شبہہ نہین ہے
کہ وہ دیدہ و دانستہ چاہ ضلالت مین گرا اور باوجود علم و یقین اُس نے تمرد اور
سرکشی اور حق سے عدول کو اختیار کیا اور بغاوت اُسکو ہر ایک طرف لیگئی
جسکا اجر سوائے وزر و وبال کے اور کچہ نہین ہے اور عذاب خدا سے اُسکو
وہ تار عنکبوت (مکڑی کے جالے) ہرگز نہین بچا سکتے اور کسی قسم کا فائدہ نہین پہنچا سکتے
جنکو کہ ابن حجر ہیثمی اور اُس (معاویہ) کے دیگر انصار نے اُس کے واسطے تنا ہے ابن
حجر نے اپنی دونون کتابون صواعق محرقہ اور تطہیر الجنان مین وہ ظاہر الفساد
حیلہ بازیان اور دور از کار تاویلات اور باہم متناقض کج بحثیان کی ہین جن پر زن
پسر مردہ کو بہی ہنسی آئے اور اہل دانش کو تاسف ہو ان دونون کتابون کے
صفحات سے بوئے تعصب و عداوت پہیل رہی ہے اگر ان دونون کتابون کے مضامین
سے بعض کوتاہ نظر دہوکا کہا جائین تو کچہ تعجب نہین اس لیے کہ ان کے
توسن قلم نے وہ طرارے بہرے ہین جنسے بدن کے رونگٹے کہڑے ہوجاتے ہین اور
شدت خوف سے سینون مین دل دہل جاتے ہین کیونکہ انہون نے اُس شخص کو قابل
لعن قرار دیا ہے جو معاویہ پر لعنت کرے گویا وہ اس امر پر مطلع ہی نہین ہوئے
کہ حضرت نے قائد و سائق پر لعنت کی ہے جنمین سے ایک معاویہ تہا اور گویا انکو
وہ خبر نہین پہنچی جو تمام لوگون کو متواتر پہنچی ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام
اپنے قنوت مین معاویہ اور اُس کے اصحاب پر لعنت اور سب و شتم کیا کرتے تہے

اور اکثر صحابہ و تابعین اور بزرگان اہلبیت طاہرین نے جناب امیرالمومنین علیہ السلام کے
اس فعل میں اقتدا کی ہے پس میری سمجھ میں نہیں آتا کہ شیخ ابن حجر اس امر سے
جاہل ہوتے یا دیدہ و دانستہ جاہل بنتے تھے بخدا مجکو اس کا خوف ہے کہ اس
فعل کی وجہ سے اُن پر کہیں خدا و رسول کا عتاب نازل نہ ہوا اُنہوں نے اس
مسئلہ میں اپنے متقدمین کی تقلید کی ہے اور اُسکو ایک ہی رُخ سے دیکھا ہے
اور انہیں دونوں باتوں نے اُنکو ایسے وادی خوفناک میں ڈالدیا ہے [۵۱] اور وہ گمان
رکھتے ہیں کہ اُنہوں نے کوئی اچھا کام کیا ہے اور تعجب بالائے تعجب یہ ہے کہ یہ
حیلہ ساز لوگ جو معاویہ ایسے شقی کی لعنت اور سب و شتم کو تجویز نہیں کرتے اُن لوگوں
کو کافر کہتے ہیں جنہوں نے حضرت ابوبکر سے محاربہ کیا تھا اور اُنکی عورتوں اور اولاد کی
گرفتاری اور مال و اسباب کی لوٹ اور غارت کی حلت کا یقین رکھتے ہیں -
حالانکہ ان لوگوں میں بعض وہ گروہ بھی ہیں جنکے مرتد ہو جانے کا حکم صرف اسی بنیاد پر
دیا گیا تھا کہ اُنہوں نے خلیفہ وقت کو زکوۃ دینے سے انکار کیا تھا اور کہا تھا کہ ہم اپنے
قبیلہ کے اغنیا کی زکوۃ اپنی قوم کے فقرا کو دینگے - اور اُنہوں نے وجوب زکوۃ
کا انکار نہیں کیا تھا اور وہ نماز گذارتے تھے جیسے کہ مالک بن نویرہ اور اُنکی
قوم بنی یربوع - اور عرب کے بعض دیگر قبیلے مگر صرف اس رکاوٹ اور
امتناع سے جو اُنپر گذرتا تھا گذر گیا کسی نے اُن کے قول کی یہ تاویل بھی نہ کی -

---

۵۱ اس مقام پر جناب محمد بن عقیل صاحب نصائح کافیہ نے شیخ ابن حجر کا ایک فتویٰ نقل کیا ہے
جس کا قول یہ ہے کہ کسی نے اُن سے پوچھا کہ جو شخص صاحب العباب کی نسبت کہے کہ وہ حاطب لیل
ہو گیا ہے کہدیگا وہ کافر ہو جائے گا یا نہیں کیونکہ اس قول سے اُنکا صاحب العباب کے ساتھ استہزاء
کرنا مفہوم ہوتا ہے۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ کافر تو نہ ہوگا مگر وہ ذم شدید کرنے یا جبار عنید یا شیطان
مرید کہے جانے کا مستحق ہے اس کے بعد مصنف کہتے ہیں کہ کاش وہ دشمنان جناب امیرالمومنین کی نسبت
جنہوں نے حضرت مولیٰ کی سب و شتم کی ہے اتنا کہتے جتنا کہ صاحب العباب کے متعلق انہوں نے
جواب میں کہا ہے ۱۲-

کہ شاید وہ کسی ایسی دلیل کی وجہ سے جو اُنکے پیش نظر ہو یا اپنے اجتہاد کی وجہ سے اُسکے جواز کا گمان رکھتے ہوں اور ایک معاویہ ہے جس نے اُن لوگوں کی طرح خلیفہ وقت کو صرف زکوۃ کے دینے ہی سے انکار نہیں کیا بلکہ مسلمانوں کے جملہ اموال بیت المال (خزانہ) پر جن (اموال) میں زکوۃ وغیرہ سب کچھ تھا قبضہ کر بیٹھا اور سونا چاندی سب کو اپنے لیے شیر مادر بنا لیا پھر کیسے کیسے گناہان کبیرہ اور افعال قبیحہ کا مرتکب ہوا اور زمین خدا میں شر و فساد پھیلا دیا پھر باوجود اُن باتوں کے یہ حیلہ ساز لوگ اس کیلیے یہ عذر اور حیلہ تراشتے ہیں کہ وہ مجتہد تھا اور یہ کہ وہ اجر و ثواب کا بھی مستحق ہے اور اُس نے جو کچھ کیا وہ نیک نیتی سے کیا اور یہ کہ وہ خون عثمان کا مطالبہ کرتا تھا بھلا اُسکی نیک نیتی کیونکر تصور میں آسکتی ہے درصورتیکہ وہ مہاجرین و انصار سے لڑ رہا تھا اور اُس کا اجتہاد بمقابلہ قول رسولؐ جسمیں اُسکا قاتل عمارؓ اور باغی ہونا منصوص ہے کیونکر صحیح ہو سکتا ہے اور خون عثمان کے طلب کرنیکو زمین خدا میں فساد کرنے اور قتل و غارت کے لیے ہر طرف فوجیں بھیجنے اور زن و مرد اور صغیر السن بچوں کے ہلاک کرنے کو جسکو حضرت رسولؐ خدا نے مشرکین تک کے ساتھ تجویز نہیں فرمایا۔ کیا تعلق ہے اور اہل سیر نے جنمیں ابن اثیر بھی داخل ہیں لکھا ہے کہ عمارؓ نے ایکدن عمرو بن عاص کو کہا

یا عمرو لقد بعت دینک بمصر فقال لا ولکن اطلب بدم عثمان قال انا اشھد علی علمی فیک انک لا تطلب بشیء من فعلک وجہ اللہ وانک ان لم تقتل الیوم تمت غدا فانظر اذا اعطی الناس علی قدر نیاتھم ما نیتک لغد

تو نے اپنے دین کو مصر کے بدلے بیچ ڈالا اُس نے کہا نہیں لیکن میں خون عثمان طلب کر رہا ہوں عمارؓ نے کہا میں اپنے ذاتی علم سے گواہی دیتا ہوں کہ تو اپنے کسی فعل سے وجہ اللہ (خدا کی خوشنودی) کا طالب نہیں ہے اور اگر تو آج نہ مارا گیا تو کل خود مر جائیگا پس غور کر کہ جب لوگوں کو اُنکی نیت کے موافق جزا دیجائیگی تو تیری کیا نیت ہو گی تو نے اس نشان کی مالک (حضرت امیر المومنین)

قاتلت صاحب ہذہ الرایۃ ثلاثا مع رسول اللہ وہذہ الرابعۃ — تین بار تو بزمانہ رسولؐ جنگ کی۔ اور اب یہ چوتھی بار ہے انتہے۔

عمارؓ کے اس کلام سے جو الزام کہ عمرو پر عائد ہوتا ہے وہ معاویہ پر بدرجہ اولےٰ عائد ہوتا ہے اس لیے کہ وہ اس سے بدتر ہے وہی اُسکو وعدہ حکومت مصر کی رشوت دینے والا ہے اور وہی اُس سے بمقابلہ خدا و مومنین حیلہ بازی میں اعانت چاہنے والا ہے پس جن لوگون کا یہ حال ہو اور عمار وغیرہ کا اُنکی نسبت یہ مقال ہو اُنکی طرف سے یہ عذر کیا جاتا ہے کہ وہ مجتہد تھے لا واللہ کہ وہ ہرگز طالب حق نہ تھے بلکہ اُنکا اسلام مین بھی وہی طریقہ جاری رہا جو زمانہ جاہلیت مین جاری تھا کہ خدا و رسولؐ سے ہمیشہ دشمنی رکھتے تھے ان لوگون کو وہ شخص ہرگز دوست نہین رکھہ سکتا جس کے دل کا ایمان سے خمیر ہوا ہی بزارنے زید بن وہب سی بسند معتبر روایت کی ہے کہ ہم ایک دن حذیفہ کے پاس تھے اُنھون نے کہا کہ تم اُس وقت کیا کروگے جبکہ تمہارے دین والے مذہب سے خارج ہو کر ایک دوسرے کی گردن مارینگے پوچھا کہ آپ ہمین اُسوقت کے لیے کیا حکم دیتے ہین جواب دیا کہ تم اُس فرقہ کو دیکھنا جو حکومت علیؑ کی طرف بلاتا ہو پس اُسی کا ساتھ دینا اس لیے کہ وہی حق پر ہوگا اور ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح مطابق شرط ائمہ ششگانہ ابو رضی سے نقل کیا ہے کہ مین نے عمارؓ کو بروز صفین کہتے ہوے سنا کہ

من سرہ ان یکتنفہ الحور العین فلیتقدم بین الصفین محتسبا۔ — جس شخص کی یہ مرضی ہو کہ وہ حور العین سی ہمکنار ہو اُسپر لازم ہے کہ دونون صفون کے درمیان بخیال ثواب جہاد تحصیل ثواب کے لیے بڑھے۔

اور نیز ابن ابی شیبہ سے بسند معتبر منقول ہے کہ عمارؓ دونون صفون کے درمیان بآواز بلند پکار رہے تھے۔

سيروا الى الجنة قد تزينت الحور العين
فانى لارى صفا ليضربنكم ضربا
يرتاب منه المبطلون والذى نفسى
بيده لو ضربونا حتى يبلغوا بنا
شعفات هجر لعرفنا انا على الحق
وهم على الضلال

لوگو جنت کی طرف چلو حور العین نے تمہاری خاطر
سنگہار کر لیا ہے اسلیے کہ مین بلا شبہہ اس صف کو
دیکہہ رہا ہون جو تمپر ایسی ضرب لگائیگی جس سے باطل پرست
شک مین پڑجاینگے اور مجہ اُسکی ذات کی قسم ہے جسکے قبضۂ قدرت
مین میری جان ہے کہ اگر وہ ہمکو یہانتک ماریں کہ شعفات ہجر تک ہمکو پہنچا دین
ہمارا یہی یقین ہیگا کہ ہم حق پر ہین اور وہ ضلالت پر

اور ابن اثیر نے حدیث مشہور عمار تقتلہ الفئة الباغیہ (عمار کو گروہ باغی شہید کریگا)
مین فقرہ الناکبة عن الحق کو زیادہ کیا ہے جس کے معنی ہین حق سے روگردانی کرنے والا
اُس نے لکہا ہے کہ جب عمرو بن عاص نے اس حدیث کو ذوالکلاع حمیری کے سامنے
روایت کیا تو ذوالکلاع[1] کہنے لگا۔ ما هذا ویحك وائے ہو تجہپر یہ کیا ماجرا ہے
عمرو بن عاص کو اُس سے یہ کلمہ سُنکر اندیشہ ہوا کہ یہ کہین ہمسے پہر نہ جائے اسلیے اُس سے کہنے لگا کہ وہ (عمار)
عنقریب ہماری طرف راجع ہو جاینگے اور ہمارے پاس آجاینگے مگر عمار سے پہلے ذوالکلاع حمیری اس گروہ بغاوت شعار کی
محبت مین قتل ہو گیا اور عمار نے اسکی بعد شہادت پائی ابن اثیر ناقل ہے کہ جب عمرو نے معاویہ سے کہا کہ ما ادری
بقتل ایہما انا اشد فرحا بقتل عمار او بقتل ذی الکلاع واللہ لو بقی ذو الکلاع بعد قتل عمار
لمال بعامة اهل الشام الى علی (یعنے مین نہین بتا سکتا کہ ان دونون مین سے کسکے قتل ہو جانے پر زیادہ خوش ہون
قتل عمار پر یا قتل ذوالکلاع پر بخدا اگر ذوالکلاع بعد قتل عمار زندہ رہتا تو تمام اہل شام
کو ساتھ لیکر علیؑ کی طرف چلا جاتا) اب صاحبان انصاف ان دہوکہ باز اور
ملمع کار لوگون کی طرف بنظر تامل دیکہین کہ یہ لوگ اس امر سے جو خدا اور رسولؐ کے

---

[1] ذوالکلاع نے یہ کلمہ اسلیے کہا تہا کہ معاویہ اور اُسکے وزراء نے ذوالکلاع اور عوام اہل شام کو دہوکا دیکر اپنا شریک کیا تہا اور
اُنکے روبرو بہت سی جہوٹ اور فریب کی باتین بیان کی تہین اور اپنا برسر حق اور جناب امیر المومنینؑ کا برسر باطل ہونا اُن کے
دلونمین راسخ کر دیا تہا اب جبکہ ذوالکلاع نے اس حدیث کو انکے بیانات سابقہ کی بالکل مخالف پایا تو وہ چونکا اور یہ کہنے لگا کہ تم نے تو ہم کو
ایسا ایسا بیان کیا تہا اور یہ حدیث تمہارے بیانات کی بالکل خلاف ہے اُس لیے کہ اس حدیث سے تو تمہارا
گروہ باغی ہونا اور جناب امیر المومنین علیہ السلام کا امام برحق ہونا معلوم ہوتا ہے یہ کیا ماجرا ہے ۱۲۔

ناگوار ہو خوش ہوتے ہین - دیکھو کہ اگلے زمانہ مین وہ قتل عبیدہ و حمزہ سے خوش ہوے بعد
ازان قتل عمار و ناصران اہلبیت رسول انام و دین اسلام کی خوشی منارہے ہین حسنؑ بن علیؑ کو
زہر دیا اور ازروئے شماتت انکی موت پر مسرت سے آواز تکبیر بلند کی یہ اُنکے اعمال ہین -
غرضکہ انکی حالت جاہلیت و اسلام دونون مین یکسان ہے - ولا قوۃ الا باللہ مصنف
نصایح کافیہ ان امور کو تحریر فرما کر کہتے ہین کہ ہمین اُن لوگون سے تعجب ہے جو حضرت رسول خدا
اور اُنکے اہلبیت اور نیکوکاران اُمت کو ایسے لوگونکی مدح سرائی کرکے قبرون مین ستارہے ہین -
جنھون نے اونپر لعنت کی اور ایذائین پہنچائین اور اپنے فعل سے معاویہ کی اون بداعمالیون مین
شریک ہوتے ہین جنسے خارج ہونیکی وہ تمنا کرتا ہوگا باوجودیکہ اب معاویہ اور اُسکے ساتھیون کی
دنیا مین سے ان لوگون کے لئے ذرہ برابر بھی نفع حاصل نہین ہوتا - مگر کیا کیا جائے - انکو دونون مین
تقلید محض اور ضرر رسان حسن ظن کے مرض نے استحکام کے ساتھ گھر کر لیا ہے جسکی وجہ سے
اُنکے حواس قسست ہو گئے اور ایسی غفلت اُنپر چھا گئی جس سے کہ اُنکا احساس اور شعور جاتا رہا
اب اگر انکو جگایا بھی جاتا ہے تو وہ نہین جاگتے انہین لوگون مین علماء سوء کے بھی چند گروہ ہین
جو باوجود معرفت اظہار حق مین غفلت سے کام لیتے ہین - طمع کاری اور مغالطہ دہی انکا پیشہ
ہے - شیخ ابن قیم نے اعلام الموقعین مین اپنے شیخ الاسلام ابن تیمیہ سے نقل کیا ہے کہ اکثر وہ لوگ
جنکو غرض دنیا [illegible]
بات پایۂ تحقیق کو پہنچ چکی ہے کہ معاویہ و عمرو بن عاص اور اُنکے امثال نے اکثر مواقع پر اس
امر کا اعتراف کیا ہے کہ وہ حق کے خلاف ہین اور صرف دنیا کے لیے مشغول جنگ و جدل ہین مگر
(بقول مثل مشہور مدعی سست گواہ چست) اُنکے حامی اس بات پر اڑے ہوئے ہین کہ
وہ بر سر حق اور مجتہد تھے - انکو اپنی بغاوت و عناد پر خدا کی طرف سے اجر و ثواب کے حصول ہونیکا
استحقاق تھا - بجز اسکے وہ اور کچھ تسلیم نہین کرتے مسعودی نے جہان پر قبیلہ بنی لخم کے اُن شخصونکا
قصہ لکھا ہے جنکو معاویہ نے مال کا لالچ دیا تھا بشرطیکہ وہ دونون عباس بن ربیعہ ہاشمی

(طرفدار جناب امیرؑ) کو میدان صفین مین قتل کر ڈالین۔ چنانچہ وہ دونون اس ارادے سے نکلے
مگر جناب امیرالمومنینؑ نے دونون کو ہلاک کر دیا ابن مسعودیؒ روایت کرتے ہین کہ جب یہ خبر
معاویہ کو پہونچی تو کہنے لگے خدا ہٹ دھرمی کا برا کرے بیشک وہ نقصان رسان ہے جب کبھی
مین اسکا مرتکب ہوا نقصان اُٹھایا اور ناکام ہی رہا ہون عمرو بن عاص نے کہا کہ آپ سے
وہ ناکامی سے واسطے بخدا ناکام تو وہ دونون لخمی شخص ہین جنکی جان گئی اور نقصان تو وہ شخص ہی
جو تمہارے دہوکہ مین آگیا۔ معاویہ (سُنکر) بولا اے شخص چُپ رہ۔ اسوقت تمہین یہ بات
نہ کہنی چاہیے تمہارے لیے نازیبا ہے اُسنے کہا ہوا کرے پھر بولا خدا ان دونون لخمیون پر
رحم فرمائے مگر میری دانست مین وہ ایسا کریگا نہین معاویہ نے کہا اگر ایسا ہو تو واللہ یہ تمہاری حجت کو تمہارے
حقیق اور تنگی مین ڈالنے والا امر ہے۔ اور تمہارے معاملہ کو بعید نقصان دہ ہے۔ اُسنے کہا مین
بیشک جانتا ہون مگر (کیا کرون) اگر مصر اور اُسکی حکومت کی (طمع) نہ ہوتی تو بیشک مین راہ
نجات اختیار کر لیتا اسلیے مین بخوبی واقف ہون کہ علیؑ ابن ابیطالب حق پر ہین اور ہم اُنکی ضد
(باطل) پر۔ معاویہ نے کہا بخدا تجھے مصر نے اندہا کر دیا اگر مصر نہ ہوتا تو مین تجھے بصیر پاتا پھر معاویہ
خوب ہنسا یہانتک کہ ہر طرف آواز گئی عمرو عاص نے کہا اے امیرالمومنین خدا آپ کو ہمیشہ
ہنستا رکھے ہنسنے کا کیا سبب ہے۔ اُسنے کہا مجھے تیری اُس دن کی ذہانت پر ہنسی آتی ہے جس دن
تو نے علیؑ سے مقابلہ و مبارزہ کیا اور عاجز آ کر اپنی شرمگاہ کھولدی تھی" خبردار اے عمرو بخدا تو یقیناً
موت کے منہ مین پڑ گیا تھا اور موت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تھا اگر علیؑ چاہتے تو قتل کر دیتے مگر
پسر ابیطالب بھلا کرم و تمکنت کب ہاتھ سے دینے والا تھا عمرو نے جواب دیا واللہ مین بھی
تمہارے داہنی جانب تھا جسوقت حضرت علیؑ نے تمکو مبارزت کے لیے طلب کیا ہے پس
(خوف سے) تمہاری آنکھین پھر گئین اور تمہارا پھیپڑا پھول گیا اور تمسے وہ حرکت سرزد ہوئی
جسکے اظہار سے مجھے تمہارے سامنے کراہت معلوم ہوتی ہے اب تمکو اختیار ہے خواہ
ہنسو یا نہ ہنسو۔ انتہی بالحرف۔ اور بیہقی نے بھی کتاب المحاسن والمساوی مین ایسا ہی لکھا ہے

اور دیگر اہل سیر نے بیان کیا ہے کہ عمروؔ نے بروز صفین اپنے بیٹے عبداللہ سے کہا کہ اے
عبداللہ ذرا غور کر کے دیکھ کہ حضرت علیؑ تجھے کہاں نظر آتے ہیں اُسنے کہا کہ میں اُنکو اس
لشکر میں جہاں غبار اُڑ رہا ہے دیکھ رہا ہوں اسوقت عمروؔ نے کہا کہ خدا بھلا کرے ابن عمرو
اور ابن مالک کا (جو اس جنگ میں شریک نہوئے) عبداللہ نے کہا کہ اے پدر بزرگوار جب
آپ کو ان لوگوں پر رشک ہے تو ایسی سے کون مانع ہے کہا بیٹا میں ابو عبداللہ ہوں جب
کبھی زخم کو کھجاتا ہوں تو خون نکالکر چھوڑتا ہوں (یعنے جب کسی امر میں شریک ہو گیا تو آخر تک
نباہتا ہوں خواہ حلال ہو یا حرام)

تنبیہہ۔ ابن عدی نے ابو سعید سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ جب تم معاویہ کو میرے منبر پر دیکھو تو
اُسے قتل کرو۔ اور عقیل نے حسن سے ان الفاظ میں روایت کی ہے۔

اذا رأیتم معاویۃ علی المنبر فاقتلوہ } جب تم معاویہ کو منبر پر دیکھو تو قتل کر دو۔

اور یہی مضمون جابر بن عبداللہ سے بھی بعنوان حدیث مرفوع منقول ہوا ہے لوگوں نے کہا ہے
کہ یہ حدیث موضوع ہے اسلیے کہ اسکے رجال سند میں بعض تو وہ اشخاص ہیں کہ مقبول نہیں
اور بعض متہم ہیں اور یہ بھی کہا ہے کہ یہ حدیث معنے کے لحاظ سے بھی صحیح نہیں اسلیے کہ اُمت نے
معاویہ کو منبر نبی پر خطبہ پڑھتے دیکھا اور یہ ممکن نا جائز نہیں کہ کل صحابہ بعد نبی مرتد ہو گئے تھے اور سب نے
حضرت کے امر کی مخالفت کی خدا ایسے خذلان (ناکامی) سے پناہ میں رکھے یہ ان لوگوں کا
قول ہے کہ جو اس حدیث کی موضوعیت کے قائل ہیں ہم کہتے ہیں کہ اگر اسکی ضعیف کا دعوی
بحیثیت رجال سند اور انکے ضعف کے کہا جائے تو ہمیں کوئی کلام نہیں اسلیے کہ درحقیقت
وہی بات ہے کہ جو وہ کہتے ہیں اسمیں وہ کچھ متہم نہیں ہیں مگر بحیثیت معنے اسکے فساد کا دعوی
کرنا ہیں یہ موجود ہے اسلیے کہ کسی کے انکار نہ کرنے اور مار نہ ڈالنے سے واقعنگار صحابہ کا گنہگار
ہونا بھی لازم نہیں آتا۔ چہ جائیکہ انکا مرتد ہونا ... یہ ان لوگوں کا گمان ہے بلکہ صحابہ تو خود
(معاویہ) کو قتل کرنے میں معذور تھے کیونکہ انمیں اتنی قوت ہی نہ تھی جو اسے قتل کرتے اور انکو

اس امر کا یقین تہا کہ محض زبانی روک ٹوک سے وہ ہرگز نہ مانینگا بلکہ اس صورت مین تو ایک فتنۂ عظیمہ کا اندیشہ تہا - بہلا یہ اُنسے کیونکر ممکن تہا جبکہ وہ اسکے ان افعال ناشائستہ مین سے جو وہ اُنکے روبرو کیا کرتا تہا یا وہ سنا کرتے تہے ایک کے دفعیہ پر بہی قادر نہ تہے چہ جائیکہ کوئی انمین سے اسکے قتل پر قادر ہوتا پس جس امر کو یہ کہتے ہین وہ لازم نہین آتا نہ معنی کے لحاظ سے اسمین کوئی فساد ہے - اسکے علاوہ اگر انکا یہ استلزام صحیح ہو تو صرف اسی حدیث پر موقوف نہین حدیث مسلم سے بہی انپر یہی بات لازم آتی ہے اور وہ حدیث مسلم یہ ہے

اذا بویع الخلیفتین فاقتلوا الآخر منہما } جب دو خلیفہ سے بیعت ہوجاے تو پچہلے کو قتل کردو۔

پس یہ حدیث قتل معاویہ کے حکم مین مثل تصریح کے ہے - اس حدیث اور اُس حدیث کا جسکو اُنہون نے موضوع ٹہرلیا ہے ایک ہی حال ہے اسلیے کہ یہ حدیث معاویہ پر پورے طور پر منطبق ہوتی ہے کیونکہ معاویہ ہی تہا وہ شخص ہے جسکی بیعت خلافت شام مین کیگئی حالانکہ خلیفہ برحق موجود تہا اور صحابہ اپنے عدم استطاعتی کے سبب اسکے قتل سے معذور تہے اسلیے کہ وہ شام کے ہزاران ہزار لشکر وںکی جمعیت مین قلعہ بند تہا جنمین بہت سے تو اونٹ اور اونٹنی مین فرق نہین کرتے تہے اور بہت سے معاویہ کی فریب دہی سے یہ اعتقاد کر بیٹہے تہے کہ وہ رسول اللہ کے تمام اقربا مین سب سے زیادہ قریب و یگانہ ہے حدیث مسلم سے زیادہ صریح اس معنے مین وہ حدیث ہے جسکو امام احمد نے اپنی مُسند مین روایت کیا ہے کہ۔

من قاتل علیا علی الخلافۃ فاقتلوہ کائنا من کان } جو علی سے خلافت پر لڑے اُسے قتل کرڈالو خواہ کوئی کیون نہو۔

ہمنے اس مضمون پر زیادہ بحث یون کی کہ ہم دیکہتے ہین کہ معاویہ کے اکثر طرفدار اور حمایتی حسرت زدہ ہوکر اس حدیث کی نقل کرنیوالون پر اعتراض اور دُشنام دہی اور گلہ گذاری مین بیحد شدت کرتے ہین انکے نزدیک قتل معاویہ کا حکم نہایت ہی عظیم ہے جسکے قتل کا خدا نے تو قرآن مجید مین حکم دیا اور رسول نے حدیث مسلم مین حالانکہ سُنی اور شیعہ دونون فرقون کا اجماع ہے کہ اگر معاویہ کے زمانہ مین ہم موجود ہوتے

ہمارے اوپر واجب تھا کہ اُس سے جنگ کرین اور اسکا اُسوقت قتل کرنا ایسا حسنہ اور فضیلت تھی جسکا
فاعل اُسپر مثاب و ماجور ہوتا - امام ابوحنیفہ نے (لوگون سے) کہا کیا تم جانتے ہو کہ اہل شام ہمسے
کیون بغض رکھتے ہین کہا نہین فرمایا ہمارا اعتقاد ہے کہ اگر ہم حضرت علیؑ کے لشکر مین موجود ہوتے
تو ہم معاویہ کے مقابلہ مین حضرت علیؑ کی مدد کرتے اور حضرت علیؑ کے واسطے معاویہ سی جنگ کرتے
اسی سبب سے اہل شام ہمارے دوست نہین ہین یہی مضمون ابوشکور سلمی کی کتاب التمہید فی بیان
التوحید مین بھی ہے - اور شیخ ابن حجر نے تطہیر الجنان مین انزوئی معنے اس حدیث کا فساد بیان کرتے
ہوئے سخت مکابرہ کیا ہے جو صاحبان علم و انصاف کی شان سے بعید ہے جسکا اُس مقام پر
انکا یہ گمان ہے کہ معاویہ نے حضرت علیؑ سے کچھ ایسا حیلہ کیا کہ حضرت نے اپنے نفس کو خلافت سے
خارج کر دیا اس لیے کہ اُنکے نائب ابوموسیٰ اشعری نے وقت تحکیم حضرت کو اُس خلافت سے
خارج کر دیا تھا انکا یہ بھی گمان ہے کہ تمام صحابہ اسپر متفق تھے کہ وہ خلیفہ برحق ہے دوست تو درکنار
دشمنون مین سے بھی کسی نے اُنکی خلافت مین کسی بات پر قدح و طعن نہین کی یہ ابن حجر کا کلام ہے
ہم اسکا فیصلہ اسی شخص پر چھوڑتے ہین جسکو تھوڑی سی بھی اطلاع اور حدیث و سیر اور تاریخ سے
فی الجملہ بھی مناسبت ہے اور ہم اپنے اور اُنکے واسطے ہر اُس مقام پر جہان طریق مستقیم سی قلم کو
لغزش ہو جائے خدا سے استغفار کرتے ہین - اب ہم سوال کرتے ہین کہ فقہائے مذہب چہارگانہ نے
بادشاہ ظالم کے عہدہ قضا کو قبول کر لینا کیون جائز سمجھا اور سب نے اسکے جائز ہونے پر صحابہ کے
فعل سے استدلال کیا ہے کیونکہ اُنہون نے معاویہ کے عہدہ قضا کو قبول کیا ہے جسپر انکی کتابین
شہادت دے رہی ہین بس (انتہا) یہ استدلال گویا اس بات کی تصریح ہے کہ وہ ظالم تھا حق پر
نہ تھا مگر اس زمانہ کے کسی فقیہ سے اگر یہ بحث کیجائے تو وہ تصویر کا اُلٹا ہی رُخ دکھائیگا اور ائمہ
مذاہب کی تصریح کو یکسر بھلا دیگا یہ اگر اغراض نفسانیہ اور وساوس وہمیہ نہین ہین تو اور کیا ہی
ہم یہ بھی کہتے ہین کہ معاویہ کی روایت کردہ احادیث کو جو ترمذی اور ابوداؤد نے اس سے نقل کی
ہین مجتہدین مین سے کسی نے بھی قبول نہین کیا وہ احادیث یہ ہین کہ رسول خدا نے فرمایا کہ -

من شرب الخمر فاجلدوه فان عاد فی الرابعة فاقتلوه	جو شخص شراب پی لے اسکے تازیانے لگاؤ پس اگر اُس سے یہ فعل مکرر سرزد ہو تو چوتھی مرتبہ میں قتل کردہ

اسکی کیا وجہ ہو کہ، باوجود جودت سند کے بھی کسی مجتہد نے اُسے قبول نہیں کیا ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ اسکی وجہ صرف یہی ہے کہ اُنکو معاویہ کی کسی اس حدیث پر جسے اُس نے رسول خدا سے جو خونریزی کے متعلق نقل کیا ہو اطمینان نہیں ہے اور واللہ وہ اسی قابل ہے کہ اُسکی بات پر وثوق نہ کیا جائے ہاں نووی نے صرف اتنا کہا ہے کہ اس حدیث کے منسوخ ہونے پر اجماع دلالت کرتا ہے ہم کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ اپنے مقام پر ثابت ہوچکا ہے کہ اجماع احکام منصوصہ کا معارض نہیں ہوتا چہ جائیکہ اُنکو منسوخ کردے اسلیے کہ حقیقتاً اجماع سے ایک زمانہ کے مجتہدین کی آراء کا متفق ہونا مراد ہے اور لوگوں کی رائے کلام معصوم کو منسوخ نہیں کرسکتی (ہاں) اگر امام نووی اجماع کا مستند بیان کردیتے اور وہ اس سے قوی تر ہوتا تو البتہ ہم کہتے کہ یہ پہلی روایت کا ناسخ ہے مگر یہ کہاں ممکن ہے۔ معاویہ کی سب سے بڑی بدافعالیوں اور سخت جرایم میں سے ایک یہ جرم ہے کہ اُس نے اپنے فتنہ باز اور شراب خوار بیٹے کو جو خدا و رسول کا مخالف اور حرمات الٰہیہ کا ضائع و برباد کرنیوالا اور حرکات سخیفہ کا ارتکاب کرنیوالا تھا خلیفہ بنایا حالانکہ وہ اُسکے حال سے واقف اور اُسکے افعال قبیحہ پر مطلع تھا پھر بھی اُسکی بیعت کی تمہید و استحکام میں بیت المال کے مال کو خرچ کرڈالا اور اسکے لیے اُن اُن معاصی کا ارتکاب کیا جو پروردگار عالم کے غضب کا سبب ہیں (چنانچہ) احمد نے اپنی مسند میں اور حاکم نے مستدرک میں حضرت ابوبکرؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا نے ارشاد فرمایا کہ۔

من ولی من امر المسلمین شیئا فامر علیہم احدا محاباۃ فعلیہ لعنۃ اللہ لا یقبل اللہ منہ صرفا ولا عدلا حتی یدخلہ جہنم	جو شخص امور مسلمین میں سے کسی امر کا متولی ہو پھر اُسپر اپنی میل خاطر سے کسی کو حاکم کردے تو اُسپر خدا کی لعنت ہے خدا اُسکی توبہ قبول نہ کریگا نہ فدیہ یہانتک کہ داخل جہنم کریگا۔

اور حاکم نے مستدرک مین حضرت رسولؐ خدا سے بروایت ابن عباس نقل کیا ہے کہ ۔

من استعمل رجلا من عصابۃ وفیھم من ھو ارضی للّٰہ منہ فقد خان اللہ ورسولہ والمومنین

جو شخص کسی گروہ مین سے کسیکو عامل و حاکم بنا دے حالانکہ اُنہین ایسا شخص موجود ہو جو نسبت اسکی مرضی خدا کا زیادہ تابع ہو تو اُس نے خدا اور رسولؐ و مومنین سے خیانت کی ۔

اور بخاری نے اپنی صحیح مین حضرت رسولؐ خدا سے بروایت معقل نقل کیا ہے کہ ۔

ما من وال یلی رعیۃ من المسلمین فیموت وھو غاش لھم الا حرم اللہ علیہ الجنۃ

کوئی والی ایسا نہین جو مسلمین کی کسی رعیت کا حاکم ہو اور اُنکی بدخواہی کی حالت مین مرجائے مگر خدا اُس پر جنت حرام کر دے گا ۔

کیا ان احادیث کو سُننے کے بعد بھی کسی صاحب ایمان کو جو اُن احکام کی تصدیق کرتا ہو جو ایسی ذات سے وارد ہوئے ہین جو خواہش نفسانی سے کلام ہی نکرتا تھا معاویہ کے مستحق لعنت ہونے اور اس امر مین کہ خدا اس سے کسی توبہ اور عذریہ کو قبول نفرمائیگا تا اینکہ اُسے داخل جہنم کر دے اور اس امر مین کہ وہ خدا و رسولؐ اور مومنین سے خیانت کا مرتکب ہوا اور یزید کی محبت مین امت کا بدخواہ مرا کوئی شک و شبہہ ہو سکتا ہے یا اس مقام پر کوئی ایسی تاویل ممکن ہے جس سے اسکے حمایتی اس حدیث کو رد کرنے یا اُسے ضعیف قرار دینے کا ارادہ کر سکین بعض مدعی اکثر یہ بھی دعوے کرتے ہین کہ وہ (معاویہ) مجتہد تھا اسے اپنا نشہ باز و پلید و ناپاک بیٹا ہی اپنے زمانہ کے تمام لوگون سے امامت کے لیے بہتر دکھلائی دیا اور تابع رضا خدا نظر آیا اسکا جواب ہمارے پاس بجز اس کے کہ ہم اس مدعی متکابر کے شر سے بارگاہ الٰہی مین پناہ مانگین اور اُسے اس امر سے ڈرائین کہ خدا اُسپر عذاب نہ نازل کرے اور یہ کہ وہ اسکو بھی انہین دونون سرکشون (معاویہ و یزید) مین شامل نہ کر لے اور کچھ نہین کیا جناب امیرؑ کو معاویہ کے اسوقت تک حکومت شام پر باقی رکھنے سے جبوقت تک کہ اُسکی حکومت مستحکم ہو جائے جیسا کہ مُغیرہ بن شعبہ نے مشورہ دیا تھا بجز اس وعید سے بچنے کے اور کوئی مانع نہ تھا اگرچہ بہت سون کے گمان مین سیاسی رائے اسی کو مقتضی تھی کہ اسکو باقی رکھا جائے

حالانکہ خود حضرت نے استشہاد مین خدا کا یہ قول پیش فرمایا۔

وَمَا كُنتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّينَ عَضُدًا ۝ { اور مین گمراہ کرنے والونکو قوت بازو نہین بناتا۔

پارہ ۱۵ سورہ کہف

بھلا اس دعوے کی سماعت کیونکر ہو سکتی ہے جبکہ معاویہ بذات خود اسکی بطلان کا مقر ہے چنانچہ

جبکہ وہ مکہ مین خطبہ پڑھ رہا تھا تو اُس نے کہا کہ۔

ولولا ھوای فی یزید لابصرت قصدی { اگر یزید کی محبت مجھے اندھا نہ بنا دیتی تو مین اپنی قصد (راہ) دیکھتا

ابن حجر ہیثمی کہتے ہین کہ اس قول مین انتہا درجہ کی نفس پروری پر دلالت ہے کیونکہ یزید کی زیادتی محبت نے اُسے راہ راست سے اندھا کر دیا اور بعد مین لوگونکو اس فاجر و فاسق و خارج از دین دیانت کے ساتھ ہلاکت مین مبتلا کر دیا۔ انتہی۔ لہٰذا اوقات کوی صاحب یہ چیخ پکار مچانے لگتے ہین کہ شاید اُس نے توبہ کر لی ہو۔

والتائب من الذنب کمن لا ذنب لہ ۔ اور گناہ سے تائب گویا ایسا ہی کہ اسکے واسطے کوئی گناہ ہی نہین

صاحب نصائح کافیہ کہتے ہین کہ توبہ اسوقت تک متحقق و صحیح نہین ہو سکتی جبتک کہ گناہون کو قطعاً ترک نہ کر دیا جائے اور افعال گذشتہ پر نادم نہو اور آیندہ کے واسطے دوبارہ اس گناہ کی طرف عود نکرے جیسا کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔

وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَن يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ

{ اور وہ لوگ جو بدی کر بیٹھتے ہین یا اپنی جانون پر ظلم کرتے ہین تو خدا کو یاد کر کے اپنے گناہون کی معافی چاہتے ہین اور سوا خدا کے گناہون کو کون معاف کر سکتا ہے۔ اور جو کچھ وہ کر چکے جان بوجھ کر اُسپر اصرار نہین کرتے۔

پارہ ۴ سورہ آل عمران۔

معاویہ کا یزید کی محبت مین گمراہ ہونا

یہ تینون باتین معاویہ مین مفقود و منتفی ہین اسلئے کہ اس نے یزید کی بیعت کے واسطے مسلمانونکو مجبور کیا اور اپنے آخری دم تک اس پر مصر رہا۔ اس مین کیونکر شک ہو سکتا ہے حالانکہ اس مطلب پر اسکی

وہ وصیتین اور تعلیمین شاہد ہین کہ جو اس سے یزید کی نسبت صادر ہوئین - ابوجعفر طبری نے اپنی
تاریخ مین اور ابن اثیر نے کامل مین اور بیہقی نے محاسن و مساوی مین اور انکے علاوہ دیگر مورخین نے
بھی نقل کیا ہے کہ معاویہ نے یزید سے کہا کہ تیرا اہل مدینہ سے ایکدن ضرور سامنا ہوگا پس اگر
وہ ایسا کرین تو مسلم ابن عقبہ کے ذریعہ سے واقع کرنا یہ وہ شخص ہے جسکی خیر خواہی تجھے معلوم ہے انتہی
معاویہ خوب پہچانتا تھا کہ مسلم دیندار نہین ہے اسی بنا پر یزید کو اسکے ذریعہ سے اہل مدینہ کے
دفع کرنیکا حکم دیا اور یزید نے بھی ویسا ہی اپنے باپ کے فرمودہ پر عمل کیا اور مسلم نے بھی اہل مدینہ کے
ساتھ وہی برتاو کیا جسکی اُس سے خواہش کی گئی تھی چنانچہ یزید نے اُس سے کہا کہ اے مسلم تو
اہل شام کو کسی اس بات سے نہ روکنا جو وہ اپنے دشمنون کے ساتھ کرنا چاہین - پس وہ اہل شام
کے لشکر انکو اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوا اور اہل مدینہ کو ڈرایا دھمکایا اور تین دن تک ہر فعل قبیح کو انکے
واسطے مباح کردیا تقریباً تین سو لڑکیون کی بکارت زائل ہوئی اور ہزار عورتون سے زیادہ کے
یہان بغیر شوہر کے بچے پیدا ہوئے مسلم نے مدینہ کا نام نتنہ (ناپاک بدبودار) رکھا حالانکہ
رسول خدا نے اسے طیبہ کے ساتھ موسوم فرمایا تھا اور قریب قریب ایکہزار سات سو آدمی قریش
و انصار و صحابہ اور انکی اولاد سے مقتول ہوئے اور دوسرے لوگون مین چار ہزار سے زیادہ
مارے گئے اور مسلمانون سے اس اقرار پر بیعت لی کہ وہ یزید کے غلام ہین جسنے اس سے
انکار کیا مسلم نے اُسے تلوار کے گھاٹ اُتارا الی غیر ذلک من المنکرات محدث میہہ
ابن قتیبہ نے کتاب الامامۃ والسیاسۃ مین اور بیہقی نے المحاسن والمساوی مین بیان کیا ہے
مگر الفاظ اول کے یہ ہین کہ ابو معشر ناقل ہے کہ ایک شامی زنان انصار مین سے ایک زن نفسا
زچہ کے پاس آیا اسکی گود مین بچہ تھا پوچھا کہ کیا تیرے پاس کچھ مال ہے وہ بولی کہ بخدا کوئی چیز
میرے پاس [illegible] شامی نے انہین [illegible] کہنے لگا کہ مجھے تو کوئی کوئی چیز دینا ضروری ہے
ورنہ مین تجھے اور تیرے اس بچہ کو مار ڈالونگا اسنے کہا تجھے خدا کی مار تو یہ بھی جانتا ہے کہ یہ ابوکبشہ
انصاری صحابی رسول خدا کا بچہ ہے اور مین بروز بیعت شجرہ رسول سے اس عہد پر بیعت کر چکی ہون

نہ چوری کرونگی نہ زنا کی مرتکب ہونگی نہ اپنے کسی بچہ کو قتل کرونگی نہ کسی پر افتراء وبہتان باندھونگی چنانچہ آجتک ان باتون مین سے کسی امر کی مرتکب نہین ہوئی پس تو بھی خدا سے خوف کر پھر اپنے بچہ کی طرف متوجہ ہوکر کہنے لگی بیٹا اگر میرے پاس کچھ بھی ہوتا تو مین تیرا فدیہ دیتی (مگر کیا کرون نا دار مجبور ہون) ابو معشر کہتا ہے کہ بچے کے منہ مین اسکی مان کی چھاتی تھی کہ اُس نامرد نے اسکی ٹانگ پکڑکر اسکی مان کی گود مین سے کھینچ لیا اور دیوار پر دے مارا کہ اسکا دماغ پاش پاش ہوگیا راوی کہتا ہے کہ ابھی وہ اس گھر سے باہر قدم نہ رکھنے پایا تھا کہ اُسکا آدھا چہرہ سیاہ ہوگیا اور لوگون کے واسطے ضرب المثل بنگیا ایسی باتین اہل شام اور خود مسلم سے بہت ہوئین پس مسلم ان سب (حرکات) مین حکم یزید کا نافذ کرنیوالا اور یزید بحکم معاویہ کا جاری کرنیوالا ہی لہذا یہ تمام بیگناہون کا خون اور یہ سب امور منکرہ جو موجب ہلاکت ہین بلکہ خون جناب سید الشہدا حسین ابن علیؑ اور اُنکے اصحاب باوقار کا خون بھی اولاً تو معاویہ ہی کی گردن پر ہے اور پھر یزید کی گردن پر اور تیسرے نمبر پر مسلم اور ابن زیاد کی گردن پر ہے کیا اسکے بعد بھی کہا جاسکتا ہے کہ شاید اسنے توبہ کرلی ہو اور پہلی رائے سے پلٹ گیا ہو۔ کلا واللہ (ایسا ہرگز نہین ہوسکتا) وہ شخص بہت ہی بیحیا ہے جسنے یہ کہا ہے کہ معاویہ نے ہمارے واسطے ہر زمانہ مین ایک گروہ باغی چھوڑ رکھا ہے بلاشک یہی اسکے پیرو اور حامی آجتک موجود ہین جو حقیقتون کو بدل کر حق کو باطل کا لباس پہنا دیتے ہین۔

مسلم نے اپنی صحیح مین روایت کی ہے کہ۔

من اخاف اھل المدینۃ ظلما اخافہ اللہ وعلیہ لعنۃ اللہ و الملائکۃ والناس اجمعین	جو شخص اہل مدینہ کو بظلم ڈرائے خدا اُس کو ڈرائے گا۔ اور اُسپر خدا اور ملائکہ اور سب لوگون کی لعنت ہے۔

بیعت یزید کی تمہید مین معاویہ کی مکاریان

اس مقام پر ہم بعض اُن بدکاریونکو نقل کرتے ہین جنکا بیعت یزید لینے کی تمہید مین معاویہ مرتکب ہوا ہے۔ چنانچہ کچھ حصہ تو انکا محدثین نے نقل کیا ہے اور کچھ اہل مغازی نے۔ امام شافعی اپنے رسالہ مین اس امر کے

قائل ہوگئے ہین کہ اہل مغازی بہ نسبت اُس ایک شخص کے جو ایک ہی سے نقل کرے بعض امور مین اقوے ہین - ابن اثیر کہتے ہین کہ اس خیال (بیعت یزید) کی ابتدا مغیرہ ابن شعبہ سے ہوئی ہے اسلیے کہ جب معاویہ نے اسکو حکومت کوفہ سے معزول کرنا چاہا اور یہ خبر انکو بھی پہنچ گئی تو اُسنے سوچا کہ اسوقت یہی مناسب ہے کہ مین خود معاویہ کے پاس استعفا دیدون تاکہ لوگونپر یہ ظاہر ہو کہ مین خود ہی اس حکومت سے کارہ و متنفر تھا پس (یہ سوچکر) معاویہ کے پاس روانہ ہوگیا جب وہان پہنچا تو اصحاب معاویہ سے کہا کہ مین نہ تو اب تم سے حکومت لونگا نہ امارت اور کبھی بھی ایسا نکرونگا - اور وہان سے چلکر یزید کے پاس پہنچا اور اس سے کہا کہ رسول خدا کے اصحاب مین جو اعیان و بزرگ تھے وہ اور اکابر قریش تو چل بسے اب صرف انکی اولاد باقی ہے - تو اُن سب مین از روے راے افضل و بہتر اور سنت و سیاست مین عالم تر ہے (یہ شہادت ندرا اور فریب دہی قابل دید ہے) میری سمجھ مین نہین اتا کہ امیر المومنین (معاویہ) کو آپ کے لیے بیعت لینے سے کون امر مانع ہے - یزید بولا کہ کیا یہ بات تیری راے مین پوری ہو سکتی ہے - جواب دیا کہ ہان (اب) یزید کو کہان تاب تھی فوراً اپنے باپ کے پاس پہنچا - اور مغیرہ سے جو کچھ گفتگو ہوئی تھی اُسکو کہہ سنایا معاویہ نے مغیرہ کو دربار مین بلوا کر دریافت کیا کہ یزید تم سے کیا نقل کرتا ہے اُس نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین عثمان کے بعد کے اختلافات اور خونریزی کے واقعات دیکھ چکا ہون اور یزید آپکا خلف الرشید ہے (سچ کہا بیشک ظالم کا خلف ظالم ہی ہوا کرتا ہے) لہذا آپ اسکے لیے بیعت لیلین (خدانخواستہ) اگر آپ پر کوئی حادثہ اگر پڑے تو یہ لوگونکا جاے پناہ اور خلیفہ ہوگا نہ کوئی خونریزی ہوگی نہ کوئی فتنہ اُٹھے گا اُس نے کہا کہ میرا اسمین مددگار کون ہوگا کہا کہ بصرہ والونکو تو آپکی طرف سے مین کافی ہون اور کوفہ کے لیے زیاد ان دونون شہرون کے باشندون کے بعد کسی کو مجال مخالفت باقی نرہیگی - معاویہ نے کہا کہ اچھا تو تو اپنی حکومت پر جا اور وہان ان ... سے بھی ہم لوگون سے گفتگو کر - پھر اُسکو رخصت کر دیا اور وہ اپنے ساتھیون کے

پاس پہنچا تو انہوں نے دریافت کیا کہ کیا کر آئے کہنے لگا کہ میں نے معاویہ کا پاؤں ایسی جرمی
رکاب میں پھنسا دیا ہے جسکی غایت امت محمدی پر بہت بعید ہے اور انکے لیے ایسا رخنہ
ڈالدیا ہے جو کبھی نہیں بھر سکتا۔ (سچ کہا کیا ایسے ہی لوگ قابل رحمت ہیں)
مغیرہ بصرہ کو روانہ ہوگیا وہاں اپنے معتمدین سے اور جنکے تابعین بنی امیہ ہونیکا علم تھا یزید کے
معاملہ کا تذکرہ کیا ان سبھوں نے اسکی بیعت کو منظور کرلیا تب انہیں سے دس آدمیوں کا وفد
تیار کیا بعضوں نے زیادہ بھی لکھے ہیں اور انکو تیس ہزار درہم عطا کیے اور اپنے بیٹے موسیٰ کو
انپر سردار کیا جب یہ لوگ معاویہ کے پاس پہنچے تو بیعت یزید کی تحسین کی اور اسکے منعقد کرنیکی
اسے دعوت دی معاویہ نے کہا کہ اسکے اظہار میں جلدی نکرو اور اپنی رائے پر قائم رہو۔ پھر
(تنہائی میں) موسے سے دریافت کیا کہ تیرے باپ نے ان سب کے دین کو کس قیمت میں خریدا
اس نے کہا تیس ہزار درہم میں۔ کہا انکا دین انپر نہایت ہی سُبک ہے میں کہتا ہوں کہ وہ
خریدار پر اور جسکے واسطے خرید ہوا اور جسکے حکم سے خریدا گیا سب سے زیادہ حقیر و ذلیل تھا انتہی
حاکم اور طبرانی نے عبدالصمد ابن حرث ابن جزء سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا
میرے بعد عنقریب ایسے سلاطین ہونگے کہ فتنے انکے دروازوں پر اونٹوں کی طرح پڑاؤ ہوگا
وہ کسی کو کوئی شے نہ دینگے مگر یہ کہ اسیقدر اسکا دین لے لینگے۔ الغرض معاویہ زمانہ دراز تک
مال و مدارات سے یگانوں اور بیگانوں کے ساتھ سلوک کرتا رہا۔ اور یہانتک لطف کا برتاؤ
کیا کہ بہت سے لوگ اسکے ساتھی ہوگئے اور وہ منتظر موقع رہا تا اینکہ حضرت امام حسن علیہ السلام کا
انتقال ہوگیا۔ علامہ ابن قتیبہ کتاب الامامہ والسیاسہ میں لکھتے ہیں کہ امام حسنؑ کی وفات کے
بعد تو معاویہ نے بہت ہی کم توقف کیا یہانتک کہ شام میں یزید کی بیعت لی۔ اور تمام اطراف
جوانب میں اسکی بیعت لینے کے لیے خطوط بھیجدیئے۔ اسوقت مدینہ پر اسکی طرف سے مروان
بن حکم عامل تھا جو خط اسکو لکھا ہے اسمیں بیعت یزید کا تذکرہ کرتا ہے کہ یہ وہ بات ہے جو خدا نے
اسکی زبان پر جاری فرمائی اور اسکو حکم دیتا ہے کہ جو اسکے پاس قریش وغیرہ اہل مدینہ سے ہیں

اُنکو چاہیے کہ یزید کی بیعت کے لیے جمع کرے (یہ وہ امر منکر تھا کہ) جب مروان نے معاویہ کے اس خط کو پڑھا تو اُس نے بھی اس سے انکار کیا اور قریش نے بھی۔ پس اسنے معاویہ کو لکھا کہ آپکی قوم آپ کے بیٹے کی بیعت کے متعلق آپ کے حکم کو قبول کرنے سے انکار کرتی ہے اب جیسی آپکی رائے ہو ظاہر کیجیے معاویہ نے فوراً اُسکو معزول کر کے سعید ابن عاص کو حاکم بنا دیا مروان غصہ مین بھرا ہوا اپنے مامون کے پاس چلا گیا۔ اور معاویہ نے سعید بن عاص کو خط لکھا جسمین اُسکو حکم دیتا ہے کہ اہل مدینہ کو بیعت یزید کی دعوت کرے اور جو لوگ اسمین تعجیل کرین اور تعجیل نکرین اُنکے نام لکھے۔ جب سعید ابن عاص کے پاس یہ خط پہنچا تو اُس نے سبکو بیعت یزید کی دعوت دی اور اسمین بہت خشونت کا اظہار کیا اور سختی اور سزا سے ڈرایا اور جس شخص نے اسمین ڈھیل کی اسکو گرفتار کر لیا پھر بھی بجز چند لوگون کے سب نے اس سے انکار کیا بالخصوص بنی ہاشم مین سے تو کسی نے بھی قبول نہین کیا۔ اور ابن زبیر اس بارہ مین سب لوگون سے زیادہ انکار کرتا رہا۔ سعید ابن عاص نے یہ سب ماجرا معاویہ کو لکھ بھیجا جب اُسکو یہ بات معلوم ہوئی تو اُسنے چند خطوط عبد اللہ ابن عباس اور عبد اللہ ابن جعفر اور عبد اللہ ابن زبیر اور حضرت امام حسین علیہ السلام کو لکھے اور سعید بن عاص کو مامور کیا کہ یہ خطوط لیکر ان سب کے پاس پہنچا دے اور جواب لیکر بھیجدے یہ کل خطوط ایک جہت سے تہدید اور دوسری جہت سے خوشامد پر مشتمل تھے۔ سب نے اسکا جواب نارضامندی مین دیا اور اس بارہ مین بحثین جو ہوئین جنکو ہم بیان بخوف طوالت ذکر نہین کرتے حضرت امام حسین علیہ السلام کے نام کے خط اور انکے جواب کی عبارت کا خلاصہ یہ ہے۔ اور یہ دونون خط اور باقی خطوط اور انکے جوابات کے واسطے عنوان اور مثال ہین (انہین سے اور خطوط کا مضمون سمجھ لینا چاہیے)

معاویہ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو لکھا۔ کہ میرے پاس آپکی طرف سے وہ امور پہنچے ہین جنکا مجھے آپکی طرف سے گمان بھی نہ تھا کیونکہ آپ ایسی باتون سے [illegible] ہین اور بیعت پورا کرنے کا سب سے زیادہ سزاوار وہ شخص ہے جو شرف و منزلت مین آپکی مثل ہو۔ پس اختلاف کے درپے نہ ہوجیے اور خوف خدا کیجیے اور اس اُمت کو فتنہ مین نڈالیے اور اپنی جان اور دین اور

اُمتِ محمدیہ کا خیال کیجیے آپ کو وہ لوگ دھوکا دیتے ہیں جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے ہیں۔ جواب میں
حضرت امام حسینؑ نے تحریر فرمایا کہ تمہارا خط میرے پاس آیا جسمیں تمنے لکھا ہے کہ تمہیں میری
طرف سے وہ امور پہنچے ہیں جنکا تمہیں یہ سمجھکر کہ مجھے ان باتوں سے نفرت ہے گمان نہ تھا۔
(بات یہ ہے کہ) نیکیوں کی ہدایت دینے والا اور انکو درست کرنیوالا صرف خدا ہی ہے مگر تم نے
جو ذکر کیا ہے کہ میری طرف سے تمہیں کچھ باتیں پہنچائی گئی ہیں تو انکے پہنچانے والے فتنہ و جنگ سازی
اور چغلخور ہیں جنکا مقصود اجتماع و اتفاق میں تفرقہ ڈالنا ہے۔ حالانکہ ان گمراہ اور خارج از دین لوگوں نے
جھوٹ بولا میں نے نہ تو کبھی جنگ کا ارادہ کیا نہ اختلاف کا حالانکہ میں تمہاری اور تمہارے گروہ کی
نسبت جو کہ ظالم اور حرام خدا کو حلال جاننے والے اور ظلم کے ساتھی اور شیطان رجیم کے مددگار ہیں
اس امر (حرب و مخالفت) کے ترک کر دینے سے خدا سے خائف و ترساں ہوں (کہ کہیں وہ
مجھ سے مواخذہ نفرمائے) کیا تو حجرؓ و اصحاب حجر کا قاتل نہیں ہے۔ جو کہ عبادت گذار خدا سے
ڈرنے والے۔ بدعت کو عیب جاننے والے۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے عامل تھے
تمنے انکو صرف عداوت و ظلم سے بعد اسکے کہ ان سے مضبوط وعدہ اور تاکیدی عہد کر چکے تھے
خدا پر جرأت اور اسکے عہد کا استخفاف کرتے ہوئے قتل کر دیا۔ اور کیا تم عمرو بن حمق کے قاتل
نہیں ہو۔ جسکا چہرہ عبادت خدا سے کہنہ اور پوسیدہ ہو گیا تھا تمنے اسکو قتل کر دیا بعد اس کے
کہ تمنے اس سے وہ عہد کیے تھے کہ آدمی تو آدمی اگر ان کو پہاڑی بکریاں سمجھ لیتیں تو وہ بھی پہاڑوں کی
چوٹیوں سے نیچے اتر آتیں۔ کیا تمنے اسلام میں زیاد کو اپنے نسب سے ملحق نہیں کیا اور تمنے اسکی
نسبت ابو سفیان کے بیٹے ہونیکا دعوے کیا حالانکہ جناب رسول خدا حکم دے چکے ہیں کہ
ان الولد للفراش وللعاهر الحجر { بچہ شوہر کا ہوتا ہے اور زانی سنگسار کرنے کا مستحق ہے
پھر تمنے اسکو اہل اسلام پر مسلط کر دیا۔ کہ وہ انکو قتل کرتا تھا اور ہاتھ پاؤں بے ترتیب کاٹتا اور
درخت کی شاخوں پر سولی دیتا تھا۔ سبحان اللہ اے معاویہ گویا تم اس امت میں سے
نہ تھے۔ اور نہ وہ لوگ کچھ تمسے علاقہ رکھتے تھے۔ اور کیا تم حضرمی کے قاتل نہیں ہو جسکی نسبت

زیاد نے تمہیں لکھا کہ وہ حضرت علیؑ کے دین پر ہے۔ حالانکہ حضرت علیؑ کا دین بعینہٖ تمکے ابن عم کا
دین ہے جسکو تمنے اس جگہ پر جہاں تم اب ہو لا بٹھایا اگر یہ نہ ہوتا تو تمہارا اور تمہارے بزرگون کا
انتہائی شرف (رحلۃ الشتاء والصیف) جاڑے اور گرمیون کے دو پُر تکلف سفر تھے۔
پس خدا نے تم لوگوں پر ہماری وجہ سے احسان رکھا تمنے اپنی تحریر مین یہ بھی لکھا ہے کہ اس اُمت کو
فتنہ و فساد مین نہ ڈالیے حالانکہ مین تمہاری حکومت سے زیادہ اس اُمت پر کوئی عظیم فتنہ
نہیں جانتا۔ تمنے یہ بھی لکھا ہے کہ اپنی جان اور دین اور اُمت محمدؐ کا خیال کیجیے بخدا مین
اس سے زیادہ کوئی فضیلت نہیں پہچانتا کہ تم سے جہاد کرون پس اگر مین ایسا کرون تو یہ امر میری
واسطے قربت خدا کا سبب ہے اور اگر نہ کرون تو خدا سے اپنے گناہ کا استغفار کرتا ہون اور
اُن چیزون کی توفیق چاہتا ہون جو اُسے محبوب اور اُسکی رضا و خوشنودی کے موافق ہین اور تمنے
جو یہ لکھا ہے کہ اگر تم میرے ساتھ فریب کی باتین کروگے تو مین بھی تمہارے ساتھ فریب کی باتین کرونگا
پس اے معاویہ جو تمسے ہو سکے میرے ساتھ فریب کرو اس لیے کہ مین اپنی حیات کی قسم
کھاتا ہون کہ ہمیشہ اور قدیم سے نیکوکارون کو فریب دیا گیا ہے۔ مین خدا سے امیدوار ہون کہ
اسمین تم اپنے ہی نفس کو ضرر پہنچاؤگے اور تمہارا ہی عمل گھاٹے مین رہیگا جو تمہاری امکان
مین ہو میری ساتھ فریب کرو۔ اور اے معاویہ خدا سے ڈرو اور یہ جان لو کہ خدا کا ایک دفتر ہے
جسمین کوئی چھوٹا بڑا گناہ ایسا نہیں جسکو اُسنے احاطہ نہ کر لیا ہو اور جان لو کہ خدا تمہاری بدگمانی
سے قتل کو بھلانیوالا نہیں ہے اور نہ تہمت کی گرفت کو اور نہ ایک ایسے طفل کے امیر بنانیکو
جو شراب پیتا ہے اور کتون سے کھیلتا ہے میری سمجھ مین تو بجز اس کے اور کچھ نہیں آتا کہ تونے
اپنے نفس کو ہلاک اور اپنے دین کو برباد اور رعایا کو ضائع کر دیا ہے۔ والسلام۔

راوی کہتا ہے کہ تب سعید بن عاص نے معاویہ کو لکھا کہ حسینؑ کسی نے بیعت نہیں کی
اور سب لوگ اسی جماعت کے تابع ہین اگر انہون نے بیعت کر لی تو سب کر لین گے اور کوئی
علیحدہ نہ رہیگا اور اُسکے پاس ان سب حضرات کے جواب روانہ کر دیے جب معاویہ کو

یہ خبر پہونچی تو سعید کو لکھا کہ میرے آنے تک کوئی تحریک نکرے پھر حج کے بہانہ سے معاویہ مدینہ
پہنچا۔ جب مدینہ کے قریب آیا تو لوگ سوار و پیادہ اسکے استقبال کو باہر نکلے بچے اور عورتیں بھی
استقبال کو نکلیں پس وہ سب کے ساتھ موافق حیثیت پیش آیا جو اسکے مقابل ہوا اُسکے ساتھ نرمی
اور ملائمت برتی حتےٰ کہ عام لوگوں سے ہمکلام ہوا اور حتی الوسع انکو قریب بہی اور خوب آؤ بھگت
کریکے انکی تالیف قلوب تاکہ ان کو اس بات کی طرف مائل کرے جسمین کچھ لوگ پیش چکے تھی
حتےٰ کہ بعض اپنی مقناطیسی باتون مین یہ کہا کہ اے اہل مدینہ مین جابر مشقت سفر کی تکالیف محض
تمہارے اشتیاق و دیدار مین برداشت کرتا رہا (تاآنکہ) اس اشتیاق مین راہ دور و دراز طے
اور سختیاں آسان ہوگئین اور ہمسایگان رسول خدا اسی کے مستحق ہین کہ انکا ہر دلمین شوق ہو
راوی کہتا ہے کہ اسی ہمراہ کے ساتھ مقام جُرف تک پہنچا وہان حضرت امام حسین علیہ السلام
اور عبد اللہ ابن عباس سے ملاقات ہوئی (انہیں دیکھکر) معاویہ نے کہا کہ حضرت رسول خدا
کے نواسے کو مرحبا ہو۔ پہلو گون کی طرف رخ کرکے کہنے لگا کہ یہ دونون حضرات اولاد عبد مناف کے
سردار ہین پھر خود ان دونون کی طرف ملتفت ہوا اور نہایت توجہ سے کلام شروع کر دیا اور نہایت
تعظیم کی اور تقرب مین کبھی اسکی طرف متوجہ ہوتا اور کبھی اُس سے ہنستا یہانتک کہ مدینہ مین
داخل ہوا۔ اور اہل شام مین سے ایک خلقت کثیر اسکے ہمراہ تہی تا اینکہ حضرت عائشہ کے پاس گیا
اور اجازت چاہی انہون نے تنہا اُسی کے لئے اجازت دی کوئی اسکے ساتھ نہ گیا حضرت عائشہ
کے پاس اسوقت انکا غلام ذکوان حاضر تہا پس انہون نے معاویہ کو نصیحت کی اور شیخین د
حضرت ابوبکر و حضرت عمر کی اپیروی کی۔ ترغیب دلائی اور حجر بن عدی اور اسکے اصحاب کے قتل پر
سخت و سُست کہا۔ پھر وہ رخصت ہوکر چلا گیا یہانتک کہ اپنی فرودگاہ تک پہنچا
بعد ازان حضرت امام حسین علیہ السلام کو آدمی بہیجکر طلب کیا اور تخلیہ کرکے کہا کہ ای بھتیجے
سب لوگ اس امر (بیعت یزید) کے لیے تیار ہین الا قریش کے پانچ شخص اور تم ان کے
پیشوا اور سردار ہو۔ اے پسر برادر تمہارا اس مخالفت سے کیا مقصد ہے حضرت امام حسین نے

تو ان لوگون سے پیغام سلام کرا گر انہون نے بیعت کرلی تو مین بھی انہین کا ساتھ دونگا ورنہ اس امر مین
میرے ساتھ عجلت نہ کرنا چاہیے معاویہ نے پوچھا کیا آپ ایسا کرین گے فرمایا ہان - راوی کہتا ہی کہ
تب اُسنے حضرت امام حسینؑ سے اس بات کا عہد لیلیا کہ کسی شخص کو ہماری ان باتون کی خبر نہو
پھر حضرت امام حسینؑ واپس چلے گئے پس معاویہ نے ایک ایک کرکے باقی حضرات کو بلایا اور
جو حضرت امام حسینؑ سے کہا تہا وہی ان سب سے کہا ہر ایک نے وہی جواب دیا جو حضرت
امام حسینؑ نے دیا تہا - راوی کہتاہے کہ معاویہ نے دوسری روز صبح کو اجلاس کیا اور اپنے کتاب
و امرا کو ایسے مقام پر بٹھایا جہان سے وہ اسکے احکام کو سُن سکین اور دربان کو حکم دیدیا کہ لوگونمین سے
کسیکو خواہ وہ کیسا ہی عزیز قریب کیون نہو اندر آنیکی اجازت نہدی پھر امام حسینؑ اور عبد اللہ ابن
عباس کے پاس آدمی بھیجا پہلے ابن عباس پہنچے پس اُنکو اپنی بائین طرف بٹھایا اور باتون مین
مشغول کیا یہانتک کہ حضرت امام حسینؑ آگئے اور داخل ہوئے پس اُنکو اپنی جانب راست پر
جگہہ دی اور اولاد امام حسنؑ اور اُنکے سن وسال کا حال پوچھتا رہا اور وہ بتلاتے رہے پھر معاویہ نے
خطبہ شروع کیا جسمین حمد خدا و ثنائے رسول مجتبےٰ بجالایا اور شیخین اور عثمان کا تذکرہ کرکے یزید کا
ذکر چھیڑ دیا کہ وہ اسکی بیعت سے رعیت کے رخنون کو بند کرنا چاہتا ہے اور اسکے عالم قرآن و سنت
اور حلم سے متصف ہونیکا تذکرہ کیا اور یہ کہ وہ از روے سیاست و مناظرہ ان دونون صاحبون پر
فائق ہے گویا دونون سن مین اس سے زیادہ اور قرابت مین اس سے افضل ہین اور اسکی شہادت مین
اس امر کو پیش کیا کہ رسولؐ خدا نے ذات السلاسل مین عمرو بن عاص کو حضرت ابوبکر و عمر و دیگر اکابر صحابہ
پر حاکم بنایا تہا اور کہا کہ عمرو کا اس امر پر قیام بہترین قیام ہے اور پیروی رسولؐ خدا کی تاسّی بہر حال
خوب ہے - پھر دونون سے اپنے کلام کا جواب طلب کیا - راوی کہتاہے کہ ابن عباس مہیائے
کلام ہوئے ہی تہے کہ امام حسینؑ نے ان سے کہا تم ٹھہرو مقصود تو مین ہون اور اس تہمت مین
میرا حصہ سب سے زیادہ ہے - پھر حضرت امام حسینؑ کھڑے ہوگئے اور خدا کی حمد کی اور
حضرت رسولؐ خدا پر صلوات بھیجی اور فرمایا کہ - اے معاویہ کوئی قائل اوصاف رسولؐ کے

بیان مین اپنے کلام کو کتنا ہی کیون نہ طول دے مگر کل مین سے ایک جز کو بھی ادا نہین کر سکتا
مین نے تیری اس تقریر کو خوب سمجھ لیا جسکو تو نے بعد رسالتمآب اُنکے خلفار کی نسبت بالاجمال
بیان کیا اور اُنکے اظہار حالات مین اختصار سے کام لیا اور بیعت کے تفصیلی واقعہ سے اعراض
کیا - ہیہات ہیہات اے معاویہ نور صبح نے تاریکی شب کو رسوا اور ضیار آفتاب نے چراغون کی
چمک کو ماند کر دیا ہے تو اتنا بڑہا کہ حد افراط کو پہنچگیا اور اسقدر طالب ترجیح ہوا کہ ظلم کا مرتکب ہوا
لوگون کے حقوق کو اتنا روکا کہ بخیل بنگیا ظلم وجور اسقدر کیا کہ حد سے گذر گیا تو نے کسی حقدار کو حق
کے نام سے ایسا حصہ نہین دیا - تاوقتیکہ شیطان نے اسمین سے اپنا حظ وافر اور نصیب کامل نہ لیلیا ہو
تو نے جو یزید کے کمالات اور اسکی امت محمدیہ کے سیاست و انتظام کی قابلیت کا تذکرہ کیا وہ بھی
مین سمجھ گیا - تو چاہتا ہے کہ یزید کے متعلق لوگونکو دہوکا دے اور وہم مین ڈالدے گویا کہ تو کسی
مجہول الحال یا غائب کی تعریف کر رہا ہے یا تو اپنی دانست مین ایسی بات کی خبر دے رہا ہے
جسکا علم تجہی کو ہے اور لوگ اس سے ناواقف ہین حالانکہ یزید نے بذات خود اپنے واسطے رائے زنی
کا پورا موقع دیدیا ہے پس تو یزید کی اُن صفات کو لے جو اُسنے اُڑنیکی غرض سے شکاری کتون کی
تلاش اور باہم بڑہجانیوالے کبوترون اور طبلہ و ساز والی رنڈیون اور قسم قسم کے کھیلون سے حاصل کی ہین
اسمین تجہے اس سے ضرور مدد ملیگی تو تو اسکو اپنا ناصر و مددگار پائیگا - جس بات کو تو چاہتا ہے اس
خیال سے درگذر تجہے کیا ضرور ہے کہ موجودہ گناہون سے زیادہ اور خلق خدا کا زیادہ وبال اپنی گردن پر
لیکر خدا سے ملاقات کرے بخدا تو ہمیشہ ظلم مین امر باطل اور ستم مین بیجا دباو کی ایجاد کرتا رہا ہے
حتی کہ اب ظلم وجور سے تو نے مشکین بہر دی ہین حالانکہ تیرے اور موت کے مابین ایک چشم زدن
کی دیر ہے پس بروز قیامت جس سے کسیکو مفر نہ ہوگا ان کرتوتون سے جو عند اللہ محفوظ ہین سامنا
کرنیکے لیے تیار رہ - مین دیکھتا ہون کہ تو نے ابتک اس (امر حکومت) مین ہماری طرف سے
اعراض کیا اور ہمارے آباؤ اجداد کی میراث کو ہمسے روک دیا ہے واللہ کہ ہم از روی ولادت جناب
رسول خدا کے وارث ہین تو ہمارے سامنے وہ حجتین پیش کرتا ہے جو وقت وفات رسول اُنہون نے

ہونیوالے فرقہ (مدعی خلافت یعنی انصار) کے سامنے کی گئین تھین وہ اس حجت کو مان گئے
اور انصاف کرنیکی قسمین کھائین پس تم لوگون نے حیلہ بازیان شروع کین اور جو فعل چاہا کیا تا آنکہ
اے معاویہ امر حکومت تجھ تک ایسے راستہ پہنچا جو بخط مستقیم تیرے غیر کے واسطے تھا۔
فھناك فاعتبروا یا اولی الابصار (اے صاحبان بصیرت یہ مقام عبرت حاصل کرنیکا ہے)
تو نے عمرو عاص کے زمانہ رسولؐ مین قوم پر عامل ہونے اور حضرت کے اسکو حاکم بنانے کا
تذکرہ کیا ہے حالانکہ یہ اُسوقت کا واقعہ ہے جبکہ عمرو عاص کو صحبت رسولؐ اور اُنکی بیعت و
اطاعت کا شرف حاصل تھا پھر بھی عمرو عاص ابھی ہونے بھی نہ پایا تھا کہ قوم نے اسکی سرداری
کو بنگاہ نفرت دیکھا اور اُسکی تقدیم سے کراہت کی اور افعال شنیعہ کو پیش رسولؐ شمار کرایا چنانچہ
حضرت نے فرمایا کہ اے گروہ مہاجرین کچھ مضائقہ کی بات نہین انشاء اللہ آج کے بعد وہ تم پر
عامل نہ کیا جائیگا پس تو جناب رسولؐ خدا کے منسوخ شدہ فعل سے ایسے وقت کیونکر حجت پیش
کرتا ہے جسمین احوال رعیت کی نگرانی کرنیکی زیادہ ضرورت ہے اور ایسے امر صواب کے اختیار کرنیکی
زائد حاجت ہے جبکہ سب لوگ مجتمع ہو جائین یا تو نے ایک تابعی کو صحابی کے کیونکر مساوی
کر دیا حالانکہ تیرے حول و گرد وہ لوگ موجود ہین جنپر اطمینان حاصل ہے کہ وہ درحقیقت صحابی رسولؐ
اور دین و قرابت مین معتمد ہین تو یہ چاہتا ہے کہ انکو چھوڑ کر ایک ایسے شخص کو اختیار کرے جو حد سے
تجاوز کرنیوالا اور مبتلائے فتنہ ہے تاکہ لوگونکو ایسے شبہ مین ڈالدے جس سے شخص باقی (یزید) سعادت
دنیا سے بہرہ مند ہو اور تجکو آخرت مین شقاوت نصیب ہو۔ ان ھذا لھو الخسران المبین
واستغفر اللہ لی ولکم۔ راوی کہتا ہے کہ یہ سُنکر معاویہ نے ابن عباس کی طرف دیکھا اور
کہا اے ابن عباس یہ کیا ماجرا ہے تیرے پاس اس سے زیادہ تکلیف دہ اور تلخ تر جواب
ہوگا۔ پس ابن عباس نے کہا کہ خدا کی قسم جناب امام حسینؑ البتہ اولاد رسولؐ اور اصحاب کساء مین سے
کا ایک اور خاندان پاکیزہ سے ہین پس اپنے ارادہ سے باز آ کیونکہ اور لوگ تیرے واسطے کافی ہین
جبتک کہ خدا اپنے امر کا حکم دے۔ وھو خیر الحاکمین۔ پس معاویہ نے کہا کہ اچھا خدا حافظ

آپ دونون صاحب واپس جائین - انتہی ملخصاً من کتاب ابن قتیبہ - اور ابن اثیر نے کامل مین
لکھا ہے کہ پھر یہ لوگ مکہ چلدیے اور وہین قیام کرلیا یہان معاویہ نے مدینہ مین خطبہ پڑہا اور یزید کا
ذکر کرکے اُسکی خوب تعریف کی اور کہا کہ اس سے زیادہ فضیلت اور عقل و رتبہ مین کون حقدار خلافت
ہوسکتا ہے اور ایک قوم کی طرف گمان ہے کہ وہ اُسوقت تک باز نہ آئنگی جبتک کہ اُنپر ایسی
مصیبتین نہ پڑین کہ انکی جڑ کو اُکھاڑ کر پہینکدین اور مین تو ڈراتا ہون اگر ڈرانے والی باتین کچھ مفید
ہون - پھر وہ کہتے ہین کہ جبتک مرضی خدا تھی معاویہ مدینہ مین ٹھیرا پھر مکہ کی طرف چلاگیا - پس
سب لوگ اُسکی ملاقات کو گئے ان حضرات نے آپسمین کہا کہ ہمین بھی اُس سے ملنا چاہیے شاید
وہ اپنے فعل پر نادم و پشیمان ہوا ہو پس ان لوگون نے بطن مر و مین ملاقات کی سب سے پہلے ملاقات
کے لیے حضرت امام حسینؑ تشریف لیگئے انہین دیکھکر معاویہ نے کہا - مرحباً و اہلاً و سہلاً
پسر رسول خدا اور سردار جوانان اہل اسلام کے لیے اور اُنکے واسطے ایک گھوڑے کا حکم دیا پس وہ
سوار ہوکر اُسکے ساتھ چلے - پھر باقی لوگون کے ساتھ بھی یہی برتا گیا اور اُنکے ساتھ جا رہا تھا اور کوئی
غیر آدمی نہ تھا حتی کہ داخل مکہ ہوا اور یہ لوگ سب سے پہلے داخل ہوئے اور سب سے آخر مین
گئے تھے اور کوئی دن ایسا نہین گزرتا تھا جسمین اُنکو کوئی صلہ نہ دیتا ہو مگر وہ نسے اور کچھ تذکرہ نکرتا
تھا حتی کہ اعمال حج سے فارغ ہوا اور بار لدوا دیا اور جب روانگی کا وقت قریب ہوا تو اُنکو بلوایا
اور مدینہ مین جو بیعت یزید کا مطالبہ کیا تھا اُسکا پھر اعادہ کیا ان لوگون نے اُسکی خواہش کو
پورا نکیا اُسوقت عبداللہ ابن زبیر متکلم تھا معاویہ نے باقی لوگون سے پوچھا تو اُن سب نے بھی
اسی کے قول کی موافقت کی معاویہ نے کہا کہ میرا اس سے یہ مقصود تھا کہ تمہین پہلے سے جتا دون
اسلیے کہ جسنے پہلے جتا دیا وہ معذور ہے آجتک تمہاری حالت یہ رہی ہے کہ مین تو خطبہ پڑہتا
ہوتا ہون اور تم مین سے کوئی شخص کھڑے ہوکر برسر مجمع میری تکذیب کرنے لگتا ہے - مین تحمل اور
درگزر سے کام لیتا ہون لیکن مین اسوقت ایک ایسی بات کے لیے کھڑا ہوتا ہون کہ اگر تم مین کسی
کسی نے اُسکے ایک کلمہ کو بھی رد کردیا تو قسم بخدا دوسرے کلمہ کو رد کرنیکی نوبت نہ آئیگی کہ تلوار

ہوگی پس ہر شخص کو اپنے نفس کی خیر منانا چاہیے پھر اپنے باڈی گارڈ کے افسر کو سامنے بلا کر کہا کہ ان
لوگون مین سے ہر شخص کے سپرد دو دو آدمی کھڑے کر دے اور ہر ایک کے پاس اُسکی تلوار رہے۔
پس اگر انمین سے کوئی شخص میرے کسی کلمہ کی تصدیق یا تکذیب مین جواب دے تو فوراً وہ
دونون اپنی اپنی تلوار سے اُسکی گردن مار دین پھر معاویہ وہان سے چلا اور یہ لوگ بھی اُسکے ساتھ
جاتے تھے حتی کہ وہ (معاویہ) منبر پر گیا اور خدا کی حمد و ثنا بجا لاکے کہنے لگا کہ یہ لوگ سردار مسلمین اور
اُنکے نیکو کارون مین سے ہین کوئی امر اُنکے بغیر نہین ہوسکتا اور نہ کوئی فیصلہ بلا اُنکے مشورہ کے
کیا جا سکتا ہے اور ان لوگون نے راضی ہوکر یزید کی بیعت کر لی ہے پس تم سب بھی خدا کے نام
اُسکی بیعت کر لو۔ یہ سنکر سب لوگون نے بیعت کر لی (کیونکہ اُسکو انہین حضرات کی بیعت کا انتظار
تھا پھر وہ اپنی سواری پر سوار ہوا اور مدینہ کو پلٹ گیا اُسوقت لوگون نے ان حضرات سے ملاقات کی
اور کہنے لگے کہ تمہارا تو یہ خیال تھا کہ بیعت نکرینگے پھر کیون راضی ہوگئے اور اُسکی بیعت کیے لی
اُنہون نے جواب دیا بخدا ہمنے ایسا نہین کیا پوچھا کہ پھر اُس شخص کے (کلام کو) رد کرنے سے تمہین
کون امر مانع تھا جواب دیا کہ اُسنے ہمسے فریب کیا اور (اُسکے کلام کو رد کرنے مین) ہمین قتل ہوجانیکا
اندیشہ تھا اسکے بعد اہل مدینہ نے بھی اُس سے بیعت کر لی اور وہ شام کی طرف پلٹ گیا۔ انتہی
ابن عبد البر نے کہا ہے کہ جب عبد الرحمن ابن ابی بکر نے یزید کی بیعت سے انکار کیا تو معاویہ نے
اُس کے پاس درہم بھیجے جنکے لینے سے اُنہون نے انکار کیا۔ اور اُنکو واپس کر دیا اور کہا کہ
کیا مین اپنے دین کو دنیا کے بدلے مین بیچڈالون اور مکہ چلدیے۔ انتہی۔ اور بیعت یزید انجام
کو نہین پہنچی تھی کہ وہان ہی اُنہون نے انتقال کیا بیعت یزید کا واقعہ اگرچہ بہت مشہور ہے
اور اُسمین اسقدر طول دینے کی ضرورت نہ تھی مگر صرف اسلیے کہ اُن مقلدین کو جو غبی اور تحقیق سے
محروم ہین اچھی طرح معلوم ہوجائے کہ معاویہ نے اسکی وجہ سے کن کن امور قبیحہ کا ارتکاب کیا ہے
جھوٹ[۱] بولنا حیلون[۲] مکر و فریب دغابازی اور دھوکہ سے کام لینا۔ مسلمانون کے بیت المال[۳] کی
رشوت دینا اُمت[۴] محمدیہ کی بدخواہی کرنا جو صحابہ[۵] کہ صاحبان فضل و منزلت تھے اُنکی ذلت و توہین کرنا

ان (جلیل القدر صحابہ) کو قتل کی دہمکی دیتا وغیرہ وغیرہ دیگر مہملات تاکہ انکو (کامل) یقین ہوجائے کہ
وہ اپنے پیشواؤں سے دہوکہ کہائے ہوئے ہین اور خلاف حق پر جو انہون نے ملمع کاری کردی ہے
اُس سے فریب کہائے ہوئے ہین اور اس امر کو بخوبی سمجھ لیین کہ بروز قیامت جب بادشاہ عادل کے
سامنے حقیقت امر ظاہر ہوگی اور پرہیزگارون کے علاوہ مرید اور پیرون کے درمیان جو اسباب ہین
وہ منقطع ہوجائینگے تو انکو یہ (اندہی) تقلید کچہ نافع اور سودمند نہوگی۔ یہ بات نہ بہولنا چاہیے کہ
معاویہ نے صرف یزید ہی کو محبت کیوجہ سے مسلمانوں پر حاکم نہین کیا بلکہ اسکے اکثر عمال اسی قبیل کے
تہے۔ چنانچہ کوفہ اور اسکے مضافات کی حکومت مغیرہ ابن شعبہ کے لیے اسیواسطے چہوڑدی تہی کہ
وہی اس بیعت مبغوضہ خدا و خلائق کا درخت لگانیوالا تہا اور اسکے زر و مال کا متولی اور حامل تہا
اور وہی زیاد کے لحوق کرنیکا بہی مشیر اور اُسکے اور معاویہ کے درمیان صلح کرانے اور گناہ اور غدر والی
پر عہد دینے مین کوشان تہا حالانکہ جو غنیمت مغیرہ لایا تہا جناب رسول خدا نے اُسے رد فرمادیا تہا اور
اُسکا خمس بہی نہین نکالا تہا اور فرمایا تہا کہ یہ غدر ہے اور غدر مین کوئی نیکی نہین ہے۔ یہ وہی شخص ہے
جسنے محض معاویہ کی خوشی کے لیے حضرت علی علیہ السلام پر سب و شتم کرنے اور اُنپر لعنت
کرنے مین جان توڑ کوشش کی اور اپنے عمال اور نائبین کو اس (بدعت) کی (خصوصیت) سے
وصیت کی اسکے علاوہ اور بہی بہت سی بداعمالیان جو کتب سیر و تواریخ مین مذکور ہین اسی کی سیرت مین
اسی پر ابوبکرہ اور اُسکے ساتہ اور شخصون نے عمر کے سامنے زنا کی گواہی دی اور چوتہے نے تردد کیا
اور وہ اُسکا دوست زیاد تہا جسنے یہ کہا کہ مین نے سرین اُچہلتے ہوئے اور سانس چڑہتی ہوئی دیکہا
اور اسکے پاؤن اُسکے کاندہے پر گدہے کے کانون کی طرح لٹکتے ہوئے تہے اسکے سوا مین اور
کچہ نہین جانتا۔ اور اگر زیاد تردد نکرتا تو عمر اُسکو ضرور سنگسار کردیتا اور اسی قصہ کے متعلق
حسان بن ثابت کہتے ہین۔

لو ان اللؤم ینسب کان عبدا — قبیح الوجہ اعور من ثقیف

اگر کمینہ پن کے لیے کوئی نسب ہوتا تو وہ ثقیف ہی مین ایک بدہیئت اور کانا غلام (مغیرہ) ہوتا

ترکت الدین والایمان جہلا ۞ غداۃ لقیت صاحبۃ النصیف

اُس روز تو نے جہالت سے اپنے دین ایمان کو چھوڑ دیا جسکی صبح کو تو نے سارٹھی بند عورت (ام جمیل جس سے مغیرہ نے زنا کیا تھا) سے ملاقات کی تھی۔

ورا جعت الصبا وذکرت لہوا ۞ من الاحشاء والخطر اللطیف

اور بڑھاپے مین، تو نے جوانی کی طرف رجوع کی اور اُس (ام جمیل) کے شکم اور باریک کمر کو دیکھکر لہو ولعب مین مشغول ہوگیا۔

اور اسیطرح مصر اور اُسکے مضافات پر بطور وظیفہ ورشوت عمرو بن عاص کو اُسکی اُس کارگذاری پر حاکم کردیا تھا جو امر تحکیم مین اُس سے ظاہر ہوئی تھی اور اسلیے کہ اُس سے قبل اُسنے خدا اور رسول اور مسلمانون سے خیانت کی تھی اور جھوٹے حلف کیے تھے اور تمام عمر جناب امیر المومنین کی دشمنی پر کمر بستہ رہا تھا ابن عبد ربہ نے سفیان ابن عُیینہ سے نقل کیا ہے وہ کہتا ہے کہ مجھسے ابو موسیٰ اشعری نے بیان کیا کہ مجھسے حسن نے یہ کہا کہ قسم بخدا معاویہ کو معلوم ہوگیا تھا کہ جبتک عمرو اُس سے بیعت نکریگا امر حکومت اسکے لیے پورا نہوگا پس معاویہ نے اُس سے کہا کہ اے عمرو میری متابعت کر اُسنے جواب دیا کیون کیا آخرت کے واسطے سو خدا کی قسم تیرے ساتھ تو آخرت نہین ہے۔ یا دنیا کے لیے پس بخدا یہ بھی اسوقت تک نہوگا جبتک کہ مین تیرا اُسمین شریک نہو جاؤن اُسنے کہا کہ اچھا اسمین تو میرا شریک ہے کہا تو پھر میرے واسطے مصر اور اُسکے مضافات کو لکھدے پس معاویہ نے اُسکے نام پر مصر اور اُسکے مضافات لکھدیا اور دستاویز کے آخر مین یہ بھی لکھدیا کہ وعلی عمرو السمع والطاعۃ (عمرو پر اطاعت و فرمانبرداری واجب ہے) عمرو نے کہا کہ یہ بھی لکھو کہ۔ ان السمع والطاعۃ لا یغیران من شرطہ شیئاً (فرمانبرداری اور اطاعت اس شرط مین کچھ تغیر نہ کریگی)

معاویہ نے کہا کہ تمہاری اُنظر تبدیل و تغیر شرط کی طرف نہین ہے عمرو نے جواب دیا کہ پھر لکھ ہی کیون نہ دیا جائے راوی کہتا ہے کہ معاویہ کو لکھنا ہی پڑا اور بخدا اسکے لکھنے کے علاوہ کوئی چارہ بھی نہ پایا

اور جسوقت معاویہ اور عمرو مین مصر کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی اور عمرو کہہ رہا تھا کہ مین مصر کے بدلے اپنا دین بیچ رہا ہون تو اسی اثنا مین عتبہ بن ابو سفیان بھی آگیا اور کہنے لگا کہ دیکھو اس مرد نے اپنے دین کا سودا کر لیا - حالانکہ یہ اصحاب محمد مین سے ایک صحابی ہے اور عمرو نے معاویہ کو یہ کہا

معاوی[1] لا اعطیک دینی ولم انل — بہ منک دنیا فانظرن کیف تصنع
وما الدین والدنیا سواء وانی — لآخذ ما تعطی وراسی مقنع -
فان تعطنی مصر فاربح صفقة — اخذت بہا شیخا یضر وینفع
(انتہی من العقد الفرید)

خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے کہ -

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ أُولَئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ
(پارہ ۱۲ سورہ ہود)

جو شخص زندگانی دنیا اور رونق دنیا کا خواستگار ہوگا ہم اسی دنیا مین ایسون کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دینگے اور انکو دنیا مین کچھ نقصان نہ دیا جائیگا - وہی لوگ ہین جنکے لیے آخرت مین سوائے جہنم کے اور کچھ نہین ہے اور دنیا مین جو کچھ انہون نے کیا ہوگا وہ سب مٹ جائیگا اور جو کچھ وہ کیا کرتے تھے وہ سب باطل ہوجائے گا -

خود جناب امام علی مرتضی علیہ السلام نے بھی عمرو کو اس امر مین زجر و توبیخ فرمائی ہے کہ اس نے امور باطلہ مین معاویہ کی اطاعت کی جیسا کہ نہج البلاغہ مین جو خط جناب امیر علیہ السلام کا عمرو بن عاص کے نام ہے اسمین حضرت نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے اسکا خلاصہ یہ ہے کہ تو نے اپنے دین کو ایسے شخص کی دنیا کے تابع کر دیا جسکی گمراہی ظاہر ہے اور پردہ فاش ہے جو صاحبان عزت کو اپنی

---

[1] اے معاویہ مین اسطرح تو تجھکو اپنا دین نہ دونگا کہ تجھسے دنیا بھی حاصل نہ کرون - پس ذرا تامل کر کہ تو کیا کرتا ہے حالانکہ دین و دنیا برابر نہین ہین - اور مین تیرے عطیہ پر راضی ہون حالانکہ میرا سر شرم سے زیر مقنع چھپا ہوا ہے - پس اگر تو نے مصر دیدیا تو سودمند سودا ہوگا جسکی وجہ سے تجھ ایسے خراٹ کو حاصل کرونگا جو ضرر اور نفع کی گھاتون سے خوب واقف ہے ۱۲

مجلس مین فیل کرتا ہے اور صاحب علم کو اپنی ملاقات مین بیوقوف بناتا ہے پس تو نے اُسکی
پیروی کی اور اُسکے فضلہ کا خواہان ہوا جسطرح کہ کتا شیر کی پیروی کرکے اُسکے جنگل کی پناہ لیتا ہے
اور اُسکے بچے ہوے شکار کے ملنے کا منتظر رہتا ہے ۔ پس تو نے اپنی دنیا و آخرت کو تلف کر دیا
اگر تو حق کو حاصل کرتا تب بھی اپنے مطلب کو پہنچ جاتا ۔ پس اگر خدا نے تجھپر اور پسر ابوسفیان پر قدرت
بخشی تو مین تم دونون کو تمہاری ان بداعمالیون کا مزہ چکھاؤنگا اور اگر تم دونون نے اپنی اصلاح مین
مجھے عاجز کر لیا اور خود باقی رہے تو جو تمہارے آگے پیش آنے والا ہے وہ تم دونون کے واسطے اس
سزا سے بدتر ہے ۔ انتھے ۔ اور نہج البلاغۃ مین عمرو ہی کے ذکر مین دوسرے مقام پر ہے کہ
فرزند نابغہ عمرو بن عاص سے تعجب ہے کہ وہ اہل شام سے میرے متعلق کہتا ہے کہ میرے
مزاج مین تمسخر اور کھیل کود ہے دست بازی اور ہاتھا پائی کرتا ہون حالانکہ وہ غلط کہتا ہے
اور جھوٹا و گنہگار ہے آگاہ ہو کہ بدترین کلام جھوٹ ہے ۔ مگر اُسکی عادت ہی ہے کہ جب کبھی
بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے ۔ اور وعدہ کرتا ہے تو اُسکے خلاف کرتا ہے اور مانگتا ہے تو چمٹا لے
ڈالتا ہے ۔ اور خود اس سے سوال کیا جاتا ہے تو بخل کرتا ہے عہد و پیمان مین خیانت کرتا ہے
اور قرابت کو منقطع کرتا ہے ۔ جب لڑائی ہوتی ہے تو کیا حکمران اور جھڑکنے والا ہے مگر اُسیوقت
تک جبتک کہ تلوار اپنا کام نکرنے لگے ؛ اور جہان ایسا ہوا تو بڑا داؤ اُسکا یہ ہے کہ قوم کو اپنی
شرمگاہ[ع٥] دکھا دیتا ہے آگاہ ہو خدا کی قسم مجھے کھیل سے موت کی یاد روکتی ہے اور اُسکو سچی بات سے
آخرت کی فراموشی مانع ہے اُسنے معاویہ سے اُسوقت تک بیعت نہین کی جبتک کہ یہ شرط نکرلی
کہ اُسے کوئی عوض دیدیا جائے اور دین چھوڑنے پر کوئی انعام عطا کیا جائے ۔ انتھیٰ ۔

ع٥ - حضرت امیر المومنین نے اپنے اس قول سے عمرو بن عاص کے اس فریب کی طرف اشارہ کیا ہے جو
اُس نے اپنا بچاؤ کھولکر قتل سے بچ جانیکے واسطے کیا تھا چنانچہ مدائنی و ابن کلبی اور دیگر اہل سیر نے بیان کیا ہے کہ
صفین کی لڑائیون مین سے ایک لڑائی مین حضرت علیؑ نے عمرو بن عاص پر حملہ کیا جب اُسکو خوف ہوا کہ حضرت اُسے قتل
کر ڈالینگے تو اپنے آپکو گھوڑے سے گرا کر حضرت کے سامنے اپنی شرمگاہ کھولدی جب حضرت نے یہ دیکھا تو اپنی آنکھیں

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۸۵ اپنی آنکھیں بند فرمالیں اور عمرو اسیطرح برہنہ چلدیا اور اسطرح نجات پائی پس یہ بات اُس شخص
کے واسطے مثل ہوگئی جو اپنے نفس سے کسی مصیبت کو ذلت و رسوائی کا ارتکاب کرکے دفع کرے چنانچہ اسی بارہ مین
ابو فراس فرزدق کا قول ہے۔ ولا خیر فی دفع الردی بمذلۃ کما ردھا یوما بسوءتہ عمرو (یعنی
ذلت کے ساتھ ہلاکت کو دفع کرنے مین کوئی خوبی نہیں ہے جسطرح ایک دن عمرو نے اپنی شرمگاہ کے ذریعہ سے
اُسکو دفع کیا ہے) اور اسی طرح بسر ابن ارطاۃ کا قصہ بھی روایت کیا گیا ہے جو حضرت کے ساتھ پیش آیا چنانچہ جب
حضرت نے بسر پر حملہ کیا تو وہ پیٹ کے بھل گر پڑا اور اپنے دونون پاؤن اُٹھا کر اپنی شرمگاہ کھولدی حضرت علیؑ نے
اپنا منہ اُسکی طرف سے پھیر لیا جب وہ کھڑا ہوا تو خود اُسکے سر سے گر گیا پس حضرت کے اصحاب نے چلا کر کہا اے
مولا یہ بُسر بن ارطاۃ ہے جانے نہ پائے حضرت نے فرمایا جانے بھی دو خدا اسپر لعنت کرے بتحقیق کہ معاویہ
اس سے اس بات کا زیادہ مستحق ہے پس معاویہ ہنسا اور کہنے لگا اے بسر کچھ مضائقہ نہیں آنکہ اُٹھا اور شرمندہ
نہ ہو تو نے عمرو کی پیروی کی ہے خدا نے تجھے وہی امر دکھا دیا جو اُسے دکھایا تھا پس اہل کوفہ مین سے ایک جوان نے
پکار کر کہا کہ اے اہل شام والے ہو تمپر تمہیں شرم نہیں آتی عمرو نے تمکو شرمگاہ ہونکا کھولنا سکھا دیا پھر اُسنے یہ اشعار پڑھے

افی کل یوم فارس ذو کریہۃ ... لہ عورۃ وسط العجاجۃ بادیۃ
یکف لہا عنہ علی سنانہ ... ویضحک منہا فی الخلاء معاویۃ
بدت امس من عمرو فقنع راسہ ... وعورۃ بسر مثلہا حذو حاذیۃ
فقولا لعمرو وابن ارطاۃ ابصرا ... سبیلکما لا تلقیا اللیث ثانیۃ
ولا تحمدا الا الحیاء وخصاکما ... ہما کانتا واللہ للنفس واقیۃ
ولولاہما لم تنجوا من سنانہ ... وتلک بما فیہا عن العود ناہیۃ

(ہر لڑائی مین ایک شہسوار جنگ نظر آتا ہے کہ اپنی شرمگاہ کو گرد و غبار مین کھولے ہوئے ہے اسی جسے
حضرت علیؑ اپنی نوک نیزہ کو اُس سے روک لیتے ہیں اور معاویہ خلوت مین اسکا مذاق اُڑاتا ہے کل تو عمرو نے اپنی
شرمگاہ کھولدی تھی اور سر چھپا لیا تھا اور آج بُسر اُسکے قدم بقدم چلا پس عمرو اور ارطاۃ کے بیٹے سے کہدو کہ اپنا
راستہ دیکھ رکھیں۔ کہیں دوبارہ شیر کا سامنا نہ کر بیٹھیں اور حضرت علیؑ کی حیا اور اپنے خصیوں کے سوا کسی

اور اسی طرح معاویہ نے مکہ معظمہ پر عمرو ابن سعید ابن عاص کو حاکم بنایا جو مشہو متکبر ہے اور یہی وہ جبار ہے جسکی نکسیر منبر رسول پر پہوٹ پڑی جیسا کہ ابن قتیبہ وغیرہ نے لکھا ہے اور ابو ہریرہ سے منقول ہے کہ مین نے رسول خدا کو کہتے ہوے سُنا کہ میرے منبر پر بنی امیہ کے جباروں مین سے ایک جبار کی نکسیر ضرور پہوٹ پڑیگی اور بہ جایگی اور مجھسے اُس شخص نے بیان کیا جسنے عمرو ابن سعید ابن عاص کی منبر رسول پر نکسیر پہوٹتی دیکھی تہی یہانتک کہ منبر کے زینون پر خون بہ گیا اور ابو عبیدہ نے کتاب المثالب مین اور ابو جعفر نے اپنی تاریخ مین بیان کیا ہے کہ عبید اللہ ابن زیاد نے عمرو ابن سعید کو جس زمانہ مین کہ وہ حاکم مدینہ تہا خط لکہا جسمین قتل حسینؑ کی بشارت دی تہی پس اُسنے اُس خط کو منبر پر پڑہا اور چند اشعار بطور رجز پڑہے پہر قبر شریف کی طرف اشارہ کرکے کہا۔

یا محمدؐ یوم بیوم بدر اے محمدؐ آج کا دن بدر کے دن کا بدلہ ہے۔

جسے انصار کی ایک قوم نے برا سمجہا۔ اور اسی طرح معاویہ نے مروان ابن حکم کو حکومت دی جو جناب رسول خدا کے نکالے ہوے شخص کا بیٹا اور زبان رسولؐ پر ملعون ہوچکا تہا اور یہی (مروان) وہ شخص ہے جو لعنت خدا مین مقصود ہے جس سے کہ حضرت عائشہ نے اُسکو خبر بہی دی ہے اور یہی عثمان پر اُس خط کا جعل بنانیوالا ہے جو اُنکے قتل کا سبب ہوا۔ اور یہی وہ شخص ہے جس نے جنگ جمل کے روز طلحہ ابن عبید اللہ کو کمان سے قتل کیا ہے اور یہی حضرت امام حسینؑ سے یہ کہنے والا ہے کہ (معاذ اللہ) تم لوگ ملعون خاندان سے ہو اور یہی آخر مین حضرت امام حسینؑ کے قتل کا مشورہ بہی دینیوالا ہے چنانچہ ولید ابن عتبہ ابن ابی سفیان نے جبکہ وہ مدینہ کا حاکم تہا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) دوسری چیز کی تعریف نکرین بخدا یہی دونون جان بچانیوالی تہین اگر یہ دونون نہ ہوتین تو حضرت علیؑ کی نوک نیزہ سے کبہی نہ بچتے اور یہ فعل تمکو پہر مقابلہ پر آنے سے مانع ہے) بُسر اُن لوگون مین سے تہا جو عمرو سے ہنسا کرتے تہے لہذا وہ خود بہی ہنسا گیا ۱۲۔

سلہ صاحب نصائح کافیہ لکہتے ہین کہ وہی شخص ہے جسکو اشدق (دہن کشادہ) کہا جاتا اور لطیم الشیطان (جسکے شیطان نے طمانچہ مارا ہو) کے لقب سے پکارا جاتا تہا۔ اسکو عبد الملک نے دمشق مین فریب سے مار ڈالا ۱۲۔

حضرت کو اپنے گھر بلایا اور مرگ معاویہ کی اطلاع دی - اور بیعت یزید کا طالب ہوا تو حضرت نے اس سے مہلت طلب کی مروان نے ولید سے کہا جبتک یزید کی بیعت نہ کرین یہان سے نجانے دینا یا انکو قتل کردے ولید نے اسکو امر عظیم سمجھتے ہوے انکار کیا اس مطلب کو بیہقی نے کتاب المحاسن والمساوی مین لکھا ہے اور حاکم نے عبد الرحمن ابن عوف سے تصحیح کرکے روایت کی ہے کہ کسی کے کوئی بچہ پیدا نہ ہوتا تھا مگر یہ کہ وہ نبی کے پاس لایا جاتا تھا اور حضرت اسکے واسطے دعاء خیر فرماتے تھے جب مروان ابن حکم پیش کیا گیا تو حضرت نے فرمایا - ھذا الوزغ ابن الوزغ الملعون ابن الملعون (یہ چھپکلی کا بچہ چھپکلی اور ملعون ابن ملعون ہے)

اسیطرح سے معاویہ نے خواہش نفسانی سے سمرہ ابن جندب کو حکومت دی اور اسکو بیت المال سے اس امر پر چار لاکھ درہم دیدیئے کہ وہ اہل شام مین ایک خطبہ پڑہے اور بیان کرے کہ خدا تعالیٰ کا یہ قول

وَمِنَ النَّاسِ مَن يُعْجِبُكَ قَوْلُهُ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللَّهَ عَلَىٰ مَا فِي قَلْبِهِ وَهُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ وَإِذَا تَوَلَّىٰ سَعَىٰ فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ	اور لوگون مین ایسا بھی ہے جسکی باتین زندگانی دنیا مین تمکو اچھی معلوم ہوتی ہین اور جو کچھ اسکے دلمین ہے اسپر خدا کو گواہ بناتا ہے حالانکہ وہ دشمنون مین سب سے زیادہ جھگڑالو ہے اور جب پیٹھ پھیرے تو یہ کوشش کرتا ہے کہ زمین مین فساد برپا کرے اور زراعت اور نسل کو برباد کردے حالانکہ اللہ فساد کو پسند نہین کرتا

پارہ ۲ سورہ بقر

حضرت علی کی شان مین نازل ہوا ہے چنانچہ اسنے اسی مضمون کا خطبہ ان لوگون مین پڑھا یہی ان تین شخصون مین کا آخری مردہ ہے جس سے جناب رسول خدا نے فرمایا تھا کہ تم مین کا آخری مرنیوالا جہنم مین جائیگا اور وہی ان دس آدمیون مین کا ایک ہے جس سے حضرت رسول خدا نے فرمایا تھا کہ تم مین سے ایک کا دانت دوزخ مین مثل کوہ احد ہوگا - یہی وہ شخص ہے جسکو جناب رسول خدا نے جیسا کہ صحیح مین موجود ہے اسکے ان درختون کے بدلے مین جو ایک انصاری کے باغ مین تھے قیمت دینا چاہی مگر اس نے انکار کیا پھر اور جگہ درخت دینے چاہے مگر اس نے انکار کیا پھر طرح طرح کے ثواب کا وعدہ فرمایا پھر بھی انکار کرتا رہا بالآخر حضرت نے یہ فرمایا کہ تو صرف نقصان پہنچانا چاہتا ہے اور اسکو درختونکو بغیر قیمت دیئے ہوے کاٹ ڈالنے کا حکم دیدیا یہی وہ شخص ہے کہ شراب فروخت کرتا تھا حالانکہ

خدا نے اُسکو حرام کر دیا تہا اور حضرت عمر خطاب نے کہا کہ سمُرہ ابن جندب نے شراب بیچی خدا
اُسکو قتل کرے کیا وہ نہیں جانتا تہا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ خدا نے یہود پر لعنت کی اسلیے کہ اُنپر چربی حرام کر دیگئی تہی اور اُنہوں نے پگہلا پگہلا کر
اُسے بیچڈالا اس مطلب کا زمخشری نے کتاب فایق مین ذکر کیا ہے یہی وہ شخص ہے جسنے قتل مین
اسراف سے کام لیا حالانکہ معاویہ کو بہی اسکا علم تہا چنانچہ ابو جعفر طبری نے بروایت محمد بن سلیم
نقل کیا ہے کہ مین نے انس بن سیرین سے - دریافت کیا کہ کیا سمُرہ نے کسی کو قتل کیا تہا انکے
جوابدیا کہ کیا سمُرہ کے مقتولین کا شمار بہی ہوسکتا ہے زیاد نے اُسکو بصرہ پر حاکم بنایا اور خود کوفہ
چلا آیا اُسکے واپسی کے وقت تک سمُرہ آٹھہ ہزار آدمی قتل کر چکا تہا زیاد نے اُس سے پوچہا
کہ ان سب مقتولین مین کیا تجہے کسی کے بیگناہ ہونیکا بہی خوف تہا اُس نے جواب دیا اگر مین
اتنے ہی اور قتل کرتا تب بہی مجہے اسکا خوف نہ ہوتا - اور پہر اُسنے بروایت ابو سوّاد عدوی نقل
کرکے بیان کیا کہ سمُرہ نے صرف میری قوم سے ایک صبح مین سینتالیس آدمی ایسے قتل کیے جو
کل کے کل جامع قرآن تہے - اور عمر نے بروایت جعفر صدفی عون سے نقل کیا ہے کہ سمُرہ کا
جب مدینہ سے آتے وقت محلہ بنی اسد سے گزر ہوا تو ایک شخص کسی گلی سے نکل آیا یکایک اُسکا
سامنا سواروں کے اگلے حصہ سے ہوگیا اُنہین سے ایک شخص نے اُسپر حملہ کیا اور سوار
نکل گئے جب سمُرہ آیا تو اُسکو اپنے خون مین لوٹتا دیکہکر پوچہا کہ اسے کیا ہوا کہا گیا کہ لشکر امیر کے
اگلے سواروں نے اسکا یہ حال کیا ہے یہ سنکر وہ (سمُرہ) بولا کہ جب تم سُنو کہ ہم سوار ہوے ہین
تو ہماری سنانوں سے پرہیز کرو اور دوسرے مقام پر طبری کہتے ہین کہ عمر نے بیان کیا کہ مجکو
جعفر ابن سلیمان ضبعی سے یہ خبر پہنچی ہے کہ معاویہ نے سمُرہ کو زیاد کے بعد چہہ مہینہ قایم رکہا
بعد ازان معزول کر دیا پس سمُرہ کہتا تہا کہ معاویہ پر خدا کی لعنت ہو بخدا اگر مین ایسی اطاعت
خدا کی کرتا جیسے کہ معاویہ کی کی تو خدا مجکو کبہی معذب نکرتا اور مجہسے عمر نے بروایت سلمان بن سلم عجلی
بیان کیا کہ مین نے اپنے باپ کو کہتے ہوے سُنا کہ ایکدن میرا گذر مسجد مین ہوا پس ایک شخص سمُرہ کے

پاس آیا اور اپنے مال کی زکاۃ ادا کی پھر داخل مسجد ہوکر نماز پڑھنے لگا پس یکایک ایک شخص نے آکر اُسکی گردن ماردی کہ سر اُسکا مسجد مین ایک طرف تڑپ رہا تھا اور بدن ایک طرف اسی اثنا مین ابوبکر آگئے اور کہا حق سبحانہ فرماتا ہے۔

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّىٰ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ } اُسنے یقیناً فلاح پائی جسنے زکاۃ دی اور اپنے پروردگار کا نام کو یاد کیا اور نماز پڑھی۔ پارہ ۳۰ سورہ اعلیٰ

میرا باپ کہتا ہے کہ میری دیکھی ہوئی بات ہے کہ ثمرہ اُسوقت تک نہین مرا جبتک کہ اُس کو باد زمہریر نے نہین گھیر لیا پس نہایت بُری موت مرا وہ یہ بھی کہتا ہے کہ مین نے اُسکو دیکھا ہی کہ اُسکے سامنے ایک مجمع کثیر لایا گیا اور کچھ لوگ اسکے سامنے پہلے کے موجود ہین اور وہ ایک شخص سے پوچھتا ہے کہ تیرا دین کیا ہے اور وہ کلمہ شہادت پڑھتا ہے اور کہتا ہے کہ مین خوارج سے بری ہون اسپر بھی سامنے لاکر اُسکی گردن ماردیجاتی ہے حتی کہ بیس سے کچھ زیادہ کے ساتھ یہی معاملہ کیا گیا اسیطرح معاویہ نے بسر بن ارطاۃ کو حکومت دی حالانکہ یہ وہ شخص ہے جس نے منبر رسولؐ پر بیٹھکر قسم کھائی کہ اگر اسکو روک نہ دیا جاتا تو مدینہ مین کسی انسان بالغ کو بغیر قتل کیے نہ چھوڑتا اور یہی وہ شخص ہے جسنے عبیداللہ بن عباس کے کم سن دو بچون ۔ عبدالرحمن اور قثم کو انکی ماں کی گود مین قتل کردیا جسکے صدمہ سے وہ بیچاری مجنون و وسواس زدہ ہوگئی ۔ اور یہی وہ شخص ہے جسنے یمن کی مسلمان عورتونکو قید کرکے بازار مین بیچڈالا اور (اس قبیل) کے بہت سے افعال قبیحہ کا مرتکب ہوا۔

ابوجعفر طبری اپنی تاریخ مین کہتے ہین کہ عطاء ابن ابی مروان نے کہا کہ مجھے حنظلہ ابن علی اسلمی سے خبر پہنچی ہے کہ بسر نے بنی کعب مین سے ایک قوم کو اس حالت مین پایا کہ اُنکے بچے کنوئین مین کھیل رہے تھے پس اُن سب کو کنوئین مین ڈلوادیا ۔ اور وہی کہتا ہے کہ بسر ایک مہینہ تک مدینہ مین ٹھیرا اور لوگون کی تفتیش کرتا رہا کسی ایسے شخص کو بغیر ہلاک کیے نچھوڑا جسکی نسبت یہ کہا گیا ہو کہ اسنے قتل عثمان مین اعانت کی تھی اسی طرح معاویہ نے شرجیل ابن سمط کندی کو حمص اور اُسکے مضافات پر حکومت دی تھی ۔ حالانکہ یہ وہ شخص ہے جسنے معاویہ کی ماتحتی مین خون عثمان طلب کرنیکی دعوت کو شہرت دی ابن عبدالبر کہتے ہین کہ جب جریر معاویہ کے

پاس حضرت علیؑ کی طرف سے قاصد بنکر آیا ہے تو اُس نے اُسکو ایک مہینہ تک روک رکھا اور
خود اپنے امر مین متردد و متحیر تہا کسی نے معاویہ سے کہدیا کہ جریر نے اہل شام کو اس خیال سے کہ
حضرت علیؑ نے حضرت عثمان کو قتل کیا ہے پہیر رہا ہے لہذا ایسے شخص کی ضرورت ہے کہ جو
صاحب صحبت و شرف ہو اور اُسکی رد کردے ہمارے علم مین شبرجیل ابن سمط کے سوا کوئی
ایسا شخص نہین ہے معاویہ نے اُسے طلب کیا اور جب وہ آگیا تو ایسے لوگ مہیا کیے جو اسکی
سامنے اس امر کی شہادت دین کہ حضرت علیؑ نے حضرت عثمان کو قتل کیا ہے انہین مین سے
بسر ابن ارطاۃ و یزید ابن اسید اور ابو اعور اسلمی اور جالس ابن سعد طائی اور مخارق ابن
حرث زبیدی اور حمزہ ابن مالک ہمدانی بہی ہین جنکو معاویہ نے اس جہوٹی گواہی پر آمادہ کیا
اور انہون نے شبرجیل کے سامنے اس بات کی گواہی دی کہ حضرت علیؑ نے حضرت عثمان کو
قتل کیا ہے پس وہ (شبرجیل) جریر سے ملا جریر نے ہرچند اس سے گفتگو کی مگر اس ذاتی
رائے بدلنے سے انکار کیا اور کہا کہ مجہے ثابت ہوچکا ہے کہ حضرت علیؑ قاتل عثمان ہین پہر شہر بشہر
شام مین اسکی خبر دیتا پہرتا تہا اور لوگونکو خون عثمان کے طلب کرنیکی تحریص کرتا تہا - ابن عمرو
کہتا ہے کہ اسکا بہی شمار بسر ابن ارطاۃ اور ابو اعور سلمی کے طبقہ مین ہے - اور پہر اسی طرح
معاویہ نے زیاد ابن سمیّہ کو اغوا کرنے اور اولاد ابی سفیان مین ملحق کرنے کے بعد حکومت
دی حالانکہ یہ بہی ظالم ہو جو اُلٹی پاؤن حق سے پہر گیا جیسا کہ خدا فرماتا ہے -

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَأَتْبَعَهُ الشَّيْطَانُ - فَكَانَ مِنَ الْغَاوِينَ -

اور اُن کو اُس شخص کی خبر سُنادو جسکو ہم نے اپنی آیتین دی تہین پہر وہ اُنسے الگ ہو گیا پہر شیطان اُسکی پیچہے لگا پس وہ گمراہون مین سے ہوگیا -

زیاد نے معاویہ کا عامل بنکر بڑی بڑی بدکاریان اور گناہون کا ارتکاب کیا ہے لیعد اس بات کے
کہ حضرت عمر اور حضرت علیؑ کا عامل رہ چکا تہا پہر رجعت قہقری کی اور ارتکاب جرائم مین باگ کو
بالکل ڈہیلا کردیا یہانتک کہ اسنے امام حسن علیہ السلام کو لکہا جبکہ انہون نے اپنی ایک

شیعہ کی سفارش کی تھی کہ زیاد ابن ابی سفیان کی طرف سے حسن ابن فاطمہ کو معلوم ہو۔
اما بعد۔ میرے پاس تمہارا خط آیا جسمین مجھسے پہلے تمنے اپنے نام سے ابتدا کی حالانکہ تم طالب
حاجت ہو اور مین بادشاہ ہون اور تم رعیت ہو۔ تمنے مجھسے ایک فاسق کی سفارش کی جسکو
(معاذ اللہ) اپنی غلط رائے سے میرے مقابلہ مین پناہ دی اور اسپر راضی ہو اور بخدا تم
مجھپر اُسکے بارہ مین سبقت نہین لیجا سکتے اگرچہ وہ تمہاری جلد و گوشت مین جاکر پناہ کیون نہ لے
اس لیے کہ جس گوشت کا کھانا مجھے زیادہ پسند ہے وہ وہ گوشت ہے جس سے کہ تم بنے ہو پس
اُسکو اسکے گناہونکی پاداش مین اُس شخص کے سپرد کردو جو تم سے زیادہ اُسپر حق رکھتا ہے
پس اگر مین نے اُسے معاف کردیا تو اسمین تمہاری سفارش کو کچھ دخل نہ ہوگا اور اگر مین نے
اُسے قتل کردیا تو یہ صرف اسلیے ہوگا کہ اُس نے تمہارے پدر فاسق کو دوست رکھا۔ والسلام
جسوقت ابن عمر کو زیاد کے مرنیکی خبر ملی ہے تو کہنے لگے کہ اے پسر سمیہ نہ تجھے آخرت ہی
ملی نہ دنیا ہی تیرے پاس باقی رہی۔ اور اسیطرح معاویہ نے عبید اللہ ابن زیاد ابن سمیہ
کو حکومت دی جسکا ظلم و بغاوت اور فسق و فجور مشہور عالم اور اسکی سیرت ہر شخص کو معلوم ہے
یہ شخص برابر ظلم کی چراگاہ مین چرتا رہا حتی کہ اسکے اعمال قبیحہ نے جناب امام حسین علیہ السلام کے
قتل کا تاج اسے پہنایا۔ ابن جریر نے اپنی تاریخ مین اور زمخشری نے فائق مین اور دیگر مورخین نے
بیان کیا ہے کہ زید ابن ارقم دربار ابن زیاد مین اسوقت داخل ہوے جبکہ اُسکے سامنے سر
امام حسین رکھا ہوا تھا اور وہ اپنی چھڑی سے اس سر اقدس کے ساتھ بے ادبی کر رہا تھا زید یہ
دیکھکر (صدمہ سے) بیہوش ہو گئے اور جب افاقہ ہوا تو اُسنے اُنسے پوچھا کہ شیخ یہ آپکو کیا ہو گیا تھا
جواب دیا کہ مین نے تجکو اُن ہونٹون پر چھڑی رکھتے ہوئے دیکھا جنکی نسبت حضرت رسول خدا کو
دیکھا تھا کہ وہ اُنکو بوسہ دیتے تھے یہ سُنکر ابن زیاد نے کہا اُٹھ تجپر خدا کی لعنت اِسکو نکالدو
جب وہ نکلجانے کے واسطے اُٹھے تو ابن زیاد کہنے لگا ان محمدیکم ھذا الدحداح
(تمہارا یہ محمدی شخص دحداح ہے) اور اسی ابن زیاد کے بارہ مین دشمن خدا یزید ابن معاویہ

لعنت اللہ علیہما کہتا ہے

اسقنی شربۃ تروی مشاشی   ثم قم واسق مثلہا ابن زیاد

صاحب الود لامانۃ والتسدید منی ومغنمی وجہادی (یعنی اے ساقی
مجکو ایسا پیالہ شراب کا پلا کہ جو میری ہڈیونکو تر و تازگی دے اور پہر اوٹھہ ویسی ہی ابن زیاد کو
پلا جو صاحب محبت و امانت اور درستکار اور میرا سرمایہ دولت اور جہاد ہی غرضکہ جب آپ
معاویہ کی سیرت اور اسکی تاریخ کو تلاش کرینگے تو اوسکے اکثر عمال اسی قبیل کے پائینگے جو
کچھ ظلم و ستم اسکے عمال سے اسکی سلطنت اور حکومت مین سرزد ہوئے اون سب کا بار اسکی
گردن پر ہی جیسا کہ احادیث مین وارد ہوا ہے پس یہ لوگ سب وزراء و اتباع ہین اور معاویہ
انکا امام جسنے انکو اس شقاوت مین پہنسایا جس دن سب لوگ اپنے اپنے امام کے ساتھ بلائے
جائینگے اوس دن اوسکے تابعین کو بہی اپنا مقام ذلت معلوم ہو جائیگا جس شخص کی یہ حالت ہو اور اسکے
یہ افعال ہون تو وہ مستحق لعنت کیون نہوگا جبکہ واشمہ او مستوشمہ مستحق لعنت ہین اور کیونکر اوس شخص پر
لعنت جائز نہ ہوگی جس نے مسلمانون کے اموال مین سے چاندی سونے کے انبار لوٹ لیے
حالانکہ ایک درہم کے چور پر لعنت جائز ہے - لا واللہ بل الحق احق ان یتبع (خدا
کی قسم ایسا ہرگز نہین ہو سکتا بلکہ حق ہی پیروی کا زیادہ سزاوار ہے) اس (معاویہ) کے
مہلکات شنیعہ مین سے ایک یہ امر ہے کہ اسنے زیاد ابن عبید کو اپنے نسب مین داخل کرکے
زیاد ابن ابی سفیان قرار دیا یہ زمانہ کفر و جاہلیت کا پہلا استلحاق ہے جسپر اوس فی علی الاعلان اسلام
مین عمل کیا او صحابہ اور دیندارون نے اس فعل کو برا سمجہا - بخاری نے اپنی صحیح مین سعد ابن
ابی وقاص سے روایت کی ہے وہ کہتے ہین کہ مین نے جناب رسول خدا کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ

من ادعی الی غیر ابیہ
وہو یعلم انہ غیر ابیہ
فالجنۃ علیہ حرام

جس شخص نے اپنے باپ کے سوا دوسرے کو باپ ہونے کا
دعوے کیا باوجودیکہ وہ جانتا ہو کہ وہ اسکا باپ نہین
ہے پس جنت اوس پر حرام ہے۔

جب مین نے اس حدیث کو ابوبکرہ کے سامنے بیان کیا تو اُس نے کہا کہ میرے کانون نے بھی جناب رسولخدا سے اسکو سنا ہے اور دل نے اسکو یاد رکھا ہے اور اُسی کتاب مین بروایت ابوہریرہ جناب رسول خدا سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا۔ کہ۔

لا ترغبوا عن اباۓکم فمن رغب عن ابیہ فہو کفر	اپنے آبا سے نفرت نکرو پس جو شخص اپنے باپ سے نفرت کرے اور کسی غیر کو اپنا باپ قرار دے وہ کافر ہے۔

اور اُسی مین ایک حدیث طویل کے اثنا مین حضرت عمر ابن خطاب سے مذکور ہے اُنہون نے کہا کہ ہم اپنے قرآن مین کتاب خدا کی یہ آیت پڑہا کرتے تھے۔

لا ترغبوا عن اباۓکم فانہ کفر بکم ان ترغبوا عن آباۓکم	اپنے آبا سے اعراض نکرو کیونکہ وہ خدا کے ساتہ کفر ہے۔

اور اُسی کتاب مین واثلہ کی یہ حدیث ہے کہ عظیم تر بہتان یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے سوا کسی دوسرے کو اپنا باپ بنائے اور صحیح مین ابن عباس سے منقول ہے کہ جناب رسولخدا نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے اپنا نسب اپنے باپ کے علاوہ دوسیر کی طرف منسوب کیا یا اپنے موالی کے سوا اور دوسرونکو اپنا موالی قرار دیا پس اُسپر خدا اور ملائکہ اور آدمیون سب کی لعنت ہے اور خدا اُس سے کوئی عمل اور عوض تا روز قیامت قبول نفرمائیگا اور ابوداؤد نے بطور صحیح انس سے روایت کی ہے۔ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے باپ کے سوا دوسرے کا دعوے کیا۔ یا اپنے اولیا کے علاوہ غیر کی طرف اپنی نسبت کی تو اُسپر خدا کی پے درپے قیامت تک لعنت ہے پس اے ناظرین اس وعید شدید کو دیکھیے جسکی معاویہ نے کچھ بھی پروانہ کی اور اس استلحاق سے جو اختلاط نسب اور ہتک حرمت اسلام لازم آتا ہے صرف اغراض دنیویہ اور سیاسیہ کے سبب سے اسکی طرف کچھ التفات نہ کیا۔ محدثین اور مورخین نے اس استلحاق کے اسباب پر روشنی ڈالی ہے ہم بطور خلاصہ علامہ ابن اثیر کے بیان سے کچھ ذکر کرتے ہین وہ کہتے ہین کہ جب جناب امیر متولی خلافت ہوے تو اُنہون نے زیاد کو فارس پر عامل کرکے بھیجا اُس نے اسکا انتظام کیا اور وہان کے

قلعون کو مستحکم کرلیا یہ خبر معاویہ کو پہنچی تو اُسکو یہ امر ناگوار ہوا اور زیاد کو ایک تہدیدی خط لکھا جسمین اُسکا
ابوسفیان کا بیٹا ہونا ظاہر کیا جب زیاد نے اس خط کو پڑھا تو لوگون کے مجمع مین کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ پسر
آکلۃ الاکباد اور سردار نفاق سے نہایت تعجب ہے کہ مجکو اپنے قصد سے ڈراتا ہے حالانکہ میرے
اور اُسکے درمیان ابن عم رسولؐ مع گروہ مہاجرین و انصار موجود ہین۔ بخدا اگر وہ مجھے اسکے مقابلہ کی
اجازت دین تو البتہ وہ مجکو جری خونفشان شمشیرزن پائیگا۔ جب جناب امیرؑ کو یہ خبر پہنچی تو حضرت
نے اُسکو لکھا کہ مین نے جو تجھے تیرے صوبہ کی حکومت دی ہے اسکا سبب یہ ہے کہ مین نے
تجکو اسکا اہل دیکھ لیا ہے۔ اور ابوسفیان سے جو حرکت سرزد ہوچکی ہے وہ خواہشہائے باطلہ
اور کذب نفس سے تھی نہ وہ موجب میراث ہے نہ نسب کی جائز کرنیوالی۔ معاویہ کی یہ حالت ہے
کہ وہ انسان کو آگے پیچھے داہنے بائین چارون طرف سے گھیر لیتا ہے بچنا اور پھر بچنا والسلام۔
پس جب جناب امیر المومنینؑ نے شہادت پائی اور امر زیاد و صلح معاویہ سے جو ہونا تھا ہوچکا
معاویہ نے مناسب سمجھا کہ اب زیاد کو مائل اور اسکی محبت کو اپنے نسب مین ملحق کرکے خاص
کیا جائے پس اسپر دونون متفق ہوئے اور لوگون کو حاضر کیا اور شاہدان زیاد بھی بلائے گئے۔ اور
گواہون مین ایک کلال تھا جسکو ابومریم سلولی کہتے تھے معاویہ نے اُس سے کہا کہ اے
ابومریم تو کیا گواہی دیتا ہے اُسنے جواب دیا کہ مین اس امر کی شہادت دیتا ہون کہ ایک دن
ابوسفیان میرے پاس آئے اور مجھسے زناکار عورت کی خواہش کی مین نے کہا کہ میرے قبضہ مین
سوائے سمیہ کے اور کوئی نہین ہے وہ کہنے لگے کہ اُسی کو لا گو وہ نجس اور بدبو ہے پس مین شاید
حکم اسکو لایا اُنہون نے اُسکے ساتھ خلوت کی پھر وہ اُنکے پاس سے اس حالت مین نکلی کہ اسکی
دونون زانون کے درمیان قطرات منی ٹپک رہے تھے یہ سنکر زیاد نے کہا کہ اے ابومریم ذرا ٹھہر
تو صرف بطور گواہ بلایا گیا ہے نہ کہ گالیان دینے کو۔ الغرض معاویہ نے زیاد کو اپنے نسب مین ملحق
کرلیا۔ یہ وہ پہلا الحاق ہے جس سے احکام شریعت علی الاعلان رد کردیئے گئے کیونکہ جناب
رسولخداؐ نے بچہ کا صاحب فراش کے واسطے حکم دیا ہے اور زانی کو مستحق سنگساری فرمایا ہے

یہان معاویہ نے اسکے برخلاف حکم دیا اور قبل اسلام زمانہ جاہلیت مین جسپر عمل تہا اسی کے مطابق عمل کیا حالانکہ خدا تعالے فرماتا ہے۔

اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ } کیا وہ زمانہ جاہلیت کا فیصلہ ڈہونڈتے ہین اور یقین کرنیوالونکے لیے اللہ سے بہتر فیصلہ کرنیوالا کون ہے۔

(پارہ ۶ سورہ مائدہ)

زیاد نے ایک خط مین حضرت عایشہ کو من زیاد ابن ابی سفیان (یہ خط زیاد ابن ابی سفیان کا ہے)، اور اس فعل سے اسکا مقصود یہ تہا کہ وہ بھی جواب مین اسکو زیاد ابن ابو سفیان لکھین تاکہ اسکو حجت ہاتہ لگے لیکن انہون نے اسکے جواب مین من عائشہ ام المومنین الی ابنھا زیاد (یہ خط ہے ام المومنین عائشہ کی طرف سے اسکے بیٹے زیاد کے نام) لکھا۔ واضح ہو کہ یہ الحاق تمام مسلمانونپر عموماً اور بنی امیہ پر خصوصاً گران گذرا اور اسکے بعد بہت سے قصے اٹہہ کہڑے ہوئے جنکے ذکر سے کتاب کو طول ہوگا لہذا ہم انسے اعراض کرتے ہین۔ پہر راوی کہتا ہے کہ حکایت کیجاتی ہے کہ زیاد نے بعد استلحاق معاویہ حج کا ارادہ کیا جب یہ خبر اسکے بہائی ابو بکرہ نے سنی (وہ جبسے کہ زیاد نے مغیرہ ابن شعبہ پر شہادت زنا دینے مین اسکی مخالفت کی تہی اس سے علیحدہ ہوگیا تہا) تو اسکے گہر آیا اور اسکے ایک بیٹے کو بلایا اور کہا کہ اے فرزند اپنے باپ سے کہدینا کہ مین نے سنا ہے کہ تیرا حج کا ارادہ ہے وہان سے مدینہ جانا بھی لازمی ہوگا اور اسمین بھی شک نہین کہ تو ام حبیبہ بنت ابو سفیان زوجۂ نبی سے ملنا چاہیگا۔ پس اگر انہون نے تجھے اجازت دیکر بلالیا تو اس سے بدتر رسول اللہ کے ساتہ کون سی برائی ہوسکتی ہے اور اگر انہون نے تجھے روک دیا تو کتنی بڑی دنیا مین فضیحت اور تیرے دعوے کی تکذیب ہوگی یہ بات سنکر زیاد نے حج کا ارادہ ترک کردیا اور کہا کہ خدا تجھے جزائے خیر دے تو نے خیر خواہی کی حد کردی (انتہی مع حذف) معاویہ کو اسکے کردار بد پر صاحبان دین و فضیلت نے ملامت کی اور شعرا و خطبا نے اسپر عیب گیری کی چنانچہ ابن مفرغ حمیری نے اسکو یہ اشعار لکھکر بہیجدیئے۔

الا ابلغ معاویۃ ابن صخر ؎ مغلغۃ من الرجل الیمانی

؎ معاویہ ابن صخر کو ایک مرد یمانی کا یہ پیام پہونچادو کہ

اتغضب ان یقال ابوک عف   وترضی ان یقال ابوک زانی
فاشهد ان رحمک من زیاد   کرحم الفیل من ولد الاتان

اور معاویہ کے افعال مہلکہ مین سے جو موجب غضب خدا ہین ایک حجر ابن عدی اور انکی اصحاب کا مرج عذرا مین بحالت صبر قتل کر دینا ہے حالانکہ انکی جلالت قدر پوشیدہ نہین ہو گویا کہ اس شخص نے قول خدا۔

وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا۔ پارہ ۵ سورہ نساء

اور جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر مار ڈالے گا اُسکا بدلہ جہنم ہے جسمین وہ ہمیشہ (ہمیشہ) رہے گا۔ اور اُسپر خدا غضبناک ہوگا اور لعنت کرے گا اور اُسکے لیے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

کی کبھی تلاوت ہی نہین کی تھی معاویہ نے حجر اور اُنکے اصحاب کو قتل کر دیا اور اصحاب حجر یہ لوگ تھے شریک ابن شداد حضرمی اور صیفی ابن فسیل شیبانی اور قبیصہ ابن ضبیعہ عبسی اور محرز ابن شہاب سعدی تمیمی اور کدام ابن حیان عنزی اور عبد الرحمن ابن حسان عنزی جسکو زیاد نے زندہ دفن کر دیا یعقوب ابن سفیان نے اپنی تاریخ مین اور بیہقی نے دلائل مین عبد اللہ ابن زریر غافقی سے روایت کی ہے وہ کہتے ہین کہ مین نے جناب امیر علیہ السلام کو کہتے ہوے سُنا ہے کہ اے اہل عراق عنقریب تم ہی سے سات آدمی عذرا مین قتل کیے جاینگے جنکی مثال مثل اصحاب اخدود ہوگی۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد حجر اور انکے ساتھی قتل کر دیے گئے بیہقی کہتے ہین کہ حضرت علیؑ ایسی بات کبھی نہین کہہ سکتے تھے جبتک کہ جناب رسول خدا سے نہ سُن لی ہو ابن عساکر نے سعید ابن ابی ہلال سے روایت کی ہے کہ معاویہ نے حج کیا اور بعد فراغت حضرت عائشہ کے پاس حاضر ہوا تو اُنہون نے کہا کہ

بقیہ ترجمہ اشعار کیا تجھ تیرے باپ کو عفت کہنے پر غصہ آتا ہے اور یہ بات پسند ہے کہ لوگ اُسکو زانی کہین مین اسکی گواہی دیتا ہون کہ تیری قرابت زیاد سے ایسی ہی ہے جیسا کہ ہاتھی کو گدھے کے بچہ سے ۔۱۲

اے معاویہ تو نے حجر ابن ادبر اور اُنکے اصحاب کو قتل کر ڈالا قسم بخدا مین نے یہ حدیث
سُنی ہے کہ عنقریب عذرا مین سات شخص ایسے قتل کیے جائینگے جنکے واسطے خدا اور اہل آسمان
غضبناک ہونگے اور نیز یعقوب ابن سفیان اور ابن عساکر نے بھی روایت کی ہے کہ حضرت
عائشہ نے بعد اسکے کہ وہ معاویہ پر اس امر سے ناراض ہوئین کہ اُسنے حجر اور اصحاب حجر کو مقام
عذرا مین قتل کر دیا اُس (معاویہ) سے کہا کہ مین نے جناب رسولخدا سے سُنا ہے کہ عنقریب
عذرا مین کچھ ایسے لوگ قتل کیے جائینگے جنکے واسطے خدا اور اہل آسمان غضبناک ہونگے علاوہ
ابن عبدالبر نے اپنی کتاب استیعاب مین لکھا ہے کہ حجر فضلاء صحابہ سے تھے حالانکہ
اُنکا سن بہ نسبت اوروں کے کم تہا اور بروز صفین قوم کندہ کے سردار تھے اور بروز نہروان
حاکم میسرہ تھے جب معاویہ نے زیاد کو عراق وغیرہ کا حاکم بنایا اور اُسنے خشونت اور بدخوئی
جو ظاہر کرنی تھی ظاہر کی حجر نے زیاد کی مخالفت کا تو اظہار کیا مگر معاویہ کی مخالفت کا اظہار
نہیں کیا - زیاد نے یہ قصہ معاویہ کو لکھا تو اُسنے اُنکو اپنے پاس بہیجدینے کا حکم دیا چنانچہ
اُسنے اُنکو وائل ابن حجر حضرمی کے ساتھ مع بارہ آدمیون کے جو کل زنجیرون مین جکڑے ہوے تھے
بہیجدیا معاویہ نے اُنمین سے چھہ کو قتل کر دیا اور چھہ کو چھوڑ دیا - حجر بھی منجملہ مقتولین تھے اور
ابن اثیر لکھتے ہین کہ معاویہ نے ہدبہ ابن فیاض قضاعی اور حصین بن عبداللہ کلابی اور ابو شریف
بدری کو حجر اور اُنکے ساتھیون کی طرف روانہ کیا تاکہ اُنمین سے جنکے قتل کا حکم ہے انہین
قتل کر دین یہ لوگ اُنکے پاس شام کیوقت پہنچے اصحاب حجر مین سے خثعمی نے جب اُنمین کے
ایک کو کانا پایا تو کہنے لگے کہ ہم سے نصف مقتول ہونگے اور نصف رہا ہونگے - چنانچہ
چھہ آدمی چھوڑ دیے گئے اور چھہ قتل ہو گئے - اصحاب معاویہ نے قتل کرنیکے قبل اُنسے کہا کہ
ہمین حکم ہے کہ تمہارے سامنے حضرت علیؑ سے تبرا اور لعنت کو پیش کرین اگر تمنے مان لیا
تو ہم تمہین چھوڑ دینگے ورنہ قتل کر دینگے اونہون نے جواب دیا کہ ہم ہرگز ایسا کرنیوالے نہین ہین
پس حسب الحکم قبرین کہود دی گئین اور کفن مہیا کیے گئے اور حجر اور اصحاب حجر نے تمام شب

نماز مین گذاری جب صبح ہوئی تو قتل کے واسطے پیش کیے گئے اسوقت حجر ابن عدی نے یہ
درخواست کی کہ مجھے اتنی مہلت دو کہ مین وضو کر کے نماز پڑھ لون کیونکہ میرا کوئی وضو نماز سے
خالی نہین گیا اور اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ تم موت سے ڈرنے کا میرے اوپر گمان کروگے تو
مین نماز مین زیادتی کرتا راوی کا بیان ہے کہ پھر حجر کو قتل کردیا اور اُنکے چند ساتھی بھی قتل
کر دیے گئے اُسوقت عبد الرحمن بن حسان عنزی اور کریم خثعمی نے درخواست کی کہ ہمین امیر المومنین
معاویہ کے پاس بہیجدو تاکہ ہم اُس سے جناب امیرؑ کے بارہ مین اسکے قول کے مطابق کلام
کرین معاویہ سے اسکی اجازت چاہی گئی چنانچہ اُسنے اُن دونون کے حاضر کرنیکی اجازت دی
جب دونون اُسکے سامنے آئے تو خثعمی نے کہا کہ اے معاویہ خدا سے ڈر خدا سے ڈر کیونکہ
تو بھی اس دار ناپائدار سے دار آخرت دائمی کی طرف انتقال کرنیوالا ہے پھر تجھسے ہمارے
خون بہانیکی غرض پوچھی جائیگی تب اُسنے کہا کہ تو حضرت علیؑ کے بارہ مین کیا کہتا ہے جواب دیا
کہ اسمین جو تیرا قول ہے وہی مین کہتا ہون پوچھا کیا تو دین علیؑ سے بیزاری کرتا ہے وہ چپ ہوگیا
یہ دیکھکر سمر ابن عبد اللہ جو بنی قحافہ ابن خثعم کی اولاد سے تھا اُٹھ کھڑا ہوا اور سفارش کی کہ
اسے مجھے دیدیا جائے معاویہ نے اُسے اس شرط پر دیدیا کہ کبھی کوفہ مین نجائے لہذا اُس نے
موصل کو اختیار کرلیا پھر عبد الرحمن بن حسان سے پوچھا کہ اے برادر ربیعہ تو حضرت علیؑ کے
باب مین کیا کہتا ہے وہ بولا کہ مجھے معاف کر اور یہ سوال نکر یہی تیرے حق مین اچھا ہے معاویہ
بولا کہ بخدا مین ہرگز نہ مانونگا تب لاچار ہوکر وہ کہنے لگا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ حضرت علیؑ خدا کے
بڑے ذکر کرنیوالے اور حکم حق دینے والے اور عدل پر قیام کرنیوالے اور خطا کارونکو معافی
دینے والے تھے معاویہ نے پوچھا کہ عثمان کے بارہ مین تیرا کیا قول ہے کہا کہ وہ پہلا وہ شخص
ہے جس نے ابواب ظلم کو کھولا اور دروازہ ہائے حق کو بند کیا معاویہ نے کہا کہ تو نے اپنے نفس کو
ہلاک کردیا جواب دیا کہ نہین بلکہ مین نے تجھے قتل کیا۔ پس معاویہ نے اُسے زیاد کے پاس واپس
کردیا اور کہلا بھیجا کہ اسے نہایت بری طرح قتل کردے زیاد نے اُسے زندہ دبوا دیا انتہیٰ من الکامل

اور ابن عبد البر نے ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ جب معاویہ کے روبرو حجر ابن ادبر لائے
گئے تو انہون نے کہا السلام علیک یا امیر المومنین معاویہ بولا کیا امیر المومنین مین ہون انکی
گردن مارو جب وہ قتل کے واسطے پیش کیے گئے تو درخواست کی کہ مجھے اتنی مہلت دو کہ مین
دو رکعت نماز پڑہ لون پھر مختصر طور پر دو رکعت نماز پڑہی اور کہا اگر میرے خیال کے خلاف تم
گمان بدنکرتے تو البتہ مین نماز مین طول دیتا بخدا اگر میری گذشتہ نمازین مجھے کوئی نفع نہین
پہنچا سکین تو یہ دو رکعتین بھی مجھے کچھ نافع نہین ہین یعنے مین نماز کی وجہ سے جان بچانا نہین
چاہتا پھر اپنے موجودہ آدمیون سے کہا کہ مجھسے بیڑی ہتکڑی اشیاء آہنی علیحدہ نکرنا نہ خون کو
میرے جسم سے پاک کرنا تاکہ مین معاویہ سے صراط پر مخاصم بنکر ملاقات کرون اسے ابن عساکر نے
روایت کیا ہے اور حدیث مین جناب رسول خدا سے وارد ہے کہ سلطان جائر کے سامنے
کلمہ حق منہہ سے نکالنا بہترین جہاد ہے اور شہدا مین سب سے بہتر حمزہ ابن عبد المطلب ہین
اور وہ شخص جو کسی ظالم بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہے اور وہ اسکے حکم سے قتل کیا جائے ابن
ابی شیبہ نے نافع سے روایت کی ہے کہ ابن عمر بازار مین تھے جو انہون نے شہادت حجر کی
خبر سنی تو اپنی پیٹی کھول ڈالی اور اٹھہ کھڑے ہوے اور کثرت غم سے ڈارہین مار مار کر رونے لگے
اور جب ربیع ابن زیاد حارثی (جو ایک فاضل جلیل اور خراسان پر معاویہ کیطرف سے عامل تھے
انکو معلوم ہوا کہ معاویہ نے حجر بن عدی کو قتل کر دیا تو سخت ناگوار ہوا اور کہا کہ اب اسکے بعد ہمیشہ
عرب حجراً قتل کیے جایا کرین گے اگر عرب قتل حجر کے موقع پر نفرت کرتے تو کوئی بھی انمین سے
حجراً قتل نہ ہوتا لیکن انہون نے یہ فعل جائز رکھا اور ذلیل ہو گئے پھر بروز جمعہ نکلے اور کہا کہ
ایہا الناس مین اب زندگی سے طول ہو گیا ہون پس مین دعا کرتا ہون تم آمین کہو پھر خدا سے
دعا مانگی کہ خداوندا اگر تیرے پاس ربیع کی کوئی نیکی ہے تو جلدی سے انکی روح قبض کر لے ابھی
اپنے مقام سے ہٹے نہین تھے کہ مر گئے - ابن سیرین کہتے ہین کہ ہمکو یہ خبر پہنچی ہے کہ جب
معاویہ کی موت کا زمانہ قریب آیا تو یہ کہنا شروع کیا کہ اے حجر میرا دراز حساب تیرے ساتھ

بہت دراز ہے باریتعالےٰ فرماتا ہے۔

وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْآنَ

اور اُنکی کوئی توبہ نہیں ہے جو بدی کیے چلے جاتے ہیں جبتک کہ ہر ایک کیکو موت آجائے (اور) کہے کہ اب مین توبہ کرتا ہون

ابن عبدالبر کہتے ہین کہ معاویہ پہلا وہ شخص ہے جس نے حُجر اور اُنکے اصحاب کو بے بس کر کے جبراً قتل کیا۔ صاحب نصائح کافیہ کہتے ہین کہ اسکا گناہ اور ہر اس مسلمان کا جو قیامت تک بے بس کر کے قتل کیا جائے معاویہ کی گردن پر ہے کیونکہ وہ پہلا شخص ہے جسنے اس طریقہ نامرضیہ کو جاری کیا چنانچہ صحیح بخاری مین عبداللہ بن مرہ سے مروی ہے کہ کوئی نفس دنیا مین قتل نہین ہوتا مگر آدم کے پہلے بیٹے (قابیل) پر اُسکے گناہ مین حصہ ہوتا ہے کیونکہ وہ پہلا شخص ہے جو قتل کا موجد ہے اس حدیث کو مسلم اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور ترمذی نے حضرت عائشہ سے بروایت صحیحہ نقل کیا ہے اور ابن عساکر نے ابن عمر سے کہ چھ آدمی ہین جنپر مین نے لعنت کی ہے اور خدا اور ہر نبی مقبول الدعا نے انپر لعنت بھیجی ہے۔ کتاب خدا مین زیادتی کرنیوالا۔ اور قضاء و قدر خدا کا جھٹلانے والا۔ جبر سے تسلط حاصل کرنیوالا جو ان لوگون کو جو ہمیشہ خدا ذلیل ہین عزت دے اور جو ہمیشہ خدا عزیز ہین اُنہین ذلیل کرے۔ اور حرام خدا کا حلال جاننے والا۔ اور میری عترت پر امور محرمہ خدا کو جائز جاننے والا۔ اور میری سنت کا ترک کرنیوالا صاحب نصائح کافیہ فرماتے ہین کہ حُجر بن عدی کو قتل کرنا یہ معاویہ کے جرایم مین سب سے بڑا امر نہین ہے کیونکہ اس سے پہلے وہ حضرت امام حسنؑ کو زہر سے قتل کرنے کے جرم کا مرتکب ہو چکا ہے۔ حالانکہ امام حسنؑ خامس اصحاب کسا اور پسر جناب محمد مصطفےٰ اور ابن علی مرتضیٰ فرزند فاطمہ زہرا ثمر شجرۂ طوبےٰ رسول خدا کے دنیا کے دو پھولون مین کا ایک پھول اور جوانان بہشت کے دو سردارون مین سے ایک سردار تھے۔ ابو الفرج کہتے ہین کہ حضرت امام حسنؑ نے زہر سے شہید ہو کر وفات پائی۔ معاویہ نے جب اپنے بیٹے یزید کے ولیعہد کرنیکا ارادہ کیا تو ان کے اور سعد ابن وقاص کے واسطے سازش کر کے زہر بھیجا چنانچہ ان دونون نے

قریب قریب نو نمین وفات پائی - اور ابن عبد البر اور مسعودی وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت
امام حسنؑ کی بی بی جعدہ ملعونہ بنت اشعث بن قیس کندی نے انکو زہر پلا دیا - اور یہ اسلیے کہ معاویہ نے
اسے پوشیدہ طور پر پیام دیا تہا کہ اگر تو نے امام حسنؑ کے قتل مین کوئی تدبیر نکالی تو مین تجھے ایک لاکھ
درہم دونگا اور یزید کے ساتھ نکاح کر دونگا یہی بات تھی جسسے اُسنے حضرت امام حسنؑ کو زہر دینے پر
آمادہ کیا پس جب حضرت امام حسنؑ کی وفات ہو گئی تو معاویہ نے اس سے وعدہ مال کی تو
وفا کی مگر نکاح کی نسبت کہلا بہیجا کہ ہم یزید کی زندگی کے خواہان ہین اگر ایسا نہو تا تو ہم نکاح کے
قول کو بھی تیرے ساتھ پورا کرتے - ابن عبد البر کہتے ہین اور ابو زید عمر بن شبّہ اور ابو بکر بن خیثمہ نے
قتادہ سے بروایت ابو ہلال نقل کیا ہے کہ جب حضرت امام حسینؑ حضرت امام حسنؑ کے پاس
آئے تو انھون نے کہا کہ بھائی مجھے تین بار زہر پلایا گیا مگر جیسا کہ اس بار پلایا گیا ہے کبھی نہین دیا گیا
کہ مین اپنا کلیجہ اُگلے دیتا ہون پس حضرت امام حسینؑ نے پوچھا کہ بھائی کس نے آپکو زہر دیا ہے فرمایا
کہ یہ تم کیون پوچھتے ہو کیا تمہارا ارادہ ان قاتلین سے جنگ کا ہے خدا کو انہین سونپ دو پس
جب وفات پائی اور معاویہ کے پاس قاصد وفات کی خبر لیکر آیا تو کہنے لگا کہ حسنؑ پر بڑا تعجب ہے کہ
شہد کا ایک گھونٹ آب رومہ سے پیکر وفات پائی اور محمد ابن جریر طبری نے فضل بن عباس
بن ربیعہ سے بروایت محمد بن اسحق نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ عبد اللہ ابن عباس معاویہ کے
پاس وارد ہوئے اور کہنے لگے کہ بخدا مین مسجد ہی مین تہا کہ یکایک معاویہ نے قصر خضرا مین
تکبیر کہی اور ساتھ ہی اہل خضرا نے تکبیر کہی پہر اہل مسجد نے اہل خضرا کی تکبیر سُنکر نعرۂ تکبیر بلند کیا
تب فاختہ بنت قرظہ بن عمرو بن نوفل ابن عبد مناف نے اپنے مکان کے جہروکے سے منہ نکالا
اور پوچھا کہ خدا امیر المومنین کو خوش رکھے کونسی یہ خبر پہنچی ہے جس سے آپ اسقدر خوش ہوئے
جواب دیا کہ حسنؑ ابن علی کا مرنا یہ سُنتے ہی فاختہ نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون پہر خوب روئی اور
کہتی جاتی تھی کہ ہائے سردار مسلمانان اور پسر دختر رسول خدا نے وفات پائی معاویہ کہنے لگا
کہ واللہ تیرا یہ فعل بہت اچھا ہے وہ ایسا ہی تہا اور رونے جانیکے لائق - پہر ابن عباس کو جب

یہ خبر پہنچی تو وہان سے روانہ ہوے اور معاویہ کے پاس گئے تو وہ کہنے لگا کہ اے پسر عباس تمہین معلوم ہوا کہ حسنؑ نے وفات پائی انہون نے کہا کہ کیا تو نے اسیوجہ سے تکبیر بلند کی تھی کہا کہ ہان جواب دیا کہ واللہ حضرت امام حسنؑ کا مرنا تیری موت کو روک نہ دیگا اور نہ انکی قبر تیری قبر کو بند کردیگی اگر آج ہمپر انکی مصیبت پڑی تو اس سے قبل ہم سید المرسلینؐ و امام المتقینؐ رسولؐ رب العالمین کی مصیبت مین مبتلا ہو چکے ہین پھر اسکے بعد سید اوصیا کی مصیبت مین خدا اس مصیبت کا بدلہ دے اور ان آنسوونکو دفع کرے معاویہ کہنے لگا اے پسر عباس مین نے تجسے کبھی کلام نہین کیا مگر تجکو آمادہ جواب پایا سبحان اللہ معاویہ بھی خدا اور اُسکے محارم کی ہتک پر کسقدر جری تھا اور خدا کا حلم بھی بمقابلہ اپنے اور اپنے رسولؐ کے دشمنون کے کتنا عظیم تھا کہ وہ سبط رسولؐ کو قتل کرتے تھے اور اسکی موت پر خوش ہو کر ازروئے شماتت تکبیر کہتے تھے پھر بھی اُنپر کوئی بجلی آسمان سے نگری کہ انکی بیخ و بنیاد جڑ سے اوکھار کر پھینکدیتی - دیلمی نے ابو سعید سے نقل کیا ہے کہ حضرت رسول خدا نے ارشاد فرمایا کہ غضب خدا اُس شخص پر شدید ہوتا ہے جو مجکو میری عترت کے بارہ مین اذیت دیتا ہے -

معاویہ کا مالک اشتر کو قتل کرنا

معاویہ اپنے بعض خطبون مین کہتا ہے کہ خدا کے کچھ لشکر شہد مین بھی موجود ہین ۔ اور بیشک اُسنے ٹھیک کہا اسلیے کہ حضرت امام حسنؑ سے پہلے وہ مالک اشتر کو بھی شہد سے قتل کرچکا تہا - اور اسکا قصہ جیسا کہ ابن اثیر وغیرہ نے بیان کیا ہے اس طرح ہے کہ جناب امیرؑ نے اشتر کو مصر کا عامل بنا کر بھیجا جب وہ اُدہر روانہ ہوے تو معاویہ کے جاسوسون نے اُسکو یہ خبر پہنچا دی - معاویہ کو اسکا سخت صدمہ ہوا کیونکہ وہ مصر کی طمع کرتا تھا (جو اشتر کی موجودگی مین طمع خام تھی) پس معاویہ نے قلزم کے خراج گذارن کے چودہری کے پاس قاصد بھیجکر پیام دیا کہ اشتر مصر کا حاکم ہوا ہے اگر تو اسکا کام تمام کردیگا تو مین تجسے جبتک تیری زندگی بہر وہان کا خراج نہ لونگا چنانچہ جب اشتر قلزم مین پہنچے تو یہ شخص استقبال کوگیا اور اپنے پاس اُترنے کی خواہش کی وہ بیچارے سادہ دلی سے وہان

اُترپڑے پس وہ اُنکے لیے شہد کا شربت جسمین زہر ملا ہوا تہا لایا اشتر اُسدن روزہ دار تہے اُسنے وہ شربت انہین پلادیا پیتے ہی راہی خلد ہوئے معاویہ نے اہل شام سے یہ کہنا شروع کردیا تھا کہ علیؑ نے اشتر کو مصر کیطرف بہیجا ہے خدا سے اُسکے حق مین بددعا کرو وہ لوگ بددعا کیا کرتے تہے جب زہر دینے والے نے معاویہ کو اشتر کی ہلاکت کی آکر خبر دی فوراً معاویہ خطبہ کہنے کو اُٹھہ کہڑا ہوا اور کہنے لگا کہ امابعد علیؑ کے دو داہنے ہاتہ تہے جسمین سے ایک تو صفین مین کٹ چکا تہا یعنی عمار بن یاسر اب دوسرا آج کے دن کٹ گیا یعنی اشتر۔ معاویہ نے اہل شام کو اشتر کے واسطے بددعا کرنیکا چالبازی سے حکم دیا تہا کہ جب وہ مرجائین۔ تو اُن لوگون کو یہ گمان ہو کہ خدا نے ہماری دعا قبول کرلی اور بعینہٖ اسی طریقہ سے عبدالرحمن بن خالد بن ولید کو ہلاک کیا چنانچہ ابو جعفر طبری کہتے ہین کہ اسکا سبب وہ تہا جسکو عمر نے مسلمہ بن محارب سے بروایت علیؑ نقل کیا ہے کہ اہل شام کی نظر مین چونکہ عبدالرحمن ابن خالد بن ولید مین اُنکے باپ کے آثار پائے جاتے تہے اسلیے اُنکی شان اہل شام کی نظر مین عظیم ہوگئی تھی اور وہ اُنکی طرف رجوع ہونے لگے تہے اور بلاد روم مین دولتمند ہونے اور رہاک نبد ہجانے کے سبب معاویہ کے دلمین اُسکا خوف سما گیا اور دہشت چہاگئی پس اُنہون نے ابن آثال نصرانی کو حکم دیا کہ اسکے قتل مین کسی حیلہ سے کام لے اور اسکے عوض زندگی بھر معافی خراج کی ضمانت اور تولیت خراج حمص کا وعدہ کرلیا چنانچہ جب عبدالرحمن روم سے آیا تو ابن آثال نے اپنے ایک غلام کے ہاتہ زہر آمیز شربت پوشیدہ طور پر بہیجدیا وہ اُسے پیتے ہی حمص مین مرگیا معاویہ نے جن جن باتونکی ضمانت کی تہی سب پوری کردین انتہی۔ صاحب نصائح کافیہ کہتے ہین کہ عبدالرحمن بن خالد اپنے کردار کے بدلے مین گرفتار بلا ہوا کیونکہ وہ معاویہ کا بوجہ بٹانے والا اور اُس کا ناصر اور دوست صادق و محب اثق تہا خدائے عزوجل فرماتا ہے اور وہ سب گویندون سے سچا ہے۔

اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ	دوستی رکہنے والے اُس دن ایک دوسرے کی دشمن ہون گے۔ متقی اس سے مستثنےٰ ہین

پارہ ۲۵ سورہ زخرف

اور جناب رسول خدا ارشاد فرماتے ہیں۔

من اعان ظالما علی ظلمہ سلطہ اللہ علیہ کہ جو شخص کسی ظالم کی ظلم پر اعانت کرتا ہو تو خدا اسی ظالم کو اُسپر مسلط فرما دیگا شاید اسکا زہر سے قتل کیا جانا اس کے افعال سابقہ کا کفارہ ہو انشاء اللہ۔ اور معاویہ کے لیے مصر فتح کرنے کے بعد عمرو بن عاص اور معاویہ ابن خدیج نے محمد ابن ابی بکر صدیق کو قتل کر دیا اور پھر کس طرح کہ پہلے ان پر پانی بند کر دیا تھے کہ محمد پر پیاس کا سخت غلبہ ہوا پھر انکو ایک مردہ گدھے کی کھال پہنا دی اور اسمین آگ لگا کر جلا دیا جب معاویہ کو انکے قتل کی خبر پہنچی تو بہت کچھ اظہار فرحت و مسرت کیا مگر جب حضرت علیؑ کو محمد کے مقتول ہونے اور معاویہ کے خوش ہونیکی خبر معلوم ہوئی تو فرمایا کہ ہمین اُسیقدر صدمہ پہنچا ہے جسقدر اُن لوگون کو خوشی ہوئی ہے نہین بلکہ اس سے کہی حصہ زیادہ پھر فرمایا۔ ایہا الناس۔ آگاہ ہو کہ مصر کو اُن لوگون نے فتح کیا ہے جو فاسق و فاجر اور صاحبان ظلم و جور ہین جو لوگون کو خدا کی راہ سے روکتے ہین اور کجی کی وجہ سے اسلام سے بغاوت کرتے ہین جب یہ خبر حضرت عائشہ کو پہنچی تو سخت گریہ و بکا کیا اور ہر نماز کے بعد دعا قنوت مین معاویہ اور عمرو عاص پر بددعا کرتی تھین اور اُس وقت سے مرتے دم تک بھنا ہوا گوشت نکھایا۔

کتاب خدا مین بغیر استحقاق ایک نفس کے قتل پر طرح طرح کے شدید وعید وارد ہوئی ہین جیسے کہ قول خداوند عالم ومن یقتل مومنا الخ مین مذکور ہے۔ اور اسی طرح خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے۔ کہ

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ حَقٍّ وَّیَقْتُلُوْنَ الَّذِیْنَ یَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ	بتحقیق جو لوگ خدا کی نشانیون سے منکر ہین اور ناحق انبیاء کو قتل کرتے ہین اور ان لوگون کو قتل کرتے ہین جو لوگون مین سے عدل و انصاف کا حکم دیتے ہین۔ بس انکو دردناک عذاب کی خبر سنادو۔ وہ وہی ہین جن کے اعمال دنیا و آخرت مین اکارت ہو جاینگے۔ اور انکا کوئی بھی مددگار نہوگا

سورہ آل عمران

اور خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے۔

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًاۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا

اسی سبب سے ہمنے بنی اسرائیل پر لازم کر دیا کہ جو شخص کسی نفس کو بغیر دوسرے نفس کے قصاص کے یا بغیر زمین میں فساد کے قتل کر ڈالے پس ایسا ہی گویا اُسنے کل آدمیوں کو قتل کر ڈالا

پارہ ۶ سورہ مائدہ

اور خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا

اور وہ اللہ کے ساتھ کسی اور کو خدا نہیں بنا لیتے اور کسی نفس کو جسکا قتل خدا نے حرام کر دیا ہی ناحق قتل نہیں کرتے اور نہ زنا کرتے ہین اور جو ایسا فعل کریگا اُسکا بدلہ پایگا قیامت کے دن اُسکا عذاب دوگنا کر دیا جائیگا اور وہ ہمیشہ ہمیشہ اُسمین ذلیل ہو کر رہیگا سوائے اُسکے جو توبہ کرلے اور ایمان لے آئے اور نیک عمل بجا لائے پس وہی تو ہین جنکی بدیکو اللہ تعالے نیکیوں سے بدل دیگا اور اللہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنیوالا ہے

پارہ ۱۹ سورہ فرقان

اور حدیث مین جناب رسولخدا سے بھی اس بارہ مین اخبار کثیرہ وارد ہوی ہین جیسے کہ قول رسول صلعم

لا یزال المومن فی فسحة من دینه ما لم یصب دما حراما یعنی مومن ہمیشہ اپنی دین کی طرف سے کشادگی مین ہے جبتک کہ کوئی خون حرام نہ کرے

اور مثل اس حدیث کے کہ اکبر الکبائر الاشراک باللہ و قتل النفس (تمام کبائر سے بڑھکر شرک باللہ اور قتل نفس ہے)، اور مثل اس حدیث کے کہ لقتل المومن عند اللہ اعظم من زوال الدنیا (نفس مومن کا قتل کرنا خدا کے نزدیک زوال دنیا سے زیادہ عظیم ہی)

اور بخاری مین عبد اللہ ابن عمر سے منقول ہے کہ ان من ورطات الامور التی لا مخرج لمن اوقع نفسه فیها سفك الدم الحرام بغیر حله (بلا سبب خون حرام کرنا بھی اُن مہلک امور مین سے ہے کہ جب آدمی اپنے نفس کو انمین ڈالدے تو نجات کی کوئی صورت نہین ہے۔ اور ابن ماجہ نے بروایت ابو ہریرہ جناب رسالتمآب سے نقل کیا ہی

آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ

من اعان علی قتل مومن بشطر کلمة لقی اللہ تعالیٰ مکتوبا بین عینیہ آئس من رحمة اللہ۔

جو شخص کسی مومن کے قتل پر ایک کلمہ کے جزو سے بھی اعانت کرے تو خدا سے ایسی حالت مین ملاقات کریگا کہ اسکی پیشانی پر دونون آنکھون کے درمیان مکتوب ہوگا کہ یہ شخص رحمت خدا سے مایوس ہے

علاوہ ازین اسی طرح کی اور حدیثین بھی ہین۔ مقام غور ہے کہ جب ایک عورت اس گناہ مین داخل نار ہوئی کہ اُسنے ایک بلی کو بند کر دیا تہا جس کے سبب سے وہ بہوکی پیاسی مر گئی پس حضرت رسولؐ خدا نے اُسکو دیکھا کہ آگ مین جل رہی ہے اور بلی اُسکے چہرہ اور سینہ مین پنجے مار رہی ہے تو آپکا اُس شخص کے عقوبت کے بارے مین کیا خیال ہے جسنے بلاوجہ حجر اور انکی مثل دیگر جلیل القدر صحابہ کو قتل کیا ہو۔ نعوذ باللہ من موجبات غضبہ وسخطہ (خدا سے پناہ مانگتے ہین کہ وہ اپنے اسباب غیظ و غضب سے ہمین محفوظ رکھے) یہ بہی نہ بہولنا چاہیے کہ یہ سب امور اُس شخص کے حق مین وارد ہوے ہین جو ایک مومن کو قتل کر دے اگرچہ وہ مقتول اظہار شہادتین کے علاوہ کوئی فضیلت نہ رکہتا ہو جیسے محلّم بن جثامہ کا مقتول اور آپکو معلوم ہے کہ زمین نے بعد دفن قاتل کو اس غرض سے اُگل دیا کہ صحابہ کے لیے موعظہ ہو۔ حالانکہ اس سے بدتر کو قبول کر لیتی ہے اور محلّم نے جب رسولؐ خدا سے خواہش کی ہے کہ وہ اسکے لیے طلب مغفرت فرمائین تو حضرتؐ نے تین مرتبہ فرمایا۔ اللّٰھم لا تغفر لمحلم (خداوندا محلّم کو کبھی نہ بخشنا) پھر اُس شخص کا کیا ٹھکانا ہے جسکے مقتول حضرت امام حسنؑ اور حجر ابن عدی اور محمد ابن ابی بکر جیسے جلیل القدر صحابہ ہون اور پھر انکے علاوہ دیگر مقتولین کی تعداد ہزارون سے گذر جائے جنمین فضلاء مہاجرین اور اکابر انصار اور اجلہ صحابہ و تابعین داخل ہون لہذا معاملہ اتنا بڑا ہو جاتا ہے جو احاطۂ تصور سے باہر ہے اسمین کوئی شک نہین کہ صفین و مصر اور یمن و حجاز مین حضرت علیؑ اور معاویہ کے درمیان جو لڑائیان واقع ہوئین انمین دونو طرف کے مقتولین کا خون معاویہ ہی کی گردن پر ہے روز قیامت ہر ایک شخص حاکم عادل کے سامنے اپنے خون کا اُسی سے مطالبہ کریگا امام علیؑ کا فریق تو یون

یون دعوےٰ کریگا کہ اسکو قتل کرنے والے معاویہ کے پیرو اور وہ باغی جماعت ہے جنپر وہ (معاویہ)
امیر تھا اور وہی انکو حکم دیتا تھا اور فریق معاویہ کے مقتول یون دعوے کرین گے کہ اس نے
انکو بہکایا اور دہوکا دیا اور ورغلا کر باطل کو حق کرکے دکھایا اور انکے سامنے خود جھوٹ بولا اور جھوٹی
گواہیان دلائیں گین حتےٰ کہ بجز چند نفوس کے سب کو یہ گمان ہوگیا کہ ہم ہی حق و ہدایت پر ہین چنانچہ
اسی بنا پر وہ اپنی جانون پر کہیل کر قتل ہوگئے حالانکہ معاویہ کو اس بات کا خوب علم و یقین تہا جیسا
بارہا اسنے اپنے کلام مین اسکا اقرار بھی کیا کہ وہ باطل پر ہے اور دنیا کا طلبگار دین اور اہل دین کے
محاربہ (جنگ) کرنیوالا ہے گو اُسکے متعصب ہمراہی اور انصار اسکا انکار کرین پھر ان لوگون کے
علاوہ حضرت علیؑ کی وفات کے بعد اسی کے دوران حکومت مین اسکے عمال مغیرہ ابن شعبہ
اور زیاد بن سمیہ اور سمرہ ابن جندب اور عمرو بن عاص اور مسلم بن عقبہ اور عبد اللہ ابن زیاد
وغیرہ نے جن جن لوگون کو قتل کیا انکا خون بھی اسی کی گردن پر ہے انہون (معاویہ کی عمال)
نے محض ظلم و عداوت سے مسلمانون کو ابقدر قتل کیا اور موحدین کا اتنا خون بہایا جسکی کوئی
حد نہین وہ مسلمانون کو جہان اُنہون نے حضرت علیؑ ابن ابیطالب پر لعنت اور سب و شتم
کرنے کو قبول نکیا اور اس دین سے بیزار ہونیکو نمانا جسکے اختیار کرنے کا خدا نے حکم دیا ہے جو سچا
اسلام ہے تو فوراً قتل کردیتے تہے یہ امور ادعائی نہین ہین بلکہ بنقل متواتر وارد ہوئے ہین
جنکے ملاحظہ کے بعد کسی صاحب بصیرت کو معاویہ اور اسکے عمال سے ان باتون کے واقع
ہونے مین کوئی شک باقی نہین رہ سکتا اس کا اور ایسے ہی دیگر واقعات متواترہ کا انکار
کرنیوالا دو شخصون مین سے ایک ضرور ہوگا یا تو وہ احمق ہے بلکہ وہ شخص ہے جس سے جوہر عقل
بالکل سلب کرلیا گیا ہے کسی عالم اور جاہل کے بیان کی خواہ انکی تعداد ہزارون ہی کیون نہو
تصدیق نہین کرتا اور یہ انتہا درجہ کی غفلت اور غباوت ہے یا وہ ایسا عاقل ہے جو دل سے
تو تصدیق کرتا ہے مگر اس خوف سے کہ کہین لوگ رافضی نہ کہنے لگین اور اہل سنت اُس کی
مخالفت پر نہ اُٹھہ کھڑے ہون زبان سے انکار کرتا ہے یہی سخت حادثہ اور مصیبت عظیمہ ہے

اور یہی وہ عادت ہے جو خدا اور رسولؐ کے نزدیک ناپسندیدہ ہے معاویہ کے اکثر انصار اور اُسکے حامیتی اسی قبیل سے ہین کیا کسی سچے ایماندار کو معاویہ اور اُسکے عمال کے جرائم قتل وغیرہ جنکا ہمنے پہلے ذکر کیا اور ویسے ہی اور بدکرداریون سے جنکا ذکر نہین آیا واقف ہوکر اُس شخص کی تصدیق کرنا جائز ہے جو یہ کہتا ہے کہ وہ (معاویہ) اور اُسکے عمال ان سب افعال پر ماجور اور مثاب ہونگے کیونکہ وہ مجتہد تھے۔ معاویہ کے انصار اس بات کے قائل ہین کہ معاویہ اور اُسکا گروہ عمار کے قتل پر جو اُنکو جنت کی طرف بلاتے تھے اور وہ اُنکو جہنم کی طرف دعوت کرتے تھے مثاب ہونگے یہ وہ قول ہے جس سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین اور پتھر پگھل جاتے ہین۔

جناب رسول خدا ارشاد فرماتے ہین۔ کہ

من اذی المسلمین فی طرقہم وجبت علیہ لعنتہم کہ جو شخص مسلمانونکو راستو ہین ستائے تو اُسپر اُنکی لعنت واجب ہوتی ہے

اس حدیث کو طبرانی نے کتاب کبیر مین بہ سند حسن حذیفہ بن اسید سے نقل کیا ہے۔

پس جبکہ مسلمانون کی لعنت اُنکو راستہ مین ستانے والے پر واجب ہوئی جسکی صادق مصدق نے خبر دی ہے پس اُنکی لعنت اس شخص پر کیونکر واجب نہوگی جو اُنکو ناحق خونریزی سے اذیت پہنچائے بلکہ اُنکے پیشواؤن اور ہادیون کی (جو ذریت رسولؐ وغیرہ سے تھے) ہتک حرمت کیے اور مسلمانون کے مال چاندی اور سونے اور مال غنیمت اور فی کو اپنے واسطے خاص کرلے خداوندا ان لوگون کو راہ ہدایت کا الہام کر اُنکے دلون سے اُن لوگون کی محبت و مودت کو نکال دے جو تیری مخالفت اور تیرے اور تیرے نبیؐ اور اُنکے اہل بیت کے دشمن ہین۔

اور معاویہ کے مہلکات (اور مظالم) شنیعہ مین سے ایک امر یہ ہے کہ اُسنے اُس نفس قدسی سے عداوت و بغض کیا اور برائی کے ساتھ یاد کیا جسکو جناب محمد مصطفےٰ کی اخوت اور ابن عم اور وصی ہونے کا شرف حاصل تھا جو اُنکے علم کے شہر کا دروازہ اور اُنکے اصحاب مین سب سے پہلے اسلام لانے والے اور سب سے پہلے آنحضرتؐ کے پاس حوض کوثر پر وارد ہونے والے اور سب سے زیادہ شجاع اور سب سے زیادہ عالم اور سب سے زیادہ اہل

اور سب سے زیادہ محبوب خدا اور رسول تھے اور وہ امیر المومنین حضرت علیؑ کی ذات مجمع الصفات
ہے خدا ہمکو انکی محبت اور پیروی کی روزی عطا کرے اس طاغی سرکش کو اُن احادیث کی بھی
جو کہ صادق مصدوق کی زبان سے اُن (حضرت علیؑ) کی بغض و عداوت اور بدگوئی کی حرمت مین
وارد ہوئی ہین کچھ پروا نہ تھی اور نہ انکی طرف التفات اور توجہ تھی۔ معاویہ کے یہ مہلکات متواتر ہین
اور ثقات و معتمد راوی اُسکے ناقل ہین اور کتابون کے متون انسے بھرے پڑے ہین اور وہ
معاویہ پر اس طرح لازم و چسپان ہین جس طرح کوّے کے واسطے سیاہی اس سرکش نے صرف
ایسے افعال کے بجالانے مین اپنی ذات ہی پر اکتفا نہین کی بلکہ اسکا بغض جسکی جڑ اُس کے
دل مین تھی اور اُسکا کینہ جو اُسکے سویدائے قلب مین مدفون تھا اس امر کا باعث ہوا کہ اُسنے
اور لوگون کو بھی ان مہلک امور کی طرف دعوت دی اور تلوار کے زور اور مال سے لالچ و ترغیب
دیکر انکو بھی اسپر آمادہ کیا تاکہ انکا وبال اور گناہ اسکے وبال اور گناہ مین شامل ہوجائے زندگی بھر
خود ان بدکرداریونکا مرتکب رہا یہانتک کہ ہلاک ہوگیا اور مرتے دم اپنے بعد کے خلفاء اور
پیروونکو اسکی وصیت کر گیا بزرگان و اکابر صحابہ کا وعظ و نصیحت انکا وعید الٰہی سے ڈرانا جو زبان رسول
سے وارد ہوا تھا کچھ موثر نہین ہوا اُسکے قلب مین جو جم گیا تھا جمارہا اور وہ اپنی گمراہی پر قایم
مستمر رہا اور اپنے اسے راستہ پر چلا گیا حتی کہ اپنی اس حد پر پہنچ گیا جہان اسے پہنچنا تھا۔ مگر اس کے
امیر المومنینؑ کی ذات والا صفات پر کچھ اثر نہ ہوا خود وہی بدنام اور رسوا ہوا)

یا ناطح الجبل العالی لیکلمہ ۔ اشفق علی الراس لا تشفق علی الجبل

(اے بلند پہاڑ پر ٹکر لگانیوالے تاکہ اُسکو زخمی کرے اپنے سر کا خوف کر پہاڑ کا کچھ خوف نکر اُسکو کچھ صدمہ نہ پہنچیگا)
ناظرین اولاً بطور نمونہ اُن احادیث کو پیش نظر کرنا چاہیے جو پیشگاہ نبوت سے اس شخص کے
حق مین وارد ہوئی ہین جو امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی نسبت کلمات بد زبان پر
لائے یا دلمین انکی عداوت کا تخم بوئے تاکہ ہر عاقل و غافل پر روشن و واضح ہوجائے کہ
یہ طاغی کیسی شناعت کا مرتکب ہوا اور کیسا کج راستہ اختیار کیا جو اسکو اسکی جائے قرار

جہنم کی طرف لیگیا جناب رسالتمآب نے غدیر خم کے دن حجۃ الوداع سے لوٹتے ہوئے
تمام صحابہ کو جمع کرکے تین مرتبہ یہ تکرار فرمایا۔ الست اولی بکم من انفسکم (کیا مین تمہاری
نفسون سے زیادہ تمپر حاکم و مختار نہین ہون) وہ سب اعتراف و تصدیق سے جواب دیکر
رہے تھے پھر حضرت علیؑ کا ہاتھ بلند کرکے فرمایا۔

من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم
وال من والاہ وعاد من عاداہ واحب
من احبہ وابغض من ابغضہ وانصر من
نصرہ واخذل من خذلہ وادر الحق معہ حیث دار

(یعنی جس کا مین آقا ہون اُسکا علی مولا و آقا ہے۔ خدا دوستدار رکھ جو علی کو دوست رکھے
تو اسکو دوست رکھ اور جو اُسے دشمن رکھے تو اُس سے دشمنی کر جو اُس سے محبت رکھے
تو اُس سے محبت کر اور جو اُس سے دشمنی کرے تو اُس سے دشمنی کر جو اُسکی نصرت کرے
اُسکی مدد کر اور جو اُسکو چھوڑ دے تو اُسکو چھوڑ دے اور حق کو اُسکے ساتھ رکھ جدھر وہ پھرے)

اس حدیث کو ایک گروہ محدثین نے روایت کیا ہے جنمین سے ترمذی اور نسائی اور احمد ہین
انہون نے اسکی (روایت ہی نہین کی بلکہ تصحیح بھی کی ہے چنانچہ احمد نے کہا ہے کہ
شہد نبہ لعلی ثلاثون صحابیا (حضرت علیؑ کے واسطے اسکی تیس صحابیون نے شہادت
دی ہے) صاحب نصائح کافیہ کہتے ہین کہ حافظ سیوطی نے اسکو احادیث متواترہ مین
شمار کیا ہے اور مسلم نے اپنی صحیح مین حضرت علیؑ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا

والذی فلق الحبۃ وبرء النسمۃ انہ
لعہد النبی الامی الی انہ لا یحبنی الا
مومن ولا یبغضنی الا منافق

(قسم ہے اُس ذات کی جسنے دانہ کو شگافتہ اور انسان کو
پیدا کیا ہو کہ نبی اُمی نے مجھسے عہد فرمایا ہے کہ میرا محب
نہین ہوسکتا مگر مومن اور مجھسے بغض نکریگا مگر منافق۔)

اور ترمذی نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ کنا نعرف المنافقین ببغضہم علیا
(ہم منافقون کو بغض حضرت علیؑ سے شناخت کیا کرتے تھے) اور احمد اور حاکم نے بسند صحیح
حضرت ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ مین نے حضرت رسولؐ خدا کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ
من سب علیا فقد سبنی (کہ جس نے علی کو برا کہا اُس نے مجھے برا کہا) اور ابن خالویہ
نے کتاب الآل مین ابو سعید خدری سے روایت کیا ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ کو

فرمایا - حبك ایمان وبغضك نفاق واول من یدخل الجنۃ محبك واول من یدخل النار مبغضك (تیری محبت ایمان اور تیری دشمنی نفاق ہے پہلا وہ شخص جو داخل جنت ہوگا وہ تیرا دوست اور پہلا وہ شخص جو داخل نار ہوگا وہ تیرا دشمن ہوگا) اور اسی مین عمار یاسر سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے حضرت علیؑ سے فرمایا -

طوبیٰ لمن احبك وصدق فیك — خوشحال اُس شخص کا جو تجھسے محبت اور تیری تصدیق کرے
وویل لمن ابغضك وکذب فیك — اور وای ہو اُس شخص پر جو تجھسے دشمنی اور تیری تکذیب کرے

اور اسی مین ابن عباس سے منقول ہے کہ جناب رسول اللہ نے حضرت علیؑ کی طرف دیکھکر فرمایا -

انت سید فی الدنیا وسید فی الاخرۃ من احبك فقد احبنی ومن بغضك فقد ابغضنی وبغیضك بغیض اللہ فالویل کل الویل لمن ابغضك -

تو سردار دنیا اور سردار آخرت ہی جو تیرا دوست ہو وہ میرا دوست ہوا اور جو تیرا دشمن ہوا وہ میرا دشمن ہوا اور تیرا دشمن دشمن خدا ہی پس ویل اور سخت ویل اس شخص پر ہے جو تجھسے دشمنی کرے -

اور احمد نے اپنی مسند مین چند طریقون سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا

من آذی علیا بعث یوم القیمۃ یہودیا او نصرانیا -
جو شخص علیؑ کو ایذا دیگا بروز قیامت یہودی یا نصرانی ہوکر اُٹھے گا -

اور ابو یعلی اور بزار نے سعد ابن ابی وقاص سے روایت کی ہے وہ کہتے ہین کہ حضرت رسول خدا نے ارشاد فرمایا کہ من آذی علیا فقد آذانی (جسنے علیؑ کو ستایا اُسنے مجھے ستایا) اور طبرانی نے بسند حسن ام سلمہ سے اور اُنہون نے جناب رسول خدا سے روایت کی ہے کہ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ - من احب علیا فقد احبنی ومن احبنی فقد احب اللہ و من ابغض علیا فقد ابغضنی ومن ابغضنی فقد ابغض اللہ (جسنے علیؑ سے محبت کی اُسنے مجھسے محبت کی اور جسنے مجھسے محبت کی وہ خدا کا محب ہے اور جسنے علیؑ سے بغض کیا اوسنے مجھسے بغض کیا اور جسنے مجھسے بغض کیا وہ دشمن خدا ہے) اور خطیب نے

انس سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا عنوان صحیفۃ المومن حب علیؑ ابن ابیطالب (مومن کے صحیفہ اعمال کا عنوان (سرخی و دیباچہ) علی ابن ابیطالب کی محبت ہے) اور بزار اور ابویعلی اور حاکم نے خود حضرت علیؑ سے روایت کی ہے حضرت فرماتے ہین کہ مجھے رسول خدا نے بلایا اور فرمایا کہ۔

ان فیک مثلا من عیسی ابغضتہ الیہود حتی بھتوا امہ واحبتہ النصاری حتی انزلوہ بالمنزل الذی لیس بہ

تیری مثل عیسی کی سی ہے کہ یہود نے انسے بغض کیا حتی کہ انکی مان پر بہتان لگایا اور نصارے نے ان سے محبت کی حتی کہ انکو اس منزلت (الوہیت) پر پہنچا دیا جو انکو حاصل نہین

الا وانہ یہلک فی اثنان محب مفرط یفرطنی بما لیس فی ومبغض یحملہ شنآنی علی ان یبھتنی

آگاہ ہو کہ میری بارہ مین دو شخص ہلاک ہون گے بافراط محبت کرنیوالا جو میری ایسی ستایش کرے جو مجھمین نہین ہے اور مبغض جسکو میری دشمنی اسکا باعث ہو کہ وہ میرے اوپر بہتان باندھے

اور ابن عبد البر نے استیعاب مین لکھا ہے کہ صحابہ کے ایک گروہ نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا نے حضرت علیؑ سے فرمایا۔

لا یحبک الا مومن ولا یبغضک الا منافق (نہ محبت کریگا تجھسے مگر مومن اور نہ بغض کریگا تجھسے مگر منافق)

مسلم نے بھی اسکو اپنی صحیح مین اخراج کیا اور تصحیح کی ہے اور ذہبی نے تذکرہ مین ابوزبیر سے روایت کی ہے کہ جابر سے حضرت علیؑ کی نسبت سوال کیا گیا تو کہا۔

ما کنا نعرف منافقینا الا ببغض علی ابن ابیطالب (ہم منافقین کو بغض علیؑ سے ہی شناخت کیا کرتے تھے)

اور ابن نجار نے ابن عمر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہین کہ مین نے حضرت رسول خدا کو حجۃ الوداع مین جبکہ وہ اپنے ناقہ پر سوار تھے حضرت علیؑ کے کاندہے پر ہاتہ مار کر کہتے ہوئے سنا ہے

اللھم اشھد اللھم قد بلغت ھذا اخی وابن عمی وصھری وابو ولدی اللھم کب من عاداہ فی النار

خداوندا گواہ رہنا بار الہا مین تو تبلیغ کر چکا کہ یہ میرا بھائی اور ابن عم اور داماد اور میری فرزندوں کا باپ ہے پروردگارا جو اسے دشمن رکھے اُسے اوندہے منہ جہنم مین ڈھکیل

اور ابن عساکر نے فردوس میں روایت کی ہے کہ

بغض علی سیئۃ لا تنفع معہا حسنۃ
بغض علیؑ وہ گناہ ہے جسکے ساتھ کوئی نیکی نافع نہیں

و حب علی لا تضر معہا سیئۃ
اور محبت علیؑ وہ نیکی ہے جسکے ساتھ کوئی بدی مضر نہیں

اور حاکم نے مستدرک میں حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا کہ۔

عہد معہود ان الامۃ ستغدر بک وانت تعیش علی ملتی وتقتل علی سنتی من احبک فاحبنی ومن ابغضک ابغضنی وان ہذہ ستخضب من ہذہ (یعنی لحیتہ من راسہ)

یہ مقرر و مسلم امر ہے کہ میری امت تجھسے عنقریب غدر بیوفائی کریگی اور تو میری طریق و ملت پر زندگی بسر کریگا اور میری سنت پر قتل ہوگا جسنے تجھسے محبت کی اُسنے مجھسے محبت کی اور جسنے تجھسے عداوت کی اُس نے مجھسے عداوت کی اور یہ ڈاڑھی اس سر کے خون سے خضاب ہوگی (یعنی آپکی ڈاڑھی آپکے سر سے)

اور بخاری نے اپنی صحیح میں ابوہریرہ سے اور انہوں نے حضرت رسولؐ خدا سے روایت کی کہ حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا کہ خداوند عالم فرماتا ہے۔

من عادی لی ولیا فقد بارزنی بالمحاربۃ
جس شخص نے میرے کسی ولی سے عداوت کی پس وہ بیشک مجھسے محاربہ کیواسطے نکلا

(یہ امر واضح ہو) کہ حضرت علیؑ سید الاولیا اور اعظم اولیا ہیں پس معاویہ محاربین خدا میں سب سے بڑا اور ازروے وزر و بال سب سے اعظم ہوگا اور طبرانی نے روایت کی ہے کہ بصرہ میں ایک دن حضرت علیؑ کے سامنے سونا اور چاندی (دینار و درہم) پیش کیے گئے حضرتؑ نے فرمایا

ابیضاء و صفراء غری غیری غری اہل الشام غداً اذا ظہروا علیک
اے سفید چاندی اور اے زرد سونے میرے سوا دوسرے کو دھوکا دے کل اہل شام کو فریفتہ کرنا جبکہ وہ تجھپر قابض ہونگے

یہ قول لوگوں پر شاق گذرا حضرتؑ سے بھی اس کا تذکرہ کیا (کہ آپ نے یہ کیا فرمایا کہ وہ قابض ہونگے) تب حضرت نے عام اجازت دی جب سب لوگ حاضر دربار ہوگئے تو فرمایا کہ میرے خلیل (دوست) جناب رسولؐ خدا نے فرمایا ہے کہ۔

یا علی انک ستقدم علی اللہ و شیعتک راضین مرضیین ویقدم علیہ اعداؤک غضابا مقمحین

اے علی تم اور تمہارے شیعہ خدا کے سامنے راضی اور خوشنود جائینگے اور تمہارے دشمن گلو بستہ شکین کیے ہوئے پیش ہونگے ۔

پھر گردن کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر لوگوں کو اقماح کے معنی بتائے اور ابن عساکر نے جابر سے روایت کی ہے اور اسکو احادیث حسنہ میں شمار کیا ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا کہ

علی امام البررۃ وقاتل الفجرۃ منصور من نصرہ مخذول من خذلہ ۔

علیؑ نیکوکاروں کا امام اور بدکاروں کا قاتل ہے اسکا ناصر منصور و کامیاب اور اسکا خاذل نصرت ترک کرنیوالا مخذول ہے

اور دارقطنی نے افراد میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے ارشاد فرمایا کہ

علی باب حطۃ[علیہ] من دخل منہ کان مؤمنا ومن خرج منہ کان کافرا

علیؑ باب حطہ کے مثل ہیں جو اس سے داخل ہوا وہ مومن تھا جو اس سے خارج ہوا وہ کافر تھا

اور نہج البلاغۃ میں ہے حضرت علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ

لو ضربت خیشوم المؤمن بسیفی ہذا علی ان یبغضنی ما ابغضنی ولو صببت الدنیا بجملتہا علی المنافق علی ان یحبنی ما احبنی وذلک انہ قضی فانقضی علی لسان النبی الامی انہ لا یبغضک مؤمن ولا یحبک منافق

اگر مومن کی ناک پر اپنی یہ تلوار لگاؤں کہ وہ مجھسے بغض کرنے لگے ہرگز وہ بغض نہ کریگا اور اگر منافق کے سامنے کل دنیا انڈیل دوں تاکہ وہ میرا دوست ہو جائے ہرگز دوست نہوگا یہ وہ بات ہے جو قضائے الٰہی میں گذری اور نبی امی کی زبان پر جاری ہو چکی ہے کہ تجھسے مومن کبھی بغض نہ کریگا اور منافق کبھی محبت نہ کریگا

حضرت علیؑ سے بغض و دشمنی رکھنے والوں اور انکی بدگوئی کرنیوالوں کی نسبت جن اخبار میں کہ مخبر صادق نے کچھ بیان فرما دیا ہے انمیں کا یہ کچھ حصہ تھا جسے ہمنے بیان کیا پس ان احادیث کے مطابق مبغض و دشمن حضرت علیؑ پر عداوت خدا و رسول اور دونوں سے بغض اور نفاق اور ایذا رسانی خدا اور رسول خدا اور دونوں کی سب و شتم اور خدا کی طرف سے اسکے لیے خذلان اور واندگی

علیہ باب حطہ سے وہ دروازہ مراد ہے جسمیں بنی اسرائیل کو حطۃ کہتے ہوئے داخل ہونیکا حکم ہوا تھا جسے بعض نے ازراہ تمسخر حنطۃ حنطۃ کہا [illegible] دکھائی الفرقان

جہنم مین گرانا اور نیکیونکا کچہ نافع نہونا اور پیش خدا حالت غضب مین مشکین گئے ہوئ وارد
ہونا ثابت و متحقق ہوگیا خدا اور رسولؐ نے متعدد مقامات پر اُس شخص پر لعنت کی ہے جسمین
ان صفات مین سے ایک صفت بہی پائی جاتی ہو پہر بہلا ایسے شخص پر لعنت کرنا کیونکر جائز
نہوگی جسمین یہ کل صفات رذیلہ قایم ہون پس جو شخص لعنت کے جواز کا قائل نہین ہے
تو وہ یا تو ان احادیث کی تکذیب کرتا یا انسے جاہل ہے یا وہ ایسا حیلہ جو ہے جو اسکی کچہ پروا
نہین رکہتا کہ اسکی زبان سے کیا نکلتا ہے پس دعوائے باطل کر بیٹہتا ہے کہ حضرت علیؑ اور
معاویہ کے درمیان کوئی بغض و عداوت ہی نہین تہی نہ معاویہ کی طرف سے حضرت علیؑ کی
نسبت کسی لعنت و سب و شتم کا وقوع ہوا اور تواتر اور نقل صحیح کو پس پشت چہوڑ دیتا ہی صرف
اس غرض سے کہ جسکا خذلان (ترک نصرت) واجب ہے اسکی نصرت اور جسکا بغض لازم
ہے اُس سے محبت کرے اور تعصب مذموم کی پیروی اور شیطان مرجوم کی رضا جوئی کرے
اب ہمکو یہان کچہ وہ امور بیان کرنا چاہئین جو معاویہ اور اسکے اتباع سے اس قبیل سے سرزد
ہوئے جو کتب تاریخ و سیر مین منقول و ثابت ہین یہ تو گزر چکا ہے کہ معاویہ کے قاصدون نے
جو حجر بن عدی اور اُنکے اصحاب کے پاس آئے تہے اُنہون نے قتل سے پہلے اُنسے کہا کہ
ہمین یہ حکم ملا ہے کہ ہم تمہارے سامنے علیؑ سے بیزاری و برات اور اُنکی سب و لعنت
پیش کرین پس اگر تمنے ایسا کیا تو ہم تمکو چہوڑ دین گے اور اگر انکار کیا تو قتل کر دین گے۔
اُنہون نے جواب دیا کہ ہم ایسا نہین کرنیوالے جسپر اُنکو قتل کر دیا گیا۔ مسلم نے اپنی صحیح مین
اور ترمذی اور نسائی نے اپنے خصائص مین عامر بن سعد بن ابی وقاص سے روایت
کی ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان نے سعد کو حکم دیا اور کہا کہ تجہے ابو تراب کے سب و لعن سے
کون امر مانع ہے اُسنے کہا نہین جب تک مجہے تین باتین جو رسولؐ اللہ نے فرمائی ہین
یاد رہین مین انکو ہرگز برا نکہونگا البتہ اگر ایک بہی اُنمین سے میرے واسطے ہوتی تو مجہے شتران
سرخ رنگ سے زیادہ محبوب تہی اور رسولؐ خدا کے قول۔ انت منی بمنزلۃ ھارون

سے (حدیث مشہور) کا ذکر کیا اور ابو یعلےٰ نے بطریق دیگر سعد سے یہ اور بڑہایا ہی
کہ اگر میرے سر پر آرا بھی رکھدیا جائے کہ میں حضرت علیؑ پر سب و شتم کرون تب بھی مین
ایسا نکرونگا اور ابن اثیر نے نقل کیا ہے کہ معاویہ جب قنوت پڑہتا تو حضرت علیؑ اور ابن
عباس اور امام حسنؑ و امام حسینؑ و مالک اشتر کی سب (بدگوئی) کرتا اور ابن عبد ربہ نے
کتاب العقد مین لکھا ہے کہ جب حضرت امام حسن بن حضرت علیؑ وفات پا گئے تو معاویہ
حج بجا لا کر مدینہ آیا اور ارادہ کیا کہ بالائے منبر رسول حضرت علیؑ پر لعنت کرے اُس سے
کہا گیا کہ یہان سعد بن ابی وقاص موجود ہین ہمارا خیال نہین کہ وہ اسپر راضی ہون لہذا
اُنکے پاس کسی کو بھیجکر انکی رائے لیجیے چنانچہ اُسنے انکو پیغام بھیجا اور اسکا تذکرہ کیا انہون
نے جواب دیا کہ اگر تو نے ایسا کیا تو مین البتہ مسجد سے چلا جاونگا اور پھر کبھی عود نکرونگا پس
معاویہ نے انکی لعنت سے سکوت کیا تا اینکہ سعد کا انتقال ہو گیا پس جب وہ مر گئے
تو ممبر رسول پر حضرت علیؑ پر لعنت کی اور اپنے تمام عمال کو لکھدیا کہ ممبرون پر جا کر ان پر لعنت
کیا کریں انہون نے ایسا ہی کیا تب ام المومنین ام سلمہ زوجہ نبیؐ نے معاویہ کو لکھا۔
انکم تلعنون اللہ و رسولہ علی منابرکم وذلک انکم تلعنون علی بن ابیطالب و
من احبہ وانا اشہد ان اللہ احبہ و رسولہ (تم اپنے ممبرون پر خدا اور رسول
پر لعنت کرتے ہو اور یہ اسلیے کہ تم علی ابن ابیطالب اور انکے دوستون پر لعنت کرتی ہو
اور مین گواہی دیتی ہون کہ خدا اور اسکا رسول انکو دوست رکھتا ہے) پس انکے کلام
کی طرف کسی نے بھی التفات و توجہ نکی باوجودیکہ انہین انکی صحت روایت اور شرف مقام
کا خوب علم تھا۔ ابو عثمان جاحظ نے کتاب الرد علی الامامیہ مین نقل کیا ہے کہ معاویہ
اپنے آخر خطبہ مین کہا کرتا تھا (نقل کفر کفر نباشد)

اللھم ان ابا تراب الحد فی دینک	خداوندا ابو تراب (علیؑ) نے تیرے دین مین الحاد کیا اور لوگونکو
وصد عن سبیلک فالعنہ لعنا	تیری راہ سے روک دیا پس اُسکی پاداش مین اسپر سخت لعنت کر دینوی لعنت کر

ویبلو عذابه عذاباً الیماً (اور انہیں دردناک عذاب سے معذب کر)۔

راوی کہتا ہے تمام آفاق سلطنت میں یہ لکھا گیا چنانچہ یہ کلمات زمانہ سلطنت عمر بن عبد العزیز
تک منبروں پر پڑھے جاتے تھے۔ اسی میں یہ بھی روایت کی ہے کہ بنی امیہ میں سے ایک قوم
(جماعت) نے معاویہ سے کہا کہ اے امیر اپنی امید پر تو فائز ہو گیا پس اگر اب اس شخص
(حضرت علی مرتضے) کی نسبت سکوت کرے (تو نہایت مناسب ہے) کہا لا واللہ حتی
یربو علیه الصغیر ویهرم علیه الکبیر ولا یذکر له ذاکر فضلا (یعنی یہ ہرگز نہ ہوگا
جب تک اسی روش پر بچے تربیت پائیں اور جوان بوڑھے ہو جائیں اور کوئی شخص انکی
کسی فضیلت کا ذکر کرنے والا باقی نہ رہے) اور ابو الحسن مدائنی نے کتاب الاحداث میں
روایت کی ہے کہ معاویہ نے ایک ہی مضمون کا خط لکھکر اپنے تمام عمال کو بعد عام الجماعۃ
(سال اجتماع) لکھا۔ ان برئت الذمة ممن روی شیئا من فضل ابی
تراب واهل بیته (یعنی اس شخص سے بری الذمہ ہوں جو ابو تراب اور انکی اہلبیت کی
فضیلت میں کوئی شی روایت کرے) پس ہر قریہ و دیہات میں خطیب لوگ کھڑے ہوئے اور ہر منبر
حضرت علی پر لعنت کرتے اور تبرات کا اظہار کرتے تھے اور انکے اہلبیت کی مذمت کرتے اور بڑی مصیبت
اس وقت اہل کوفہ پر سب سے زیادہ بلا میں مبتلا تھے اسلیے کہ وہاں پر حضرت کے شیعوں کی
کثرت تھی پس ان پر اس نے زیاد بن سمیہ کو عامل مقرر کیا اور بصرہ بھی (شامل) کر دیا
وہ ملعون شیعوں کا متلاشی رہتا تھا اور انکو خوب پہچانتا بھی تھا کیونکہ حضرت علی کے زمانہ میں
خود بھی انہیں میں سے تھا پس اسنے انکو ہر کوہ و دشت سے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر قتل کیا اور ڈرایا اور
ہاتھ پاؤں کاٹے اور آنکھیں پھوڑیں اور شاخہائے درخت پر ان کو سولی دی عراق سے
انکو خارج البلد اور جلاوطن کر دیا یہانتک کہ وہاں کوئی مشہور آدمی ان میں کا باقی نہ رہا
اور معاویہ نے تمام آفاق سلطنت میں یہ فرمان لکھ بھیجا تھا کہ کسی شیعہ کی شہادت
نہ منظور کی جاوے اور یہ بھی لکھ دیا تھا کہ وہ حضرت عثمان کے اتباع اور انکے دوستوں اور

انکی ولایت کے تسلیم کرنے والون کو جو انکے فضائل ومناقب کی روایت کرتے ہون خوب دیکھیں
اور انکو اپنی مجلسون مین اپنے قریب جگہ دین اور اپنا مقرب بنائین اور انکا اعزاز واکرام کرین
انمین سے ہر ایک شخص کی روایت اور اُسکے باپ اور خاندان کا نام لکھکر میرے پاس بہیجدین چنانچہ
اُنہون نے ایسا ہی کیا حتی کہ لوگون نے فضائل ومناقب حضرت عثمان مین خوب خوب زیادہ بیان
کئین کیونکہ معاویہ اسکے عوض اُنکو صلات وخلعت اور انعام وجاگیرین بہیجتا تھا اور یہ فیضان
عرب اور اُسکے حوالی مین زیادہ جاری تھا پس ہر شہر مین اسکی کثرت ہوگئی اور لوگون نے
مراتب ومناصب اور دنیا کی طرف ایک دوسرے سے سبقت کی پس کوئی آدمی ایسا نہ پایا
جاتا تھا جو معاویہ کے کسی عامل کو ملا ہو اور حضرت عثمان کی کوئی فضیلت یا منقبت کی روایت
کرتا ہو مگر یہ کہ اُسکا نام لکھ لیا جاتا اور مقرب بارگاہ بنالیا جاتا اور اسکی سفارش کیجاتی پس ایک
مدت تک یہی حال رہا - بعد ازان اسنے اپنے عمال کو لکھا کہ حضرت عثمان کی نسبت حدیثون کی
کثرت ہوگئی اور ہر شہر اور اطراف واکناف مین پہیل گئین پس اب جسوقت میرا یہ فرمان تمہین
پہنچے تو لوگون کو فضائل صحابہ وخلفاءً اولین کی روایت کی طرف دعوت کرو اور کسی ایسی خبر کو نہ
چھوڑو جو کوئی مسلمانون مین سے حق ابوتراب مین روایت کرتا ہو مگر اسکے مقابلہ مین صحابہ کے
بارے مین بھی ویسی ہی خبر میرے سامنے پیش کرین اسلیے کہ یہ بات مجھے زیادہ محبوب اور باعث
خنکی چشم ہے اور ابوتراب اور اُنکے شیعون کی حجت کے لیے پست کرنیوالی اور مناقب وفضائل
حضرت عثمان سے زیادہ ان پر شدید وگران ہے پس یہ فرمان لوگون کے سامنے پڑہے گئے
اور مناقب صحابہ مین بکثرت جعلی حدیثین جنکی کوئی حقیقت نہ تھی روایت کی گئین اور لوگون نے
اس قسم کی روایت کی بیحد کوشش کی حتی کہ ممبرون پر انکا ذکر کیا گیا اور مکتبون کے ملاؤن کو
سکھائی گئین اُنہون نے بچون اور لڑکون کو اسکا حصہ کثیر ووسیع تعلیم کیا نوبت بایںجا رسید کہ
تعلیم قرآن کی طرح انکی بھی روایت اور تعلیم ہونے لگی یہانتک کہ لڑکیون - عورتون - خدمتگارون
اور غلامون تک کو انکی روایت اور تعلیم کی گئی اور یہی حالت ایک مدت دراز تک رہی

اسکے بعد اسنے اپنے عمال کو ایک دم سے تمام بلاد و امصار مین اس مضمون کا خط لکہہ بہیجا۔ کہ
دیکھو جس شخص پر اس امر کی شہادت قایم ہوجائے کہ وہ علیؑ اور اُسکے اہلبیت کو دوست رکہتا ہے
فوراً اُسکا نام دفتر سے گرادو اور اُسکی تنخواہ اور روزینہ بند کردو اور اسی کے بعد ایک دوسرے
خط مین لکہا کہ جس شخص کو تم اس قوم کی موالات و دوستی مین متہم بہی سمجہو اُس پر عتاب کرو اور
اُسکا مکان منہدم کرادو پس یہ مصیبت عراق سے زیادہ کہین شدید و سخت نہ تہی بالخصوص
کوفہ مین تہے کہ شیعیان حضرت علیؑ مین سے اگر کوئی اپنے معتمد و موثق کے پاس بہی آتا تو
گہر مین لیجا کر اپنا راز کہتا اور اپنے خادم اور غلام مملوک تک سے ڈرتا اس پر بہی کوئی حدیث
اس سے نہ بیان کرتا جب تک کہ سخت سے سخت اخفاء راز کی قسمین نہ لے لیتا اسکا
نتیجہ لازمی یہ ہوا کہ احادیث موضوعہ کا بکثرت ظہور ہوا اور بہتان و افترا دنیا مین پہیل گیا فقہا
و قضاۃ اور حکام بہی اسی طریق پر چلنے لگے اس بلا مین زیادہ تر ریاکار قاری اور وہ لوگ جو
دین مین سستضعف سے گرفتار تہے پہر لوگ خشوع اور عبادت کا تو اظہار کرتے اور جعلی حدیثین
گڑہتے رہتے تاکہ اسی وسیلہ سے حکام سے بہرہ مند ہون اور اُنکے مقرب بارگاہ بنجاتین اور
دولت و جاگیرین اور مکانات ملین حتے کہ یہ اخبار کاذبہ اور احادیث باطلہ اہل دین و دیانت
کی ہاتہون تک پہنچ گئین جو کذب و افترا کو حلال نہ جانتے تہے پس اُنہون نے انکو قبول
کرلیا اور انکی روایت کرنے لگے انکا گمان تہا کہ یہ حق اور سچ ہین اور اگر یہ حال کہلجاتا
کہ یہ جہوٹ اور باطل ہین تو ہرگز روایت نہ کرتے اور کبہی اُنکو اپنے دینی امور مین دخل
نہ کرتے۔ یہ امر برابر اسی طرح جاری رہا یہانتک کہ حضرت امام حسنؑ نے وفات پائی
پہر تو بلا و فتنہ اور بڑہ گیا کوئی شخص اس قبیل کا (یعنے شیعہ) ایسا باقی نہ رہتا جو اپنی جان
سے خائف و ترسان یا آوارہ گرد اور خانہ ویران نہو۔ پہر قتل جناب امام حسینؑ کے بعد تو
امر اور عظیم ہوگیا عبد الملک بن مروان مسند نشین حکومت ہوا شیعون پر سختی بڑہگئی اسنے حجاج بن
یوسف کو انپر حاکم قرار دیا اسکی پاس صاحبان زہد و تقوے اور عبادت و صلاح حضرت علیؑ کی مذمت

اور اُنکے دشمنون کی محبت بلکہ اُن لوگون کی مودت کو جسکی نسبت ایک قوم مدعی تھی کہ یہ بھی
دشمنان حضرت علیؑ ہین وسیلۂ تقرب قرار دیا دشمنان حضرت علیؑ کے فضائل اور مناقب کی
بکثرت روایت کی اور حضرت علی علیہ السلام کی حد درجہ منقصت اور عیب جوئی اور طعنہ زنی
اور اُنکے بغض و عداوت کے درپے ہوگئے حتی کہ ایک روز ایک شخص حجاج کے سامنے
آکھڑا ہوا (اصمعی کہتے ہین کہ وہ جد اصمعی عبد الملک بن قریب تھا) اور چلا کر کہنے لگا کہ اے امیر
میرے کنبہ نے مجھے عاق کردیا کیونکہ میرا نام علیؑ رکھدیا ہے اور مین فقیر اور تنگدست ہون
اور امیر کے انعام و صلہ کا محتاج حجاج یہ سُنکر ہنس پڑا اور کہنے لگا کہ چونکہ تو نے سوال کا لطیف
وسیلہ نکالا ہے اسلیے جا مین نے تجکو فلان مقام کی حکومت عطا کی اور ابن عرفہ معروف بہ
نفطویہ نے بھی جو اکابر محدثین و اعلام و مشاہیر مین سے ہین اپنی تاریخ مین اسی خبر کے
مناسب روایت کی ہے وہ کہتے ہین کہ فضائل صحابہ مین اکثر احادیث موضوعہ زمانہ بنی اُمیہ
مین اُنکے تقرب کی غرض سے بنائی گئین کیونکہ اُنکو گمان تھا کہ وہ اس فعل سے بنی ہاشم کی
توہین کرتے ہین۔ صاحب نصائح کافیہ کہتے ہین کہ محدثین راسخین اور علم حدیث کے
ماہرین نے جو علم اسماء الرجال اور اُنکے حالات سے عارف ہین ان احادیث موضوعہ کی
چھان بین اور بحث و فحص سے سکوت نہین کیا بلکہ ہر طرح سے اُنکی جانچ اور پڑتال کرلی ہے
اور اُنکی موضوعیت اور اسباب وضع اور بعض راویونکی کذاب اور غیر معتمد ہونیکو بیان کردیا
ہے جس طرح کہ اکثر احادیث موضوعہ فضائل علیؑ مین بیان کی ہین پس خدا انکو اُنکے نبی اور
اُنکی امت کیطرف سے جزاء خیر عطا فرمائے۔ ہان البتہ محدثین کی یہ جانچ صرف اس
طبقہ تک مین منحصر ہے جو طبقۂ صحابہ سے پست ہے ہے وہ لوگ جو اُنکی اصطلاح مین
صحابی ہے اُنپر طعن کی جسارت نہین کرتے اگرچہ وہ غیر مستقیم ہی کیون نہون۔
جب معاویہ نے مغیرہ بن شعبہ کو کوفہ پر عامل کیا ہے تو اُسکو اپنے پاس بلا کر کہا اما بعد۔
فان لذی الحلم قبل الیوم ما تقرع العصا (آجکے دن سے پہلے حلیم کیلیے قرع عصا (تنبیہ) کی حاجت نہتی

ولا یجزیٔ عنک الحلیم بغیر التعلیم } اور آج بغیر تعلیم کے حلیم کو تمسے کوئی چارہ نہین (
میرا ارادہ تھا کہ تجھے بہت سی باتونکی وصیت کرون جسکو مین تیری اصابت و دانائی پر
بھروسہ کرکے چھوڑے دیتا ہون مگر ایک خصلت (بات) کی وصیت سے خاموش
نہین رہ سکتا (وہ یہ کہ) علیؑ کی مذمت اور بدگوئی اور عثمان پر رحمت بھیجنے اور اُسکے لیے استغفار
کرنے اور اصحاب علیؑ کی عیب جوئی اور اُنکو دور رکھنے اور شیعیان عثمان کی مدح سرائے اور اُنکو
مقرب بنانے کو ہرگز ترک نکرنا مغیرہ نے کہا میری آزمائش ہو چکی ہے تو خود بھی آزما چکا ہے
اور تجھسے پہلے مین اورونکا بھی عامل رہ چکا ہون کسی نے میری مذمت نہین کی اب تو
بھی آزمائیگا پس یا تو تعریف کریگا یا مذمت - اُسنے کہا نہین بلکہ ہم انشاء اللہ تعریف ہی
کرینگے پس مغیرہ کوفہ پر عامل رہا اور وہ سب طرح سے نیک سیرت تھا بجز اسکے کہ حضرت
علیؑ کی بدگوئی اور عیب جوئی اور حضرت عثمان کے لیے دعا اور استغفار کو کبھی ترک نکرتا اور باز
نرہتا - جب یہ بات حجر بن عدی نے سُنی تو کہا بلکہ خدا تمہاری مذمت اور تمپر لعنت کرتا ہے
انتہی من الکامل - صاحب نصائح کافیہ کہتے ہین کہ مغیرہ اپنے باقی ایام حکومت مین برابر
اس وصیت پر عامل رہا اور دوسرونکو بھی اسکی وصیت کرتا رہا چنانچہ اسنے صعصعہ بن صوحان سے
(جو اصحاب حضرت علیؑ سے تھے) یہ معلوم کرکے کہ یہ حضرت علیؑ اور اُنکے فضائل کا لوگون مین
تذکرہ کیا کرتا ہے) کہا خبردار مین یہ سُنون کہ تو حضرت عثمانؓ کے عیب نکالتا ہے اور یہ بھی
میرے گوش زد نہو کہ تو فضائل حضرت علیؑ کا کچھ تذکرہ کرتا ہے ہمین تجھسے زیادہ اسکا علم ہے
مگر کیا کیا جائے اس سلطان کا تسلط اور غلبہ ہوگیا ہے اُسنے ہمسے عہد لے لیا ہے کہ ہم لوگون
سے ان (حضرت علیؑ) کے عیوب ظاہر کرین پھر بھی ہم بہت کچھ وہ باتین چھوڑ دیتے ہین جن پر
ہم مامور ہین اور اسی بات کا ذکر کرتے ہین جسکی نسبت ہم کوئی چارہ نہین پاتے اس طرح کہ
ہم اپنے نفسون سے اس قوم کے ضرر کو دفع کرتے ہین اگر تو کوئی اُنکی فضیلت بیان بھی کرے
تو اپنے گھرون مین چھپ کر صرف اپنے دوستون کے روبرو اسکو بیان کرنا - مسجد مین علانیہ بیان

کرنے کا ہمارا خلیفہ متحمل نہیں ہو سکتا انتہی من الکامل (مغیرہ منہ) - ایکدن حجر بن عدی کو حکم
دیا کہ وہ لوگوں کے مجمع میں کھڑے ہو کر حضرت علیؑ پر لعنت کریں حجر نے اس سے انکار کیا تب
اُسنے دھمکی دی (ناچار) وہ کھڑے ہوے اور کہنے لگے -

ایہا الناس ان امیرکم امرنی ان العن علیّ بن ابیطالب فالعنوہ لعنہ اللہ | ایہا الناس مجھے تمہارے امیر کا حکم ہے کہ میں حضرت علیؑ پر لعنت کروں پس تم سب اُس پر لعنت بھیجو خدا اُسپر لعنت بھیجے

سب اہل کوفہ نے کہا خدا اُسپر لعنت کرے اور اس سے مقصود امیر تھا - کہتے ہیں کہ مغیرہ
بڑا دنیادار تھا دین کو تھوڑی سی دنیا کے بدلے بیچڈالتا اور معاویہ کو راضی رکھتا حتی کہ ایکدن
اُسنے دربار معاویہ میں کہا کہ رسول اللہ نے حضرت علیؑ سے اپنی بیٹی کا نکاح اپنی خواہش
و محبت سے نہیں کیا بلکہ اس فعل سے ابوطالب کا احسان اُتارنا چاہا اور معاویہ نے مدینہ پر
مروان بن حکم کو عامل مقرر کیا وہ احکام معاویہ کا پورا پورا عامل تھا احکام امیر کے نفاذ کی خاطر
کسی جمعہ کو بالائے منبر حضرت علیؑ کی مذمت ترک نکرتا - ابن حجر مکی نے لکھا ہے کہ ایسی سند کے
ذریعہ سے جسکی رواۃ ثقہ اور معتبر ہیں وارد ہوا ہے کہ جب مروان حاکم مدینہ ہوا تو ہر جمعہ کو
بالائے منبر رسول حضرت علیؑ پر سب و شتم کیا کرتا تھا پھر سعید بن عاص اسکی جگہ مقرر ہوا تو اُسنے
اسکو ترک کر دیا پھر مروان کی دوبارہ اس عہدہ پر والیسی ہوئی اُسنے پھر سب و شتم کا اعادہ کیا
امام حسنؑ کو یہ معلوم تھا مگر خاموش تھے اقامت کے وقت تک داخل مسجد نہوتے مروان
اسپر بھی راضی نہوا حتی کہ حسنؑ کے پاس اُنکے گھر میں ایک شخص بھیجا جو اُنکی جید مذمت و شتم
[illegible] جنہیں کا ایک جملہ یہ ہے (نقل کفر کفر نباشد)

انما مثلک مثل البغلۃ یقال لہا من ابوک فتقول امی الفرس الخ | تیری مثال ایسی ہے جیسے خچر کی کہ جب اس سے پوچھا جاتا ہے کہ تیرا باپ کون ہے [illegible]

صحیح بخاری میں ایک حدیث ہے [illegible] ابوسعید سے مروی ہے [illegible] ابوسعید [illegible]
[illegible] عید [illegible] مروان کے ساتھ نکلا اس زمانہ میں وہ حاکم مدینہ تھا [illegible]

ہم مصلے (عیدگاہ) پر پہنچے وہان ایک ممبر دیکھا جو کثیر بن صلت نے بنایا تھا یکایک مروان نے نماز سے پہلے اسپر چڑہنا چاہا مین نے اسکا دامن پکڑ کر کھینچ لیا وہ چھڑا کر چڑہگیا اور قبل نماز خطبہ پڑہا مین نے کہا واللہ تم لوگون نے سنت کو بدلدیا کہا اے ابو سعید تو اپنا علم بھلا بیٹھا مین نے کہا بخدا جو مین جانتا ہون اس سے بہتر ہے جبتک مجھے علم نہین کہنے لگا کہ لوگ نماز کے بعد نہین بیٹھتے چلدیتے ہین لہذا مین نے خطبہ کو نماز سے پہلے کردیا ہے حافظ ابن حجر نے فتح الباری مین ابن منذر سے روایت کی ہے کہ مروان لوگون کو خطبہ سنانے ہی مین مصلحت دیکھتا تھا۔ لیکن کہتے ہین کہ لوگ مروان کے نماز مین قصداً خطبہ سننا نہین چاہتے تھے کیونکہ اسمین غیر مستحق (علی) کی لعنت و مذمت اور بعض اشخاص (عثمان) کی مدح مین افراط بیجا ہوتی تھی۔ بنا برین اس (تقدیم خطبہ) مین اسنے اپنی ذاتی مصلحت کی رعایت رکھی (نہ کہ مصلحت شرعیت) انتہے اور علامہ حفظی نے اپنے ارجوزہ مین اس حدیث کا ذکر کیا ہے وہ کہتے ہین۔

وفی البخاری عن ابی سعید ۔ خطبۃ مروان بیوم العید
قبل الصلوۃ حین کان الناس ۔ بعد الصلاۃ ینفض الجلاس
لانہ کما حکاہ المنذری ۔ یذکر فیہا المرتضی ویجتری۔
سحقا لہ من وزغ ملعون۔ ۔ وکل من فی صلبہ یکون

ابن عباس کا گذر ایک دن ایسی قوم پر ہوا جو حضرت علیؑ کا تذکرہ اور انپر زبان درازی کررہے تھے انہون نے اپنی قائد (وہ شخص جو ہاتھ پکڑے لیے جارہا تھا) سے کہا کہ مجھے انکے قریب لیچل جب وہ قریب لے گیا تو کہا تم مین کون شخص خدا پر سب وشتم کرتا ہے انہون نے کہا پناہ بخدا کہ ہم خدا کی سب کرین۔ پھر پوچھا تم مین حضرت رسولؐ خدا پر سب وشتم کرنیوالا کون ہے

سلہ ان اشعار کا ترجمہ یہ ہے کہ بخاری مین ابو سعید سے مروان کا خطبہ قبل نماز لوگون کی موجودگی مین منقول ہے کیونکہ بعد نماز لوگ اٹھہ جاتے تھے اس لیے کہ مطابق بیان منذری وہ اسمین جناب علی مرتضےؑ کا ذکر اور انپر بیجا جرأت کیا کرتا تھا۔ پس وائے ہو چھپکلی کے بچے ملعون پر اور اس شخص پر جو اسکی صلب مین ہو۔

کہا ہم خدا سے پناہ مانگتے ہین کہ حضرت رسولؐ خدا کی سب وشتم کرین پھر پوچھا تم مین حضرت علیؑ ابن ابیطالب پر سب وشتم ہیوالا کون ہے کہنے لگے یہ امر تو البتہ ہے تب اُنہون نے کہا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ مین نے یقیناً جناب رسول خدا کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ من سبني فقد سب الله ومن سب علىؑ ابن ابى طالب فقد سبني (جس شخص نے مجھے بُرا کہا بتحقیق خدا کو بُرا کہا اور جسنے علیؑ ابن ابیطالبؑ کو بُرا کہا اُسنے مجھے بُرا کہا) یہ سنکر اُنہون نے سر جھکا لیا پس جب یہ (ابن عباس) لوٹے تو اپنے قائد (دستگیر) سے پوچھا کہ تو نے اُنکا کیا حال دیکھا اُس نے کہا۔

نظروا الیك باعین محمرة[1] نظر التیوس الی شفار الجازه

عباس نے (خوش ہوکر) کہا میرے مان باپ تجھپر فدا ہون اور کچھ کہہ اُسنے کہا۔

خزر[2] العیون منکسی اذقانهم نظر الذلیل الی العزیز القاهر

ابن عباس نے کہا میرے مان باپ تمپر قربان ہون کچھ اور کہہ اُس نے کہا کہ میرے پاس کچھ اور زیادہ نہین ہے تو کہا لیکن میرے پاس ہے۔

احیاؤهم[3] عار علی امواتهم والمیتون فضیحة للغابر

(انتهى من مروج الذهب) اور معاویہ نے بسر ابن ارطاۃ کو حاکم بصرہ کیا پس وہ بالای ممبر حضرت علیؑ کو دشنام دیا کرتا تھا۔ ابو جعفر طبری اپنی تاریخ مین علیؑ بن محمدؐ سے بروایت عمیر بیان کرتے ہین کہ بسر نے ایکدن ممبر بصرہ پر خطبہ پڑھا پس جناب امیرؑ کی سب وشتم کی پھر کہا کہ مین خدا کا واسطہ دیکر اُس شخص سے جو مجھے سچا جانتا ہے کہتا ہون کہ وہ میری تصدیق کرے یا جو تنہا

---

[1] اس شعر کا ترجمہ یہ ہے کہ اُنہون نے تیری طرف خونی آنکھون سے دیکھا جسطرح کہ بوتقصاب کی چھریون کی طرف نظر کرتے ہین ۱۲

[2] اس شعر کا ترجمہ یہ ہے کہ اُنہون نے تیز نظرون سے اپنی ٹھوڑیون کو جھکا ہوا اسطرح دیکھا جیسے کوئی ذلیل آدمی صاحب عزت دباؤ والے کو دیکھتا ہے ۱۲۔ [3] اس شعر کا ترجمہ یہ ہے کہ اُن کے زندہ اُن کے مُردون کے واسطے ننگ وعار ہین اور اُن کے مُردے باقی ماندہ لوگون کے واسطے فضیحت و رسوائی ہین ۱۲۔

جانتا ہے تو تکذیب کرے راوی کہتا ہے کہ (یہ سنکر) ابو بکرہ نے کہا۔ اللّٰھم انا لا نعلمہ
الا کاذبا (خدا گواہ کہ ہم تو تجھکو جھوٹا ہی جانتے ہین) پس اُسوقت بسر نے اُسکے گلا گھونٹنے
کا حکم دیا (یہ دیکھکر) ابو لولوہ ضبعی اُٹھہ کھڑا ہوا اور اپنے آپ کو اُسپر گرا دیا اور اُسکو بچا لیا۔ انتہی
اور معاویہ نے زیاد کو اپنا نائب و عامل مقرر کیا وہ تمام عمال سے زیادہ حضرت علی کی
لعنت اور سب و شتم کی منادی مین شدت و حرص رکھتا تھا۔ ابن اثیر کہتے ہین کہ زیاد
ابن ابیہ نے صیفی بن فسیل شیبانی کو طلب کیا جب وہ حاضر کیے گئے تو اُسنے کہا اے دشمن
خدا تو حضرت ابو تراب کے حق مین کیا کہتا ہے۔ اُنہون نے کہا مین اُنہین نہین جانتا (کہ
حضرت ابو تراب کون ہین) کہا تم تو اُنہین خوب جانتے ہو۔ کہا حضرت علی کو پہچانتے ہو
کہا ہان کہا یہی ابو تراب ہین اُنہون نے کہا ہرگز نہین۔ یہ تو ابو الحسن اور ابو الحسین ہین
تب کوتوال نے اُنسے کہا کہ امیر تو اُنہین ابو تراب بتاتا ہے اور تم کہتے ہو نہین جواب دیا کہ
اگر امیر جھوٹ بولے تو کیا مین بھی جھوٹ بولون اور جیسی اُسنے جھوٹی شہادت دی مین بھی
جھوٹی شہادت دون زیاد نے کہا کہ یہ اُسپر علاوہ ہے (ایک نہ شد دو شد) میرا ڈنڈا لاؤ
جب عصا لایا گیا تو کہا اب کہو حضرت علی کے حق مین کیا کہتے ہو اُنہون نے کہا کہ مین اُنکو
بہت اچھا جانتا ہون کہا مارو پس وہ مارے جانے لگے یہانتک کہ زمین پر گر گئے پھر کہا کہ ذرا
ٹھہرو اُسنے کہا اب بتاؤ کہ حضرت علی کی نسبت تمہارا کیا قول ہے اُنہون نے کہا کہ اگر تو میرا جسم
اُستروں سے پارہ پارہ کر دیگا تب بھی بجز اس بات کے جو تو مجھسے سُن چکا ہے نہ کہونگا۔ کہا یا
تم اُن (حضرت علی) پر لعنت کرو ورنہ مین تمہاری گردن مارونگا اُنہون نے کہا کہ مین ہرگز ایسا نکرونگا
پس اُنکو لوہے مین جکڑ دیا اور قید کر لیا۔ حافظ ذہبی نے تذکرہ مین بیان کیا ہے کہ زیاد نے
رشید ہجری [1] کو صرف اُسکے تشیع کے سبب سے قتل کر دیا پہلے اُنکی زبان کاٹی پھر سولی دی انتہی

---

[1] صاحب نصائح کافیہ کہتے ہین کہ اہل اخبار نے اسکا قصہ بروایت شعبی زیاد بن نصر حارثی سے اس طرح نقل کیا ہے
وہ کہتے ہین کہ مین زیاد کے پاس تھا جو رشید ہجری حاضر کیے گئے (حضرت علی کے خاص اصحاب مین سے تھے)

اور مسعودی نے مروج الذہب اور بیہقی نے کتاب المحاسن والمساوی مین بیان کیا ہے کہ
زیاد نے لوگون کو کوفہ مین اپنے قصر کے دروازہ پر جمع کیا اور اُنکو حضرت علیؑ پر لعنت کرنیکی ترغیب
دیتا تہا جو انکار کرتا تلوار کے گہاٹ اُتار اجاتا - عبد الرحمن بن سائب نے ذکر کیا ہے کہ مین بھی
حاضر کیا گیا اور رحبہ کی سمت گیا میرے ساتھ انصار کی ایک جماعت تہی اُس وقت مین نے
ایک خواب دیکہا جبکہ جماعت مین بیٹہا ہوا اونگہہ گیا تہا وہ یہ کہ مجھے ایک دراز وطویل شی
نظر آئی کہ وہ سامنے سے بڑہی مین نے پوچہا کہ یہ کیا ہے اُسنے کہا - انا النقاد ذو الرقبہ
بعثت الی صاحب ہذا القصر (میرا نام نقاد ذو الرقبہ ہے اس قصر کے صاحب کے
پاس بہیجا گیا ہون) پس مین ڈر کر چونک پڑا ابہی ایک ساعت سے زیادہ زمانہ نہ گذرا تہا کہ
ایک شخص قصر سے باہر نکلا اور کہنے لگا کہ تم سب واپس جاؤ امیر کو تمسے ملنے کی فرصت نہین
دفعۃً اُسپر وہی بلا نازل ہو گئی جسکا ہمنے ذکر کیا یعنے اسکی ہتیلی مین ایک دانہ نکل آیا اُسنے اُسی
کہجا لیا - بعد ازان اُسنے سرایت کی اور سیاہ ہو گیا اسکے بعد وہ سیاہ آکلہ مین مبتلا ہو گیا اور بیرز
وہ ہلاک ہو گیا اسی بارہ مین عبد اللہ بن سائب یہ اشعار کہتے ہین -

؏ ما کان منتہیا عما ارادبنا | حتی تاتی لہ النقاد ذو الرقبہ
فاسقط الشق منہ ضربۃ ثبتت | لما تناول ظلما صاحب الرحبہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ - زیاد نے اُنسے کہا کہ تمہارے دوست نے تُمسے کیا کہا ہے کہ ہم تیرے ساتھ کس طرح پیش آئینگے - کہا تم میرے ہاتھ پاؤن قطع کروگے پھر مجھے دار پر چڑہاؤ گے زیاد نے کہا واللہ ہم اُنکی بات کو جھٹلائینگے - اسی حیثیت سے جب اُنہون نے باہر جانیکا ارادہ کیا تو حکم دیا کہ انہین لوٹا لاؤ - ہم تمہارے واسطے تمہارے آقا کے قول سے زیادہ بہتر، مناسب کوئی بات نہین پاتے - اگر چھوڑ بھی دیئے گئے تو ہمیشہ ہمارے ساتھ بغاوت کرتے رہوگے لہٰذا ہاتھ پاؤن کاٹ ڈالو تعمیل حکم ہو رہی تھی اور وہ باتین کر رہے تھے تب زیاد نے حکم دیا کہ انکی گردن مین پھانسی ڈالکر لٹکا دو رشید نے کہا میرے حق مین تمہارے پاس ایک امر باقی رہ گیا ہے مین دیکھتا ہون کہ اسکو ابھی تک تم جانتے نہین اسلئے زیاد نے حکم دیا انکی زبان قطع کردو پس جب انکی زبان نکالنے کیلئے پہنچے گئے تو کہا مجھے اتنی مہلت دو کہ ایک کلمہ کہلون انہون نے مہلت دی تو کہا بخدا یہ حضرت امیر المومنینؑ کی خبر کی تصدیق ہے - حضرت نے مجھے میری زبان قطع کرنیکی خبر دی تھی - پس انکی زبان کاٹ دیگئی اور پھانسی پر لٹکائے گئے ۱۲ -

؏ ان اشعار کا خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ وہ اپنے ارادہ بد سے باز آنے والا نہین تھا حتیٰ کہ نقاد ذو الرقبہ نے آکر اسکو گھیر لیا پس اسکی ایک شق کو ایک ضربت کاری نے گرا دیا کیونکہ وہ صاحب رقبہ پر ازروئے ظلم زبان دراز کرتا تھا صاحب رقبہ سے جناب امیر المومنینؑ مراد ہین - ۱۲ -

ہم نے اس مقام پر عمال معاویہ کے بعض افعال کا کچھ حصہ بیان کر دیا ہے حالانکہ اس کے اکثر عمال اسی قبیل سے تھے کتب تواریخ و سیر اسکے ذکر سے بھرے ہوئے ہیں جو ان سرکشوں نے حضرت امیر المومنینؑ پر سب و شتم اور بالائے منابر و بر سر مجمع و محافل آپکی لعنت کا ارتکاب کیا ہے۔ معاویہ نے اس بدعت شنیعہ و قبیحہ (جسکو حضرت رسول خداؐ نے علامت نفاق و سب خدا و رسول بتایا تھا) کے پھیلانے میں بہت کوشش کی اور اپنی عمر اسی میں ختم کر دی اور لوگوں کو بزور شمشیر اسپر آمادہ کیا اور اپنے عمال شریر پر لازم کر دیا تھا کہ وہ بر سر منبر تمام اطراف ممالک اسلامیہ میں اسکی منادی کریں حتی کہ مدینۃ النبی میں قبر شریف کے مقابل و مواجہ میں منبر رسولؐ خدا پر نہ خوف خدا کی رعایت کی نہ حرمت رسولؐ کا پاس کیا اپنے ہی زمانہ میں اکتفا کی، بلکہ اپنے پیرووں اور جانشینوں اور بادشاہان گمراہ اور پیشوایان ظلم و جور کے لیے اسکو سنت باقیہ و جاریہ قرار دیا۔ چنانچہ ان سب جباروں نے اسیکا مسلک اختیار کیا اور اسی کے راستہ پر چلتے رہے تقریباً ساٹھ برس تک حضرت کی سب و شتم کا اعلان کرتے رہے

بنی امیہ کے زمانہ میں ستر ہزار ممبروں سے زائد پر جناب امیرؑ کو سب و شتم کیا جاتا

حافظ سیوطی نے ذکر کیا ہے کہ زمانہ سلطنت بنی امیہ میں ستر ہزار ممبر سے زیادہ تھے جنپر معاویہ کی قرار داد سنت کے موافق حضرت امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام پر لعنت کیجاتی تھی اسی بارہ میں علامہ احمد حفظی شافعی اپنے ارجوزہ میں کہتے ہیں۔

وقد حکی الشیخ السیوطی انہ عہ	قد کان فیما جعلوہ سنہ
سبعون الف منبر و عشرۃ	من فوقھن یلعنون حیدرۃ
وھذہ فی جنبھا العظائم	تصغر بل توجہ اللوائم
فھل تری من سنھا یعادی	ام لا وھل یستر ام یھادی

عہ ان اشعار کا ملخص ترجمہ یہ ہے کہ شیخ سیوطی نے حکایت کی ہے کہ بنی امیہ نے جن امور کو سنت قرار دیا تھا انہیں میں سے تھا کہ دس اوپر ستر ہزار منبر ہوتے تھے جن پر حیدر صفدر پر لعنت کی جاتی تھی یہ وہ امر عظیم ہے جسکے پہلو میں تمام امور عظیمہ حقیر نظر آتے ہیں بلکہ جسکے بار ملامت کا عشر عشیر بھی نہیں آیا تیری رائے میں جس نے اسکو سنت قرار دیا وہ دشمن تھا یا نہ تھا۔ آیا اسکو چھپایا جائے یا ظاہر کیا جائے۔

اوعالم یقول عنہ نسکت | اجب فانی الجواب منصت
و لیت شعری ھل یقال الجھلا | کقولھم فی بغیہ ام الحلا
الیس خایؤذیہ املا فاسمعن | ان الذی یؤذیہ یوذی من ومن
بل جاء فی حدیث ام سلمۃ | ھل فیکم اللہ یسب مہ لمہ
عاون اخا العرفان بالجواب | وعاد من عادا ابا تراب -

اور منجملہ حکایات عجیبہ اس بارہ مین ایک یہ حکایت ہے کہ ولید بن عبد الملک لحّان[۱] تھا اسنے اپنے ایام خلافت مین ایک خطبہ پڑہا اور جناب امیر‌ؑ کا ذکر کیا پس کہا انہ[۲] کان لص ابن لص - (حضرت علیؑ (معاذ اللہ) خود چور اور چور کی اولاد ہین) لوگون نے ایک اسکی لفظی غلطی سے جسمین کوئی بچہ بہی غلطی نہین کرتا تعجب کیا دوسرے حضرت علیؑ مرتضےٰ[۳] سے شخص کی طرف چوری کی نسبت دینے سے سب آپسمین کہنے لگے کہ ہم نہین سمجھ سکتے کہ ان دونون باتون مین سے کون زیادہ عجیب ہے - اس سے عجیب تر وہ حکایت ہے جسکو مبرد نے کامل مین ذکر کیا ہے کہ خالد بن عبد اللہ قسری جبکہ امیر عراق تہا تو جناب امیرؑ پر برسرمنبر لعنت کرتا - اور کہتا - اللھم العن علیؑ ابن ابیطالب بن عبد المطلب بن ھاشم صہر رسول اللہ علی ابنتہ وابا الحسنؑ والحسینؑ (خداوندا تو علیؑ پسر ابوطالب بن عبد المطلب بن ہاشم شوہر دختر رسولؐ خدا اور پدر حسنؑ وحسینؑ پر لعنت کر) پھر لوگون کیطرف رخ کرتا اور پوچھتا کہ آیا مین نے کوئی کنایہ تو نہین کیا - اور سب سے زیادہ غریب تر وہ قصہ ہے جو ابن کلبی نے اپنے غرائب مین عبد الرحمن بن سائب سے نقل کیا ہے کہ حجاج نے ایک دن عبد اللہؑ بن ہانی سے کہا بخدا مین نے ابہی تک تیری کوششونکا کوئی بدلہ نہین دیا -

---

عہ ان اشعار کا ترجمہ یہ ہے کہ (کیا کوئی عالم کہ سکتا ہے کہ ہم اس سے سکوت کرین جلد اسکا جواب دو مین جواب کے [illegible]) میری سمجھ مین نہین آتا یہ جو کہا جاتا ہے کہ وہ مجتہد تہا [illegible] اگر یہ لوگ اسکی بغاوت کے متعلق کہتے ہین [illegible] حضرت [illegible] ایذا [illegible] نہین [illegible] حدیث ام سلمہ [illegible] حضرت ابوتراب کو دشمن رکہے اسے دشمن رکہو ۱۲

پھر اسماء بن خارجہ سردار بنی فزارہ کو پیام دیا کہ اپنی بیٹی کا نکاح عبد اللہ بن ہانی سے کر دے اُسنے کہا
لا واللہ یہ نہیں ہو سکتا تب اُسکے واسطے کوڑے منگوائے جب اُسنے یہ مصیبت دیکھی کہا اچھا
مین نکاح کیے دیتا ہون پھر سعید بن قیس ہمدانی رئیس یمانیہ کو بلاکر پیام دیا کہ اپنی بیٹی کا نکاح عبد اللہ
بن ہانی اودی سے کر دے اُسنے کہا کہ اودی کی کیا حقیقت ہے بخدا مین کبھی نکاح نکرونگا یہ
کوئی میرے لیے عزت و کرامت ہے حجاج نے حکم دیا کہ میری تلوار لاؤ عرض کی مجھے مہلت ملنی چاہیے
کہ مین اپنے کنبہ قبیلہ سے مشورہ کرون پس اُسنے مشورہ کیا تو سبھون نے یہی صلاح دی کہ نکاح کر دے
اور اس فاسق سے اپنی جان بچا پس مجبوراً اُسنے نکاح کر دیا تب حجاج نے عبد اللہ سے کہا کہ مین نے
تیرے ساتھ سردار فزارہ اور سید ہمدان و عظیم کہلان کی بیٹیو نکا نکاح کرا دیا حالانکہ قبیلہ اود کی یہ منزلت
نہ تھی اُسنے جواب دیا کہ خدا امیر کو نیکی دے ایسا نفرمائیے ہمارے واسطے وہ فضائل و مناقب ہین
جو عرب مین کسیکو حاصل نہین پوچھا وہ کیا ہین کہا کہ ہماری کسی مجلس مین امیر المومنین عبد الملک کو کبھی
کسی نے برا نہین کہا - حجاج نے کہا واللہ یہ منقبت ہے پھر کہا ہم مین سے صفین مین
امیر المومنین معاویہ کے ساتھ ستر آدمی تھے اور ابو تراب کے ساتھ کوئی نہ تھا مگر ایک مرد جو
بخدا امیر سے علم مین ایک بدآدمی تھا کہا واللہ یہ منقبت ہے - پھر کہا ہم مین سے ہی وہ
عورتین ہین جنھون نے نذر مانی تھی کہ اگر حسینؑ بن علیؑ قتل ہو جائے تو ہمین سے ہر ایک دس
جوان اونٹنیان نحر کریگی - چنانچہ اُنھون نے ایسا کیا کہا واللہ یہ منقبت ہے - پھر کہا ہم
کسی شخص کے سامنے ابو تراب کی لعنت اور سب و شتم پیش نہین کی گئی مگر وہ (بخوشی) بجا لایا
اور اپنی طرف سے حسنؑ و حسینؑ اور اُنکی مان فاطمہؑ کو بھی بڑھا لیا - کہا واللہ یہ منقبت ہے
پھر کہا جو حسن و صباحت و ملاحت ہمین حاصل ہے وہ عرب مین کسیکو حاصل نہین (یہ سُنکر
حجاج ہنس پڑا اور کہنے لگا اے ابو ہانی اسے تو رہنے ہی دے (یہ عبد اللہ بد قوارہ نہایت
سفید رنگ، سوجا ہوا مُنہ کج گردن کج دہان بھینگا بدرو تھا اور اسکی آنکھہ مین سخت کجی تھی)
اور ابو عثمان جاحظ نے بیان کیا ہے کہ حجاج نے ایک روز کوفہ مین خطبہ پڑھا جسمین اُن لوگون کا

ذکر کیا جو مدینہ مین قبر رسول کی زیارت کرتے ہین اپس کہا۔ تبّاً لھم انما یطوفون باعواد
رمة بالیة ھلا طافوا بقصر امیر المؤمنین عبد الملک الا یعلمون
ان خلیفۃ المرء خیر من رسولہ (خدا انہین ہلاک کرے کہ صرف لکڑیون اور بوسیدہ
ہڈیون (قبر رسول خدا) کا طواف کرتے ہین قصر امیر المومنین عبد الملک کا طواف کیون نہین بجالاتے
کیا نہین جانتے کہ آدمی کا خلیفہ اسکے رسول سے بہتر ہوتا ہے) انتہی۔ علامہ یاقوت حموی
معجم البلدان مین سجستان اور وہان کے خوارج اور انکی کثرت اور تعصب مذہب کو بیان
کرتے ہوئے کہتے ہین کہ محمد بن بحر رہنی نے کہا ہے کہ ان سب سے زیادہ بڑی بات یہ ہے کہ
حضرت علی ابن ابیطالب کی شان مین تمام شرق و غرب کے ممبرونپر بے ادبی (لعنت)
کی گئی مگر سجستان کے ممبر پر صرف ایکبار۔ بعد ازان انہون نے بنی امیہ کے اس حکم کی تعمیل سے
انکار کردیا حتے کہ عہد نامہ مین یہ اور بڑھایا گیا کہ انکے ممبر پر کسی پر لعنت نہ کی جائے نہ انکے
شہر مین قنفذ[1] (ساہی) اور بچھوے کا شکار ہو۔ وہ کہتے ہین کہ اس سے زائد شرف کیا
ہو سکتا ہے کہ انہون نے اپنے ممبر پر برادر رسول کی لعنت کو روک دیا حالانکہ منابر حرمین
شریفین مکہ و مدینہ کے ممبرون پر حضرت کو لعنت کیجاتی تھی (انتہی) حالانکہ یہ طریقہ شنیعہ
زمانہ بنی امیہ مین تمام صوبون شہرون بلکہ قریون تک مین معمول بہ اور جاری تھا جہان جہان
انکا حکم نافذ اور جہان جہان انکا ملک تھا اپنے عمال کو اسکی وصیت اور رعایا کو اسپر مجبور کرتے
یہانتک کہ عمر بن عبد العزیز نے اسکو باطل کیا اور اسکی جگہ خطبہ مین قول خدا تعالے
إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ
(یقیناً خدا عدل اور احسان کا اور ذوی القربیٰ کو انکے حقوق دینے کا حکم دیتا اور بیحیائی اور بری باتون اور بغاوت سے منع فرماتا اور تمکو نصیحت کرتا ہے کہ تم نصیحت حاصل کرو)

---

[1] اسی مقام پر مصباح الصلح کا فقرہ لکھتے ہین کہ ایسے سومن جاہل دقاق اس فن تگمراہ و گمراہ کن کے افعال پر جو ہمارے اکثر بھائی اہل سنت اس گروہ کی حمایت کے لیے لڑتے جھگڑتے ہین اور انکی عیب جوئی سمجھتے اور جن جن امور کے وہ مرتکب ہوئے ہین انکی بیجا تاویلین کرکے انہین چھپانا چاہتے ہین حالانکہ درحقیقت ان رذیل افعال و اشد الناس ابر حقیقت احوال بدتر از خوارج ہین جنکو بدترین امت مانا گیا ہے ۱۲۔ [2] ان لوگون نے ساہی کے شکار کرنے سے اسلیے ممانعت کی تھی کہ ان کے شہر مین سانپ بکثرت تھے اور ساہی انکو کھا لیتی ہے اسی لیے وہان پر کوئی گھر ایسا نہ تھا جسمین ساہی نہو ۱۲۔

داخل فرمایا ہے اسی بارہ مین کثیر ابن عبد الرحمان مدح عمر مین کہتا ہے اور اسکے سب و لعنت کے بند کرنے کا ذکر کرتا ہے۔

ولیت فلم تشتم علیا ولم تخف　　بریا ولم تقبل اساءة مجرم

(تو حاکم ہوا تو تو نے حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب کو سب و شتم نہین کیا اور نہ کسی بری الذمہ کو ڈرایا گیا اور کسی مجرم کی بدی کو قبول کیا) اور اسی بارہ مین شریف ابو الحسن جناب سید رضی علیہ الرحمہ عمر بن عبد العزیز کا مرثیہ کہتے ہین۔

دیر سمعان لاعدتک الغوادی[عہ]　　خیر میت من ال مروان میتک

دیر سمعان فیک ماوی ابی حفص　　فودی لو اننی آویتک

یا ابن عبد العزیز لو بکت العین　　فتی من امیة لبکیتک

غیر انی اقول انک قد طبت　　وان لم یطب و لم یزک بیتک

انت نزھتنا عن السب و اللعن　　فلو امکن الجزاء جزیتک

و عجیب انی قلیت بنی مر　　وان طرا و اننی ماقلیتک

ولو انی رأیت قبرک لاستحییت　　من ان اری و ما حییتک

ولو انی ملکت دفعا لما نا　　لک من طارق الردی لفدیتک

عہ ان اشعار کا محصل ترجمہ یہ ہے کہ اے دیر سمعان تجھسے ابر کا امداد دور نہ جائین اسلیے کہ اولاد مروان مین سے تیرا مردہ بہترین مردگان ہے اے دیر سمعان تجھی مین جا قیام ابو حفص (کنیت عمر بن عبد العزیز) ہے جس سے تجھی کو بسنا ہے اگر مین بھی تجھی مین جا کر پناہ لوں (اے پسر عبد العزیز اگر کوئی آنکھہ اولاد امیہ مین کسی پر گریہ کرتی تو مین تجھپر گریہ کرتا صرف مین یہ کہتا ہوں کہ تو طینت پاکیزہ ہے اگرچہ تیرے گھرانے مین طہارت و پاکی ولادت مفقود ہے۔ تو نے ہی ہمکو سب و لعن سے نجات دی پس اگر ممکن ہوتا تو مین تجھے اسکا بدلہ دیتا۔ بڑی عجیب بات یہ ہے کہ مین تمام اولاد مروان کو دشمن رکھتا ہوں۔ لیکن مین تجھسے عداوت نہین رکھتا۔ اگر مین تیری قبر دیکھ پاؤں تو تجھے شرم دامن گیر آئیگی کہ بغیر ہدیہ سلام تیری زیارت کو چلا آیا اگر مجھے قدرت ہوتی کہ مین وارد ہونیوالی ہلاکت کو تجھسے دفع کرسکتا تو مین ترا فدیہ دیتا ۱۲۔

صاحب نصائح کافیہ کہتے ہین کہ ان ظالمان سرکش کی بمقابلہ خدا جرأت کو دیکھو اور جو نہون نے اپنے نفوس کیواسطے گناہان کبیرہ مہیا کیے اور خدائے جبار و منتقم شدید العقاب کے وعید شدید کے مستحق ہوئے لیکن سب و شتم و لعنت سے انہون نے جو کچھ بھی کیا اگرچہ وہ بہت کچھ عام ہوا اور اسکی کثرت کی حد باقی نہ رہی اور تمام عالم مین پھیلایا گیا اور پیاپے ان لوگون نے اسکی کوشش کی - پھر بھی مقام و منزلت جناب علی مرتضی علیہ السلام مین اس سے ذرہ بھر بھی نقصان اور کمی نہین آئی اور انکے دامن عزت مین اس سے کوئی ذلت و منقصت کا دھبہ نہین لگا کیونکہ خدا کے نزدیک انکی منزلت اور اسکے بندگان صالحین کے قلوب مین انکی جلالت مرتبت اس سے زیادہ عظیم و برتر ہے کہ معاویہ اور اسکے تابعین کا ہذیان انکی حرمت کو گھٹا دیوے جیسا کہ معاویہ اور اسکے اتباع کی پستی مراتب اور حقارت شان عند اللہ اور مومنین صالحین و متقین کے قلوب مین انکی ناہنجاری و بدحالی اسقدر رکم و حقیر ہے کہ ان متعصبین کی تعظیم و تسوید (سردار گردانا) اسکی شان بڑہانے مین انگل بھر تاثیر کرے -

جف القلم بما هو كائن (قلم قدرت جو ہونیوالا ہے اسے لکھکر خشک ہوگیا)

لیساو قات کہا جاتا ہے ان لوگون کی نمازین اور زکوتین اور کچھ دیگر عبادات بھی ہین تو کیا تمہاری رائے مین یہ امور بر منقبت انہین کچھ بھی نفع نہ پہنچائین گے - ہم کہتے ہین کہ ہان ہم تو یہی خیال کہتے ہین کہ انہین سے کوئی چیز بھی انکو نفع نہ دیگی در انحالیکہ جناب رسول خدا اس حدیث کی اثنا مین جسکو حاکم نے تصحیح کے ساتھ روایت کیا ہے فرماتے ہین -

فلو ان رجلا صفن بين الركن والمقام فصلى وصام ثم لقى الله وهو مبغض لاهلبيت محمد دخل النار	اگر کوئی شخص مابین رکن و مقام اپنے دونون پاؤن پر بستہ کھڑا ہے اور نماز پڑھے اور روزہ رکھے پھر خدا سے ملاقات کرے مگر اس حالت مین کہ اہلبیت محمد کا دشمن ہو تو وہ البتہ داخل نار جہنم ہوگا -

اور نیز یہ بھی آنحضرت سے صحت کو پہنچا ہے کہ

والذی نفسی بیدہ لا یبغضنا اہل البیت احد الا ادخلہ اللہ النار

مجھے اُس ذات کی قسم ہے جسکی قبضہ قدرت مین میری جان ہے کہ ہم اہل بیت کو کوئی دشمن نرکھیگا مگر خدا اُسکو داخل نار فرمائیگا۔

اور ایک حدیث صحیح کے اثنار مین آنحضرت کا یہ قول وارد ہے۔

من اذانی فی عترتی فقد اذی اللہ ان اللہ حرم الجنۃ علی من ظلم اہلبیتی اوقاتلھم اواعان علیھم اوسبّھم

جو شخص میری عترت کی بارہ مین مجھے اذیت دیگا وہ خدا کو اذیت دیگا خدا نے جنت اُس شخص پر حرام فرمادی ہے جو میرے اہلبیت پر ظلم کرے یا اُنسے مقاتلہ کرے یا اُنکے مقابلہ مین دُشمن کی اعانت کرے یا اُنکی سب و شتم کرے۔

اور ابن عساکر نے فردوس مین روایت کی ہے کہ۔

بغض علیؑ سیئۃ لا تنفع معھا حسنۃ" کہ علی کا بغض وہ گناہ ہی جسکے ساتھ کوئی نیکی نفع نہین دیسکتی

علاوہ برین اسی قسم کی اور احادیث کثیرہ بھی ہین پس معلوم ہوا کہ حضرت علیؑ اور انکی عترت طاہرہ کا بغض و عداوت ضلالت و گمراہی کا باعث اور اعمال کو باطل کرانیوالے امور ہین کیا خوب ہے وہ قول جو ناصر عباسی نے اس بارہ مین ان احادیث سے اقتباس کر کے کہا ہے۔

قسما بمکۃ والحطیم و زمزم[ع] والراقصات فی سعیھن الی منی
بغض الوصی علامۃ مکتوبۃ کتبت علی جبھات اولاد الزنا
من لم یوال من البریۃ حیدرا سیان عند اللہ صلی او زنا

ع ان اشعار کا ترجمہ یہ ہے۔ قسم ہے مکہ اور حطیم اور زمزم کی اور راقصات (ناقہائے قربانی) کی اور منی کی طرف اون کے دوڑنے کی کہ وصی رسولؐ (حضرت علیؑ) سے بغض ایک علامت مکتوبہ ہے جو اولاد زنا کی پیشانیون پر لکھی ہوئی ہے مخلوقات مین سے جو شخص حیدر کرار کو دوست نرکھتا ہو اسکے واسطے خدا کے نزدیک دونون عمل برابر ہین خواہ وہ نماز پڑھے یا زنا کرے ۱۲۔

اور انہین کے یہ اشعار بہی ہین-

علہ لو ان عبداً اتی بالصالحات غداً — وود کل نبی مرسل وولی

وعاش ما عاش الا فا مولفۃ — خلوا من الذنب معصوماً من الزلل

وقام ما قام قواماً بلا کسل — وصام ما صام صوماً بلا ملل

وطار فی الجو لا یأوی الی احد — وغاص فی البحر لا یخشی من البلل

فلیس ذلک یوم البعث ینفعہ — الا بحب امیرالمومنین علی

جو آتش بغض وعداوت وکینہ وحسد بنی ہاشم بلکہ کینہ خدا اور رسول اور اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ معاویہ کے پہلو ونمین بہری ہوئی ہے یہ کچہ عجیب وغریب اور قابل انکار نہین ہے اسلیئے کہ یہ عداوت اسکو اپنی مان اور باپ سے میراث مین ملی تہی جس طرح کہ اسکے بعد اسکے اولاد اور ذریت اسکی وارث ہوئی - اور جناب رسولخدا نے بہی فرمایا ہے

الود یورث والعداوۃ تورث } محبت بہی میراث مین آتی ہے اور عداوت بہی -

(اسکا باپ) ابوسفیان ایام جاہلیت مین تمام قریش مین سب سے زیادہ جناب رسالتمآب کا دشمن اور نور خدا کے بجہانے مین حریص تہا وہی ان لوگون مین سے ہے جنکے بارہ مین خدا نے اس قول کو نازل فرمایا-

علہ فقاتلوا ائمۃ الکفر انہم لا ایمان لہم

اور ابوسفیان کی یہ کوئی نئی بات نہ تہی بلکہ برابر اسکا یہی داب وطریقہ رہا حتی کہ خدا نے فتح مکہ کی اسکی ناک رگڑدی وہ اور اسکی اولاد اور زوجہ مجبوراً اسلام لائے پہر مولفۃ القلوب کے ساتہ غزوۂ حنین مین حاضر ہوا اور آنحالیکہ ازلام (قمار بازی کے تیر) ابہی تک اسکے ترکش مین تہے

علہ ان اشعار کا ترجمہ یہ ہے کہ اگر کوئی بندہ فردای قیامت کے تمام دنیا کی نیکیاں لیکر آئے اور ہر نبی مرسل اور ولی کو دوست رکہتا ہو اور زندگی بہر ہزارون سال گناہون سے خالی اور لغزشون سے پاک ہو کر عبادت کرتا ہو اور بغیر کسل کاہلی نماز مین قیام اور بلا ملال العلم روزہ رکہتا ہو زمین وآسمان کے درمیان طیران کرتا رہا ہو اور کسی مقام پر پناہ نہ لی ہو اور دریا مین بخوف وخطر غوطے لگاتا رہا ہو پس یہ سب باتین بروز قیامت اسکو کچہ نفع نہ دینگی - مگر امیرالمومنین حضرت علی کی محبت کے ساتہ ۱۲

علہ امام فخرالدین رازی نے قول خدا تعالی ان الذین کفروا لن تغنی عنہم اموالہم ولا اولادہم من اللہ شیئاً کی تفسیر مین

جب مسلمانون کو ہزیمت ہوئی تو تمسخر سے کہنے لگا کہ سمندر کے اس پار تک اب یہ نہین
رک سکتی۔ بخدا بنی ہوازن غالب ہوگئے تب صفوان نے اسکے جواب مین کہا
بفیك الكثكث ای الحجارة والتراب (تیرے منہ مین خاک کنکٹ مٹی اور پتھر کہتے
ہین)، ابن عبد البر نے استیعاب مین لکھاہے کہ اسکے حسن اسلام مین اختلاف ہی ایک گروہ کا
تو یہ خیال ہے کہ وہ جب سے اسلام لایا حسن الاسلام تہا لکھاہے کہ یہ قول سعید ابن مسیب سے
منقول ہے اور ایک طائفہ کا یہ خیال ہے کہ وہ جب سے اسلام لایا کہف المنافقین
(منافقون کی جائے پناہ) رہا اور زمانہ جاہلیت مین زندیق تہا۔ پہر وہ کہتے ہین کہ خبر ابن سیرین
ہی کہ اس نے اسے جنگ یرموک مین دیکھا جب رومیون کا غلبہ ہوتا تہا تو کہتا تہا کہ واہ
بنی اصفر (فرنگیو تمہارا کیا کہنا) اور جب مسلمان انہین ہٹا دیتے تہے تو کہتا تہا۔
وبنو الاصفر الملوك ملوك الروم لم یبق منهم المذكور (عیسائی بادشاہان
روم ہین) (افسوس) کہ اب انکا کچھ ذکر باقی نہین، جب ابن زبیر نے مسلمانونکی
فتح کے بعد اسکا ذکر اپنے باپ سے کیا تو زبیر نے کہا خدا اسے ہلاک کرے بجز نفاق کے
ہر چیز سے انکار کرتاہے۔ کیا ہم اس کے واسطے عیسائیونسے بہتر نہین ہین۔ اور
ابن مبارک نے ابوابجر سے بروایت مالک بن مغول نقل کیاہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ کی
بیعت ہوئی ہے تو ابوسفیان حضرت علی کے پاس آیا اور کہنے لگا کیا اس امر حکومت مین
آپ کے اوپر قریش مین کا ذلیل ترین گہرانا غالب ہوگیا (اگر آپکی مرضی ہوگی) تو بخدا مین
مدینہ کو سوار اور پیادون سے بہردونگا پس جناب امیرؑ نے کہا کہ تو ہمیشہ اسلام اور اہل اسلام
کا دشمن رہا ہی مگر اس سے اسلام اور اہل اسلام کو کوئی ضرر نہین ہوا اور حسن بصری سے روایت ہی کہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اس کے متعلق کلام کے بعد کہ الذین کفروا سے کون لوگ مراد ہین لکہاہے کہ بعضون کا
قول ہے کہ وہ مشرکین قریش ہین عموماً بعض کا قول ہے نہین بلکہ وہ ابوسفیان اور اسکا گروہ خاص کر مراد ہین
اور اسکی توجیہہ مین اسکا روز بدر واحد مشرکین پر مال کثیر خرچ کرنا جو منقول ہے پیش کیا ۱۲۔

ابوسفیان حضرت عثمان کے پاس اُسوقت آیا جب تخت خلافت انکے ہاتھ آگیا تھا اور کہنے لگا کہ یہ امر (حکومت) آپ کے پاس تیم (قبیلہ حضرت ابوبکر) اور عدی (قبیلہ حضرت عمر) کی بعد آیا ہے پس اسکو گیند کی طرح لڑھکاؤ اور بنی امیہ کو اسکی میخین قرار دو یہ فقط ملک اور بادشاہی ہے مین نہین جانتا کہ جنت کیا ہے اور دوزخ کیا ہے۔ حضرت عثمان نے اُسے ڈانٹا کہ جا میرے پاس سے نکلجا خدا تجے سمجھے (اور اسنے سمجھ ہی لیا) وہ کہتے ہین کہ اور بہت سے ایسے ہی ردی اخبار ہین جنکا اہل حدیث نے تذکرہ کیا ہے مین انہین چھوڑے دیتا ہون بعض مین تو وہ مضمون ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ انکا اسلام ہی سالم نہ تھا البتہ صرف سعید بن مسیب کی حدیث انکی صحت اسلام پر دلالت کرتی ہے واللہ اعلم انتہیٰ ۔ معاویہ کو بنی ہاشم کی عداوت جس طرح باپ سے میراث مین ملی تھی اُسی طرح دوسرے حصہ کا اپنی ماں ہند بنت عتبہ بن ربیعہ کی طرف سے وارث ہوا تھا اسلیے کہ وہ بہی حضرت رسول خدا سے سخت عداوت رکھنے والون مین سے تھی جب مشرکین قریش غزوۂ احد کے واسطے روانہ ہوے تو وہ بہی اُنکے ساتھ مشرکین کو لڑائی پر اوبھارتی ہوئی برآمد ہوئی جب مقام ابوا پر جہان کہ جناب رسول خدا کی مادر گرامی حضرت آمنہ بنت وہب کا مزار ہے گزر ہوا تو اس ملعونہ نے انکی قبر کہود ڈالنے کیطرف اشارہ کیا ۔ اور کہا کہ اگر تم مادر محمدؐ کی قبر کہود ڈالو اور تم مین سے کوئی اسیر ہو جاے تو ہر انسان بدلے مین اُن (حضرت آمنہ) کے اجزا مین سے ایک جز کا فدیہ دیسکو گے پس قریش مین سے بعض نے کہا کہ نہین اس باب کا کہولنا مناسب نہین اور جب لوگون کا احد مین مقابلہ ہوا ہے تو ہند اور اُسکے ساتھ والے عورتین کہڑی ہوگئین اور دف لیکر لوگون کے پیچہے بجانا شروع کیا اور کہتی جاتی تہین ۔ ویہا بنی عبد الدار ویہا حماۃ الادبار ضرب بکل بتار (ہان ہان بنی عبد الدار ہان ہان صاحبان ننگ وعار ہر ایک شمشیر بران کی ایک ضرب لگاؤ) ابودجانہ انصاری کہتے ہین کہ مین نے ایک انسان کو سنا کہ وہ جنگ احد کے روز لوگونکو بیحد ہمت دلا رہا ہے مین نے اسکا قصد کیا جب تلوار اُٹھا کر مین اسپر جہپٹا ہون تو وہ

پیچھے اُٹھا تب مین سمجھا کہ وہ عورت ہے پس مین نے جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی تلوار کا احترام کیا کہ اُس سے مین عورت کی گردن مارون۔ جنگ اُحد کی تمامی پر اُسی ہندہ نے حضرت امیر حمزہ کا شکم مبارک چاک کر کے جگر نکال لیا۔ اور دانتون سے چبانا شروع کیا لیکن (بقدرت خدا) وہ اُسکے نگلنے پر قادر نہوئی تب اُسنے اُگل دیا یہ خبر جب رسولؐ اللہ کو پہنچی کہ اُسنے حمزہ کا جگر نکال لیا تو حضرت نے دریافت فرمایا کہ کیا اُسمین سے ہندہ نے کچھ کھا لیا ہی عرض کی نہین فرمایا خدا نے آگ پر حرام کر دیا ہے کہ وہ حمزہؓ کے گوشت کا کوئی جز چکھ سکے حسان بن ثابت حضرت کے روبرو اور تمام صحابہ کے سامنے اُسکی اور اُسکے شوہر کی ہجو کیا کرتے تھے۔ اور زنا کی جو تہمت اُسپر لگ چکی تھی اُسکا قذف (اظہار) کرتے حضرت نے کبھی ان دونون کی ہجو کے متعلق ناراضی کا اظہار نہین فرمایا چنانچہ اُسکے اشعار مین سے بعض اشعار یہ ہین جنمین وہ اُسکے اُحد مین آنے کا تذکرہ کرتے ہین۔

اشرتؔ لکاع وکان عادتہا ——— لؤم اذا اشرت مع الکفر

لعن الالہ وزوجہا معہا ——— ہند الہنود طویلۃ البظر

اقبلت ثائرۃ مبادرۃ ——— بابیک وابنک یوم ذی بدر

وبعمک المسلوب بزتہ ——— واخیک منعفرین فی الجفر

ونسیت فاحشۃ اتیت بہا ——— یا ہند ویحک سبۃ الدہر

زعم الولائد انہا ولدت ——— ابنا صغیرا کان من عہرؔ

علہ ان اشعار کا ملخص ترجمہ یہ ہے کہ اُس زن ناکارہ نے تکبر کیا اور کمینہ پن اُسکی عادت ہے جبکہ وہ باوجود کفر کے تکبر کرتی تھی خدا نے مع اُسکے شوہر کے لعنت کی ہے ہندہ وہ ہے جسکی شرمگاہ دراز تھی تو حملہ کرتی ہوئی اور جھپٹتی ہوئی اپنے باپ اور بیٹے کے ساتھ بدر کے دن آئی تھی اور تیری ہمراہی مین تیرا بھائی اور چچا بھی تھا جسکا لباس اتار لیا گیا تھا اور وہ دونون کنارہ چاہ پر خاک آلودہ پڑے ہوئے تھے وائے ہو تجھ پر اے ہند کیا تو بھی اُس حرکت کو بھول گئی جو تجھ سے صادر ہوئی تھی جو ہمیشہ تیرے واسطے موجب سب وشتم ہے جننے والی عورتون کا گمان ہے کہ وہ ایک چھوٹا بچہ جنی جو کہ زنا زادہ تھا ۱۲

عہ ابو الفرج اصفہانی نے کتاب الاغانی مین بہت سے لوگون سے نقل کر کے بیان کیا ہے کہ مسافر بن ابی عمرو بن امیہ جو جمال و شعر گوئی اور سخاوت کے اعتبار سے قریش کے نوجوانون مین شامل تھا کہتے ہین کہ وہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ پر عاشق ہوگیا اور وہ بھی اُسپر عاشق ہوگئی حتی کہ وہ اس سے متہم ہوگیا اور اسکو اسکا حمل رہگیا۔ بعض راویون نے کہا ہے کہ معروف بن خربوذ کہتا ہے کہ جب اسکا حمل ظاہر ہوا یا قریب ظہور ہوا تو وہ اس سے کہنے لگی تو یہان سے کہین بھاگ جا

اور جناب رسالتمآب نے فتح مکہ کے روز اسکے قتل کا حکم دیدیا تھا (یہ اُس امر کی سزا مین جو اُسنے حضرت امیر حمزہؓ کے ساتھ سلوک کیا اور مکہ مین خود آنحضرت کو ایذا پہنچایا کرتی تھی) تب وہ دیگر عورتونکے جگمگٹ مین چھپی ہوئی یکایک حضرت کے پاس چلی آئی اور کلمہ اسلام زبانپر جاری کیا صاحب نصایح کافیہ کہتے ہین کہ ہم اسکے بھی قائل ہین کہ معاویہ - عمر - زیاد - مروان اور اُنکے امثال برسر ممبر حضرت امیر المومنینؑ پر لعنت اور اُنکی سب وشتم کرنیوالے دیگر اشخاص اسکا علم اور اعتقاد رکھتے تھے کہ جناب امیرؑ افضل اہل زمانہ اور پیش خدا محبوب ترین مردم اور اُنسے حکومت خلافت کے احق واولے ہین لیکن وہ ریاست کی طمع اور زمین خدا مین ظلم وفساد وبغاوت بلند کرنیکی خاطر اپنے اعتقاد کے خلاف عمل کرتے تھے چنانچہ دارقطنی نے مروان بن حکم سے روایت کی ہے حضرت عثمان کیطرف سے حضرت علیؑ کی برابر کوئی مدافعت کرنیوالا نہین تھا لوگون نے کہا کہ پھر کیا وجہ ہے کہ تم لوگ برسر ممبر اُنکو بُرا کہتے ہو جوابدیا کہ کیا کرین بغیر اسکے ہماری حکومت قائم نہین رہ سکتی - انتہی - عنقریب اس رسالہ کے مقامات متفرقہ گذشتہ وآئندہ مین اکثر اُن لوگون کی زبان سے کلام بیساختہ مین حضرت علیؑ مرتضے کی ثنا وصفت اور اُنکی فضیلت کا اعتراف ملیگا لیکن اُنکے لالچ اور اغراض بجز اسکے کہ وہ سرکشی مین اصرار کرین اور ضلالت مین منہمک ہون اقرار حق سے مانع تھے - مگر ہم بخدا معاویہ اور اُنکے اتباع سے اس امر مین تعجب نہین کرتے کہ اُنھون نے جناب امیر المومنینؑ اور اُنکے اہل بیتؑ کے ساتھ سرکشی اور

حاشیہ بقیہ صفحہ گذشتہ (پس وہ نکل کھڑا ہوا حتےکہ حیرہ مین پہنچا وہان عمرو بن ہند کے پاس آیا اور اُسکی رفاقت اختیار کی ایکدن ابو سفیان حیرہ مین اپنی بعض ضروریات کیوجہ سے پہنچا پس مسافر سے ملا اُس نے اُس سے قریش اور دیگر لوگون کے حالات دریافت کیے اُسنے بیان کیے اثنائے گفتگو مین یہ بھی بیان کیا کہ مین نے ہند بنت عتبہ سے نکاح کر لیا ہے پس اُس کلام سے مسافر کو وہ صدمہ ہوا کہ جسکی وجہ سے بیمار پڑگیا یہانتک کہ استسقا مین مبتلا ہوگیا - ابن خرنود کہتا ہے کہ مسافر نے اسکے متعلق یہ شعر کہے ہین الا ان ھندا اصبحت منک محرما واصبحت من ادنی حموتھا حما واصبحت کالمقمور جفن سلاحہ یقلب بالکفین قوسا واسھما (اے ابو سفیان ہند تیرے محرم ہوگئی اور تو نہایت ہی قریب اُسکا محرم راز ہوگیا اور مین اُس شخص کی مثل ہون جو جوے مین اپنے ہتھیار کے نیام کو ہار گیا ہو اور دونون ہاتھون مین کمان وتیر کو حرکت دیتا ہو - راوی کہتا ہے کہ پھر وہ مکہ جانیکے ارادہ سے چلا اور ایک مقام پر جسکو ہبالہ کہتے ہین مرگیا اور وہین دفن ہوا) انتہی - ۱۲ -

انکی دشمنی مین انہماک کیا اسلیے کہ یہ وہ گروہ ہے جسکے دلونپر پردہ پڑگیا تھا جو انکے لیے ہونا تھا ہوگیا اور ہجاہ ومال کی محبت جسکو وہ بغیر اسکے کہ ایسے گناہونکا ارتکاب کرین اور اہلبیت طاہرین سے لوگون کو نفرت دلائین نہین پاسکتے تھے غالب ہوگئی پس اُنھون نے اپنے دین کو دنیا کے عوض مین فروخت کرڈالا اور جاہ دنیا مین خوش ہوگئے

فَمَا مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِیْلٌ } حالانکہ زندگانی دنیا کا سرمایہ آخرت کے مقابل کچھ بھی نہین ہے مگر ہیچ۔

پارہ ۱۰ سورہ توبہ

لیکن تعجب تو ان لوگون سے ہے جو برابر اب تک اُنکی محبت اور حمایت کا دم بھرتے ہین اور انکی بدکاریون اور ناہنجاریون کے عذر مین اعذار بارده مردود پیش کرتے ہین اور جب اُنکی منکرات کا کوئی عذر نہین ملتا تو انکی وقوع سے صاف انکار کرجاتے ہین۔ حالانکہ ان کیجہ اُس مال کثیر سے کچھ بھی باقی نہین رہا اور با این ہمہ جناب رسول خدا اور اُنکے اہلبیت طاہرین کی محبت کے مدعی ہین اور اُسکو خواہ مخواہ اپنے سر چپیتے اور اظہار کرتے ہین بلکہ اکثر کا تو یہ اعتقاد ہے کہ ہم ہی اہلبیت کے اخص خواص اور پورے مطیع اور اُنکے طریقہ کے سچے سالک ہین۔

یہی بخدا گھاٹے کی تجارت اور نقصان رسان معاملہ ہے۔

تودّ عدوّی ثم تزعم انّنی صدیقک ان الرای عنک لعازب

(تو میرے دشمن کو دوست رکھتا ہے اور باوجود اسکے گمان کرتا ہے کہ تو میرا دوست ہے رائے صواب تجھسے بہت بعید ہے) جناب امیر المومنین عم کے حکمتہائے ماثورہ مین ہے کہ۔

اصدقاؤک ثلاثة واعداؤک ثلثة فاصدقاؤک صدیقک وصدیق صدیقک وعدو عدوک واعداؤک عدوک وعدو صدیقک وصدیق عدوک } تیرے دوست تین شخص ہین اور دشمن بھی تین ہین دوست ایک تو خود تیرا دوست دوسرے تیرے دوست کا دوست اور تیسرے تیرے دشمن کا دشمن اور دشمن پس خود تیرا دشمن اور تیرے دوست کا دشمن اور تیرے دشمن کا دوست

اور حضرت عم ہی سے منقول ہے وہ فرماتے ہین کہ۔

لا یجتمع حبّی وحب معاویہ فی قلب مؤمن ابدا ا — میری اور معاویہ کی محبت کسی مومن کے دل مین کبھی نہین جمع ہو سکتی۔

اور ابن ماجہ نے ابو امامہ سے نقل کیا ہے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

من اشر الناس منزلۃ عند اللہ یوم القیامۃ عبد اذھب آخرتہ بدنیا غیرہ — خدا کے نزدیک قیامت کے روز از روی منزلت بدترین مردمان وہ بندہ ہے جسنے اپنی آخرت دوسرے کی دنیا کیواسطے کہو دی ہو

اور ابو حازم سے کسی نے پوچھا کہ مومنین مین سب سے زیادہ زیانکار کون شخص ہے کہا وہ شخص جو دوسرے کی خواہش مین خطا کر بیٹھے پس اپنی آخرت غیر کی دنیا کے عوض بیچ ڈالے بہر حال وہ امر جو مومن کو تعجب مین ڈالتا ہے اور دانا جس سے محو حیرت ہوجاتا ہے یہی کہ معاویہ عامہ مومنین سے حضرت امیر المومنینؑ پر لعنت وسب وشتم کرنیکی خواہش کرتا اور اس بارہ مین سعی وکوشش کو آخری درجہ تک پہنچا دیتا تہا حالانکہ اسے علم تہا کہ خدائے سبحانہ تعالے نے صرف استغفار اور مومنین کی عموماً محبت انکے واسطے مشروع وجائز کی ہے جس مقام پر خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے کہ

وَالَّذِینَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ — اور جو ان (مہاجرین وانصار) کے بعد یہ عرض کرتے ہوئے آئے کہ اے ہماری پروردگار تو ہمارے گناہون اور ہمارے بہائیون کے گناہونکو جنہون نے ایمان مین ہم پر سبقت کی بخشدے (پارہ ۲۸ سورہ حشر)

اور ظاہر ہے کہ حضرت علی مرتضےؑ ایمان کیطرف سبقت کرنیوالون مین پہلے ہین پس عموماً مومنین کی طرف سے انکے لیے استغفار ہی لازم ہے جیسا کہ قرآن مجید مین ہے نہ کہ سب وشتم اور تعصب جسکی پسر ابو سفیان ترغیب دلاتا ہے۔ علاوہ برین اس بدعت شنیعہ کے سبب سے جسکی کہ معاویہ نے لوگون کے قلوب مین تخم کاری کی بلکہ یون کہنا چاہیے کہ اسکی وجہ سے نفاق کا درخت دلونمین اوگا خلق کثیر گمراہ ہوگئی اور جم غفیر اس مرض مین مبتلا ہوگیا حتے کہ اسکی یہ بدعت طبیعتون مین جم گئی اور عادت ہوگئی یہانتک کہ عمر بن عبد العزیز نے جس دن اسے خطبہ مین

ترک کیا ہے تو مسجد کے چارون طرف سے پکار مچگئی السنہ السنہ یا امیر المومنین ترکت السنہ (اے امیر آپ نے سنت کو چھوڑ دیا) اور یہانتک کہ اہل حمص نے ایک زمانہ مین اس بات پر اجماع کر لیا تہا کہ جناب امیرؑ پر بغیر لعنت کیے جمعہ صحیح نہین اور یہ مرض لا علاج اور منکر یا بوعت اس سنت سیئہ جسکی اس سرکش نے بنیاد ڈالی اور فراعنہ بنی امیہ نے اسکی پیروی اور تبعیت کی کچہ صاحبان شوکت اور صرف عوام الناس ہی تک محدود و منحصر نہ تہی بلکہ اُسکا زہر بہت سے اُن لوگون مین سرایت کر گیا تہا جنپر علامت علم و دین موجود تہی اُسنے ان کو حضرت علیؑ اور انکے اہلبیت سے انحراف کی طرف کہینچ لیا تہا اور جو شخص اس انحراف مین سے کسی بات کو علی الاعلان ظاہر کرنے لگتا اُسکو کہا جاتا کہ انہ صاحب السنہ (یہ شخص عامل سنت ہے) اور جو شخص اُنکی احادیث فضائل مین سے کسی حدیث یا اُسکی روایت مین سے کسی راوی مین کوئی عیب علت نکالتا یا ضعف حدیث یا اُسکی وضعیت کا دعوے کر بیٹہتا خواہ وہ بغیر ثبوت بنتیہ ہی کی ہو کہا جاتا کہ انہ من انصر الناس للسنہ (یہ سب لوگون سے زیادہ سنت کی نصرت کرنیوالا ہے)

لقد رابنی من عامر ان عامرا لعین الرضی یرنوا الی من جفانیا

(مجہے عامر کیطرف سے اس خبر نے مشکوک کر دیا ہے کہ عامر بچشم رضا اُس شخص کو دیکہتا ہے جو مجہپر جفا کرے) اب اسکے عکس مین دیکہنا چاہیے کہ لبا اوقات وہ لوگ جنکی قوت ایمان اسکی مقتضی ہوتی تہی کہ وہ اپنے معلومات مین سے اُن باتون کی جو فضائل اہلبیت مین وارد ہین یا اُنکے دشمنون کے مثالب کی تصریح کرین ۔ پس بہت سے تو اُنمین سے اس عمل محمود اور کار نیک پر سزایاب ہوتے تہے اور بہت سی راویان حدیث کی فقط بجرم تشیع باوجود اقرار باقی فضائل کی جرح کیجاتی ۔ غور کرنیکی بات ہے کہ راویان صحیح بخاری مین سے علاوہ ان لوگون کے جنکا صحابہ مین شمار ہے اور اُنکی عدالت کی اصطلاح قرار دے لی ہے ایک مروان بن حکم بہی ہے جو حضرت امام حسنؑ سے اس کلمہ کفر کا کہنے والا ہے (معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد) انکم اہلبیت ملعونون (تم لوگ ملعون گہرانے کے ہو) اور ایک عمران بن حطان خارجی ہے جو ان

بیات مشہورہ کا قائل ہے جنمین وہ شقی ترین آخرین ابن ملجم کی مدح اور جناب امیر المومنینؑ کی ہجو
کرتا ہے۔ اور ایک حریز بن عثمان رحبی ہے جسکی نسبت صاحب تہذیب نے نقل کیا ہے کہ
انہ کان ینتقص علیاً وینال منہ (وہ حضرت علیؑ کی تنقیص اور اُن پر زبان درازی کیا
کرتا تھا) اسماعیل بن عیاش کہتے ہین کہ مین حریز بن عثمان کے ساتھ مصر سے مکہ تک
ایک کجاوہ مین سوار رہا پس وہ برابر جناب امیرؑ کی سب وشتم کرتا رہا اور یہ بھی کہتے ہین کہ
مین نے حریز بن عثمان کو کہتے ہوئے سُنا ہے کہ یہ جو لوگ جناب رسولؐ خدا سے روایت کیے ہین
کہ اُنھون نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ انت منی بمنزلۃ ھارون من موسےٰ یہ حق
اور سچ تو ہے مگر سننے والے نے غلطی کھائی ہے مین نے کہا وہ کیا ہے کہا کہ یہ انت منی
بمنزلۃ قارون من موسےٰ تھا اور ازدی نے ذکر کیا ہے کہ حریز بن عثمان راوی ہے کہ
جناب رسالتمآبؐ نے ایک دن جبکہ سوار ہونیکا قصد فرمایا تو حضرت علیؑ نے اُس خچر کا تنگ
ڈھیلا کر دیا تاکہ حضرت رسولؐ خدا گر جائین اور یحیٰی بن صالح سے پوچھا گیا کہ آپ حریز سے
حدیث کیون نہین لکھتے فرمایا کہ مین اُس شخص سے کیونکر لکھون جسکے ساتھ مین نے سات
برس تک نماز صبح پڑھی پس وہ مسجد سے باہر نجاتا تھا جبتک کہ حضرت امیر المومنینؑ پر ستر بار
لعنت نہ کر لیتا۔ اور ابن حیان کہتے ہین کہ وہ حضرت علیؑ پر ستر بار صبح کو اور ستر مرتبہ شام کو
لعنت کیا کرتا تھا۔ جب اُس سے سبب دریافت کیا گیا تو کہا۔ ھو القاطع رؤس
ابائی (یہی شخص میرے آبا و اجداد کا سر کاٹنے والا ہے) غرضکہ اس قسم کے راوی
بکثرت ہین۔ لیکن یہ تینون (مروان۔ عمران۔ اور حریز) اورون کے لیے فقط عنوان اور
مثال ہین اسلیے کہ یہ راویان صحیح بخاری ہین جسکی نسبت کہا ہے کہ انہ اصح کتب الحدیث
(یہ صحیح ترین کتب حدیث ہے) ذہبی نے ترجمہ مصعبی مین کہا ہے کہ انہ انصر اھل
زمانہ للسنۃ (وہ اپنے زمانہ کے لوگون مین سب سے زیادہ ناصر سنت تھا) اور وہ
ایسا تھا اور ایسا تھا بعد ازان وہ کہتے ہین کہ ولکنہ یضع الحدیث (لیکن وہ حدیث گھڑ لیتا

اور جوزجانی کے ترجمہ مین بیان کیا ہے کہ انہ من الحفاظ الثقات وکان یتحامل علی علی وفیہ انحراف عنہ (وہ معتبر حفاظ مین سے ہے اور حضرت علیؑ پر ظلم کیا کرتا تہا اور اسمین انکی طرف سے انحراف ہے) پس اب ناظرین سے سوال ہے کہ کیا یہ لوگ ان ثقات مین سے ہین جنکو دین خدا مین حجت قرار دیا جاتا لا واللہ ثم لا واللہ (ہرگز نہین بخدا ہرگز نہین) پہر اسکی ضد مین اُس شخص کو دیکہو جسکا میلان حضرت امیر المومنینؑ اور انکے اہلبیت کیطرف تہا پس وہ باوجودیکہ متصف بفضائل تہے لیکن صرف تشیع کیوجہ سے نام دہرے گئے گویا یہ بہی منجملہ کبائر ایک گناہ کبیرہ ہے اسی جرم مین وہ ستائے گئے اور انکی عدالت مجروح کی گئی امام نسائی پر جو ماجرا گزرا اُسکا حال سبکو معلوم ہی ہے جب اُنہون نے جناب امیرؑ کے خصائص کو جمع کیا تو دمشق کی جامع مسجد مین اُنسے مطالبہ کیا گیا کہ ایسی ہی کتاب معاویہ کی شان مین لکہین اُنہون نے جواب دیا کہ مجہے اسکے متعلق بجز رسالتمآبؐ کے اس قول کہ لا اشبع اللہ بطنہ (خدا اُسکے پیٹ کو کبہی نہ بہرے)[1] کے کچہ معلوم نہین۔ یہ کہنا تہا کفش کاری ہونے لگی اور دونون خصیے مل ڈالے گئے پہر اُنہون نے شہادت پائی۔ اور ذہبی نے سقار واسطی کے ترجمہ مین کہا ہے کہ ایکبار ایسا اتفاق ہوا کہ اُنہون نے حدیث طیر لکہوائی لوگون کی عقلین اسکی متحمل نہو سکین پس اُن پر حملہ کر دیا اور اُنہین اُٹہا دیا اور اُس مقام کو دہو ڈالا پس وہ جا کر اپنے گہر مین بیٹہ رہے اور پہر کسی واسطے سے کوئی حدیث نہین بیان کی۔ اور نیز حافظ ابن عقدہ کے حال مین ذکر کیا ہے کہ انہ مقت للتشیع (تشیع کی سبب سے اُس سے دشمنی کی گئی) اور وہ کہتے ہین کہ حجاج نے ابن ابی لیلی کو اس غرض سے پٹوایا کہ وہ حضرت علیؑ کو سب و شتم کرے۔ اور یحیی ابن کثیر کے حالات مین بیان کیا ہے کہ اسکا امتحان لیا گیا اور پیٹا گیا اور مشہر بنایا گیا کیونکہ وہ بنی امیہ کی تنقیص کیا کرتا تہا اور ابو الفرج نے خصوف بن بدر اسدی کے قصہ مین بیان کیا ہے کہ وہ موسم حج مین کہڑا ہوا اور جیسا کہ عمرو بن قبہ نے اُسکی خبر دی ہے اُس سے

(۱) صاحب الفصائح کافیہ تحریر فرماتے ہین کہ اس حدیث سے بعض لوگون نے یہ سمجہا ہے کہ معاویہ داخل بہشت نہوگا اسلیے کہ بہشت کے رہنے والے کبہی گرسنہ نہون گے اور بمفاد حدیث رسولؐ معاویہ کبہی شکم سیر نہوگا۔

روایت کی ہے کہا کہ ایہا الناس انکم علی غیر حق قد ترکتم اہل بیت نبیکم والحق لہم وہم الائمۃ (ایہا الناس تم حق پر نہین ہو تمنے اپنے نبی کے اہلبیت کو چھوڑ رکہا ہے حالانکہ حق اُنہین کے ساتھ ہے اور وہی امام و پیشوا ہین) راوی نے یہ نہین بیان کیا کہ اُسنے کسی کی مذمت کی تہی (صرف اسی بات پر) لوگ اُسپر دوڑ پڑے اور خوب مارا اور گرادیا حتی کہ اُسے قتل کردیا انتہی - اور علامہ ذہبی کا قول ہے کہ عباد ابن عوام مائل بہ تشیع تہا اسپر ہارون رشید نے ایک مدت تک اُسکو قید رکہا شاعر سچ کہتا ہے -

عہ ان الیہود بحبہا لنبیہا ۔۔۔ امنت معرۃ دہرہا الخوان -

وذووا الصلیب بحب عیسیٰ اصبحوا ۔۔۔ یمشون زہوا فی قری نجران

والمومنون بحب آل محمد ۔۔۔ یرمون فی الآفاق بالنیران

ان کل باتون سے اعظم و اکبر بعض لوگون کا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی جرح کرنا اور اُنکے مقام ابہر پر حملہ کرنا ہے -

ارادت عرار ابالہوان ومن یرد ۔۔۔ عرارا لعمری بالہوان فقد ظلم

(اُس عورت نے عرار کی رسوائی کا ارادہ کیا اور جو شخص عرار کو رسوا کرنا چاہتا ہے وہ مجھے اپنی جان کی قسم ہے کہ ظالم ہے) سُنیئے یہ بعض باتین ہین جو لوگون نے اُنکے متعلق بیان کی ہین - کتاب تہذیب التہذیب مین لکہا ہے کہ ابن مدینی کا قول ہے کہ یحییٰ بن سعید قطان سے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی نسبت سوال کیا گیا تو کہا - فی نفسی منہ شئ ومجالد احب الی منہ (میرے دل مین اُنکی طرف سے کچھ کہٹکا ہے اور مجالد مجھے اُن سے زیادہ محبوب ہے) اور سعید بن ابی مریم کہتے ہین کہ ابوبکر بن عیاش سے پوچھا گیا کہ تمنے امام جعفر صادق سے حدیث کی سماعت کیون نہین کی حالانکہ تمہین انکا زمانہ ملا ہے

عہ ان اشعار کا ترجمہ یہ ہو کہ یہودی اپنے نبی کی محبت کے سبب زمانہ غدار کی مضرت سے مامون رہے اور صاحبان صلیب محبت عیسیٰ کے سبب قریہائے نجران مین اکڑتے ہوے پھرتے ہین لیکن جو لوگ آل محمد کی محبت پر ایمان رکھتے ہین اُنپر تمام آفاق مین آگ برسائی جاتی ہے ۱۲-

جواب دیا کہ مین نے اُنسے اُن احادیث کی نسبت جو وہ بیان کرتے تھے پوچھا تھا کہ آپنے اُسکا (محمد ثمین سے) سماع کیا ہے تو فرمایا کہ نہین بلکہ یہ وہ روایت ہے جسکو ہمنے اپنے آبائے طاہرین سے روایت کیا ہے اور ابن سعد کہتا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق ؑ بڑے محدث تھے مگر وہ قابل احتجاج نہین ہین - اور اُنکی تضعیف کیجاتی ہے ایکمرتبہ اُنسے پوچھا گیا کہ کیا آپنے ان احادیث کو اپنے باپ سے سُنا ہے جواب دیا کہ ہان اور دوبارہ پوچھا گیا تو کہا مین نے تو اُنکو اپنے باپ کی کتابون مین پایا ہے حافظ ابن حجر اسکا جواب یون دیتے ہین کہ احتمال ہے کہ دونون سوال احادیث مختلفہ کے متعلق واقع ہوے ہون - پس جنکو سُنا تھا اُنکی نسبت فرمایا کہ اُنھین سنا ہے اور جنکو خود نہین سُنا تھا اُنکی نسبت فرمایا کہ اُنکو کتابون) مین پایا آخر یہ بات اُنکی ثابت قدمی پر دلالت کرتی ہے - ہم کہتے ہین کہ محدثین ششگانہ نے اپنی اپنی صحاح مین حضرت امام جعفر صادق ؑ سے احتجاج کیا ہے سوائے بخاری کے کہ اُسنے احتجاج نہین کیا پس گویا کہ وہ اُس پر مفتون و فریفتہ ہوگیا جو اُسے ابن سعد اور ابن عیاش اور ابن قطان سے اُن حضرت کے حق مین پہنچا ہے باوجودیکہ اُسنے ان (نواصب و خوارج) سے احتجاج کیا ہے جنکا حال ہم پہلے بیان کر چکے - یہان پر عاقل حیران ہوجاتا ہے اور نہین سمجھتا کہ بخاری کی طرف سے کیا عذر کرے اسی مطلب مین یہ اشعار لکھے گئے ہین -

قضیۃ^ع^ اشبہ بالمرزئہ	ھذا البخاری امام الفئہ
بالصادق الصدیق ما احتج فی	صحیحہ و احتج بالمرجئہ
و مثل عمران ابن حطان او	مروان و ابن المراۃ المخطئہ
مشکلۃ ذات عوار الی	حیرۃ ارباب النھی ملجئہ

ع ان اشعار کا خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ یہ ایک قضیہ ہے جو مصیبت سے اشبہ ہے کیونکہ بخاری نے جو گروہ اہل سنت کا امام ہے اپنی صحیح مین جناب صادق صدیق سے احتجاج نہین کیا حالانکہ گروہ مرجیہ سے احتجاج کیا (یعنی روایت لی) اسی طرح اُسنے عمران ابن حطان (خارجی) یا مروان (طرید رسول) اور زناکار عورت کے بیٹے (زیاد بن سمیہ) سے روایت کی ہے یہ ایک معیوب اور مشتبہ امر ہے جو صاحبان عقل کو حیرت مین ڈالدیتا ہے -

عـــہ وخیر بیت یممته الورے ۔۔۔ مغناه فی السیر او مبطئه

ان الامام الصادق علیہ السلام المجتبیٰ ۔۔۔ بفضله الآی اتت منبئه

اجل من فی عصره رتبة ۔۔۔ لم یقترف فی عمره سیئه

قلامة من ظفر ابهامه ۔۔۔ تعدل من مثل البخاری مئه

ہمکو کلام کہان سے کہان کھینچ لیگیا اور بہت طول ہوگیا لیکن اس سے معلوم ہوجاتا ہے کہ کیا کیا مصائب اہلبیت نبوی اور اُنکے شیعہ (دوستون) پر پڑے ہین جنکی اصل و اساس و بیخ و بنیاد یہی معاویہ طاغیہ (سرکش) ہے اور اسنے جو جناب امیر علیہ السلام اور اُنکے اہلبیت کی سب و شتم اور لعنت اور اُنکی تنقیص و توہین کو دنیا مین مشہور و منتشر کیا اور بزور شمشیر اسکی تائید کی اس سب کا وبال آخرت مین اُسی کی طرف عائد ہوگا صحیح مسلم مین جریر بن عبد اللہ سے یہ حدیث منقول ہے کہ۔

من سنّ فی الاسلام سنة حسنة کان له اجرها واجر من عمل بها الی یوم القیمة ومن سنّ فی الاسلام سنة سیئة کان علیه وزرها ووزر من عمل بها الی یوم القیمة

جس شخص نے اسلام مین کسی سنت حسنہ کی بنیاد ڈالی اسکو خود اُسکا اجر ملیگا اور اُن لوگونکا اجر جو قیامت تک اُسپر عمل کرینگے اور جس شخص نے کسی طریقہ بد کو جاری کیا اُسکی گردن پر خود اُسکا وزر و وبال ہوگا اور تا روز قیامت اُسپر عمل کرنیوالونکا

اور ابن ماجہ نے انس سے روایت اور تصحیح کی ہے کہ

ایما داع دعا الی ضلالة فاتبع فان علیه مثل اوزار من تبعه ولا ینقص من اوزارهم شیئا وایما داع دعا الی الهدی

جو بلانیوالا کسی گمراہی کیطرف بلائے اور لوگ اُسکی متابعت کرلین پس تمام تابعین کا وزر و وبال اُسکی گردن پر ہے اور اُن لوگونکے وزر و وبال مین کچھ کمی نہ ہوگی اور جو شخص ہدایت کی

عـــہ ان اشعار کا ترجمہ یہ ہے قسم ہے خانہ کعبہ کی کہ جسکا لوگ سرعت سیر یا آہستہ روی سے قصد کرتے ہین بالتحقیق حضرت امام جعفر صادق برگزیدۂ خدا ہین جنکی فضیلت سے آیہ قرآنیہ خبر دے رہی ہین اپنے زمانہ کے سب لوگونسے رتبہ مین بزرگ و برتر ہین اپنی عمر بھر ان سے کوئی گناہ سرزد نہین ہوا اُنکی انگشت پا کے ناخن کا ایک ریزہ بخاری جیسے سو کے برابر ہے ۱۲ ۔

فاتبع فان لہ مثل اجور من اتبعہ ولا ینقص من اجورہم شیئاً } دعوت دے اور لوگ اُسکے پیرو ہوجائین پس اُسکے لیے سب پیروون کے اجر کے برابر اجر و ثواب ہوگا اور اُنکے ثواب سے کچھ گھٹنے نہ پائیگا

اور معاویہ کے اُن امور مین سے جو مہلک اور عظیم ہین یہ بھی ہے کہ اُس نے مقام نبی اور اُنکے احکام اور اُن وصیتونکا استخفاف کیا جو اُنکے اہلبیت و انصار کی نسبت تھین

معاویہ کی بدعتین

ہم اُسکے محدثات و بدعات مین سے کچھ چیزین بیان کرتے ہین جو یہ بتا دینگی کہ وہ احکام خدا اور اُسکی شریعت سے بالکل بے پروا تھا اگرچہ اُسکے کل حالات اسی بات کو بتلاتے ہین کہ اگر کسی روک ٹوک کرنیوالے کا وجود نہوتا تو وہ خوب کھیل کھیلتا اور گستہ مہار ہوجاتا! - شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے کتاب الصارم المسلول فی کفر شاتم الرسول مین سعید ثوری سے بروایت عبایہ نقل کیا ہے کہ ابن اشرف کے مارے جانے کا معاویہ کے سامنے تذکرہ ہوا تو کہنے لگا کہ بنیامین نضری نے اسے فریب سے قتل کردیا (یہ سنکر) محمد ابن مسلمہ انصاری نے کہا کہ اے معاویہ کیا رسول اللہ تیری نزدیک غدار تھے پھر تو اس (اعتقاد) کو تو برا بھی نہین جانتا بخدا میرے اور تیرے اوپر اب کبھی ایک گھر کی چھت سایہ انداز نہوگی اور جب کبھی یہ مجکو خلوت مین ملجائیگا تو مین اُسکو ضرور قتل کردونگا انتہی - اور امام مالک نے موطا مین عطاء بن یسار سے بروایت زید بن اسلم نقل کیا ہے کہ معاویہ ابن ابی سفیان نے ایک جام سونے یا چاندی کا اُسکے وزن سے زیادہ قیمت مین فروخت کیا - پس ابو درداء (صحابی) نے اس سے کہا کہ حضرت رسول خدا نے ایسے معاملہ سے ممانعت فرمائی ہے اور صرف ہموزن فروخت کرنیکی اجازت دی ہے پس معاویہ نے اُنہین جواب دیا کہ ما اری بمثل ہذا باساً (میری نزدیک اسمین کچھ نقصان نہین) تب ابو درداء کہنے لگے کہ لوگو مجھے معاویہ کیطرف سے کون عذر کرسکتا ہے مین تو اُس سے حدیث رسول بیان کر رہا ہون اور وہ (اُسکی مقابل مین)

مجھسے اپنی رائے بیان کرتا ہے جس زمین مین معاویہ تو ہوگا وہان سلے معاویہ مین تیرے ساتھ
کبھی سکونت پذیر نہوگا - پھر ابو درداء حضرت عمر بن خطاب کے پاس چلے آئے اور اُن سے
یہ قصہ بیان کیا حضرت عمر بن خطاب نے معاویہ کو لکھا کہ ایسی چیزون کو فقط ہموزن فروخت
کیا کرے - اور ملا علی قاری نے شرح موطا مین روایت امام محمد مین اُسکے قول ما اری بمثل
هذا باسا (میرے نزدیک اسمین کچھ مضائقہ نہیں) کے متعلق لکھا ہے کہ یہ بات
معاویہ سے از رُوے تکبر و عناد صادر نہیں ہوئی بلکہ از رُوے اجتہاد تھی مگر اجتہاد مین خطا کی -
لیکن اُسپر واجب تھا کہ حدیث سُننے کے بعد اپنی راے سے رجوع کرتا خصوصًا جبکہ وہ
(ابو درداء) بلا اختلاف معتمد و موثوق بہ تھے - انتہی اور ابن عبد البر نے قول ابو درداء لا
اساکنک بارض انت بہا (مین تیرے ساتھ اس سرزمین پر نہ رہونگا جہان تو ہوگا) کے
متعلق کہا ہے کہ ابو درداء نے اس بات سے متنفر ہوکر کہا تھا کہ اُس نے حضرت رسولخدا کی
سنتون مین سے ایک سنت کو باوجود علم اپنی راے سے رد کردیا اور علماء حق کے سینے ایسی باتون
کے مشاہدہ سے تنگی کیا کرتے ہین اور یہ اُنکے نزدیک ایک امر عظیم ہے - ہم کہتے ہین کہ
اہل حدیث کا بیان ہے کہ یہ قصہ معاویہ کے ساتھ عبادہ بن صامت کے ساتھ محفوظ ہے
زرقانی نے کہا ہے کہ اسکی اسناد صحیح ہے اگرچہ کسی دوسرے طریق سے بھی روایت نکیا جاتا
پھر بھی یہ روایات صحیحہ کے افراد سے تھا - اور ابو عمر نے کہا ہے کہ اُسکے دونون طریقے
(ابو درداء اور عبادہ بن صامت سے) متواتر ہین اور دونون قصون کو امام نسائی نے
روایت کیا ہے - کہتا ہے کہ (دونون کی) جمع بھی ممکن ہے باین طور کہ عبادہ اور ابو درداء
دونون کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہو - ہم کہتے ہین کہ دونون حدیثون کا سیاق بھی تعدد پر
دلالت کرتا ہے اسلیے کہ راویون نے حدیث عبادہ بن صامت مین کہا ہے کہ معاویہ نے

ع۔ صاحب فصل الخطاب کہتے ہین بھلا نص صریح و صحیح سُننے کے بعد اجتہاد کیونکر جائز ہے پس اُسکا یہ قول محض
تکبر و عناد اور حضرت رسولخدا کے مقابلہ مین اپنی راے کو پسند کرنیکی جہت سے تھا - اور اگر ایسا نہوتا تو ابو درداء
اُس شہر کو جسمین وہ تھا چھوڑ نہ دیتے ۱۲

ساتھ جنگِ روم مین شریک تھا پس لوگون کو دیکھا کہ وہ سونے کے ٹکڑے دینار ون اور
چاندی کے ٹکڑے درہمون کے بدلے فروخت کرتے ہین تب (عبادہ نے) کہا ایسا نہ کرو
تم سود کھاتے ہو مین نے رسول اللہ کو کہتے ہوے سنا ہے کہ سونے کو سونے کے ساتھ بیچو مگر
ہموزن اُن دونون کے درمیان نہ زیادتی ہے نہ مہلت - پس (یہ سنکر) معاویہ نے کہا کہ
اے ابو الولید میرے نزدیک تو یہ سود نہیں ہے مگر وہ جو مہلت سے بیچا جائے عبادہ نے
کہا مین تو تجھسے حدیث رسول بیان کرتا ہون اور تو مجھسے اپنی رائے بیان کرتا ہے اگر خدا نے
مجھے یہان سے نکالدیا تو پھر مین تیرے ساتھ ایسی زمین مین کبھی قیام نکرونگا جہان تجھے
مجھپر حکومت حاصل ہو - پس جبکہ وہ وہان سے واپس ہوئے تو مدینہ چلے گئے اور حضرت
عمر بن الخطاب نے اُن سے پوچھا کہ اے ابو الولید تمہارے آنے کا کیا سبب ہوا او نہون نے
اُنسے تمام قصہ بیان کیا اور معاویہ کے ساتھ قیام کرنیکے متعلق جو کچھ کہا تھا اُس سے بھی اطلاع دی
اُنہون نے کہا کہ اے ابو الولید تم اپنی اُسی زمین پر جاؤ خدا اُس زمین کا برا کرے جسمین تم سا
آدمی نہو اور معاویہ کو لکھا کہ تجکو انپر حکومت حاصل نہین اور جو اُنہون نے کہا ہے اسی امر
پر لوگون کو چلا اسلیے کہ یہ امین و معتمد ہین - اور منجملہ اُن امور کے جنمین معاویہ نے اپنی رائے
سنت رسول کا معارضہ کیا ہے زکوۃ فطر کے متعلق اُسکا یہ قول ہے کہ میری رائے مین
سمرا رشام (گندم شام) کے دو مُد تمر کے ایک صاع کے برابر ہین اسپر ابو سعید خدری نے
اعتراض کیا اور کہا کہ یہ معاویہ کی قیمت ہے (نہ خدا اور رسول کی) مین اسے قبول نہین
کر سکتا - محدثین ششگانہ نے ابو سعید سے روایت کی ہے کہ زمانۂ رسول خدا مین زکوۃ
فطر ہر صغیر و کبیر آزاد و غلام کیطرف سے ایک صاع گیہون یا ایک صاع پنیر یا ایک صاع
جو یا ایک صاع تمر یا ایک صاع منقے سے نکالا کرتے تھے ہم برابر اسی طرح نکالا کیے
تا اینکہ معاویہ حج یا عمرہ کرنے آیا اور ممبر پر لوگون سے کلام کیا اور اثنائے گفتگو مین یہ بھی کہا
کہ میری رائے مین سمرا رشام کے دو مد ایک صاع تمر کے برابر ہین - الحدیث - اور

انھی مین ابو سعید کا یہ قول بھی مذکور ہے کہ مین تو جبتک زندہ ہون ہمیشہ اسی طرح نکالتا رہونگا۔ جب ابن زبیر کو معاویہ کی اس رائے کی خبر پہنچی تو کہا بئس الاسم الفسوق بعد الایمان صدقة الفطر صاع صاع (ایمان کے بعد فسق کسقدر برا نام ہے صدقہ عید فطر ایک ایک صاع ہے) اور منجملہ اُنکے یہ ہے کہ وہ دونون رکن یمانی کو بوسہ دیتا تھا جسپر ابن عباسؓ نے اعتراض کیا اسلیے کہ یہ خلاف سنت ہے اور منجملہ انکے اُسکا لوگون کو جبراً متعہ حج بجالانے سے منع کرنا ہے حالانکہ حضرت امیرؑ اور بزرگان صحابہ کا یہی مذہب ہے ترمذی نے اپنی جامع مین ابن عباسؓ کی حدیثؓ سے روایت کی ہے کہ۔

تمتع رسول اللہ وابو بکر وعمر وعثمان واول من نھی عنہ معاویۃ } حضرت رسول خدا اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان حج تمتع بجالاتے تھے اور پہلا وہ شخص جسنے اسکی ممانعت کی معاویہ تھا

اور ابو داؤد واحمد ونسائی وابن عساکر نے خالد بن معدان سے روایت کی ہے وہ کہتے ہین کہ مقدام بن معدیکرب اور عمرو بن اسود اور اہل قنسرین مین کا قبیلہ بنی اسد سے ایک شخص بطور وفد (ڈپوٹیشن) معاویہ کی خدمت مین حاضر ہوئے معاویہ نے مقدام سے کہا کیا تجھے معلوم ہے کہ حسنؑ بن علیؑ نے وفات پائی مقدام نے یہ سنکر انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اُسنے کہا کہ کیا تو اسے مصیبت سمجھتا ہے۔ جواب دیا کہ بھلا مین کیونکر اسے مصیبت نجانون حالانکہ حضرت رسولؐ خدا نے اُنھین گود مین رکھا اور فرمایا کہ ھذا منی وحسین من علی (یہ مجھسے ہے اور حسینؑ علیؑ سے ہے) اسدی کہنے لگا یہ ایک چنگاری تھی جسکو خدا نے بجھا دیا تب مقدامؓ نے کہا اچھا مین بھی آج یہان سے نہ ہٹونگا جبتک کہ تجھے آتش غیظ سے نجلالون تجھے وہ بات سُناؤنگا جو تجھپر گران گزرے پھر کہا کہ اے معاویہ اگر مین سچ بولون تو تو میری تصدیق کر اور اگر جھوٹ کہون تو تکذیب کر اُسنے کہا اچھا مین ایسا ہی کرونگا۔ تب وہ کہنے لگا کہ مین تجھے خدا کی قسم دیتا ہون کہ آیا تو نے جناب رسولؐ خدا کو ریشم کے پہننے سے منع فرماتے ہوئے سُنا ہے کہا ہان پھر کہا کہ مین تجھے خدا کی قسم دیتا ہون کہ آیا

تو نے حضرت رسول خدا کو درندون کی کھال پہننے اور اُسپر سوار ہونے سے نہی فرماتے ہوے سُنا ہے
کہا ہان تب کہا کہ واللہ اے معاویہ یہ سب چیزیں مین نے تیرے گھر مین پائے۔ پس معاویہ
نے لاجواب ہوکر کہا کہ اے مقدام مین جانتا تہا کہ تیری زبان سے نہ بچون گا۔ اور ابن
عساکر اور حسن بن سفیان اور ابن مندہ نے محمد بن کعب قرظی سے روایت کی ہے کہ عبد الرحمن
بن سہل انصاری نے حضرت عثمان کے وقت مین جہاد کیا اُسوقت معاویہ امیر شام تہا۔
پس اُنکے سامنے سے شراب کی مشکین لدی ہوئی گذرین یہ کسکے لیے تہین معاویہ کیواسطے
جیسا کہ سیاق حدیث اسپر دلالت کرتا ہے اور بعض نے اسکی تصریح بھی کی ہے) پس عبد الرحمن
انکی طرف نیزہ لیکر بڑہے اور اُنمین سے ہر مشک کو چھید ڈالا (اُنکے محافظ) غلام بگڑ بیٹھے اور
جھگڑنے لگے حتے کہ یہ خبر معاویہ کو پہنچی تو کہنے لگا جانے دو چھوڑ دو وہ بڈھا ہو گیا ہے اُسکی
عقل جاتی رہی ہے عبد الرحمن نے کہا واللہ اُسنے جھوٹ بولا میری تو عقل نہین گئی مگر رسولخدا
نے اس امر سے منع فرمایا ہے کہ ہم اُسکو اپنے پیٹون یا مشکون مین بہرین اور مین خدا کی قسم
کہاتا ہون کہ اگر مین زندہ رہا تو معاویہ کے بارہ مین وہ کرکے دکھلا دونگا جو مین نے حضرت
رسول خدا سے سنا ہے یا تو مین اُسکا پیٹ پہاڑ ڈالونگا یا خود اُسکے سامنے مرجاؤنگا۔ اور
زبیر بن بکار نے موفقیات مین مطرف ابن مغیرہ بن شعبہ سے روایت کی ہے کہ مین اپنے
باپ کے ساتھ معاویہ کی خدمت مین حاضر ہوا میرا باپ اُسکے حضور مین آیا جایا کرتا اور اُس کے
ساتھ گفتگو کیا کرتا تہا جب لوٹ کر میرے پاس آتا تو معاویہ کا اور اُسکی دانائی کا تذکرہ کیا کرتا اور
اُسکی باتون کو بنظر تعجب دیکھتا ایک ایک رات جو آیا تو کھانے کی طرف رغبت نکی اور مین نے
اُنکو غمگین پایا گھڑی بہر تو مین منتظر رہا اور خیال کیا کہ یہ حالت شاید کسی نئے حادثہ کیوجہ سے ہے
جو ہمارے اوپر پڑا ہے پھر مین نے پوچھا کہ ابا جان آج شام سے آپ غمگین کیون ہین تو کہا
کہ بیٹا مین اکفر الناس اور اخبث الناس کے پاس سے آرہا ہون مین نے پوچھا کیون
کیا بات ہے تو کہنے لگا کہ مین نے آج اُس سے خلوت مین کہا تہا کہ اے امیر المومنین اب

آپ مقام بلند پر پہونچگئے ہین اگر آپ اظہار عدل فرمائین اور لباط خیر بچھائین تو آپکو بڑی
وقعت حاصل ہو اور کیا ہی اچھا ہو اگر آپ اپنے بھائیون بنی ہاشم کیطرف نظر التفات کرین
اور اُنکے ساتھ صلۂ رحم فرمائین بخدا اب اُنکے پاس کوئی ایسی چیز باقی نہین رہی جو آپکے لیے
باعث خوف ہو یہ سلوک ایسا ہے جسکا ذکر و ثواب آپ کے لیے ہمیشہ باقی رہیگا تو کہتا
کیا ہے ہیہات ہیہات مین کس ذکر کی بقا کی امید کرون برادر تیم (خلیفہ اول) نے
بادشاہت کی اور عدالت برتی اور کیا جو کیا مگر تھوڑے ہی دنون مین مر گئے اور اُنکا ذکر
بھی مردہ ہو گیا کہنے والے صرف اتنا کہتے ہین کہ حضرت ابو بکر بھی کوئی تھے پھر برادر عدی
(خلیفہ ثانی) بادشاہ ہوئے اور اُنھون نے بہت کوشش کی دس برس تک محنت پر کمر کسی
ہے کچھ دنون بعد وہ بھی مر گئے حتے کہ اُنکا ذکر بھی مردہ ہو گیا صرف کہنے والے یہی کہتے ہین کہ
حضرت عمر بھی کوئی تھے اور پسر ابی کبشہ (حضرت رسولخدا) کو دیکھو کہ ہر روز پانچ مرتبہ
اشھد ان محمداً رسول اللہ - کہکر پکارا جاتا ہے (تو ہی بتا) خدا تجھے سمجھے اسکے بعد
کون عمل باقی اور کیا ذکر دائم رہ سکتا ہے لا و اللہ یہ ہرگز نہ ہوگا بلکہ ایک ایک کو دفن کر دونگا
انتہے - ہم کہتے ہین کہ یہ زبیر بن بکار وہی قاضی مکہ اور مشہور محدثین اور صحیح راویون مین سے
ہی اور معاویہ کی نسبت اپنی عدالت و فضیلت کے باعث غیر متہم ہے حالانکہ سب جانتے ہین کہ
زبیریون مین سے حضرت علیؑ کی طرف سے ایک قسم کا انحراف ہے جسکے اسباب معلوم ہین
کیا نہین دیکھا کہ عبد اللہ بن زبیر باوجود عبادت و زہد حضرت علیؑ اور اُنکے اہلبیت سے منحرف تھا
چنانچہ عمر ابن شیبہ اور ابن کلبی اور واقدی وغیرہ راویان سیر نے روایت کی ہے کہ اُسنے
ادعاء خلافت کے زمانہ مین چالیس جمعہ تک حضرت رسولخدا پر درود نہین بھیجا - اور
کہا کہ مجھے حضرت کے ذکر سے بجز اسکے اور کچھ مانع نہین کہ کچھ لوگ (بنی ہاشم) فخر و تکبر کرنے لگینگے
انتہے - اور معاویہ کے اُن امور مین سے جو مقام نبوت کے استخفاف پر دلالت کرتی ہین
وہ واقعہ ہے جسکو ابو جعفر طبری نے اپنی اسناد سے نقل کیا ہے کہ (ایکبار) عمرو بن عاص

معاویہ کے پاس وارد ہوا اور اُسکے ہمراہ مصر کے لوگ بھی تھے عمرو نے اُنسے کہا دیکھو تم ایسے شخص کے پاس پہنچو تو اُسے خلیفہ کہکر سلام نکرنا اس فعل سے اُسکی نظر مین تمہاری عظمت جاتی رہیگی اور جسقدر ہوسکے تم اُسکی حقارت کرنا۔ جب وہ وہان پہنچے تو معاویہ نے اپنے سرہنگون سے کہا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ پسر نابغہ (عمرو عاص) نے ان لوگون کے سامنے میری بات کو گھٹا دیا ہے پس دیکھو جسوقت وفد داخل دار الامارہ ہو تو حتی الامکان انکو اسقدر خوف و دہشت دلانا کہ اُنمین کا کوئی شخص میرے پاس نہ پہنچے مگر اُسکو اپنی جان کے تلف ہوجانیکا خوف و اندیشہ ہو (القصہ) پہلا شخص جو اُسکے سامنے حاضر ہوا وہ مصر کا ایک شخص تھا جسکو ابن الخیاط کہتے تھے (اور حسب الحکم) وہ ڈرایا اور دھمکایا جاچکا تھا اُسکے خوف کا یہین سے اندازہ کرنا چاہیے کہ بیش ہوتے ہی) کہنے لگا السلام علیک یا رسول اللہ باقی اور لوگون نے بھی اُسی کی پیروی کی۔ پس جب وہ وہانسے نکلے تو اُنسے عمرو نے کہا خدا تمپر لعنت کرے مینے تو تمکو امیر تک کہکر سلام کرنے سے منع کیا تھا تمنے اُسپر نبوت کے ساتھ سلام کیا انتہی پس مقام غور ہے کہ معاویہ نے رسالت کے ساتھ سلام کرنے سے اُن پر کوئی اعتراض نہین کیا صرف اپنی عظمت کی خواہش اور حضرت رسول خدا اور اُنکے رتبہ کے استخفاف کی غرض سے اس فعل شنیع پر اُنکو قایم و ثابت رکھا۔ اور ابن عبد البر نے روایت کی ہے کہ جب معاویہ مدینہ مین آیا تو ابو قتادہ انصاری اُس سے ملے معاویہ نے اُنسے کہا کہ اے گروہ انصار تمہارے سوا سب لوگ مجھسے ملے (راوی کا قول یہ ہے کہ انصار کے نہ آنیکی وجہ یہ تھی کہ وہ طامع اور لالچی کم تھے) تمہین کون مانع ہوا۔ اُنھون نے کہا کہ ہمارے پاس سواریان نہ تھین تو بولا کہ تمہارے نواضح (شتران آب کش) کیا ہوئے (اس کلمہ سے معاویہ انصار پر بنظر حقارت تعریض کرتا ہے کہ وہ کاشتکار اور زراعت پیشہ لوگ ہین) ابو قتادہ نے جواب دیا کہ ہم نے اُنکو جنگ بدر کے دن ہلاک کردیا۔ معاویہ نے کہا کہ ہان اے ابو قتادہ صحیح ہے۔ ابو قتادہ نے کہا کہ حضرت رسول خدا نے ہم سے فرمایا تھا کہ تم بعد میرے

برخلاف مساوات اپنی ناقدری دیکھوگے معاویہ نے کہا پھر ایسے وقت مین تمھین کیا حکم دیا تھا۔ انھون نے جواب دیا صبر کا۔ معاویہ نے کہا اچھا اب انکی ملاقات تک صبر کرو۔ انتہی زمخشری کی کشاف اور اسعاف وغیرہ مین ہے کہ عبد الرحمن بن حسان بن ثابت نے اس بارہ مین چند اشعار نظم کیے ہین انھین سے بعض یہ ہین ؎

الا ابلغ معوية بن حرب	امیر الظالمین نثا کلامی
معاوية بن هند و ابن صخر	لحاك الله من مرحوا می
تجشمنا بامرك المنايا	وقل درج الكرام بنو الكرام
امير المؤمنين ابو حسين	مفلق راس جدك بالحسام
وانا صابرون ومنظروكم	الى يوم التغابن والخصام

صاحب نصائح کافیہ کہتے ہین کہ جس شخص کو زکام تعصب عارض نہ ہوا ہو وہ کلام معاویہ سے اس امر کی بو سونگھ لیگا کہ اُسنے حضرت رسولخدا کے ساتھ تکبر کیا اور در بارہ انصار حضرت نے جو وصیتین فرمائی تھین انکا استخفاف کیا۔ معاویہ کا انصار سے بغض رکھنا اور انکے مصالح کے خلاف عمل کرنا ایک مشہور بات ہے جس پر سیر و تاریخ کی کتابین شاہد ہین اسکی ثبوت کے لیے کسی استدلال کی احتیاج نہین حالانکہ آنحضرت نے فرمایا ہے

استوصوا بالانصار خيرا } انصار کی نسبت وصیت خیر کرو

اور یہ بھی فرمایا کہ۔

حب الانصار ايمان و بغضهم نفاق } انصار کی محبت ایمان ہو اور انکی دشمنی نفاق

ع۔ ان اشعار کا ترجمہ یہ ہے کہ اے قاصد تو امیر الظالمین معاویہ بن حرب کو میرے کلام کا مضمون پہنچا دے وہ معاویہ جو ہند کا بیٹا اور صخر کی اولاد ہے خدا اس مودھا کی اسعادہ پر لعنت کرے اے معویہ تنے تیری حکومت مین زبردستی موتون کی تکلیف اُٹھائی ہے افسوس کہ کرام و اولاد کرام کا خاتمہ ہوگیا دو کون امیر المومنین ابو حسین جو تیرے دادا کے سر کو شمشیر تران سے شگافتہ کرنے والے تھے ہم اور اصحاب پر صابر و شاکر ہین اور قیامت کے دن تک جو جھگڑنے کا دن ہے تمھین مہلت دیتے ہین۔ ۱۲۔

اور صحیح بخاری میں ہے کہ
لا یحبهم الا مؤمن و لا یبغضهم الا منافق (انکو دوست نہیں رکھیگا مگر مومن اور انسے بغض نہیں رکھیگا مگر منافق)

معاویہ کا حضرت رسولؐ خدا کی تعظیم نہ کرنا

اور ابو حاتم سجستانی کی کتاب المعمرین میں معاویہ اور معمر امد بن ابد
حضرمی کے جو گفتگو لکھی گئی ہے اُسکے اثنا میں لکھا ہے کہ معاویہ نے
اُس سے پوچھا کہ آیا تو نے ہاشم کو دیکھا ہے اسنے کہا کہ ہاں واللہ
وہ کشیدہ قامت خوبصورت تھے لوگ کہتے تھے انکی دونوں آنکھوں کے درمیان برکت ہے پھر پوچھا کہ
تو نے امیہ کو بھی دیکھا ہے کہا ہاں میں نے اُسے دیکھا تھا وہ ایک مرد پست قامت نابینا
تھا کہا جاتا تھا کہ اُسکے چہرہ میں شرارت یا شومی ہے کہا تو نے محمدؐ کو بھی دیکھا تھا وہ بولا کون
محمدؐ کہا رسول اللہ اُسنے کہا تو نے ذرا بھی تعظیم نہ کی جیسا کہ خدا نے انہیں معظم قرار دیا ہے تم نے
یہ کہدیا رسول اللہ انتہیٰ۔ اور معاویہ حالت احرام میں خوشبو لگایا کرتا تھا اور خدا اور رسولؐ
کی ممانعت کی کچھ پروا نہ کرتا تھا چنانچہ ابن مبارک نے بسند قوی ایک حدیث طویل سے روایت کی
کہ معاویہ ایک جماعت کے ساتھ حضرت عمر بن الخطاب کے پاس حاضر ہوا اور اُنکے ساتھ حج
روانہ ہوا جب مقام ذی طوے تک پہنچے معاویہ نے ایک حلہ نکالا جسمیں خوشبو آتی تھی
یہ دیکھکر حضرت عمر اُسپر غضبناک ہوئے اور فرمایا کہ تم لوگوں میں سے ایک شخص حج کیواسطے
میلا کچیلا نکلتا ہے اور جب وہ بلاد خدا میں سے سب سے زیادہ عظیم المرتبہ اور صاحب
حرمت شہر میں آتا ہے تو اپنے ایسے دونوں کپڑے (پیراہن و لنگ) نکالتا ہے جو گویا
خوشبو میں بسے ہوئے ہیں پھر اُنہیں زیب تن کر لیتا ہے۔ معاویہ نے عرض کی میں نے
صرف انہیں اسلیے پہنا ہے کہ انہیں پہنکر اپنے کنبہ قبیلہ میں جاؤں۔
اور فائق میں لکھا ہے کہ حضرت عمر مکہ میں تھے کہ اُنہیں خوشبو کی مہک آئی تو فرمایا۔
من قشبنا (یہ ہمیں کسکی بو نے تکلیف دی) اُسوقت معاویہ نے عرض کی یا امیر المومنین
میں ام حبیبہ کے پاس گیا تھا اُنہوں نے میرے خوشبو لگا دی اور یہ حلہ پہنا دیا تب

رت عمر نے فرمایا

اخا الحاج الاشعث الاذفر الاشعر کے حاجی بہائی تو غبار آلودہ میلا کچیلا موی پریشان کرتا ہی

تا ہے کہ قشب کے معنے کسی ناگوار و نجس چیز کا لگجانا ہین - حضرت عمر نے جس چیز کو گند

زیادہ بہی رائحہ موجودہ (خوشبو) تہی جو معاویہ بن ابی سفیان کے بدن سے آتی تہی (حتی کہ

ے دماغ مین پہنچے) کو قشب سے تعبیر کیا کیونکہ اُسنے سنت کی مخالفت کی اور حالت احرام

خوشبو لگائی انتہی - علاوہ برین اسلام مین معاویہ کی اور بہت سی ایجادین اور دین مین

ین اور شریعت کی مخالفتین ہین -

ناویہ کے اولیات

پس اُسکے اولیات مین سے جو اُس سے پہلے کسی نے نہین کی تہین مگر اُسکے بعد وہ سنت متبعہ اور طریقہ جاریہ قرار پاگئین - چند یہ بدعتین ہین کہ

ویہ پہلا وہ شخص ہے جسنے اپنے بیٹے کو اپنا ولیعہد قرار دیا اور پہلا وہ شخص ہے جسنے

ت صحت و تندرستی مین اپنے بعد کے واسطے خلافت کا عہد لیا - اور پہلا وہ شخص ہے

نے مساجد جامعہ مین مقاصیر (حجرے) بنانیکی بنیاد ڈالی اور پہلا وہ شخص ہے جسنے

لمانون کو (قہراً و جبراً) قتل کیا - اور پہلا وہ شخص ہے جسنے اپنے سر پر پہرہ کہڑا کیا

پہلا شیر بادشاہ ہے - اور پہلا وہ شخص ہے کہ جسنے اپنی خدمت خاص کے لیے خواجہ سرا

ر کیے - اور پہلا وہ شخص ہے جسکے سامنے کوتل گہوڑے چلائے گئے - اور پہلا وہ

ص ہے جسنے اُس شخص پر سے کہ جسپر حد شرعی کا قایم کرنا واجب تہا حد کو ساقط کیا -

ن کہتا ہے کہ پہلا وہ شخص جسنے خطبہ بیٹھکر پڑہا معاویہ ہے یہ اُسوقت ہوا کہ جب اُسپر

ں چڑھ گئی تہی اور توند نکل آئی تہی - اور زہری کہتا ہے کہ پہلا وہ شخص جسنے نماز عید سے

ے خطبہ پڑہنے کی ابتدا کی معاویہ ہے - اور سعید بن مسیب کہتا ہے کہ پہلا وہ شخص جسنے نماز

ین مین اذان کی ایجاد کی معاویہ ہے - اور پہلا وہ شخص ہے جسنے بمقام مدینہ نماز مین

م بعد باواز بلند کہنا چوڑدی حتی کہ اُسپر تمام مہاجرین و انصار نے اعتراض کیا اور کہا کہ

اے معاویہ تو نے بسم اللہ کو چرالیا۔

معاویہ کا حضرت ابوذر کی توہین کرنا

اور اسکے افعال قبیحہ میں سے یہ ہے کہ اسنے ابوذر غفاری صحابی حضرت رسول خدا کی توہین کی اور انکو برا بہلا کہا اور تشہیر کی اور گالیاں دی ہیں اور انکو خشک لکڑی کے پالان پر بغیر فرش کے مدینہ کیطرف روانہ کیا جسکے ساتھ پانچ صقالبیہ تھے جو بے تحاشا بہگائے لیے جاتے تھے یہانتک کہ اسی حال میں انہیں مدینہ تک لائے تکلیف نے انکو بے حال کر دیا تہا اور متصل دوڑ بہاگ نے تہکا دیا تہا انکی رانوں کا گوشت اوتر گیا اور نوبت بہ ہلاکت پہونچگئی تہی چنانچہ اُنسے لوگوں نے کہا کہ آپ اس صدمہ سے ہلاک ہوجائینگے فرمایا ہیہات میں ہرگز نہ مرونگا جبتک کہ جلاوطن نکیا جاؤں۔ اور انکے جرائم میں سے یہ امر ہے کہ وہ ریشمین لباس پہنتا اور چاندی سونے کے ظروف کا استعمال کرتا تہا اور اسکے متعلق ممانعت کی حدیث سننے کے بعد یہ کہا کہ میرے نزدیک اسمین کوئی مضائقہ نہیں اور ایسے مسلمانوں پر حد جاری کرتا تہا جو اسکے مستحق نہ تہے اور اپنی ذاتی رائے سے رعیت اور دین خدا میں حکم دیتا تہا اور اسی نے بنی امیہ کو ممبر رسول اور انکی سریر خلافت پر کودنے اور پہاندنے اور مدعی خلافت ہونیکا راستہ بتایا تہا یہانتک کہ خلافت رسول ایک بدکار کے بعد دوسرے فاجر تک پہنچتے پہنچتے یزید بن عبد الملک صاحب سلامہ وحبابہ اور ولید بن یزید زندیق قرآن مجید پر تیر باران کرنیوالے اور اس شعر کی قائل کو پہنچی

وقل للہ یمنعنی طعامی	فقل للہ یمنعنی شرابی
(اور خدا سے کہدے کہ میرا کہانا بند کردے)	(خدا سے کہدے کہ میری شراب روکدے

اسکے علاوہ اور ایسی ہی اقوال اور کفریات العیاذ باللہ الحاصل معاویہ کی ایجادیں اور بدعتیں اور شریعت کی مخالفتیں اس کثرت سے ہیں کہ جنکے احاطہ و استقصار کا کوئی طریقہ نہیں ہے اہل سیر و تواریخ انمیں سے بہت کچھ بیان کرچکے ہیں جناب رسالتمآب نے فرمایا ہے کہ شر الامور محدثاتہا و کل محدث بدعۃ کے بدترین امور محدثات (ایجادات) ہیں اور ہر ایجاد بدعت ہے

وکل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار } اور ہر بدعت ضلالت ہے اور ضلالت کا ٹھکانا دوزخ ہی

معاویہ کی فریب دہی

معاویہ کے رسوا اور بدنام کنندہ امور مین سے ایک اُسکی یہ فریب دہی ہے
کہ جب اسکا شرابخوار بیٹا یزید ارنیب بنت اسحاق پر عاشق ہوا تو اُسنے حیلہ
و مکاری اور فریب سے عبد اللہ بن سلام قریشی اور ارنیب بنت اسحاق کے درمیان جو
اُس (عبد اللہ بن سلام) کی زوجہ تہی جدائی ڈالدی تاکہ یزید کا نکاح اسکے ساتہ کردے اور اُ
بعنوان پر اسکی معاونت کرے - اس پورے قصہ کو ابن قتیبہ نے کتاب الامامۃ والسیاستہ
مین روایت کیا ہے - اور عبد الملک بن بدرون حضرمی اشبیلی نے اپنی کتاب اطواق الحمامۃ
بشرح البسامۃ مین اور ان کے علاوہ اور لوگون نے بہی روایت کیا ہے - ابن قتیبہ کی
روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ جب معاویہ کو اپنے ایک غلام کی زبانی جسکو رفیق کہتے تہے
معلوم ہوا کہ یزید کو ارنیب بنت اسحاق سے عشق اور سرگشتگی ہوگئی ہے تو معاویہ نے یزید
سے کہا اے بیٹا اپنے راز کو پوشیدہ رکہ - اور صبر سے کام لے اسلیے کہ اظہار مین کچہ نفع نہین اور
جو کچہ ہونیوالا ہے وہ ضرور ہو کر رہے گا - ارنیب اپنے زمانہ مین جمال و کمال اور کثرت مال کے
لحاظ سے ضرب المثل تہی اور اپنے چچا کے بیٹے عبد اللہ بن سلام قرشی کے نکاح مین تہی
اور وہ (عبد اللہ) معاویہ کیخدمت مین صاحب عزت و منزلت تہا چنانچہ اُسنے اُسے
عراق کا حاکم بنا رکہا تہا - اب یزید کے معاملہ سے نہایت مہموم و مغموم ہوا لہذا حیلہ بازی
شروع کی اور غور کیا کہ کیونکر یہ دونون جمع ہو سکتے ہین تاکہ یزید کی خوشی ہو جائے پس بعجلت
تمام اُسکے شوہر کو عراق سے طلب کیا اور اُسکو ایسے امر کی بشارت دیگئی تہی جسمین اسکو حظ
کامل حاصل ہوگا جب وہ حاضر ہوا تو اسکو نہایت عالیشان محل مین اوتارا اور بہت خاطر و مدارات
کی - پہر معاویہ نے ابوہریرہ اور ابودردا کو اپنے پاس بلایا یہ دونون اُسوقت شام ہی مین موجود تہے
اور اُنسے کہا کہ میری ایک لڑکی بالغ ہوگئی ہے مین چاہتا ہون کہ اسکا نکاح کردون تاکہ میرے
بعد والے بہی میرے عمل پر کاربند ہون اسلیے کہ مجہے خوف ہے کہ میرے بعد امرا و حکام اپنی

بیٹیون کو بٹھانہ رکھین مین اسکے لیے عبد اللہ بن سلام کو اسکی دینداری اور صاحب فضل
وادب ہونیکے سبب سے پسند کرتا ہون لہذا آپ دونون صاحب میری طرف سے
اسکا تذکرہ کرین - مین لڑکی سے بھی اسکے متعلق مشورہ کرونگا مجھے امید ہے کہ وہ میری
باہر نہوگی - پس یہ دونون عبد اللہ بن سلام کے پاس آے اور معویہ کے قول سے اطلاع
[illegible] ہوا اور [illegible] بجالایا - اور معاویہ کو دعائین دین پھر انہون
اپنی طرف سے پیام دیکر معاویہ کے پاس بھیجا جب یہ دونون آئے تو معاویہ نے کہا تمہین
میری رضامندی تو معلوم ہی ہے اب لڑکی کے پاس جاؤ اور اُس سے میری رضامندی
اظہار کرو وہ گئے اور کل ماجرا بیان کیا - معاویہ اس سے پہلے ہی اُسے جواب سوال لکھا پڑھا
تھا - پس وہ کہنے لگی کہ عبد اللہ بن سلام کفو کریم اور عزیز قریب ہے بجز اسکے کہ اسکے نکاح میں
ارنیب بنت [illegible] ہے اور مین ڈرتی ہون کہ مجھے عورتونکا سا رشک وحسد نہ آجائے اور
مین اسکے ساتھ وہ فعل کر بیٹھون جو خدا کی ناخوشی کا سبب ہو - لہذا مین اُسوقت تک اس
فعل کو [illegible] نہین چاہتی کہ وہ اس (ارنیب) کو چھوڑ نہ دے - انہون نے اسکی خبر عبد اللہ
بن سلام کو دی وہ (بیوقوف) اُسیوقت اپنی زوجہ کو طلاق دے بیٹھا - اور دونون کو شاہد
طلاق قرار دیدیا - معاویہ نے یہ سنکر اُسکی طلاق سے اظہار کراہت کیا اور کہا کہ مجھے یہ بات
پسند نہین آئی اگر وہ صبر سے کام لیتا اور جلدی نکرتا تو بھی یہ امر اسکی مرضی کے موافق طے پاجاتا
اب تم خیر وعافیت سے پلٹ جاؤ اور لڑکی کے پاس اسکی رضا لینے پھر جاو - پھر یزید کو
ارنیب کی طلاق کی خبر دی یہ دونون پھر معاویہ کے پاس آئے اور لڑکی کے پاس جانیکی
اجازت چاہی تاکہ اُس سے پوچھین اُسنے اجازت دی اور وہ دونون اُسکے پاس گئے اور
اُسے اس امر کی اطلاع دی کہ عبد اللہ نے تمہاری خوشی کے لیے ارنیب کو طلاق دیدی
اُسنے کہا کہ وہ بیشک قریش مین رفیع المرتبہ ہے اور چونکہ نکاح اگرچہ بطور ہزل بھی واقع ہو
پھر بھی اسکو بے حقیقت نہ سمجھنا چاہیے لہذا اسکا مونہین آہستہ روی زیادہ مناسب ہے

مین اسکے حالات دریافت کرلون تاکہ اسکے اندرونی معاملات سے مطلع ہوجاؤن اور اس کے
بارہ مین استخارہ کرلون پھر مین آپ دونون صاحبونکو خواستہ خدا سے مطلع کردون گی
وہ دونون یہ سنکر پلٹ گئے اور سب حال عبد اللہ بن سلام کو جتا دیا اُسنے یہ شعر پڑہا۔

فان یک صدر ہذا الیوم ولی فان غدا لنا ظرہ قریب

(اگر آج کے دن نے رخ پھیر لیا تو دیکھنے والے کیلیے کل کا دن قریب ہے)

لوگون کو معاویہ کی فریب دہی مین کچھہ شک نرہا آپس مین اسکا تذکرہ کرتے تھے عبد اللہ بن سلام
نے اُن دونون سے پھر تقاضا کیا اور کہلا اس کام سے جلد فراغت حاصل کرو جو پہلے ہے وہ دونون
اُس لڑکی کے پاس پھر گئے ادس نے اونسے کہا کہ مین نے اسکا حال دریافت کیا تھا مگر اپنے مناسب
حال نپایا اور جیسا کہ مین اسکی واسطے چاہتی ہون اُسکے موافق نہین ہے تب عبد اللہ سمجھ گیا کہ
اُسے فریب دیا گیا متاسفانہ کہنے لگا لیس لامر اللہ راد (خدا کے حکم کا کوئی روکنے والا
نہین ہے) لوگون نے معاویہ پر اسکی فریب دہی اور خدا پر جرأت کرنیکی وجہ سے ملامت کرنا
شروع کردی جب اسکا زمانہ عدت ختم ہوگیا تو معاویہ نے ابو درداء کو یزید کا پیام دیکر عراق کو
روانہ کیا۔ پس وہ روانہ ہوکر وہان پہنچے وہان اسوقت جناب امام حسین علیہ السلام موجود تھے
ابو درداء نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت اور اُن کے سلام کو اپنی ضرورت سے
مقدم سمجھا حضرت امام حسینؑ نے انکو مرحبا کہا اور نہایت اعزاز و اکرام کیا ابو درداء نے جناب
امام حسینؑ کو اپنی ضرورت سے بھی مطلع کیا حضرت امام حسینؑ نے فرمایا مجھے بھی اس سے نکاح کرنیکا
خیال تھا فقط مجھے اور کچھ مانع نہ تھا مگر یہ کہ تم جیسا شخص ملجائے۔ پس میری طرف سے بھی اُسی
پیام دیدینا اور وہی مہر مقرر کردینا جو معاویہ نے اپنے بیٹے کیطرف سے مقرر کیا ہے پس جب
ابو درداء اسکے پاس گئے تو اُنھون نے اُس سے کہا کہ تجھے ایک تو اس اُمت کے امیر اور شاہزادہ
اور ولیعہد یزید بن معاویہ نے پیام دیا ہے اور ایک فرزند دختر رسول حضرت امام حسین علیہ السلام
نے۔ اب تجھے اختیار ہے کہ جسے چاہے پسند کرکے اُسنے سکوت طویل کے بعد اپنا معاملہ

انہین کے سپرد کیا - انہون نے کہا کہ بیٹی سن سب سے تو دختر رسول کا فرزند زیادہ محبوب و پسندیدہ ہے
پس جناب امام حسینؑ نے اُس سے نکاح کر لیا اور مہر عظیم اُسے عطا فرمایا - جب معاویہ کو ابو الدردا
کا یہ فعل معلوم ہوا تو اسپر نہایت ہی گران گزرا کہنے لگا کہ جو شخص احمق اور اندھے کو بھیجتا ہے
اپنے خلاف مراد نتیجہ پر پہنچتا ہے اسکا کیا قصور ہے میری رائے اسکی رائے سے بھی بدتر ہے
خود ہم ہی زیادہ ملامت کے سزاوار ہین - عبد اللہ بن سلام نے جدائی سے پہلے ارنیب کے
پاس موتیون سے بھری ہوئی کچھ تھیلیان امانت رکھوادی تھین جو اسکا راس المال اور نہایت
عزیز دولت تھی - اب معاویہ نے عبد اللہ پر اس جرم مین جفا کرنی شروع کی کہ وہ مجھ پر فریب
دہی کی تہمت لگاتا ہے - اُسکے تمام وظائف بند کر لیے اور برابر تنگ کرتا رہا حتی کہ اُسمین طاقت جسم
باقی نہ رہی اور نہایت تنگ دست ہو گیا - پس جو اپنے اُس مال کے خیال سے جو اُسنے ارنیب کے
سونپ دیا تھا عراق کیطرف پلٹا مگر حیران و پریشان تھا کہ کیا کرے اُسے خیال تھا کہ وہ انکار کر جائیگی
کیونکہ اُسنے بغیر کسی خطا و قصور کے اسے طلاق دیدی تھی جب عبد اللہ عراق مین آیا تو حضرت امام
حسین علیہ السلام سے ملا اور کہنے لگا میری جان آپ پر قربان ہو حضور کو طلاق ارنیب کے متعلق جو
قضاء الٰہی جاری ہوئی اسکا حال معلوم ہی ہوا ہو گا مین نے مال عظیم موتی کی قسم سے اسکے سپرد
کر دیا تھا حضور اُسے میرے امر کو یاد دلائین اور واپس دینے کی سفارش فرماوین خدا آپ پر احسان
فرمائیگا جب حضرت امام حسین علیہ السلام اُسکے پاس تشریف لے گئے تو اُس سے فرمایا کہ
عبد اللہ بن سلام آیا ہوا ہے وہ تیری بڑی تعریف کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اُسنے کچھ مال تیرے
پاس ودیعت رکھا تھا لہذا اسکا مال اُسے دیدینا چاہیے اُسنے کہا وہ سچا ہے اور اس مال پر
ابھی تک اسکی مہر لگی ہوئی ہے حضرتؑ عبد اللہ بن سلام سے ملے اور فرمایا کہ اسنے انکار نہین
کیا بلکہ اسکا خیال ہے کہ وہ اسیطرح تیری مُہر کے ساتھ موجود ہے جیسا کہ تو نے اُسے دیا تھا
عبد اللہ اُسکے پاس آیا اور جناب امام حسینؑ نے اُس سے فرمایا کہ یہ عبد اللہ موجود ہے اور
اپنی امانت مانگ رہا ہے پس اسے ادا کر دے اُس نے دو تھیلیان نکالکر عبد اللہ کے سامنے رکھدین

اسنے اسکا شکریہ ادا کیا اور ان موتیون سے کچہ مٹھیان بہر کر اُسے دینے لگا اُسوقت دونون کی آنکھون مین آنسو بہر آئے یہ دیکھکر جناب امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ۔

اشہد اللہ انہا طالق ثلاثا اللہم انک تعلم انی لم اتزوجہا لمالہا ولا لجمالہا ولکن اردت حبسہا لبعلہا وارجوا ثوابک علی ذلک

مین خدا کو گواہ کرتا ہون کہ مین نے اسکو تین مرتبہ طلاق دی خدایا تو خوب واقف ہے کہ مین نے اسکے مال کی خاطر نکاح کیا نہ جمال کی خاطر بلکہ چاہا تہا کہ اپنے شوہر کیواسطے مقید رہے اور مین تجہسے اسکا ثواب چاہتا ہون

پہر عبد اللہ بن سلام نے اس سے عقد کر لیا اور خدا نے یزید کو اس سے محروم رکہا انتہی ملخصاً اور منجملہ اُسکے جرائم مہلکہ کے اسکا اموال مسلمین پر قبضہ کر لینا۔ اور بلاوجہ بطریق باطل انکو کہانا اور برخلاف اس طریقہ کے جو اسپر واجب تہا اپنے حسب مرضی صرف کرنا اور مستحقین اہل اسلام سے انکو روکدینا اور اپنے دوستدارون اور بہائی بندون پر جنکا نہ کوئی حق تہا نہ دین مین انکو کوئی سبقت حاصل تہی ایثار کرنا ہے حالانکہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے کہ۔

ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل | اور آپس مین ناحق ایک دوسرے کا مال نہ کہاو۔

پارہ ۲ سورہ بقر

طبرانی نے عمر بن شعوی سے بطور حسن روایت کی ہے وہ کہتے ہین حضرت رسولخدا نے فرمایا۔

سبعۃ لعنتہم وکل نبی مجاب | سات شخص ہین جنپر مین نے اور ہر نبی مستجاب الدعوات نے لعنت کی ہے منجملہ انکے اُس شخص کو شمار فرمایا جو مال غنیمت پر اپنا قبضہ کرے اور ایک وہ بادشاہ جبار جو اپنی سلطنت کے دباو سے اُس شخص کو عزت دے جسکو خدا نے ذلیل کیا اور اُس شخص کو ذلیل کرے جسے خدا نے عزت دی۔ اور دیلمی نے مسند فردوس مین ابن عمر سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا کہ

من لم یبال من این اکتسب المال لم یبال اللہ بہ من این ادخلہ النار | جو شخص اسکی پروا نکرے کہ مال کہانسے کمایا خدا بہی اسکی پروا نکرے گا کہ اسکو کہان سے دوزخ مین داخل کیا

اور ابوداود نے روایت قاسم بن مخیمرہ سے بطور ارسال روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا کہ

من اصاب مالا من مأثم فوصل به رحما او تصدق به او انفقه فی سبیل الله جمع الله ذلك جمیعا ثم قذف به فی النار

جو گناہ سے مال کو حاصل کرے اور اس مال سے صلہ رحم بجالائے یا تصدق کرے یا راہ خدا مین خرچ کرے خدا ان سبکو جمع کریگا پہر دوزخ مین جہونک دیگا۔

ہم کہتے ہین کہ یہ وعید شدید اور اسکے علاوہ اور بہت سے مواعید اس شخص کے حق مین وارد ہین
جو کہ اموال مسلمین مین سے کوئی شئے کہائے یا اپنی بنالے بغیر اسکے کہ اسکو حلال جانتا ہو لیکن
معاویہ تو باوجودیکہ مسلمانون کے مال کہاتا تہا - پہر انکو حلال بہی جانتا تہا اور حرام خدا کے
حلال کرنیکی جو عقوبت ہوگی اس سے ناظرین بخوبی واقف ہین بخدا اسکو ندامت اور سخت
ندامت حاصل ہوگی - مسعودی نے بروایت ابراہیم بن عقیل بصری نقل کیا ہے کہ معاویہ نے
ایکروز جبکہ اسکے پاس صعصعہ بن صوحان موجود تہے اور وہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام
کا خط لیکر آئے تہے علاوہ اسکے اور امرا بہی وہان حاضر تہے کہا کہ زمین تو خدا کی ہے اور مین
خلیفہ خدا ہون پس جو مال خدا مین لیلون وہ میرا ہے اور جو چہوڑ دون تو یہ بہی مجہے جائز ہی
اُسوقت صعصعہ نے اس سے خطاب کرکے کہا تمنیك نفسك مالا یکون
جہلا معاوی لا تأثم (اے معاویہ تیرا نفس از روئے جہالت تجہے وہ تمنا دلاتا ہے
جو تیرے واسطے سزاوار نہین کیون گنہگار بنتا ہے) اور ابن حجر کہتے ہین کہ ایسی سند سے
جسکے رجال سب ثقات ہین وارد ہوا ہے کہ معاویہ نے ایکدن بروز جمعہ خطبہ پڑہا اور اُسمین
کہا کہ مال پس ہمارا مال ہے اور فی ہمارا فی ہے جسے چاہین دین جسے چاہین نہ دین لمبی چوڑی
تقریر مین اسے بیان کیا - اور ابن عبد البر نے استیعاب مین حسن بصری سے بروایت ہشام
نقل کیا ہے کہ زیاد نے حکم بن عروہ غفاری کو لکہا جبکہ وہ حاکم خراسان تہا کہ امیر المومنین کا
فرمان صادر ہوا ہے کہ چاندی سونا اسکے واسطے چہانٹ لیا جائے لہذا لوگونکو چاندی سونا
تقسیم نکرنا حکم نے اسکے جواب مین لکہا کہ مجہے معلوم ہوا کہ امیر المومنین کا فرمان لکہا گیا ہی کہ
تمام طلا و نقرہ اسکے واسطے خاص کر لیا جائے حالانکہ مین نے کتاب خدا کو امیر المومنین کے

فرمان سے پہلے پایا ہے بخدا اگر آسمان وزمین دونون کے رستے کسی بندہ پر بند ہو جائین مگر
پھر بھی وہ خدا کا خوف کرے تو خدا اُسے بچاؤ کی جگہہ نکالدیگا والسلام علیکم ۔ پھر لوگون کو حکم دیا کہ
کل اپنا مال لیجاؤ اور انکو سب مال تقسیم کردیا اور حکم نے پھر یہ بھی دعا کی کہ خداوندا اگر تیرے نزدیک
میرے کچھ نیکی ہے تو میری روح کو قبض کرلے پس مقام مرو مین جو منجملہ بلاد خراسان ہے انس
بن ابی اناس کو اپنا قائم مقام کرکے انتقال کرگیا پھر اُسی نے حسن بصری سے بروایت ہشام
روایت کی ہے کہ زیاد نے حکم بن عمرو غفاری کو خراسان پر بھیجا اسکو وہان غنیمت دستیاب ہوئی
پس زیاد نے اسے لکھا کہ امیر المومنین معاویہ نے مجھے تحریر فرمایا ہے اور حکم دیا ہے کہ تمام اموال
سیم وزر مین انہین کے واسطے خاص کرون پس جسوقت میرا یہ خط تیرے پاس پہنچے پس دیکھ
جو چاندی سونا تیرے پاس ہوئے تقسیم نکرنا اسکے علاوہ اور جو ہوسے بانٹ دینا حکم نے اسکے
جواب مین یہ لکھا کہ تو اس خط مین لکھتا ہے کہ امیر المومنین نے مجھے حکم دیا ہے کہ انکے واسطے تمام
چاندی سونا روک رکھے حالانکہ مین نے کتاب خدا کو پہلے پایا ہے پھر اسکے بعد آخر تک وہی
حدیث بیان کی جو گذری ہے انتہٰے اور جبکہ جناب رسول خدا کا خادم خاص اور انکا آزاد کردہ
اور صحابی ایک عبا کے سبب جسکو اُسنے مال غنیمت مین سے بطور خیانت رکھہ لیا تھا آتش دوزخ
مین جانیکا مستحق ہوا جیساکہ صحیح بخاری وغیرہ مین ہے اور جناب رسالتمآب نے ایک مجاہد پر
نماز پڑھنے سے اسلیے انکار فرمایا کہ اسنے یہود کی ادنے درجے کے کچھ جوہر (پوت)، لیلیے تھے جو دو درہم
بھی قیمت نرکھتے تھے جیساکہ مالک ونسائی اور احمد اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے
اور شملہ جسکو مال غنیمت سے حضرت کے ایک غلام نے چرالیا تھا اسپر آگ ہوکر بھڑکیگا جیساکہ
صحیح بخاری مین ہے اور اس شخص سے جسنے خیبر کی غنیمت مین سے ایک یا دو تسمے لیلیے تھے
فرمایا کہ ایک یا دو آگ کے تسمے ہین جیساکہ صحیحین مین ہے بلکہ خود حضرت کے پاس مال غنیمت کا
ایک نطع (چرمی زیرانداز) لائے تاکہ حضرت دھوپ مین اس سے اپنے اوپر سایہ کرلین
پس فرمایا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ تمہارا نبی قیامت کے دن آگ کے سایہ مین بیٹھے جیساکہ طبرانی نے

کتاب اوسط مین روایت کی ہے پس اُس شخص کی عقوبت کی نسبت کیا خیال ہے جسنے
غنیمت کا سونا بھی لیلیا ہو اور چاندی بھی اور بغیر پردا اور بلا خوف اپنے لیے منتخب کرلیا ہو
اب معاویہ کے حمایتیون کو اختیار ہے کہ جو چاہین اسکی تاویل کرین اور اس مال کثیر کو جسکا
قلیل حصہ بھی خدا نے اپنے رسول صلعم اور انکے اصحاب و موالی پر حرام کردیا ہے شیطانی تعصب
اور خواہش نفسانی کی وحی سے اسکے لیے حلال قرار دین - یہان ہم ایک واقعہ شعبہ بن
غریض بن عادیا کا جو معاویہ کے ساتھ پیش آیا بیان کرتے ہین جسمین اُس نے اس سے اس
سہل انکاری پر گفتگو کی ہے جس کا وہ اپنے اصحاب خاص پر بیجا اصراف مال کرنے مین
عادی تھا - معاویہ نے اسپر کوئی اعتراض نہین کیا بلکہ اسکی تصدیق کی ہے -

ابوالفرج اصفہانی کتاب اغانی مین لکھتے ہین کہ احمد بن عبدالعزیز جوہری نے ہیثم بن
عدی سے روایت کی ہے کہ معاویہ نے اپنے زمانۂ خلافت مین دو۲ حج کیے اسکے ساتھ تیس
خچر تھے جنپر اُسکی عورتین اور کنیزین حج کیا کرتی تھین وہ کہتے ہین کہ ایک حج کا ذکر ہے
کہ اس نے ایک شخص کو مسجد الحرام مین مشغول نماز دیکھا جو دونون سفید کپڑے پہنے
ہوے تھا پوچھا یہ کون ہے لوگون نے کہا کہ شعبہ^{عـه} بن غریض - معاویہ نے اسکے پاس آدمی بلانے
کو بھیجا قاصد نے اسکے پاس آکر کہا - اجب امیر المومنین (حاضر خدمت امیر ہو) وہ بولا کیا امیر المومنین نے
وفات نہین پائی (یعنی امیر المومنین درحقیقت حضرت علی مرتضی تھے جنکی شہادت ہوگئی - سایل اس بات کو سمجھ گیا
پس کہا گیا کہ معاویہ کے پاس چل تب وہ حاضر ہوا لیکن خلیفہ کہکر سلام نہین کیا معاویہ نے کہا تو نے اپنی اُس
زمین کو کیا کیا جو کہ تیما مین تھی کہا کہ مین اُس سے برہنہ لوگون کو لباس پہناتا ہون اور باقی حصہ کو ہمسایون پر
صرف کرتا ہون کہا کیا تو اُسے بیچنا چاہتا ہے کہا ہان پوچھا کس قیمت پر کہا ساٹھ ہزار دینار پر اور اگر میرے
قبیلہ پر تنگدستی اور قحط نہ آپڑتا تو کبھی نہ بیچتا کہا تو نے قیمت بہت گران لگائی جواب دیا کہ اگر تیرے کسی رفیق
کی ہوتی تو چند لاکھ اشرفی مین خرید لیتا کہا ہان یہ تو صحیح ہے - اچھا اب اگر تو اپنی زمین کی نسبت بخل کرتا ہے تو

عـه یہ شخص قوم یہود سے تھا ۱۲ -

میرے سامنے اپنے باپ کے کچھ شعر ہی پڑھ جسمین وہ اپنا مرثیہ کہتا ہی اُسنے کہا میرے باپ نے کہا ہے

یالیت شعری حین اندب هالکا ع۵ | ماذا تؤبننی به ۲ نواحی
ایقلن لا یبعد قریب کریهة | فرحبتها ببشارة وسماح
ولقد ضربت لفضل مالی حقه | عند الشتاء وهبة الارواح
ولقد اخذت الحق غیر مخاصم | ولقد رددت الحق غیر ملاحی
واذا دعیت لصعبة سهلتها | ادعی بافلح مرة ونجاح

معاویہ نے کہا تیرے باپ سے ان شعرون کے واسطے مین زیادہ سزاوار ہون اُسنے کہا کہ کذبت ولؤمت (جھوٹا اور لئیم ہی) اُس نے کہا کذبت تو ٹھیک ہی مگر لؤمت کہنی کی کیا وجہ ہے اُسنے کہا کہ اسلیے کہ حق کیطرف سے تو زمانہ جاہلیت مین بھی مردہ تھا اور اسلام مین بھی مردہ ہی جاہلیت مین تو یون کہ تو نبیؐ خدا اور وحی رب مُطلے سے لڑا حتے کہ خدا نے تیرے کید کو دور کر دیا لیکن اسلام مین پس اس لیے کہ تو نے فرزند رسولؐ اللہ کو خلافت سے روک دیا۔ حالانکہ تجھے اُن سے کیا نسبت تو طلیق ابن طلیق (رہا شدہ قیدی) ہے معاویہ نے کہا کہ یہ بڈھا خرف ہو گیا ہے اسے یہان سے اُٹھا دو پس اسکا ہاتھ پکڑ کر اُٹھا دیا گیا۔ اور ربیع الابرار مین ہے کہ معاویہ نے ایکدن خطبہ کہا اُسمین کہا کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ } اور ایک چیز بھی ایسی نہیں ہے جسکے خزانے ہمارے پاس نہون اور ہم اُسکو مقررہ اندازہ سے نازل کرتے رہتے ہین

پس تم لوگ مجھے کیون ملامت کرتے ہو جب مین تمہارے انعام مین کمی کرتا ہون قوت

ع۵ ان اشعار کا ترجمہ یہ ہے کاش مجھے معلوم ہوتا کہ جب مین مرنیکے بعد رویا جاؤنگا تو رونے والیان مجھپر کیا عیب لگاتی ہین گی کیا یہ کہینگی کہ خدا تجھے ہلاک نکرے کیونکہ بہت سی تکلیفون کو مین نے بخوشی کشادہ روئی اور جوانمردی سے دفع کر دیا ہی اور قحط سالی کے زمانہ مین اپنے بچے ہوئے مال سے اسکا حق علیحدہ کر دیا ہے اور تحقیق مین نے اپنا حق بے جھگڑے لیلیا اور دوسرے کا حق بے خیانت دیدیا جب کبھی مین کسی مشکل کے وقت پکارا گیا ہون تو مین نے اسے سہل و آسان کر دیا ہے مین ہمیشہ سختیون پر فیروزی و فتحمندی کے واسطے بلایا گیا ہون ۱۲۔

آنحضرت نے جواب دیا واللہ ہم تجھے اسپر ملامت نہین کرتے جو کہ خدا کے خزانون مین ہے لیکن
ہم تو اسپر ملامت کرتے ہین جو خدا نے ہمارے واسطے اپنے خزانون سے اوتارا ہے پس تو نے
اسے اپنے خزانون مین رکھہ لیا ہے اور اسکے اور ہمارے درمیان حائل اور مانع ہو گیا ہے انتہی
یہان ہم معاویہ کے مابقی جرائم وحرکات ناشائستہ کے شمار کرانے سے زبان قلم کو روکے
لیتے ہین کیونکہ ہمین اسکے احاطہ واستقصار کا تو کچھ لالچ اور خواہش ہی نہین اسلیے کہ اس بارہ مین
میدان بہت وسیع ہے بھلا کون شخص ایسے جبار کے جرائم جمع کرنے پر قدرت رکھتا ہی جو کچھ
اوپر چالیس برس اسلام مین موجود رہا ہو اس حالت مین کہ وہ چراگاہ بغاوت وجور وفساد مین
خدا ورسول مین لوٹتا اور چرتا رہا ہو[1] - علاوہ برین اکثر واقعات سے بخوف فتنہ راویون نے سکوت
کیا ہے پھر بعد ازان ایسے علماء پیدا ہو گئے جو اسکے حمایتی تھے اُنہون نے اکثر باتونکو جو اس
قبیل سے راویون نے بیان کین تھین مٹا دیا کاش وہ اتنے ہی پر قناعت کرتے نہین بلکہ
اُنہون نے اُس شخص پر بیحد ملامت کی اور سخت سخت اعتراض جڑے جس نے اسکے قبائح مین سے
کسی چیز کو نقل کر کے اسکی کوئی تاویل نہین کی یا سند مین طعن نہین کیا گو وہ صحت کے انتہائی
درجہ پر فائز ہو انکو یہ گمان ہے کہ اسمین دین فاسد ہوتا ہے کیونکہ اسمین صحابہ کبار کی جو کہ حاملان
دین وناقلان قرآن مبین ہین ہتک حرمت وآبرو ہے حتے کہ بعضون نے علامہ ابن قتیبہ
محدث جلیل کی اس بنا پر کہ اُسنے کچھ حصہ ان باتون کا اپنی کتاب امامت وسیاست وغیرہ مین
بیان کر دیا ہے ملامت کی ہے حالانکہ ان لوگون کے اس کلام مین مغالطہ اور فریب ہی ہے
جسکو یہ معاویہ کے حمایتی بار بار بیان کرتے ہین اور جب عاجز ہوتے ہین تو اسی عذر کی پناہ لیتے ہین

---

[1] صاحب نصائح کافیہ نے اس مقام پر ایک لطیفہ ذکر کیا ہے وہ لکھتے ہین مجھے اسوقت وہ قصہ یاد آگیا کہ جو کسی مجذوب کے
اتفاق پڑا کہ وہ ایک داستان گو کے مجمع کی طرف گذرا سنا کہ وہ کہہ رہا ہے کہ حضرت رسول خدا کا وزن کیا گیا تو وہ بھاری نکلے
تمام امت سے وزنی اور سنگین نکلے پھر حضرت ابوبکر کو وزن کیا گیا تو انکی بھی یہی حالت ہوئی یہ سنکر مجذوب کہنے لگا
تم ان دو شخصون کا تو ذکر کرتے ہو جنکی نیکیاں ان تمام امت کی نیکیون پر راجح ہوئین ان دو کا تم کیون نہین ذکر کرتے جن کی
بدیان تمام امت کی بدیون سے راجح ہین اس سے پوچھا کہ وہ دو کون ہین کہا وہ دونون یعنی معاویہ اور اسکا
بیٹا یزید ہے ۲۲-

اس سے انکی غرض صرف اسکی بدکاریونپر پردہ ڈالنا اور فضیحت و رسوائیون کا چھپانا اور
غبی اور احمقون کو وہم دلا دینا ہے کہ یہ بھی بزرگان اصحاب اور حاملان دین رب الارباب سے
تہا صحابیت کا حال تو آیندہ کے بیان سے کہلیگا اور معلوم ہوگا کہ اسکی صحبت بدبختی اور اسکو
مضر ہے نہ کہ نافع - رہا اسکے حامل دین ہونے کا دعوے پس اے خدا بڑا تعجب ہے وہ کونسا
دین ہے جسکا معاویہ امت کے واسطے حامل تہا کون شخص ہے جو اُن احکام کے قبول کرنیکو
روا رکہتا ہے جنکو وہ بیان کرتا تہا اور وہ کون شخص ہے اگرچہ جاہل ہی ہو جسکے دل مین یہ بات
تصور کرتی ہو کہ معاویہ حاملان دین سے ہے لہذا معاویہ کو دین اور اُسکے حمل سے کیا تعلق بلکہ معاویہ
تو ہادم ارکان دین ہے جو تہوڑی سی حدیثین ضمنًا اس سے نقل ہوئی ہین انمین وہ اپنے فسق سے
مطعون نہ ہے دین خدا مین اُسکے اقوال کو حجت قرار دینا ناجائز ہے کیا ایسے شخص کی حدیثین قابل
قبول ہو سکتی ہین جو ایسے امور مہلکہ و موبقہ کا مرتکب اور بغاوت و ظلم و غدر و جور و کذب و عہد
شکنی کا بانی ہو یہی وہ دین ہے جسکا معاویہ اور اُسکے ساتہی حامل تہے - ہم بیشک اسکے بوائق
و حرکات ناشائستہ نقل کرینگے اور علے روس الاشہاد انکا اعلان کرین گے اور تمام خاص و عام
مین پہیلا دین گے تاکہ ہر شخص اس سے حذر کرے اور دہوکہ مین نہ پڑے ہم سچی بات مین کسی
ملامت کنندہ کی ملامت کا کچہ خوف نہین کرتے اور ہم خوب جانتے ہین کہ ہمارے اس فصل سے
بزرگان اصحاب حضرت رسول خدا اور حاملان دین خدا پر ادنے سا بہی نقص وارد نہین ہوتا
کچہ لوگون کا یہ خیال ہے کہ اس مقام مین غور و خوض کرنا اہل قبلہ کے درمیان تفریق کا موجب
اور انکے آپسمین بغض و عداوت کا باعث ہے اور ہمارا یہ خیال ہے کہ خلاف واقع بیان کرنا
اور مغالطہ دہی سے باطل کو حق کے مقام پر لانا یہی موجب تفریق ہے اور ازروے انصاف
و دلائل واضحہ حق کا اذعان و یقین موجبات توفیق ہے اسلیے کہ ہر مومن بلکہ ہر عاقل کا فرض ہے کہ
وہ حق کا طالب رہے جہان کہین ہو جسکی تلاش اسپر واجب ہے - ہمنے معاویہ اور اس کے
ساتہیون اور پیرودن کے جو کچہ حالات اس رسالہ مین تحریر کیے ہین وہ صرف بیان حق کی

غرض سے لکھے ہین اور یہ کہ اُمت محمدیہ کے مختلف المشرب اور ایک دوسرون کے دشمن فرقون کے درمیان حق واضح اور منکشف ہوجائے۔

تکمیل۔ جبکہ ہم معاویہ کے بعض حرکات ناشائستہ کا ذکر کر چکے تو اب ہمکو لازم ہے کہ ان احادیث کا بہی تذکرہ کرین جو اسکے کنبہ اور خاندان کی بدی اور انکی غدار رسول کے ساتھ عداوت پر دلالت کرتی ہین اور یہ کہ یہ لوگ بہی تبدیل امر اُمت اور تغیر دین خدا مین اسکے شریک ہین اور اب ہم اسکو کما ینبغی بیان کرتے ہین لیکن ہم انکی مقتضیات اور نتائج کی بخوف طوالت تفصیل نہ کرین گے اور شروح احادیث وکتب تواریخ پر جنمین اسکا تفصیلی اور تحقیقی بیان موجود ہے بہروسہ اور اعتماد کرکے ذکر نکرین گے۔ ابن عساکر نے حضرت رسالتمآب سے بروایت ابوذر نقل کیا ہے۔

اذا بلغت بنوامیۃ اربعین رجلا اتخذوا عباد اللہ خولا ومال اللہ دخلا وکتاب اللہ دغلا	جب بنی اُمیہ چالیس مرد تک پہنچ جائینگے تو بندگان خدا کو اپنا خدمتگار اور مال خدا کو اپنی آمدنی اور کتاب خدا کو دغل وفریب بنائین گے۔

اور ابن مندہ اور ابونعیم نے عمران بن جابر یمانی سے اور ابن قانع نے سالم حضرمی سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے ارشاد فرمایا

ویل لبنی اُمیہ ویل لبنی اُمیہ ویل لبنی اُمیہ	وائے[ع۱] بنی اُمیہ پر وائے ہو بنی اُمیہ پر وائے ہو بنی اُمیہ پر

ع۱ حضرت رسولخدا نے اس شجرہ امویہ کی نسبت بجز انہین سے نیکوکار لوگون کے جو کہ بہت ہی کم مقدار مین ہین انکے معایب ونقائص سے ڈرانے کا جو بیان وارد ہوا ہے اسمین کوئی شک نہین ہے اور زمانہ جاہلیت مین بہی یہ لوگ رذائل وفحش وغیرہ کا مجمع تھے حدیث سفینہ مروج اور جواب ہے کہ کذب بنوالزرقاء (اولاد زرقا جہوٹ بولتی ہے) کیا آپکو خبر ہے کہ یہ زرقا کون تہی یہ ابوالعاص بن امیہ کی زوجہ اور اسکے بیٹے حکم بن العاص کی ماں اور مروان کی دادی تہی ابن اثیر وغیرہ اہل اخبار نے لکھا ہے کہ یہ زرقا بنت موہب ذوات الاعلام[ع۲] مین سے تہی اسی وجہ سے مروان کو بہی زرقا کے نام سے عیب لگایا جاتا ہے
ابوسفیان کی سمیہ سے زناکاری اور ابوسفیان کا اقرار اور معاویہ کا بغرض الحاق زیاد اسکے باپ کی اس بدکاری پر گواہی قائم کرنا انکی نقل آپ سن ہی چکے اور وہ بہی آپ سن چکے ہین جو حسان ابن ثابت نے ہند بنت عتبہ مادر معاویہ زوجہ ابوسفیان سے زنا کے حمل کا انہون اس قول مین تذکرہ کیا ہے ونعیت فاحشۃ اتیت ویا ہند ولیدک سعیۃ الدھر (اے ہند تو وہ زنا بول کا جو تجہے صادر ہوا تہا اسے ہند [illegible] تیرے لیے باعث فضیحت ہے) زعم القوابل انھا ولدت ابنا صغیرا کان من عھر (دائیون کا گمان ہے کہ وہ ایک بچہ زنا زادہ جنی تہی) اور ابوالفرج نے اسکا مسافر بن ابی عمرو پر عاشق ہونا اور اس سے حاملہ ہوجانا اور مسافر کا بخوف فضیحت ورسوائی بعد حمل حیرہ کو چلا جانا بیان کیا ہے

ع۲ اعلام سے مراد وہ جہنڈے ہین جو عرب مین کسبیون کے مکانون پر لگے رہتے تہے تاکہ اجنبی لوگ انکے مکانون کا باآسانی پتہ لگا سکین ۱۲۔

اور ابن مردویہ نے جناب امیر المومنینؑ سے روایت کی ہے۔

نزلت سورۃ محمد ایۃ فینا و ایۃ فی بنی امیہ	سورۂ محمد ایک آیت ہماری بارہ مین اور ایک آیت بنی امیہ کے بارہ مین کرکے نازل ہوئی ہے

اور نیشاپوری نے سورۂ قدر کی تفسیر مین بیان کیا ہے کہ عیسی بن مازن نے حضرت امام حسنؑ کی خدمت مین عرض کیا کہ یا مسود وجوہ المومنین (اے مومنین کے چہرون کو سیاہ کرنے والے) آپ نے پہلے اس شخص (معاویہ) سے جنگ کا قصد کیا پھر اس سے بیعت لی پس جواب مین فرمایا کہ حضرت رسولؐ خدا نے خواب مین دیکھا کہ بنی امیہ ان کے ممبر کو یکے بعد دیگرے پامال کر رہے ہین اور ایک روایت مین ہے کہ بنی امیہ آپ کے ممبر پر بندرون کی طرح اوچھل کود رہے ہین۔ پس یہ بات حضرت پر شاق ہوئی تب خداوند عالم نے سورۂ انا انزلناہ کو خیر من[1] الف شہر تک اسی بارہ مین نازل فرمایا۔ راوی کا بیان ہے کہ ہمنے سلطنت بنی امیہ کا حساب لگایا تو بلا کمی وزیادتی ہزار مہینے نکلے۔ اور بسند حسن مروی ہے کہ

(حاشیہ بقیہ صفحہ گذشتہ) لکھتا ہے کہ زمخشری کہ ربیع الابرار مین ہے کہتی ہین کہ اسکو بیچارگی گھر مین جننا پسند ہوا پس وہ اجیاد کو چلی گئی تھی وہ بالاجر جنی اسی بارہ مین کلبی بن شابعہ کہتے ہین۔ لیکن اصبہی بمحاسب البطلاء فی الترتیب ملتقی خیر خبری مهد نظرت به سعیلو الستۃ من عبد شمس صلیبۃ المحد (یہ کسکا بچہ ہے لیطہا کے ایک اور حال مین پڑا ہوا بغیر گہوارہ کے جو اسکو ہکی مارنے جو اولاد عبد شمس سے ہو زمین میدان مین پھینکدیا ہی اور وہ سمجھا ہوا اور یہی کتاب مین لکھتا ہے کہ معاویہ کی چار شخصون کی طرف نسبت کی جاتی تھی منجملہ انکے صباح کا ذکر کیا ہے جو عمارہ بن لید کا توگویا تھا اور ابوسفیان کا مزدور تھا ابوسفیان کم رو پستہ قد تھا اور صباح جوان خوشرو و ہندہ نے اسکو اپنے نفس کی طرف بلایا اور وہ اس سے مرتکب ہوا اور بعض نے یہ کہا ہے کہ عتبہ ابن ابوسفیان بھی صباح کے نطفہ سے ہے۔ اور اہل اخبار کہتے ہین کہ امیہ پسر عبد الشمس اس طائفہ کا مورث اعلی شام کو چلا گیا جبکہ اپنے چچا ہاشم سے ناراض ہوگیا تھا وہان صفوریہ مین قیام پذیر ہوا اور ایک یہودیہ کنیز سے جسکا یہودی شوہر موجود تھا زنا کیا وہ یہودی کی یہان ایک بچہ جنی جس کا باوجودیکہ بچہ صاحب فراش کا ہوتا ہے اسکو اپنے سے ملحق کرلیا اور اسکا نام ذکوان رکھا اور کنیت ابو عمرو رکھی اور اپنے ساتھ مکہ چلا آیا یہی ابوعمرو ابو معیط کا باپ ہے جو عقبہ کا اور یہی جو جنگ بدر مین گرفتار ہوکر قتل کیا گیا اور ابن قتیبہ وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے جب عقبہ کے قتل کا حکم دیا ہے تو وہ کہنے لگا کہ اے محمدؐ مین آپکو خدا اور قرابت کا واسطہ دیتا ہون پس حضرت رسولؐ خدا نے اس سے فرمایا۔ انما انت یہودی من اہل صفوریہ یعنی تو صفوریہ کا یہودی ہی ہے ہمارے اور تیرے درمیان کوئی قرابت نہین اور بعض کا قول ہے کہ ذکوان امیہ کا غلام تھا اس نے اسے متبنی کرلیا جب امیہ کا انتقال ہوگیا تو وہ اسکی بی بی پر متصرف ہوا حلبی نے اپنی کتاب سیرت مین لکھا ہے اس دوسرے قول پر یہ قصہ دلالت کرتا ہے جسکو بعض مورخین نے بیان کیا ہے معاویہ نے علما نسب مین سے ایک شخص سے جو اسکے پاس آیا ہوا تھا پوچھا کہ تیری عمر کیا ہے کہا وہ سو چالیس برس کی پوچھا کہ تو نے زمانہ کی کیا حالت دیکھی جواب دیا کچھ بلا کے سال اور کچھ نرمی و آسانی کے سال کہ یا اللہ مرتا جاتا تھا اور دوسرا پیدا ہوتا جاتا تھا اگر کوئی ہلاک نہ ہوتا تو دنیا مملو ہوجاتی اور اگر مولود نہ ہوتا تو کوئی باقی نہ رہتا۔
پھر اس نے کہا کہ آیا عبد المطلب کو بھی دیکھا ہے کہا ہان مین نے ان کو شیخ تنومند

[1] الف شہر سے ملک بنی امیہ مراد ہے ۱۲۔

الکفر و کفر و ان عصیتمو ھم قتلو کم
ائمة الکفر و رؤس الضلالة

وہ تمکو کافر بنائینگے اور اگر تم انکی نافرمانی کروگے تو
تمہین قتل کرینگے وہ پیشوایان کفر و ضلالت کی اصل ہین

اور ترمذی نے بسند حسن ثوبان سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول خدا نے ارشاد فرمایا۔

انما اخاف علی امتی الائمة المضلین

مین اپنی امت پر گمراہ کنندہ ائمہ کا خوف رکھتا ہون

اور طبرانی نے عبادہ بن صامت سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول خدا نے ارشاد فرمایا کہ

سیکون علیکم امراء من بعدی
یامرونکم بما لا تعرفون ویعملون بما
تنکرون فلیس اولئک علیکم بائمة

عنقریب میرے بعد تمپر ایسے حکام ہونگے جو
تمہین غیر معروف کا حکم دینگے اور افعال
منکرہ پر عمل کرینگے درحقیقت وہ تمہارے امام نہین ہین

یہ حدیث حسن ہے اور نیز اسنے بواسطہ کعب بن عجرہ حضرت رسولخدا سے روایت کی ہے۔

سیکون علیکم امراء بعدی یعظون
بالحکمة علی المنابر فاذا نزلوا اختلست
منھم قلوبھم انتن من الجیف فمن
صدقھم بکذبھم واعانھم علی ظلمھم
فلیس منی ولست منه ولا یرد علی الحوض
ومن لم یصدقھم بکذبھم ولم
یعنھم علی ظلمھم فھو منی وانا
منه وسیرد علی الحوض

عنقریب میرے بعد تم مین ایسے حکام ہونگے جو ممبرون پر تو
حکمت کا وعظ کہینگے لیکن جب نیچے اترینگے تو وہ حکمت
اُنسے سلب کیجائیگی انکے دل مردار سے زیادہ بدبودار ہونگے
پس جو انکے کذب کی تصدیق اور ظلم مین انکی مدد کریگا
وہ مجھسے نہین نہ مین اسکا ہون اور حوض کوثر پر میرے
پاس وارد نہوگا اور جو انکے کذب کی تصدیق نکریگا اور
اُنکے ظلم مین انکا مددگار نہوگا پس وہ میرا اور مین اسکا
اور عنقریب میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوگا۔

اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے اور دلائل مین بیہقی نے اور ابن عساکر نے سعید بن
مسیب سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول خدا نے بنی امیہ کو ممبر و منبر پر خواب مین دیکھا
حضرت پر یہ امر گران گذرا پس خدا نے حضرت کیطرف وحی بھیجی کہ انما ھی دنیا اعطوھا
(یہ صرف دنیا ہے جو انہین دی گئی ہے) تب حضرت کی آنکھین ٹھنڈی اور خنک ہوئین

وہ وحی خدا کا یہ قول ہے

وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ (اور وہ خواب جو ہمنے تمکو دکھایا
ہے اسکو ہمنے نہین مقرر کیا ہے مگر کل آدمیون کے لیے ایک آزمایش) اس کے
متعلق وہ حدیثین جو اس بارہ مین وارد ہین شیخ ابن حجر ہیثمی نے اپنی کتاب تطہیر الجنان
مین بیان کی ہین منجملہ اُنکے وہ حدیث ہے جسکی نسبت کہا ہے کہ ایسی سند سے جس کے
سب رجال صحیح ہین حضرت عبد اللہ بن عمر سے وارد ہوا ہے کہ آنحضرتؐ نے ایکدن فرمایا
لیدخلن الساعۃ علیکم رجل لعین (ابھی اسی گھڑی ایک شخص ملعون تمہارے
سامنے آنیوالا ہے) پس بخدا ہم اندر باہر حالت انتظار مین دیکھ رہے تھے کہ حکم آیا جیسا کہ
تصریح اسکی روایت احمد سے ہوتی ہے۔ اور ایک سند سے جسکی نسبت حافظ ہیثمی نے
کہا ہے۔ فیہ من لم اعرفہ (اسمین ایک وہ شخص ہے جسکو مین نہین جانتا)
یہ وارد ہوا ہے کہ حکم بن ابو العاص حضرت رسولخدا کے سامنے سے گذرا تو حضرت نے ارشاد فرمایا
ویل لامتی مما فی صلب ھذا (وائے ہو میری اُمت کیلیے اس سے جو اسکی صلب مین ہے)
اور ایک ایسی سند سے جسمین ایک ایسا شخص ہے جسکی حافظ ہیثمی نے کہا ہے کہ مین
اُسے نہین پہچانتا وارد ہے کہ حضرت رسولخدا نے فرمایا یکون خلیفۃ ھو وذریتہ
من اھل النار (ایک ایسا خلیفہ ہوگا کہ وہ اور اسکی ذریت اہل نار مین سے ہے)
اور ایک سند سے جسمین ایک راوی ضعیف ہے یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ
مرتضے کو دریافت کیا پھر اپنا سر خوف زدہ آدمی کیطرح اُٹھا کر اُنسے کہا قرع الخبیث
الباب بسیفہ (اس خبیث نے اپنی تلوار سے دروازہ کھٹکھٹایا) پھر حکم دیا کہ اے
ابو الحسن جاؤ اور اسے اسیطرح کھینچکر لاؤ جیسے بکری اپنے دودھ دوہنے والیکے پاس
لائی جاتی ہے۔ پس حضرت علیؑ گئے اور اُسکے کان اور جبڑے پکڑے ہوئے لائے یہانتک
کہ وہ حضرت رسول خدا کے سامنے آکر کھڑا ہوا پس حضرت رسولخدا نے اس پر تین بار

لعنت بھیجی پھر حضرت علی مرتضےٰ سے فرمایا کہ اسکو ایکطرف لیجا کر بٹھا دو تا وقتیکہ کچھ لوگ مہاجرین و انصار سے خدمت نبوی مین حاضر ہوئے تب حضرت نے اسے بلا کر فرمایا

ان هذا یخالف کتاب اللّٰه و سنة نبیه و یخرج من صلبه من یبلغ دخانه فی الفتنة حتی تواری

یہ شخص کتاب خدا اور اُسکے نبی کی سنت کی خلاف کریگا اور اسکی صلب سے وہ شخص پیدا ہوگا جسکا دخان فتنہ اسقدر بلند ہوگا کہ سب جہان پر چھا جائے گا۔

اسوقت ایک شخص نے مسلمانون مین سے کہا کہ خدا اور اُسکا رسول سچے ہین (مگر) اسکی کیا ہستی ہے کہ ایسا کر سکے حضرت نے فرمایا ہان (یہی ہوگا) اور اسدن تم مین سے بعض لوگ اسکی پیروی کرینگے اور ایک سند سے جسمین صرف ایک شخص ایسا ہے جسکا حال پوشیدہ ہے اور باقی رجال سب ثقات ہین یہ وارد ہوا ہے کہ حکم نے حضرت رسولخدا کے پاس حاضر ہونیکی اجازت چاہی حضرت نے اسے پہچانکر فرمایا کہ اسے آنے دو اسپر خدا اور ملائکہ اور تمام آدمیون کی لعنت ہو جو اسکی صلب سے پیدا ہون گے وہ دنیا مین تو شریف اور آخرت مین رذیل ہونگے وہ صاحبان مکر و فریب ہین مگر انمین سے نیکوکار اور وہ بہت ہی کم ہین اور یہ صحیح ہے کہ آنحضرت نے کعب بن عجرہ سے فرمایا

اعاذك اللّٰه من امارة السفهاء قال امراء یکونون بعدی لا یهتدون بهدیی و لا یستنون بسنتی (الحدیث)

خدا تجھے سفہار کی حکومت سی اپنی پناہ مین رکھے فرمایا کہ میرے بعد ایسے حکام ہونگے جو میری ہدایت کے پیرو اور میری سنت کے عامل نہونگے (الے آخر الحدیث)

اور حضرت کے یہ الفاظ بھی ثبوت و صحت کو پہنچ چکے ہین کہ هلاك امتی علی یدی اغیلمة من سفهاء قریش (میری اُمت کی ہلاکت سفہار قریش سے چند لڑکون کے ہاتھ ہوگی) اور ایک خبر مین جسکے راوی ثقہ ہین یہ ہے

الا لا یمنعن احدکم هیبة الناس ان یقول الحق اذا راه و شهده فانه لا یقرب

خبردار تم مین سی کسی شخص کو حق بات کہنے سی کسی کی ہیبت نہ روکے جب وہ اسکو دیکھے اور اسکا شاہد ہو کیونکہ یہ حق گوئی

من اجل ولا يبعد من رزق	نہ موت کے قریب کردیگی نہ رزق سے بعید

ابو سعید کہتے ہین اسی بات نے مجھے اسپر آمادہ کیاکہ مین معاویہ کے پاس کو سوار ہو گیا اور مین نے اُسکے خوب دونون کان کھولے پھر پلٹ آیا اس بارہ مین احادیث بکثرت ہین اور جو ہمنے وارد کی ہین انہین سے اس قوم کا حال اور بمقابلہ خدا اُنکی سرکشی اور اُنکے دین کے ارکان کو گرا دینا معلوم ہوجاتا ہے۔ معاویہ پر لعنت جائز ہونیکی یہ دلائل تھے جو بکثرت و بطریق واضح بیان ہوئے جنکے سننے کے بعد کسی منصف کو ادنے سا شک بھی باقی نرہیگا رہا وہ شخص جسپر حیلہ جوئی اور تعصب غالب ہو اور وہ ایسے شخص کا قلاوہ تقلید گردن مین ڈالے ہوئے ہو جسکی تقلید مخالفت حق مین اسکو کچھ نافع نہین اور خدا اور رسولؐ و بزرگان صحابہ کی جماعت کثیرہ کے قول پر فلان فلان کے قول کو مقدم رکھتا ہو تو ایسے کے ساتھ ہمین حاجت کلام نہین اسلیے کہ اسکا مرض درد لا علاج ہے جو اسمین مبتلا ہو گیا بہت کم چھٹکارا پاتا ہے اور ہم خدا سے سلامتی و عافیت کے خواہان ہین کہ وہ ہمکو اس مرض لا علاج سے محفوظ ہی رکھے۔ اب ہم اُن دلائل کو بیان کرتے ہین جو اسکی تسوید[1] و ترضی[2] سے مانع ہین جو از روے تعظیم و اجلال کیجاتی ہے۔ واضح ہو کہ ایسے ادلہ بکثرت ہین مگر ہم انمین کا کچھ حصہ جسکی طرف طالب حق رجوع کرے اور وہ شخص جو انصاف کو اپنا دین اور عادت بنائے ہوئے ہو اور اسکی چشم بصیرت کو غشاوہ تقلید و تعصب نے اندہا نکردیا ہو اُنسے مطمئین ہوجائے۔ بیہقی نے شعب الایمان مین اور ابن ابی الدنیا اور ابو یعلی نے انس سے اور ابن عدی نے بریدہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔

اذا مدح الفاسق غضب الرب فاهتز لذلك العرش	جب فاسق کی مدح کیجاتی ہے تو خدا غضبناک ہوتا ہے اور عرش الٰہی کانپ جاتا ہے

---

[1] تسوید کسی کو سیدی یا سیدنا کہنا ۱۲۔

[2] ترضی کسی نسبت رضی اللہ عنہ کہنا ۱۲۔

یہ حدیث صحیح ہے اور ابو نصر سنجری نے ابانہ مین حدیث ابن عمرو ابن عباس سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ۔

من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی هدم الاسلام	جو کسی صاحب بدعت کی توقیر کرے تو اُس نے ارکان ایمان کے ڈہانے پر مدد کی۔

اسکو ابن عدی نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے۔ اور ابو نعیم نے حلیہ مین اور ہروی نے حدیث ابن عمر سے جسمین کج بحثی اور مجادلہ کی مذمت وارد ہے۔ جناب رسول خدا سے روایت کی ہے۔

من نظر الی صاحب بدعة بغضا له فی الله ملاء الله قلبه امنا وایمانا ومن انتهر صاحب بدعة امنه الله یوم الفزع الاکبر ومن الان له او اکرمه او لقیه ببشر فقد استخف بما انزل علی محمد	جو کسی صاحب بدعت کیطرف محض بوجہ اللہ نظر عداوت سے دیکھے خدا اسکو قلب کو امن و امان سے بہر دے گا اور جو شخص کسی صاحب بدعت کو جہڑک دیگا تو خدا اسکو روز فزع اکبر (قیامت) امن دیگا اور جو اس سے نرمی کرے یا اسکا اکرام اور عزت و تعظیم کرے یا اس سے بکشادہ پیشانی ملاقات کرے پس لیے اس شریعت کا استخفاف کیا جو محمدؐ پر نازل ہوئی ہے

اور ابن ابی الدنیا نے کتاب الصمت مین اور ابو نعیم نے حلیہ مین روایت کی ہے اور اسکو زمخشری نے تفسیر سورۂ ہود مین حسن بصری کے قول سے وارد کیا ہے کہ

من دعا لظالم بالبقاء فقد احب ان یعصی الله فی ارضه	جسنے ظالم کے واسطے طول عمر کی دعا کی پس اُسنے چاہا کہ خدا کی زمین مین اُسکی نافرمانی کیجائے۔

امام غزالی نے اس مقام پر لکہا ہے کہ اگر دعا سے تجاوز کر کے اسکی صفت و ثنا کرنے لگے اور وہ اوصاف بیان کرے جو اُسمین نہین ہین تو وہ کاذب اور منافق اور ظالم کا اکرام کرنیوالا ہوگا۔ اُنہون نے اسکو حضرت رسول خدا سے نقل کر کے احیاء العلوم مین بیان کیا ہے۔ اور حاکم نے مستدرک مین اور بیہقی نے اور احمد نے اپنی مسند مین اور ابو داؤد

اور نسائی نے بروایت بریدہ جناب رسول خدا سے روایت کی ہے کہ

لا تقولوا للمنافق سید نا فانہ — منافق کو سید نا (ہمارے سردار) مت کہو کیونکہ اگر وہ

ان یکن سیدکم فقد اسخطتم ربکم — تمہارا سردار ہوا تو تمنے اپنے رب کو ناراض کر دیا

اور حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں بروایت بریدہ حضرت رسولخدا سے روایت کی ہے۔

اذا قال الرجل للمنافق — جسوقت کسی شخص نے کسی منافق کو یا سیدی کہا

یا سیدی فقد اغضب ربہ — پس اُسنے اپنے رب کو غضبناک کیا

اور انہیں حضرت سے وارد ہے کہ جسنے کسی بادشاہ جابر (ظالم) کی مدح سرائی کی یا اسپر مہربان ہوا یا اسکے ساتھ بغرض طمع بتواضع پیش آیا تو وہ اسکا جہنم میں ساتھی ہوگا خدا فرماتا ہے۔

ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار } اور جو لوگ ظالم ہیں انکی طرف مائل نہو ورنہ آگ تمکو چھوئیگی

جب بیانات مذکورہ ذہن نشین ہوگئے تو اسسے معلوم ہوجاتا ہے کہ معاویہ کو سردار کہنا اور اُس سے رضا اور خوشنودی کا اظہار کرنا موافق حدیث انس و حدیث بریدہ موجب غضب پروردگار اور موافق حدیث ابن عمر جناب خاتم النبیین پر نازل شدہ (شریعت) کا استخفاف اور موافق حدیث ابن عباس اسلام کے مٹانے میں اعانت اور حسب حدیث بریدہ باعث (دشمنی) خدا اور موافق روایت حسن خدا کی نافرمانی و عصیان کی رغبت اور موافق زیادتی امام غزالی کذب و نفاق اور ظلم کا اکرام ہے اور ارباب ظلم و نفاق و فسق کی توقیر کے متعلق بھی حدیثیں بکثرت موجود ہیں اور یہی حال آثار و اخبار کا ہے ہم انکے ذکر سے طول دینا فضول جانتے ہیں جو ہمنے بیان کیا اسمیں غیر حق کے واسطے زجر و توبیخ ہے پس اگر کوئی کہے کہ احادیث سابقہ میں جو وعید (دھمکی) وارد ہے وہ صرف فاسق کی مدح اور صاحب بدعت کی توقیر اور اسکے اکرام اور ظالم کے دعا اور منافق کو سردار بنانے کے متعلق ہیں یہ کہاں ثابت ہے کہ یہ سب اوصاف معاویہ میں موجود تھے تاکہ اسکی توقیر و تسوید ممنوع

قرار پائے تو ہم یہ کہینگے کہ اسکا فسق تو ظاہر و عیان ہے اسلیئے کہ فاسق وہ ہے کہ جو کسی
گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو یا صغیرہ پر اصرار رکہتا ہو اور معاویہ تو اکبر کبائر کا مرتکب ہوا ہی
(وہ بہی پوشیدہ نہین) بلکہ باعلان و اظہار تمام اور پہر ایک مرتبہ نہین بلکہ (اپنی آخری
دم تک) اسپر اصرار کرتا رہا چنانچہ آپکے سامنے انمین سے بہت سے امور جنکا کوئی انکار
نہین کر سکتا منقول ہو چکے - رہی اسکی بدعت تو وہ بہی مشہور و آشکار ہے - کیونکہ بدعتی
وہ ہے جو اسلام مین کوئی نئی بات پیدا کرے جیسا کہ حضرت رسولخدا سے وارد ہے
کل محدث بدعة (ہر امر جدید بدعت ہے) اور معاویہ تمام ایجاد کرنیوالونکا سردار
اور بدعت کرنیوالونکا بزرگ ہے بڑا تعجب تو یہ ہے کہ گروہ مردمان مین سے بلکہ علماء
مقلدین مین سے ایک جم غفیر کی یہ رائے ہے کہ جو شخص وضو مین دہونے کے بدلے
پاؤن پر مسح کی ایجاد کرے یا اسیطرح جو شخص قائل ہو کہ نیکی خدا کی طرف اور بدی نفس کی
طرف سے ہے اور جو اذان مین حی علی خیر العمل کو داخل کرے اور جو حضرت علیؑ کو حضرت
ابوبکر سے افضل کہے اور جو تکلیف محال کا منکر ہو اور جو باوجود خدا کے جسم و مشابہت سے
منزہ ہونیکی قرآنی الفاظ وارده کے مطابق یہ کہے کہ حق جل وعلے کے ہاتہ منہ آنکہین ہین اور جو
یہ کہے کہ آگ اپنی اس قوت سے جلاتی ہے جو خدا نے اسمین پیدا کی ہے اور تلوار اس
قوت سے کاٹتی ہے جو خدا نے اسمین پیدا کی ہے اور جو شخص جواہر فردہ (اجزاء لایتجزے)
کے نفی کا قائل ہو اور جو شخص ہماری اس کتاب کی مانند کتاب تصنیف کرے یہ لوگ سب کے
سب ہماری اکثر علماء اہل سنت کے نزدیک صاحب بدعت و گمراہ ہین لیکن وہ شخص جو مسلمانون
کو دگہیر کر اور مجبور کر کے قتل کرے اور حضرت علیؑ کو علے الاعلان ڈنکے کی چوٹ برا کہے اور زمین
خدا مین ازحد فساد تباہی پہیلائے اور خدا اور اُسکے رسولؐ سے از روئے عناد محاربہ کرے
اور مسلمانون کے بیت المال سے اپنے لیے چاندی سونا چہانٹ لے اور احکام حضرت
سید المرسلین کا مذاق اڑائے پس ایسا شخص آپ کے نزدیک عادل و ثقہ معتمد صحابی

سنت خلیفہ برحق امام صادق ہے ان حضرات کا مبلغ علم یہ ہے اب اسکی صفت نفاق
کو لیجیے پس اگر بیان سابق سے اسکا علم نہین ہوا ہے تو آیندہ بیان سے معلوم ہو جائیگا
مگر پہلے یہ سمجھ لینا چاہیے کہ نفاق سے لغت مین ظاہر کا باطن کے مخالف ہونا مراد ہے
پس یہ مخالفت اگر ایمان و اعتقاد مین ہو تو یہ نفاق کفر ہے ورنہ نفاق عمل اسکے مراتب
متفاوت (مختلف) ہین اور ایمان کی طرح اسکی بہی بہت سی شاخین ہین - مگر ہمارے
پاس وحی الہی کے سوا لوگون کے دونون قسم کے نفاق کی شناخت کا کوئی طریقہ نہین ہے
اسلیے کہ امر باطنی پر بجز خدا کے کوئی اطلاع نہین رکہتا - البتہ جناب رسول خدا نے ہمین اسکی
بعض علامتون اور نشانیون کا پتہ دیدیا ہے جو اس صفت کے لوگون مین پائی جایا کرتی ہین
پس جب ہمین لوگون مین سے کسی شخص مین ان علامات سے ایک کا بہی وجود ثابت ہو جائیگا
تو ہم اسکے نفاق کو معلوم کرلین گے پہر بہی ہم نہین جانسکتے کہ اسکا نفاق دونون قسمون مین سے
کس قسم کا نفاق ہے - منافق کی تعظیم و تسوید سے جو ممانعت کی جو ممانعت وارد ہوئی ہے
اسمین الف لام جنس کا موجود ہے جو اسکی کل انواع کو مشتمل ہے - اسلیے کہ کوئی ایسی شناخت
جس سے دونون قسمون مین سے کسی ایک قسم کے نفاق کی تخصیص ہوتی ہو وارد نہین ہوئی
صحیح بخاری مین جو علامات نفاق حضرت نبوی سے وارد ہین وہ گفتگو مین جہوٹ اور امانت
مین خیانت کرنا اور وعدہ کی مخالفت اور عہد شکنی اور خصومت مین فجور (حق سے پہر جانا
اور اسکے دفعیہ مین حیلہ بازی کرنا جیسا کہ اس حدیث کے شارحین نے کہا ہے) اور حضرت علیؑ
مرتضےٰ سے بغض و عداوت اور انصار سے بغض وغیرہ ہین یہ کل صفات معاویہ مین
موجود ہین آپکے جہوٹ سے تو دفتر بہرے پڑے ہین خصوصاً بیعت یزید کی خواہش
و ارادہ کے وقت جو واقع ہوئے جنکا ذکر ہو چکا لہذا اسکی تکرار سے ہم کلام کو طول دینا
نہین چاہتے رہی انکی امانت مین خیانت پس وہ اس طرح مشہور ہے جس کے سامنے
پہاڑ کی چوٹی کی روشنی بہی ماند ہے پس کیا اس کے حمایتی اسکی اس خیانت کا بہی انکار

کر سکتی ہین جو اس سے مسلمانون کی خونریزی کے متعلق ظاہر ہوئی حالانکہ اس نے بشمشیر بیشمار
مسلمانون کو ناحق قتل کر دیا - یا اسکی اس خیانت کا انکار کرین گے ، جو اس سے مسلمانونکے
مال کے متعلق ظاہر ہوئی حالانکہ اس نے انکے اموال پر بلا استحقاق قبضہ کیا انکا چاندی سونا
اپنا خاص مال اور اپنی آبائی جاگیر بنالیا اور جس طرح چاہا ، اپنے اغراض فاسدہ اور بنی محلات
اور قلعون کی آرائش اور قلعجات اور نفسانی خواہشون مین صرف کیا یا اسکی اس خیانت کا
انکار کر سکتے ہین جو اس سے مسلمانون کی عزت و آبرو کے بارہ مین صادر ہوئی حالانکہ انکے
اکابر مسلمین کو بالائے منابر و برسر مجالس برا کہا - رہی وعدہ خلافی اور عہد شکنی سو وہ بھی
پوشیدہ نہین ہے اگر اور کچھ نہوتا اور صرف حضرت امام حسنؑ کے ساتھ ہی عہد شکنی ہوتی
جبکہ اس نے ان جناب سے یہ معاہدہ کیا تھا کہ وہ کبھی حضرت امام حسنؑ اور انکے بھائی
حضرت امام حسینؑ اور حضرت امیر المومنینؑ کے کسی شیعہ پر ظاہراً و باطناً کوئی مصیبت نازل
نہ کریگا اور اپنے بعد امر حکومت کو مسلمانون کے مشورہ پر چھوڑ دیگا تو بھی کافی تھی اس لیے کہ
اس نے تمام قول و قسم کے بعد حضرت امام حسنؑ کے ساتھ غدر و بیوفائی کی پہلے انکا وظیفہ
بند کیا پھر زہر دیدیا اور اپنے بعد کے لیے یزید کو اپنا ولیعہد بنالیا اور ان شیعون مین سے حجر
اور انکے اصحاب کو قتل کیا - اب رہا اسکا وہ فسق و فجور جو مسلمانونکے مقابلہ مین سرزد ہوا
اور انکار حق مین جو حیلہ سازیان اس سے ظہور مین آئین تو وہ مشہور و معروف ہین جنکے
بیان کی حاجت نہین اسلیے کہ اسکے کل خصومتین اسی قسم کی ہین حضرت علی مرتضےٰؑ سے
بغض و عداوت کی بابت تو ہمین کچھ لکھنے کی ضرورت ہی نہین اسلیے کہ اسکا کوئی انکار
نہین کرتا اور کتب سیر و تواریخ اس سے مملو ہین رہا بغض انصار تو ہم اولاً ذکر بوائق مین
وہ باتین بیان کر چکے ہین جو اسپر دال ہین - لہذا اسکی طرف رجوع کرنا چاہیے -
پس جبکہ معاویہ سے ایسے ایسے کبائر صادر ہون اور تواتر اور نقل صحیح کے ذریعہ سے ثابت
ہو چکے ہون یا ایسے شخص کی مذمت مین آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ بکثرت وارد ہوئی

اِن سب کے سننے کے بعد بھی کسی طالبِ حق کو ان سے چشم پوشی اور تغافل اور کان بہرے
کرلینا جائز ہے پھر ایسی ایسی روشن دلیلونکو چھوڑکر انکی مدح سرائی کرنا اور اس سے اپنی خوشنودی
ورضا کا اظہار کرنا اور اُسکو اپنا سید و سردار کہنا طالبِ حق کے لیے کیونکر پسندیدہ ہوسکتا ہے
محض اسپر اعتماد کرکے جو انگلوں کی زبانوں سے نکلا ہے کہ معاویہ مجتہد ہے متاول (تاویل کنندہ)
ہے معذور ہے افسوس صد افسوس ان کلمات (غلط) سے کسقدر حق کی نشانیاں ڈھکگئیں اور
کسقدر حقیقتوں کا انکار کیا گیا اور کسقدر باطل کے جھنڈے بلند اور مغالطہ کے بُرج
مضبوط کیے گئے یہ وہ کلمات ہیں کہ علی الاکثر جس شخص نے انکو ابتداءً کہا تھا وہ کسی
قصد خاص سے تھا پھر بعد کو یہ قوم کے نزدیک حجت بنگئی کہ ہر دلیل کاٹنے مقابلہ اور
نصِ صریح کی ماننے تردید اور خدا اور رسولؐ نے جو وارد کیا اسکی تفسیخ کیجاتی ہے گویا کہ انکی یا اس
اس مضمون کی خدا کی طرف سے کوئی کتاب اتر آئی یا رسول پر وحی نازل ہوگئی جس نے
ان صاحبان کو اس ذریعہ سے معاویہ کے احوال قلبی اور حسن ارادت و درستی نیت کی
خبر دیدی اور باوجود ان سب باتونکے جو شخص کہ انکے جھوٹے دعوون مین مناقشہ کرتا ہے
اور انکے اختراعی اور من گھڑت امور پر دلیل کا مطالبہ کرتا ہے یا معاویہ کے مجتہد اور اپنی
حرکات ناشائستہ کے عوض مین ماجور ہونے پر کسی برہان کا طالب ہوتا ہے تو اُسکو شدت
غیظ و غضب سے ہر قسم کی دھمکیاں دیتے ہین اور طرح طرح کے مفسدون اور ناعاقبت اندیشی
کی سزاون سے ڈراتے ہین۔ واضح ہو کہ صدر اول (قریب زمانہ نبوت) کے لوگونمین سے
صالحین کا یہ حال تھا کہ وہ معاویہ کو سرزنش اور وعظ و پند کیا کرتے اور رو در رو اس کی
بدکاریون پر اسے ملامت کرتے بعض تو ایسے تھے جنھون نے محض راہ خدا مین اس سے ملنا
ترک کردیا اور بعض نے اسپر لعنت اور بددعا کی پھر صحابہ کا زمانہ تو گذر گیا اور بنی امیہ کی
حکومت نے عظمت حاصل کرلی اور انکی ظلم و تعدی کی رفتار بڑھ گئی اور جور و ستم دنیا پر چھا گیا تو
اکثر نے بخوف فتنہ انکے ذکر سے سکوت کرلیا بعد ازان اس کے بعد جو لوگ پیدا ہوئے انہون نے

دیکھا کہ بہت سے لوگ معاویہ کے فسق و فجور اور اسپر لعنت کرنیکو تجویز کرنے سے ساکت رہتے ہین اور انکو انکے سکوت اور خاموشی کے اسباب پر اطلاع نہین ہوئی اس سبب سے ان لوگون نے انکے سکوت کو معاویہ کی نیکوکار اور عادل ہونے کا ذریعہ قرار دے لیا پھر جسقدر زمانہ گذرتا گیا اسپر اور زیاتی ہوتی گئی تاانیکہ وہ امام برحق اور خلیفہ صدق قرار پایا جب اسکا ذکر کرتے سیدنا اور رضی اللہ عنہ کہتے جیساکہ صالحین کے ذکر کے وقت اظہار ترضّی کا معمول ہے اس مقدمہ مین ان لوگون کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص صاحب سلطنت و جبروت ہو۔ اور کوئی نیکوکار اسکو شراب کی بھٹی سے نکلتا ہوا دیکھے اس حال سے کہ وہ جھومتا ہوا آرہا ہے اور بوئے شراب کی لپٹین اسکے دہن و لباس سے نکل رہی ہین اور اس مرد صالح کے ساتھ کچھ اسکے شاگرد ہون جنکی نسبت اگر اس بادشاہ جبار کے معاملہ مین گفتگو کیجائے اور اسکی سیرت کا عام طور پر اظہار کیا جائے تو اپنے تلامذہ کے متعلق اس بادشاہ جبار اور اسکے اہلکاران جفاشعار سے فتنہ و فساد کا خوف رکھتا ہو پس اس خوف کی یہ مرد نیک و صالح خاموشی اختیار کرے اور اپنے شاگردون کو بھی ان رسوائیون کے ذکر سے خاموش رہنے کا حکم دے پھر کچھ دنون بعد یہ شاگرد یہ کہنے لگین کہ ہمین ہمارے اُستاد نے اسکے متعلق سکوت کرنیکا اسوجہ سے حکم دیا تھا کہ وہ اس سلطان کے حال سے خوب واقف تھا کہ وہ صاحب دین و فضیلت ہے اسلیے کہ شراب خانہ مین صرف منکرات کے دفع کرنے اور شراب کے برتنون کے توڑنے اور وہان کے لوگون کی نصیحت اور انکو زجر و توبیخ فرمانے کی غرض سے گیا تھا یہی وجہ تھی کہ اسکے کپڑے شراب مین بھر گئے تھے اور اسکے بدن سے شراب کی بو آرہی تھی لہذا بادشاہ اُن لوگون مین سے ہے جو نیکی کا حکم دیتے ہین اور بدی سے روکتے ہین اور عدل و انصاف کو قایم کرتے ہین یہ لوگ کسقدر حماقت شعار ہین کہ اس سرکش کی حمایت مین تاویلات بعیدہ و ضعیفہ فاسدہ پیش کرنے مین سرعت و سبقت کرتے ہین اور اُسکے اعمال قبیحہ اور متواتر برائیون اور کھلی ہوئی رسوائیون مین سے جسکا انکار

نا ممکن ہے انکار کر جاتے ہین دوسری طرف ان تاویلات سے اسکے حسنات ثابت کر کے
اسکے مداح بنتے ہین اور خدا تعالےٰ کیطرف اسکی ان بدکاریون کے بدلے اسکا مثاب ہونا جو
ہونا ثابت کرتے ہین ایسی صورت مین انکو گمان ہے کہ انہون نے اپنے اس فعل سے دین خدا
کی رخنہ بندی کردی اور امت کو ہدایت پر جمع کیا ہے اور عوام کو ایسے امر کے ذکر سے بچا لیا
جسمین غور و خوض جائز نہین جانکے گمان مین اس سرکش اور اسکے معاونین کے عیوب کا ذکر کرنا
انہون نے جو چاہا تصرف کیا اور معانی کے رُخ کو بگاڑ دیا کہ کہین ایسا نہ ہو کہ مومنین کی نظر مین
اس جبار کا رتبہ گر جائے گویا کہ ان کو حضرت رسولؐ خدا کا وہ قول جو طبرانی نے نقل کیا ہے
نہین پہنچا حضرت ارشاد فرماتے ہین کہ۔

حتی متی ترعون عن ذکر الفاسق — تم کبتک فاسق کا بیان کرنے سے ڈرتے رہوگے
اهتکوه یحذره الناس — اسکا پردہ فاش کرو تاکہ لوگ اس سے حذر کرین

اور سید محمود الوسی نے اجوبہ عراقیہ مین تصحیح الفاظ کے بعد اس طرح وارد کیا ہے کہ

اذکروا الفاسق بما فیه یحذره الناس — فاسق کے فسق کو جو اسمین ہے بیان کرو تاکہ لوگ اس سے حذر کرین

اور گویا کہ انہون نے اس قول پر نظر نہین کی جو ابن ابی الدنیا نے حسن سے بطور مرسل روایت کیا ہے

ثلاثة لا تحرم علیك اعراضهم المجاهر بالفسق والامام الجائر والمبتدع — تین شخص ہین جنکی آبرو ریزی تیرے اوپر حرام نہین کھلم کھلا فسق و فجور کا مرتکب ہونیوالا اور امام جائر (حاکم ظالم) اور بدعت کرنیوالا

اور نہ انہون نے اس طرف نظر کی جو حدیث انسؓ وغیرہ مین وارد ہے کہ آنحضرتؐ نے صحابہ کو خیر و شر کا
بیان کرتے وقت ان سے فرمایا۔

وجبت انتم شهداء الله فی ارضه — تمہاری شہادت ثابت ہوگئی تم لوگ زمین مین اسکے گواہ ہو

اور نہ اسکی طرف دیکھا جو وارد ہوا ہے کہ

لا غیبة لفاسق — فاسق کو بُرا کہنا داخل غیبت نہین

اور نہ اسکی طرف التفات کیا جو بتواتر و نقل صحیح حضرت سید الصادقین جناب امیر المومنینؑ کا

معاویہ اور اُسکے معاونین کے بارہ مین پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے۔

انهم لیسوا باصحاب دین ولا قرآن | یہ لوگ نہ اصحاب دین ہین نہ اصحاب قرآن بلکہ طفلی مین
وانهم شر اطفال وشر رجال | بدترین اطفال اور جوانی مین بدترین رجال ہین

قسم بخدا کہ اگر ان تاویلات اور کجراہیون سے معاویہ اور اُسکے معاونین کے حق مین اسکی حمایتون اور انکے غفلت کار پیروون کے نزدیک کوئی عذر قایم بہی ہوجائے تو خداوند عالم کے نزدیک جو پوشیدہ باتون کا عالم اور باطنی امور پر مطلع ہے کوئی عذر قائم نہین ہوسکتا آیا یہ امر ہوائی نفسانی اور تسویل شیطانی سے پیدا نہین ہے کہ خداوند عالم معاویہ اور اُسکے معاونین کو انکی بغاوت کے بدلے مین ثواب دیگا حالانکہ خداوند عالم نے بغاوت کی خود مذمت فرمائی ہی اور مکرر اس سے جھڑکا اور اسکے مرتکبین کو اپنے عذاب دردناک سے ڈرایا ہے بہلا وہ شخص اس باغی اور اُسکے اعوان کو کس طرح دوست رکھہ سکتا ہے جس نے خدا کے اس قول کو پڑہا ہے۔

انهم لن يغنوا عنك من الله شيئا وان | یقیناً وہ اللہ کے ہان تمہارے کچہ کام نہ آئینگے اور بیشک یہ ظالم
الظالمين بعضهم اولياء بعض والله ولي المتقين | ایک دوسرے کے مددگار ہین اور اللہ پرہیزگارون کا مددگار ہے

اگر یہ لوگ تہوڑا سا تامل کرتے اور اپنے دلونمین سوچتے اور تقلید و تعصب کو ایک طرف پہینکدیتے تب البتہ سمجتے کہ وہ بڑے گہرے گڑہے اور بیگناہ خطہ مین گر گئے ہ

فان تنج منها تنج من ذی عظیمة | والا فانی لا اخالك ناجیا

(اگر تو اس سے بچگیا تو بڑی بلا سے بچگیا ورنہ میرا تو یہ خیال ہے نہین کہ تو نجات پائے گا)

ہمین اپنی جان کی قسم ہے کہ جس کے دلمین ایمان راسخ اور خدا اور رسول اور حق کی محبت جاگزین ہے وہ کبہی ان اعذار باردہ و فاسدہ پر قناعت نہین کرسکتا نہ اس دسرمایہ کاسدہ سے تجارت کرسکتا ہے اور خدا کی قسم کہ کبہی مومن نے ان سفسطون مین سے کسی چیز کو نہین لکہا مگر اسکا ضمیر اسکو سرزنش اور اسکا ایمان اُسکو زجر و توبیخ کرتا ہے پس کیا انکے نزدیک وہ اہل غفلت مین شمار کیا جائیگا اور اپنے اگلون کی تاسی کرنے سے مقلدین مین شمار کیا جائیگا

اور اسکا یہ ناجائز فعل داخل عذر ہوگا۔ ہیہات ہیہات یہ وساوس نفسانیہ کی خواہش اور امیدون کی گمراہیون کی لغزش ہے جن لوگون نے اسکا پہلے ارتکاب کیا انکو واسطے تو عذر ہائے مقبولہ وظاہرہ موجود تھے کیونکہ وہ خون بہتے ہوئے اور قبرین کہدتے ہوئے دیکھتے تھے اور ان سب لوگون سے جو کلمہ حق ایام بنی امیہ مین زبان پر لاتے اور ان حقیقتون مین کسی شے کا ذکر کر بیٹھتے جیلخانے بھرے ہوئے پاتے تھے اور یہی حال زمانہ بنی عباس کا تھا لیکن جب اب اس زمانہ مین تو خدا نے انکی ہوا کو اوکھاڑ دیا اور تباہ و برباد کر دیا اور اسلام کو انکی شر سے راحت دی پس اب کسی شخص کو کوئی عذر کرنیکا موقع نہین رہا۔ روایت ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے بعض اصحاب سے فرمایا کہ اے فلان ہمارے اوپر قریش کا کسقدر ظلم و غلبہ ہوا اور کسقدر ہمارے محبون اور شیعون نے ان لوگون کی مصیبت او تھائی حالانکہ رسول خدا نے وفات پائی تو ہم کو خبر دیدی تھی کہ اس امر حکومت کے سب سے زیادہ مستحق اور اہم ہین لیکن قریش نے ہمپر ظلم کیا اور اس امر کو اسکے معدن سے نکال دیا ہمارے حق اور حجت سے انصار کے مقابلہ مین احتجاج کیا پھر قریش نے یکے بعد دیگرے دست بدست اس کو گردش دینا شروع کی حتےٰ کہ یہ امر پھر ہماری طرف لوٹا پس تب ہماری بیعت توڑ ڈالی گئی اور صاحب الامر (حضرت علی مرتضےٰ) ہمیشہ اوتار چڑہاؤ اور سخت دشواری مین مبتلا رہی تا آنکہ شہادت پائی پھر انکے بیٹے حضرت امام حسنؑ سے بیعت ہوئی اور معاہدہ کیا گیا۔ بعد ازان انکے ساتھ بھی غدر کیا گیا اور انکو چھوڑ دیا اور اہل عراق انپر چڑھ آئے حتےٰ کہ ان کے پہلو مین خنجر کا وار کیا انکا مجمع غارت کیا گیا انکی امہات اولاد (وہ کنیزین جو آقا سے اولاد رکہتی ہون) کے خلخال اوتار لیے گئے تب انہون نے مجبوراً معاویہ سے صلح کر لی اور اپنے اور اپنی اہلبیت کی خون کی روک تھام کر لی کیونکہ انکی تعداد بہت ہی قلیل تھی اور حق ہمیشہ کم ہوا کرتا ہے پھر حضرت امام حسینؑ سے بیس ہزار اہل عراق نے بیعت کی بعد کو ان سے بھی غدر کیا اور ان پر خروج کیا در آنحالیکہ انکی بیعت انکی گردنون مین تھی پھر تو برابر ہم اہلبیت ذلیل و حقیر سمجھے جاتے رہے

اور ہمارے حق مین کمی کیجاتی رہی اور ہم حق سے علیحدہ اور ضعیف اور محروم و مقتول کیی جاتی رہی
کہ نہ ہمین اپنی جانون کا اطمینان ہے نہ اپنی دوستون کی اور کاذبین اور منکرین نے اپنے جھوٹ
اور انکار کی بدولت یہ موقع پایا کہ اپنے اولیاء نابکار اور قاضیان بدکردار اور عمال ناہنجار کا ہر شہر و دیار
مین تقرب حاصل کرین پس انسے انھون نے جھوٹی اور وضعی حدیثین بیان کین اور وہ باتین ہماری
طرف سے روایت کین جو نہ ہمنے کہین تھین نہ کہین تھین تاکہ لوگ ہمارے دشمن ہو جائین
اس مصیبت کی عظمت و شدت کا زمانہ حضرت امام حسنؑ کی وفات کے بعد معاویہ کی حکومت کا
زمانہ تھا چنانچہ ہر شہر و قریہ مین ہماری شیعہ قتل کیے گئے اور صرف تہمت پر انکے ہاتھ پاؤن
کاٹے گئے جو ہماری محبت اور ہمسے رغبت و میلان کا ذکر کرتا تو وہ یا تو قید ہو جاتا یا اسکا
مال لٹجاتا اور گھر ڈہا دیا جاتا یہ بلا اسی طرح عبید اللہ حضرت امام حسینؑ کے قاتل تک بڑھتی اور
شدت پکڑتی رہی پھر حجاج (کا زمانہ) آیا اُس نے تو طرح طرح سے لوگون کو مقتول اور ہر تہمت
و بدگمانی پر ماخوذ کیا نوبت باینجا رسید کہ آدمی کو کافر یا زندیق کا لقب شیعہ علیؑ کہنے سے زیادہ
پسند تھا حتی کہ وہ شخص جو نیکو کار و باخیر کہا جاتا اور شاید کہ وہ پرہیزگار اور سچا ہو بڑی بڑے
اور عجیب عجیب حدیثین[1] بعض گذشتہ حکام کی فضیلت مین بیان کرنے لگا حالانکہ اُن فضائل مین
خدا نے ان مین کوئی چیز بھی پیدا نہین فرمائی تھی نہ وہ تھین نہ ہوئین اور وہ سمجھتا تھا کہ یہ حق ہین
اسلیے کہ انکو بکثرت سے ایسے اشخاص نے روایت کیا تھا جنکا جھوٹ اور کذب غیر معروف
اور قلت ورع اور بے احتیاطی غیر معلوم تھی انتہے۔

---

[1] صاحب نصائح کافیہ لکھتے ہین کہ بیشک فرزند رسولؐ نے جو کچھ کہا سچ کہا اسلیے کہ ایک جماعت نے حدیث
انا مدینۃ العلم و علی بابھا فمن اراد العلم فلیات الباب کے جو حضرت امیر المومنینؑ کی شان مین ارد ہوئی ضعیف
ہونے کا دعوے کیا ہے اور بعض نے تو یہ افراط کی کہ اسکو وضعی ٹھہرا دیا اور بعضون نے حضرت کے قول و علی بابھا کی تفسیر مین
مرتفع بابھا (اسکا دروازہ بلند ہے) بیان کیا ہے حالانکہ حدیث مذکور بطریق کثیرہ وارد ہوئی ہے ترمذی اور حاکم نے
مستدرک مین اسکی روایت اور تصحیح کی ہے اور طبرانی و ابن مردویہ و ابو نعیم و خطیب و عقیلی و ابن عدی و ابن حبان وغیرہ نے
نقل کیا ہے پھر اسکے مقابلہ مین ایک دوسری حدیث بھی لے گئے جسکا متن و سند دونون خراب ہین جیسا کہ ابن جماعہ
کا قول ہے وہ حدیث یہ ہے جسکو ابن عساکر وغیرہ نے اپنی تاریخ مین روایت کیا ہے کہا کہ ہمین ابو الفرج غیث بن علی
خطیب نے خبر دی کہ ہمسے ابو الفرج اسفرائنی نے بیان کیا کہ ابو سعید اسمٰعیل بن المثنیٰ استرآبادی دمشق مین وعظ کہہ
رہے تھے کہ انکی روبرو ایک شخص کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا ایہا الشیخ آپ قول نبیؐ انا مدینۃ العلم و علی بابھا کی نسبت

قال الامام احمد بن حنبل — لسائل عن فضل مولانا علی

ماذا اقول بعد كتمان العدى — للمنصف من فضل الولی حسدا

ونصفه خوفا من القتل وخفا — حقیقة یعرفها من اجتدا

واظهر الله من الكتمين[سلے] — ما ملاء البرین والبحرین

وهكذا املاك بنی العباس — قد ضربوا الاخماس فی الاسداس

وما قضى المنصور خو الدوانق — فی حجج الله علی الخلائق

محمد ونفسه الزكیة — والمحض عبد الله والذریة

وحبسه الدیباج حتی صارا — كالجیفة الملقاة لا توارى

وفعل هارون بیحیی صدعا — صم الجبال والقلوب اوجعا

وحمل موسى الكاظم السجاد — من طیبة الفیحا الى بغداد

مسلسلا عن اهله مطردا — ومات فی سجن الغوی مقیدا

(والان) زال العذر والحق ظهر — فاستلم الركن وقبل الحجر

وطلع النجم على الجهات — وامن الخلق من العاهات

وجاء نصر الله والفتح فما — بعد الهدى الا الضلال والعمى

سلے ترجمہ اشعار۔ پھر بھی خدا نے ان دو کتمانوں سے اسقدر فضائل حضرت علی کے ظاہر کیے ہیں کہ دشت و جبال بحر و بر کو بھر دیا اسیطرح شاہان بنی عباس نے اپنی سلطنت میں مکر و فریب کو بڑھا دیا منصور دوانقی نے جو الٰہی حضرت پر خدا کی طرف سے ... یعنی محمد اور نفس زکیہ اور عبد اللہ محض اور دیگر ذریت رسول انکے ساتھ کیا کیا زیادتیاں کیں محمد دیباج کو اس قدر قید کر دیا کہ انکی حالت مثل اس مردار کے ہو گئی تھی جو پوشیدہ نہ کیا جائے دفن و کفن سے محروم رکھا جائے اور ہارون رشید نے حضرت یحیی کے ساتھ جو ناشائستہ حرکت کی اس سے پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور دلوں کو دردمند کر دیا جناب موسی کاظم کو جو شب سجدہ گزار تھے مدینہ طیبہ سے گرفتار کر کے بغداد میں لے گیا اور اہل و عیال سے جدا کیا یہانتک کہ مقید رکھا کر قید ہی میں وفات پائی۔ چونکہ اب وہ عذر جاتا رہا اور حق ظاہر ہو گیا لہذا رکن و حجر کعبہ حق کو بوسہ دے۔ اب ستارہ امن ہر طرف چمک رہا ہے خلائق آفات سے محفوظ ہیں نصرت و فتح نے اپنا رخ دکھایا پس بعد ہدایت کے سوا ضلالت و کوری کے کیا ہے۔ صاحب نصائح کافیہ لکھتے ہیں کہ مجھ سے میرے باپ نے خدا ان پر رحم فرمائے بیان کیا کہ انکے باپ سید عبد اللہ بن محمد بن یحیی العلوی کی ایک مجلس میں بعض لوگوں نے اس قول کا ذکر کیا کہ فضیلت حضرت علی علیہ السلام میں جسقدر حدیثیں ہیں بکثرت وارد ہونیکا سبب یہ ہے کہ انکے دشمن ان پر لعنت و سب کرنے لگے تھے لہذا اصحاب میں سے ہر شخص نے جو حدیث بھی انکی فضیلت میں سنی تھی وہ اس بدعت کے رد کرنے اور اس کو دبانے کی خاطر بیان کر دی۔ پس جد بزرگوار سید عبد اللہ صاحب نے فرمایا کہ یہ بات نہیں ہے اسلیے کہ صحابہ نے تو نبی سے جو کچھ بھی یاد کیا تھا

زمان اب بھی اُن علما رہین (جو کتب متاخرین کے مضامین پر جمود کرنیوالے ہین) معاویہ کے انصار و اذناب موجود باقی ہین یہ وہ غوغائی ہین جو صواب کو خطا اور حق کو باطل سے تمیز نہین کرتے نہ انکو کوئی شوکت حاصل ہے نہ صولت مگر وہ اپنی زبانون سے ہر اس شخص کو جو معاویہ کے قبائح پر سے غبار صاف کردے ستاتے ہین اور بدعتی رافضی کا لقب دیدیتے ہین اور از برہ جہل و حماقت مست و سرشار کیطرح جنگجوئی کرنے لگتے ہین اس مقدمہ مین امر حق کے اشکار کرنیوالے کو اذیت دینا انکی غایت استطاعت مین داخل ہے ہم اُن لوگون کے لیے جو اس باغی کے قبائح کو چھپاتے اور احترامًا اسکی تعظیم و تسوید و ترضی و توقیر سے تملق کرتے ہین کوئی عذر کافی نہین پاتے اسلیے کہ یہ کل امور باعث غضب و موجب نارضامندی خدا و سبب انہدام اسلام ہین جیسا کہ احادیث مصداق آیہ لاینطق عن الھویٰ الخ مین ابھی گذرا بخدا یہ احادیث اس قابل ہین کہ انکے مضامین پر اذعان اور انکے مخالف کو ترک کیا جائے اور جو شخص کہ اظہار حق کے درپے ہو اور راستی کو اپنا شعار قرار دے اسکو اس گروہ متعصبین کے سب و شتم سے کیا ضرر ہو سکتا ہے اور انکی شور اور زبان درازی سے اسکی آبرو پر کیا دھبہ لگ سکتا ہے جبکہ خدا و رسول اور بندگان صالحین کے نزدیک وہ ممدوح ہو ؎

اذا رضیت عنی کرام عشیرتی فلازال غضبانا علی لئامھا

(جبکہ مجھسے میری کنبہ کی بزرگ لوگ راضی ہون تو اسکے کمینے غضبناک ہوں تو ہوا کرین)

معاویہ سے عداوت واجب ہونیکے دلائل

لیکن وہ دلائل جنسے معاویہ سے بغض فی اللہ رکھنے کا وجوب ثابت ہوتا ہو وہ بھی بکثرت ہین

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ وہ پہنچا دیا اور تابعین نے کل وہ جو اصحاب نبی سے سیکھا تھا پہنچا دیا وھکذا پس اگر صحابہ سے حضرت علی کے علاوہ لوگون کی فضیلت کی کچھ حدیثین پائی جاتین جسطرح سے حضرت علی کی فضیلت مین وارد ہوئی ہین البتہ وہ بطریقیائے اکثر واشہر روایت کی جاتین کیونکہ انکی روایت کرنے سے خلفا مین سے عذاب و عقاب کا تو خوف ہی نہ تھا جیسا کہ حضرت علی کے متعلق روایات مین ہے۔ پھر انہون نے یہ آیت پڑھی۔ ام یحسدون الناس علی ما اتاھم اللہ من فضلہ کیا وہ لوگون پر اسکا حسد کرتے ہین جو خدا نے انکو اپنے فضل سے دیا ہے انتھی ۱۲ (پارہ ۵ سورۂ نسا۔)

خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُولٰئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ
پارہ ۲۸ سورہ مجادلہ

تم ان لوگوں کو جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں ایسے لوگوں سے دوستی کرتے نہ پاؤ گے جنہوں نے اللہ اور اسکے رسول کی مخالفت کی ہو گو وہ انکے باپ (دادا) ہوں یا ان کے بیٹے (پوتے) یا انکے بھائی (بند) یا انکا کنبہ (ہی کیوں نہ) ہو وہی تو ہیں جنکے دلوں میں اللہ تعالے نے ایمان کو لکھدیا ہے اور اپنی طرف سے روح (ایمان) سے انکی تائید فرمائی ہے اور انکو (ایسے) جنتوں میں داخل کریگا جنکے نیچے نہریں بہتی ہونگی۔ ہمیشہ ہمیشہ انہی میں رہنے والے ہونگے۔ اللہ انسے راضی ہوگیا اور وہ اس سے راضی ہوگئے۔ وہی خدا کا گروہ ہیں آگاہ ہو کہ خدا کا گروہ ہی تو (پوری پوری) فلاح پانے والے ہیں۔

محادہ کے معنی غضب میں لانے اور مخالفت کرنیکے ہیں جیسا کہ قاموس وغیرہ سے مستفاد ہوتا ہے
امام فخرالدین رازی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ مراد یہ ہے کہ ایمان دشمنان خدا کی دوستی کے ساتھ جمع نہیں
ہوسکتا اور یہ اسلئے کہ جو شخص کسیکو دوست رکھتا ہے تو پھر ناممکن ہے کہ اسکے دشمن کی محبت
اسکے دلمیں جاگزین ہو اسکی دو وجہیں ہیں ایک تو یہ کہ دو محبتیں ایک قلب میں جمع نہوں
پس جس دلمیں اعدا خدا کی دوستی پائی جائیگی تو ایمان اسمیں ہرگز نہ ہوگا لہذا ایسے دل والا
منافق ہوگا دوسری وجہ یہ کہ یہ دونوں محبتیں جمع ہوں لیکن یہ معصیت اور گناہ کبیرہ ہے
پس بنابر اسوجہ کے کہ ایسی محبت والا اسکی سبب سے کافر نہ ہوگا۔ بلکہ دربارۂ خدا عاصی ہوگا
انتہی۔ پھر اسی میں کہتے ہیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ہدایت کفار و فساق کی دوستی سے
زاجر و مانع ہے حضرت رسولخدا سے وارد ہے۔

اللھم لا تجعل لفاجر ولا فاسق عندی نعمۃ فانی وجدت فیما اوحیت لا تجد

قوما یؤمنون باللہ - الآیۃ انتہی خداوندا تو کسی فاجر و فاسق کی مجھے نعمت نہ دلوانا کیونکہ
مین نے تیرے کلام وحی انضمام مین یہ آیت پائی ہے لا تجد قوما یؤمنون باللہ الخ
انتہی - ہم کہتے ہین کہ جس طرح آیت اپنے منطوق (مضمون صریح) سے اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ
کفار و فساق کی دوستی جو مخالف خدا و رسول ہین حرام ہے اسیطرح اپنے مفہوم سے اس امر پر
دلالت کرتی ہے کہ مخالفان خدا و رسول کا بغض مامور بہ اور مطلوب و مقصود خدا ہے چنانچہ ابو داؤد
طیالسی نے براء بن عازب سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا نے ارشاد فرمایا کیا تم جانتے ہو
ایمان کی کونسی رسی زیادہ مضبوط و مستحکم ہے ہمنے عرض کیا کہ نماز فرمایا کہ نماز تو ایک نیکی ہے
مگر ایسی نہین ہمنے کہا کہ روزے تو اسکی نسبت بھی ایسا ہی فرمایا حتے کہ ہمنے جہاد کو کہا تو اسکی
نسبت بھی یہی فرمایا ہمنے عرض کی کہ یا رسول اللہ پر آپ ہی ہمین بتا دیجیے - فرمایا کہ

اوثق عری الایمان الحب فی اللہ والبغض فیہ } ایمان کی رسیون مین سب سے زیادہ مستحکم خدا کے بارہ مین دوستی کرنا اور اسی کے بارہ مین بغض کرنا ہے

اسکو احمد نے مسند مین حضرت سے روایت کیا ہے طبرانی نے کتاب کبیر مین حدیث ابن
عباس سے بیان کیا ہے کہ ایمان کی رسیون مین سب سے زیادہ مضبوط یہ ہے کہ خدا کے
بارہ مین دوستی کیجائے اور اسی کے بارہ مین بغض کیا جائے ابو طالب مکی کی کتاب
قوت القلوب اور نیز احیاء العلوم غزالی مین مروی ہے کہ حق سبحانہ و تعالے نے جناب
عیسے کی طرف وحی کی کہ

لو انک عبدتنی بعبادۃ اہل السموات والارض وحب فی الیس لبغض فی الیس ما اغنی عنک ذلک شیئا } اے عیسی اگر اہل آسمان و زمین کی عبادت کی برابر تو میری پرستش کرے مگر میرے بارہ مین عداوت و محبت نہ رکھتا ہو تو وہ عبادت تیری کچھ کام نہ آتی -

اور نیز قوت القلوب مین مذکور ہے کہ ہمین عمر بن خطاب اور انکے بیٹے عبد اللہ ابن عمر سے
روایت پہنچی ہے کہ اگر کوئی شخص ہمیشہ دن مین روزہ رکھے اور کبھی افطار نہ کرے اور رات مین

ہمیشہ بیدار رہے اور کبھی نہ سوئے اسکے ساتھ مجاہد فی سبیل اللہ بھی ہو مگر حب فی اللہ اور
بغض فی اللہ نہ رکھتا ہو تو یہ کل افعال اسکے کچھ بھی نفع نہ پہنچاوینگے۔ اور احمد نے مسند مین حضرت
ابوذر سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول خدا نے ارشاد فرمایا کہ

احب الاعمال الی اللہ الحبّ
فی اللہ والبغض فی اللہ

خدا کے نزدیک محبوب ترین اعمال حب
فی اللہ اور بغض فی اللہ ہے۔

اور مسند ہی مین عمر بن جموح سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا نے ارشاد فرمایا

لایحق العبد صریح الایمان حتی
یحب فی اللہ ویبغض فی اللہ

بندہ ایمان صریح کا اسوقت تک مستحق نہیں ہو سکتا
جب تک کہ حب فی اللہ اور بغض فی اللہ نہ رکھے

اور قوت القلوب اور احیاء العلوم مین مروی ہے کہ خدا تعالے نے حضرت موسیٰ کیطرف وحی کی

ھل عملت لی عملا قط فقال الٰھی انی
صلیت لک وصمت وتصدقت وزکیت
فقال ان الصلوٰۃ لک برھان والصوم جنۃ والصدقۃ
ظل والزکوٰۃ نور فای عمل عملت لی قال موسیٰ
الٰھی دلنی علی عمل ھو لک قال یا موسیٰ ھل والیت
لی ولیا قط وھل عادیت لی عدوا قط
فعلم موسیٰ ان افضل
الاعمال الحب فی
اللہ والبغض فی اللہ

آیا تو نے اے موسیٰ کبھی کوئی عمل میرے واسطے بھی کیا
عرض کی خداوندا مین تیرے واسطے نماز پڑہی روزے
رکھے صدقہ دیا زکوٰۃ نکالا جواب ملا کہ نماز تو تیرے
واسطے برہان ایمان ہے اور روزہ آتش دوزخ کی سپر
اور صدقہ آفتاب قیامت کیواسطے سایہ اور زکوٰۃ تاریکی
قبر کے لیے نور پس انمین سے میرے لیے کون عمل باقی رہا
عرض کی الٰہی پھر تو ہی وہ عمل بتا دے جو خاص تیرے لیے ہو ارشاد ہوا کہ
اے موسیٰ کبھی تو نے میرے واسطے میرے کسی ولی کو دوست کیا ہے یا میرے کسی
دشمن سے عداوت کی ہے پس تب سمجھ گئے کہ افضل اعمال حب فی اللہ اور بغض فی اللہ ہے

اور اسی کتاب مین حسن بصری سے منقول ہے کہ

مصارمۃ الفاسق قربان الی اللہ

فاسق سے قطع تعلق کرنا قرب خدا کا سبب ہے۔

اور شیخ رضی الدین طبرسی کی کتاب مکارم الاخلاق مین مذکور ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا۔

من تولی جائرا فی جورہ کان قرین ھامان فی جھنم } جو کسی حاکم ظالم کو اسکے ظلم مین دوست رکھے تو وہ جہنم مین ہامان کا ساتھی ہوگا۔

اسکے علاوہ اور بھی احادیث اس باب مین وارد ہوئی ہین۔ امام احمد حنبل سے پوچھا گیا کہ کیا انسان کو اس شخص سے عداوت رکھنے مین کچھ اجر ملیگا جو حدیث رسول صلعم کی مخالفت کرتا ہو جواب مین کہا اِی واللہ (ہان بخدا ضرور ملیگا) اس مضمون سے واضح ہوجاتا ہی کہ بغض معاویہ مشروع اور لازمۂ ایمان ہے اور اسپر آدمی کو ثواب ملیگا اور اسکی محبت اور دوستی وہ امر ہے جو باعث غضب رحمان اور خلاف ایمان ہے اور ایسے مومن کیلیے معاویہ کی دشمنی اور عداوت بہرحال ضرور ہے جو اس امر کی غیرت رکھتا ہے کہ احکام خدا کی پردہ دری کیجاے اور اسکے احکام سے تجاوز کیا جاے اور دین خدا بدلدیا جائے اور اسکی شریعت کی توہین کیجائے درصورتیکہ اسکو معاویہ کے جرائم معلوم ہوجائین جنکا وہ مرتکب ہوا ہے جو تمام امت کیلیے مضر ہے اور اسکی اس جسارت پر مطلع ہو جائے جو اس سے اوامر خدا کی نسبت سرزد ہوئی ہے۔ اور تباہی شریعت کا استخفاف اس سے ظاہر ہوتا ہے تاکہ ایمان صریح بسبب عداوت دشمن خدا اسکے دل سے ثابت و حاصل ہو جائے اسلیے کہ حضرت رسول خدا نے حضرت علی ابن ابیطالب کے حق مین فرمایا ہے کہ۔

اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ } خداوندا دوست رکھ اسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اسکو جو اسکو دشمن رکھے

اور اسی طرح فرمایا ہے کہ۔

عادی اللہ من عادی علیا } خدا دشمن علی کو دشمن رکھتا ہے۔

اور کرۂ زمین پر معاویہ سے زیادہ حضرت علی کا دشمن کوئی نہین گذرا جسکی آنحضرت نے اِن مقامات مین جو کتب سیر مین اپنی اپنی جگہ مسطور ہین تصریح فرمادی ہے۔ انصار معاویہ کہتے ہین ہماری محبت کا باعث اس سے اسکا اسلام اور حضرت رسول خدا کی صحبت ہے۔ ہم انسے پوچھتے ہین کہ تم اسکو اسلیے دشمن کیون نہین رکھتے کہ اسنے حق صحبت کو کسی طرح ادا کیا اجسکا

آیندہ معلوم ہوگا) اور جرائم کا ارتکاب کیا (جسکا حال ہم پہلے بیان کر چکے) اسلیے کہ خدا کیلیے محبت کرنا اور اُسکے لیے دشمنی کرنا لازم ملزوم ہین۔ پس جسکو حب فی اللہ کا دعوے ہو اور بغض فی اللہ سے خالی ہو اُسکو شیطان نے خدا کی تعلق دہوکا دیدیا ہے۔

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ

ان لوگون کی اور معاویہ کی اس معاملہ مین اُس شخص کی سی مثال ہے جو کسی عادل و صاحب عظمت بادشاہ کا دشمن تہا پس خدا نے اس بادشاہ کو اسکے دشمن پر فتح و فیروزی بخشی اور وہ اُسکا مجبور اَور بےبس ہوکر مطیع ہوگیا اور بعد ازان وہ لشکر شاہی کے ساتہ رہا اور اکثر اوقات بادشاہ نے بعض کلمات سے اسکی تالیف قلب اور دلجوئی بہی کی اور بسا اوقات اپنی اتباع و پیرون کو اُسکے شر سے ڈرایا بہی پہر تہوڑی سی مدت کے بعد بتقدیر الٰہی اس ملک معظم کو دوسری مملکت مین جو اس سے زیادہ وسیع تہی جانیکی مقتضی ہوی۔ پس اس بادشاہ نے اس مملکت کے امور کا انتظام کرنا چاہا اور اپنے خواص اور اہل بیت مین سے اپنے نائب مقرر فرمائے اور اُنکو قوانین بتا دیے اور سب امور کی حدین مقرر فرما دین اور اپنے حضور مین حاضر ہونیکے وقت اپنے تابعین کے لیے مکافات حسنہ اور انعامات عظیمہ کا وعدہ فرمایا اور ان قوانین سے خلاف ورزی کرنیوالے کے لیے سزا سخت اور عذاب دردناک سے ڈرایا پہر بادشاہ کی غیبت اور اُسکے نائبون کے اسکی خدمت مین چلے جانے کے بعد اس دشمن نے موقع اور فرصت پاکر چند اوباش و عوام کو اپنے حول و گرد مین جمع کر لیا اور اُنکو جہوٹی باتون سے دہوکا دیکر اور امیدین دلاکر فریفتہ کر لیا پہر انکو ساتہ لیکر بادشاہ کے بہائی کے مقابلہ مین جبکہ وہ اُسکی نیابت مین کام کر رہا تہا چڑہ آیا اور لوگونسے جہوٹ کہدیا کہ بادشاہ کے بہائی نے ایک

سلہ کیا تم کتاب خدا کے ایک جزء پر ایمان لاتے ہو اور دوسرے سے کفر اختیار کرتے ہو پس جو شخص ایسا کریگا اُسکا بدلہ بجز اسکے کہ وہ حیات دنیا مین رسوا ہو اور کوئی جزا نہین ہے اور قیامت کے دن وہ سخت ترین عذاب مین مبتلا کیا جائیگا ۱۲

معاملہ مین خطا کی ہے تاکہ اسکے پیرو اسکے دہوکے مین پہنس جائین پہر برابر کبہی توفریب دہی
کو کام مین لاتا اور کبہی جنگ کرتا رہا یہانتک کہ برادر بادشاہ کسی سبب سے بادشاہ کے
پاس چلا گیا اب اس دشمن باغی کا کام زور پکڑ گیا اور اُسنے ملک بادشاہ پر حملہ کرکے پسر بادشاہ
(جو اُسوقت حاکم تہا) تخت سلطنت سے ہٹا دیا پہر اُسکو قتل کر دیا اور بہت سے شاہی
قوانین کو منسوخ اور اُسکے خواص کو معزول کر دیا اور خاندان شاہی اور اُسکے ساتہی اور دوستونکو
ذلتین پہنچائین اور اُنپر اور تمام رعایا پر اپنے ہمراہی شہدون اور کمینون کو مسلط کر دیا انکا کل
مال ضبط کر لیا اور قتل و فساد اور ظلم و بغاوت کی کارروائی سے باز نہ آیا اسکے بعد ایک گروہ پیدا ہو گیا
جو اُس باغی کی مدح و ثنا مین کیطرح خدا نے سبقت اور اُسکی تعظیم و تکریم مین اور عیوب و جرائم
چہپانے اور لوگون کو اُنکے ذکر کرنے سے ممانعت کرنے مین ہجوم و شدت کرنے لگا بلکہ اُنکو
حتی الامکان ان واقعات کے وقوع سے انکار کر جانے پر اُبہارنے اور اُسکے لیے واہی
و مہمل اعذار تراشنے لگا اور بادشاہ سے یہ خواہش ہے کہ وہ اپنے احسان و فضل اس پر
پورے طور سے جاری کرے اور ان حرکات شنیعہ کے بدلے مین جبکا وہ بادشاہ کے گہرانے
اور اسکے خواص اور رعایا کے ساتہ مرتکب ہوا با حسن سلوک پیش آئے کیونکہ وہ بہی تو اسکے لشکر کا
ایک سپاہی ہے ان لوگون نے اس مقدمہ بے نتیجہ کے مقابلہ مین اسکے لیے ہر جرم عظیم کو
معاف کر دیا اور بادشاہ پر ہتک اولاد اور ذلت خواص و فساد رعیت اور علی الاعلان نافرمانی
و بغاوت اور بے وقعتی احکام اور اہانت شرف کا صدمہ پڑا اسکی طرف سے بالکل آنکہین
اور کان بند کر لیے مین باوجود اسکے پہر یہ بہی دعوے ہے کہ ہم اپنے اس عمل کی بدولت تمام
خلائق سے بڑہکر بادشاہ کے اخص خواص اور مطیع فرمان و مقرب بارگاہ و مستحق عنایت و نظر
شفقت ہین اسلیے کہ اُنہون نے اپنے گمان کے مطابق آداب شاہی کا التزام اور لحاظ و پاس
کیا ہے کہ وہ اسکے ایک لشکری کا پاس حرمت کرنے مین جو کبہی کبہی اسکی رکاب مین حاضر
رہا تہا یا اُسکی خفیف سی حاجت کو پورا کر دیتا تہا اسی پر وہ بادشاہ سے جواہر و انعامات کے

متمنی اور اُسکی عطاء بیکران کے اُمیدوار ہین پس کیا اُنکی نظر مین صفحۂ زمین پر کوئی ایسا ذی عقل مل سکتا ہے جو اس قوم کی حماقت یا اُنکے بادشاہ سے جنگ و عداوت کا یقین رکھتا ہو حالانکہ یہ دونون باتین ضلال و وبال ہین ولاحول ولاقوۃ الا باللہ حاصل کلام یہ ہے کہ اُمت کے بہت سے لوگون نے معاویہ کو اپنا حبیب صادق بنا لیا ہے بعینہ جسطرح سے بنی اسرائیل نے ایک گوسالہ کو اپنا معبود قرار دے لیا تھا عنقریب انشاء اللہ آنکی آنکھ سے پردہ اُٹھ جائیگا اور صواب و خطا مین تمیز ہو جائیگی اور اُنپر ندامت چھا جائیگی جبکہ وہ اُسکے ساتھ قیامت مین محشور ہونگے اسلیے کہ ہر انسان کا حشر اُسیکے ساتھ ہوگا جسکو وہ دوست رکھتا ہے مسلمان کے لیے خسارہ کو یہ بہت کافی ہے کہ وہ اپنے رب کے حضور مین اس گروہ مین حاضر ہو کہ معاویہ باغی جسکا امام و امیر اور عمرو طاغی اُسکا وزیر ہو اور اُس گروہ سے جدا ہو جائے جسکے پیشوا حضرت محمد مصطفےٰ اور وزیر حضرت علی مرتضےٰ ہون۔

مَثَلُ الْفَرِيقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ[1]

تذنیل۔ اس مقام پر صاحب نصائح کافیہ اپنی ایک حکایت لکھتے ہین چنانچہ وہ فرماتے ہین کہ بہت قریب زمانہ گزرا کہ ہمین ہمارے ایک ہمعصر فاضل کی ایک کتاب کی اطلاع ملی جو اُنہون نے فضائل صحابہ مین لکھی ہے اور اُسمین آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کی جو فضائل صحابہ مین وارد ہوئی ہین ایک مقدار مناسب تحریر کی ہے مگر اُنہون نے محض علماء متقدمین کی تبعیت اور تقلید مین ان آیات و احادیث مین سے جو خاص تھے اُسے عام اور جو مقید تھے اُسے مطلق کر دیے ہے کہ اُنہون نے معاویہ اور عمرو عاص اور اُنکی امثال کے واسطے بھی اس تعمیم و اطلاق سے ایک حصہ ان فضائل کا ثابت کیا ہے جنپر یہ آیات و احادیث مطلقاً دلالت نہین کرتین اور اُنکے بعض افعال شنیعہ اور حرکات

---

[1] ان دونون کی مثال ایسی ہے جیسے ایک اندھا اور ایک بہرا اور ایک دیکھنے والا اور ایک سننے والا کیا فی المثل یہ دونون برابر ہین کیا تم غور نہین کرتے ۱۲۔

نومیمہ سے وہی عذر کیاہے جو انکے مقلدین از قبیل دعوائے اجتہاد اور انکے ارتکاب کبائر و
قبائح پر ترتب ثواب کے قائل ہین اور اس ہیبت وخوف سے کہ جنکے یہ مقلد ہین انکی مخالفت
نہ ہوجائے اور تقلید مین فرق نہ آجائے استدلال مین تخصیص وتقید حق ادا نہین کیا حالانکہ
یہ ایسا قضیہ ہے جسکا وہم تو مؤید ہے مگر برہان اسکو منہدم اور کالعدم کیے دیتا ہے اسلیے کہ
یہ بات بدیہیات اولیہ مین سے ہے کہ حق تحقیق وتفتیش نہ ادا کرکے ہمارا کتاب خدا اور احادیث
رسولؐ سے بمخالفت پیش آنا اس معاملہ مین علماء کی مخالفت سے کہین اعظم واکبر ہے بلکہ
اس مواد مین علما سے ہماری مخالفت ایک فضیلت اور رسول اللہ کی متابعت شمار کیجائیگی
ہمارے اس فاضل معاصر نے حضرت علی علیہ السلام اور معاویہ کے واسطے اپنے اس شعر کو بطور
ضرب المثل پیش کیاہے ؎

کالشمس فے الافق الاعلےٰ ابو حسن　　　ومن معاویۃ فی الارض قندیل

حضرت ابو الحسنؑ مانند آفتاب افق اعلےٰ پر تابان و درخشان ہین۔　اور معاویہ سی بھی زمین پر ایک قندیل روشن ہے
ہماری رائے مین فاضل معاصر نے اس تمثیل مین خطا کی ہے اسلیے کہ یہ مثال مناسب موقع
ومطابق واقع نہین ہے حضرت علی مرتضےٰؑ کو شمس سے نسبت وتمثیل دینا تو بہرحال حق
اور صواب ہے اسلیے کہ وہ باب مدینہ علم مصطفےٰ ہین اور اُنسے جو لوگ ہدایت حاصل کرنے
والے ہین وہ اُن لوگون کی مثل ہین جو نور آفتاب سے ہدایت حاصل کرتے ہین۔ لیکن معاویہ کو
نور حضرت علیؑ کے مقابل مین قندیل سے مشابہت دینا خطا ہے کیونکہ معاویہ تو حضرت علیؑ سے
معارضہ کیا کرتا تھا اور انکو برا کہتا اور انکی تکذیب کرتا اور اس نور کے بجھانے کی کوشش کرتا تھا
جسکی انھون نے آفتاب سے مثال دی ہے اور قندیل کو شمس سے یہ نسبت نہین ہوتی اسلیے
کہ قندیل کو تو ادنے سی طمع اور یہ قوت حاصل نہین ہے کہ آفتاب کی چمک کو کچھ بھی کم کردے
بلکہ خود اسکا نور آفتاب کے نور سے ضعیف اور ماند ہوکر چھپ جاتاہے البتہ حضرتؑ کی بھی
یہ مثال بعضے اعراب اور عوام صحابہ کے ساتھ صحیح ہوسکتی ہے رہا معاویہ تو اسکی تمثیل

نور حضرت علیؑ کے مقابل دخان غلیظ و کثیف کے ساتھ البتہ صحیح ہے جو کسی مزبلہ سے اٹھہ رہا ہو
اور بکثرت اطراف و جوانب عالم مین چھا جائے پس بعض مبتلائے آشوب آنکھون پر پہنچا ہو اور انکو
ایسا اندھا کر دیا ہو کہ وہ اس نور سے ہدایت حاصل نکر سکتے ہون اور صحیح النظر آنکھون پر اُسکے ہونے کا
مجتمع ہونا کچھ اثر نکرے پھر یہ دخان متراکم پھٹ کر ہبار منثور (غبار پریشان) ہو جائے مگر چشم ہائے
مریض پر وہ اپنے آثار باقی چھوڑ جائے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ہم کہتے ہین کہ یہ مولف فاضل
محبان اہلبیت سے ہین اور ہم بخدا اس بات کے متمنی ہین کہ انکے سینہ مین جو دشمن خدا و دشمن
رسولؐ و اہلبیت کی محبت کا بقیہ ہے وہ زائل ہو جائے اور موافق حکم خدا اسکو وہ ایک طرف
نکالکر پھینکدین تاکہ انکی دوستی نبیؐ اور اُنکے اہلبیت کے حق مین صاف و پاک اور انکی محبت
شائبہ محبت اعداء سے خالص ہو جائے اور وہ اپنے دلکو ان سرکشان فاجرینؐ مخالفین
خدا و رسولؐ کی موالاۃ سے دھو ڈالین تب اسوقت وہ خالص و مخلص ہو کر انشاء اللہ
جناب محمد مصطفےٰؐ اور حضرت علیؑ مرتضےٰ کے گروہ مین محشور اور معاویہ اور اُسکے گروہ سے بعید و مہجور
ہونگے۔ واللہ یتولی الجمیع بجلہ الہ (خداوند عالم سب کو اپنی ہدایت سے بہرہ ور کرے)

مقام ثانی - ان شبہات کی رد اور انکے فاسد ہونیکا بیان جنکے سبب سے دوسرا
فرقہ معاویہ کی لعنت کی حلت (مباح ہونے) مین توقف کرتا ہے اور اسکے بغض و دشمنی کی
اعلان اور دوستی کی حرمت ظاہر کرنے سے ساکت ہے جیسا کہ انشاء اللہ عنقریب آپ
یہ سب مراحل بوضاحت تمام ملاحظہ فرمائین گے (پہلا شبہہ) یہ شبہہ اُن لوگون کے نزدیک
بہت عظیم ہے جو معاویہ کی لعنت کے جائز ہونے اور بغض و عداوت کے واجب ہونے مین
توقف کرتے ہین اور اسی سبب سے بعض اوقات از روئے تعظیم اسکی تسوید و ترضی کو بھی
مستحسن جانتے ہین اور یہی وہ امر ہے جسپر انصار معاویہ جمے ہوئے ہین اور اسی بنیاد پر
اُنہون نے بڑے بڑے بالاخانے اور کوٹھیان اُٹھائی ہین اور طبلہ پر ایک تھاپ اور
کیچڑ مین تھوڑا سا پانی اور بڑھا دیا ہے اور وہ شبہہ یہ ہے کہ اکثر محدثین و اصولیین کی یہ اصطلاح ہے کہ

الصحابی ہو من اجتمع بالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مؤمنا ومات علی الایمان (صحابی وہ شخص ہے جو نبی کے ساتھ بحالت ایمان رہا ہو اور ایمان پر مر گیا ہو) اور بہت سے محدثین و اصولیین کا اس شخص کی عدالت کا قائل ہو جانا ہے جسکو اس معنی سے صحابی کہین خواہ وہ شراب پیئے یا کسی کو قتل کرے یا زنا یا چوری کرے یا لوگون کا مال بیجا طور پر کہائے اور مخالفت خدا اور رسولؐ پر عمل پیرا ہو اور زمین خدا مین فساد و تباہی ڈالے غرضکہ ہر کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو انہون نے ایسے لوگون کی افعال بد کی تاویل اور انکی محمل صحیح پر محمول کرنیکو واجب جانا ہے ۔ ؎

اذا قلت فاعلم ما تقول ولا تکن کحاطب لیل یجمع الدق والجزلا

(جب تو کسی بات کو زبان سے نکالے تو سمجھ لے کہ کیا کہتا ہے ۔ اور اس شخص کی مانند نہ بن جو رات کو لکڑیان جمع کرتا ہے جسمین موٹی پتلی سب ہوتی ہین) ہم آپکے سامنے لغت و عرف کے اعتبار سے صحبت کے معنے اور وہ ثمرات جو اسپر مترتب ہوتے ہین بیان کرتے ہین اور کتاب خدا اور حدیث نبوی سے اس چیز کا بطلان ثابت کرینگے جسکو انہون نے اس شخص کی تعدیل کی علت قرار دیا ہے جسکا انہون نے اپنی اصطلاح مین صحابی نام رکہا ہے اگرچہ وہ مرتکب کبائر ہو ہم آپ کے سامنے سے وہ پردہ بھی اٹھا دینگے جو بہت سی لوگون نے اس مقام پر ڈال رکہا ہے اور بیان کرینگے کہ معاویہ ان فضائل سے عاری و بے بہرہ ہے جو خدا اور اسکے رسول کیطرف سے حضرت کے اصحاب کی فضیلت مین وارد ہوئی ہین تاکہ طالب حق کو حق ملجائے لہذا اب ہم کہتے ہین کہ صحبت لغت مین معاشرت کو کہتے ہین

قال فی قاموس صحبہ کسمعہ صحابۃ ویکسر وصحبۃ بالضم عاشرہ انتہی

صاحب قاموس کہتے ہین کہ صحبۃ بروزن سمعہ ہے جسکا مصدر صحابہ (بفتح صاد) اور صحابہ (بکسر صاد) اور صحبۃ بضم صاد ہے اسکے معنی عاشرہ (وہ اسکے ساتھ رہا) کے ہین اور صحبت زمانہ قلیل و کثیر دونون کی معاشرت پر بولی جاتی ہے مگر کبھی عرف عام سے اسکی تخصیص زیادہ ساتھ رہنے

اور مدد دینے اور بوجھ بٹانے اور خصوصیت خاص سے ہوجاتی ہے پس نبی اور اسیطرح غیر نبی کا مصاحب وہ شخص ہے جو اسکا جلیس اور معاشر رہا ہو خواہ مسلمان ہو یا کافر نیکوکار ہو یا بدکار متقی ہو یا فاسق جیسا کہ لغت و زبان عرب کا مقتضی ہے اور قرآن و حدیث و کلام عرب کے شواہد جسپر قائم ہین - نہ کہ وہ معنی جو محدثین نے فقط مسلمانون کے ساتہ لفظ صاحب کی تخصیص کی اصطلاح قرار دے لی ہے چونکہ مسلمان معاشر پر لفظ صاحب کے صادق آنے مین کوئی نزاع نہین ہے لہذا اسپر ادلہ وارد کرنیکی کوئی حاجت نہین ہے ہم جیسے فاسق و منافق تو درکنار مسلم و کافر پر بہی اسم صحبت صادق آنیکے ادلہ ملاحظہ کیجیے خدا تعالے مشرکان قریش کو خطاب کرکے ارشاد فرماتا ہے

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى } تمہارا صاحب نہ بہٹک گیا ہی اور نہ بہکا ہے -

پارہ ۲۷ سورہ نجم

اور دوسرے مقام پر فرماتا ہے -

قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُم بِوَاحِدَةٍ أَن تَقُومُوا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا مَا بِصَاحِبِكُم مِّن جِنَّةٍ } (اے رسول) کہدو کہ مین تمکو صرف ایک ہی بات کی نصیحت کرتا ہون کہ تم دو دو ایک ایک کرکے خدا کام کی لیے کہڑے ہو جاؤ پہر غور کرو کہ تمہارے صاحب کو جنون تو نہین ہے

پارہ ۲۲ سورہ سبا

پہر وہ بزرگ و برتر فرماتا ہے -

وَأُمْلِي لَهُمْ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا مَا بِصَاحِبِهِم مِّن جِنَّةٍ } اور مین انکو مہلت دونگا بیشک میری چال زبردست ہے کیا اُنہون نے یہ نسوچا کہ انکے صاحب کو جنون نہین ہے

پارہ ۹ سورہ اعراف

اور وہ فرماتا ہے -

فَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَنَا أَكْثَرُ مِنكَ مَالًا وَأَعَزُّ نَفَرًا } وہ اپنے صاحب سے باتین کرنے مین کہنے لگا کہ مین مال کی حیثیت سے تجہسے بڑہا ہوا ہون اور جتہے کی حیثیت سے بہی بڑہا ہوا ہون -

پارہ ۱۵ سورہ کہف

اور وہ جل جلالہ فرماتا ہے -

قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَكَفَرْتَ بِالَّذِي خَلَقَكَ مِن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ } اسکے صاحب نے اُس سے گفتگو کرتے ہوئے یہ کہا کہ کیا تو اسکا انکار کرتا ہے جسنے تجہے مٹی سے پیدا کیا پہر نطفہ کی

پارہ ۱۵ سورہ کہف

ثُمَّ سَوّٰكَ رَجُلًا ﴿پارہ ۱۵ سورہ کہف﴾ پھر تجھے اچھا خاصہ آدمی بنا دیا۔

ایک اُن میں سے مومن تھا اور دوسرا کافر اور خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے۔

كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيَاطِينُ فِي الْأَرْضِ حَيْرَانَ لَهُ أَصْحَابٌ يَدْعُونَهُ إِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ﴿پارہ ۷ سورہ انعام﴾ اُسکی مثال اس شخص کی سی ہے جسکو شیطانوں نے راستہ بھلا کر حیران کر دیا ہو کہ اسکے اصحاب سیدھی راستہ کی طرف بلاتے ہی رہیں کہ ادہر آؤ (ادہر آؤ)

اور وہ عز و جل فرماتا ہے۔

وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَى أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا ﴿اور اگر وہ دونوں (ماں باپ) تجھے اس امر پر مجبور کریں کہ تو میرا کسی ایسی چیز کو شریک ٹھیرائے جسکا تجھکو کوئی علم نہو تو ان دونوں کی اطاعت مت کر اور دنیا میں اون دونوں کے ساتھ نیک سلوک کرتا رہ۔﴾

اور جب جناب رسولخدا سے سردار منافقین عبد اللہ ابن ابی کے قتل کی نسبت دریافت کیا گیا تو ارشاد فرمایا۔

لا يتحدث الناس ان محمدا يقتل اصحابه ﴿مجھے یہ خوف ہے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد اپنے اصحاب کو قتل کرتا ہے﴾

اسی طرح اس شخص کے قصہ میں جسنے کہ غنائم حنین کی تقسیم کے وقت کہا تھا کہ اس تقسیم میں وجہ خدا کا ارادہ نہیں کیا گیا تب حضرت عمر نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس منافق کو قتل کروں فرمایا۔

معاذ الله ان يتحدث الناس اني اقتل اصحابي ﴿میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ لوگ یہ کہیں کہ میں اپنے اصحاب کو قتل کیا کرتا ہوں﴾

ہمارے اس بیان سے معلوم ہوا کہ مجرد صحبت لغۃً نہ مسلمان کے ساتھ مختص ہے نہ کافر کے ساتھ اور مسلمان کو صحبت نبی میں نفع نقصان اپنی حسن صحبت اور سوء صحبت سے ہے

نفع رسان صحبت وہ ہے جسکے ساتھ رسولؐ کی عظمت و اطاعت اور اتباع و محبت کا شمول ہو جیسے سابقین اولین مہاجرین و انصار اور اہل بدر و اہل بیعت رضوان کی صحبت تھی اور جو بھی انکا سا حسن سلوک اور طرز عمل اختیار کرے۔ اور مضرت رسان صحبت وہ ہے جسکے ساتھ مکر و فریب و نفاق اور آنحضرتؐ اور اُنکے اہلبیت طاہرینؑ کی عداوت اور بغض و کین مخالفت کا ارتکاب اور کبائر پر دلیر اور عامل ہونا شامل ہو جیسے کہ عبد اللہ بن ابی اور ثعلبہ اور حکم بن العاص اور ولید بن عقبہ اور حبیب بن مسلمہ اور معاویہ اور عمرو بن العاص اور سمرہ بن جندب اور بسر بن ارطاۃ اور ذو الثدیہ خارجی اور مغیرہ بن شعبہ اور انکی امثال کی صحبت۔ اور ثواب اور عقاب اور اجر و گناہ انھیں افعال پر مترتب ہیں۔ اور جسنے نیکی اور بدی کو مخلوط کر دیا تو اُسکے لیے نیکی کا ثواب ہے اور بدی کا عقاب اور اسمیں موازنہ کرنا اور زیادتی کمی کا اندازہ لگانا عظمتِ فعل اور اُسکی حقارت اور فاعل کی نیت اور اُسکے توبہ و اصرار اور انابت پر موقوف ہے اور ان سب کا مرجع خداوند عالم ہے خدائے تعالٰے ارشاد فرماتا ہے۔

لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ ۖ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوهَهُمْ قَتَرٌ وَلَا ذِلَّةٌ ۚ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ وَالَّذِينَ كَسَبُوا السَّيِّئَاتِ جَزَاءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۖ مَا لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ عَاصِمٍ ۖ كَأَنَّمَا أُغْشِيَتْ وُجُوهُهُمْ قِطَعًا مِنَ اللَّيْلِ مُظْلِمًا ۚ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝

اور لوگوں کیواسطے جنھوں نے نیکی کی بہتری بھی ہے اور اُسپر زیادتی بھی۔ اور انکے چہروں پر نہ سیاہی چھائیگی اور نہ ذلت وہی جنتی ہیں اور اسمیں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہونگے اور وہ لوگ جنھوں نے بدی کی ہر بدی کا بدلہ اُسی کے برابر ہے اور اُنپر ذلت بھی چھاجائیگی۔ اللہ کیطرف سے کوئی انکا بچانیوالا نہوگا ایسا معلوم ہوگا گویا اُنکے چہروں پر اندھیری رات کا ایک ٹکڑا چھا گیا ہے۔ جہنمی یہی ہیں اسمیں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔

پارہ ۱۱ سورۂ یونس

اسکی شہادت ان بشارتوں اور فضائل عظیمہ اور حسن عاقبت کے وعدوں سے ملتی ہے جو نیکو کار صحابہ کے حق میں وارد ہیں (جیسا کہ انمیں کا بڑا حصہ آیندہ بیان ہوگا) اور اس

وعید شدید ہے جو بدعتیوں و بدکاروں اور منافقین کے حق میں وارد ہوا ہے منجملہ اسکے ایک وہ خبر ہے جسکو ابن عساکر نے ابی بکرہ سے اس حدیث میں جسکو معاویہ کے روبرو بیان کیا تھا روایت کیا ہے کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا۔

ليردن على الحوض رجال ممن صحبني و رآني فاذا رفعوا الي و رأيتهم اختلجوا دوني فاقول رب اصحابي عہ فيقال لا تدري ما احدثوا بعدك

البتہ حوض کوثر پر میرے پاس کچھ لوگ آئینگے جنھوں نے میری صحبت پائی اور مجھ کو دیکھا ہے پس جب جب میرے نزدیک پہنچینگے اور میں انھیں دیکھونگا تو میرے سامنے وہ مضطرب ہونگے پس میں عرض کرونگا پروردگار یہ تو میرے صحابی ہیں پس ارشاد ہوگا تو نہیں جانتا کہ انھوں نے تیرے بعد کیا کیا بدعتیں کی ہیں

اور بخاری نے اپنی صحیح میں ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ جناب رسالتمآب نے ارشاد فرمایا

انا فرطكم على الحوض ليرفعن الي رجال منكم حتى اذا اهويت لاناولهم اختلجوا دوني فاقول اي رب اصحابي فيقول لا تدري ما احدثوا بعدك

میں تم سب سے پہلے حوض کوثر پر جاؤنگا البتہ تم میں سے کچھ لوگ میرے پاس جائینگے جب میں چاہونگا کہ انہیں بلالوں تو وہ میرے سامنے مضطرب ہونگے پس میں عرض کرونگا ای میرے پروردگار یہ تو میرے صحابی ہیں ارشاد ہوگا تو نہیں جانتا کہ یہ تیرے بعد کن کن بدعتوں کے مرتکب ہوے ہیں۔

اور نیز بخاری نے اپنی صحیح میں سہل بن سعد سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت رسولخدا کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

انا فرطكم على الحوض من ورد شرب منه ومن شرب منه لم يظمأ بعده ابدا ليردن علي اقوام اعرفهم ويعرفوني ثم يحال بيني وبينهم

میں تم سب سے پہلے حوض کوثر پر وارد ہونگا جو اسپر وارد ہوگا وہ اس سے پیئے گا اور جو اس سے پیئے گا وہ پھر کبھی پیاسا نہوگا البتہ بعض لوگ میرے پاس آئینگے جنکو میں پہچانتا ہونگا اور وہ مجھے جانتے ہونگے پھر میرے اور انکے درمیان کوئی چیز حائل کردیجائیگی۔

عہ بعض روایت میں اصحابی کی جگہ لفظ اصیحابی منقول ہوا ہے جو اصحاب کی تصغیر ہے ۱۲-

ابو حازم کہتے ہین کہ جس حالت مین لوگون سے یہ حدیث بیان کر رہا تھا نعمان بن عیاش نے مجھسے پوچھا کیا تو نے سہل سے خود یہ سُنا ہے مین نے کہا ہان مین ابو سعید خدری کی شہادت دیتا ہون کہ مین نے خود انسے سنا ہے اور اس قدر اسمین اور بڑہاتے تھے۔

انهم منی فیقال انک لاتدری ما احدثوا بعدک فاقول سحقا سحقا لمن بدل بعدی

یہ لوگ تو میرے ہین ارشاد ہوگا تو نہین جانتا کہ اُنہون نے تیری بعد کیا کیا بدعتین کی ہین پس مین کہونگا جنہون نے میری شریعت کو میری بعد تبدیل کیا خدا اون لوگون کو ہلاک کرے

اور ابن عساکر اور یعقوب بن سفیان نے ابو درداسے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا نے ارشاد فرمایا کہ۔

انی فرطکم علی الحوض انظر من یرد علی منکم فلا القین ما توزعت فی احدکم فاقول هذا منی[ع] فیقال انک لاتدری ما احدث بعدک۔

مین حوض کوثر پر تم سے پہلے وارد ہونگا تم مین جو میرے پاس آئیگا مین اسکا نگران ہونگا پس مجکو تم مین سے کسی کی ایسی حالت مشاہدہ کرنیکا اتفاق نہو جسمین مجھے جھگڑنیکی نوبت آئے پس مجھکو کہنا پڑے کہ یہ تو میرا ہے پس مجھسے کہا جائے کہ تم نہین جانتے جو اُنھون نے تمہارے بعد کیا ہے۔

اور ابن عبد اللہ نے استیعاب مین اور احمد نے اسے اپنی مسند مین حضرت ام سلمہ سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول خدا نے ارشاد فرمایا کہ

ان من اصحابی من لا اراه ولا یرانی بعد ان اموت ابدا

میرے اصحاب مین سے بعض وہ لوگ ہین جو بعد موت نہ وہ مجھے دیکھین گے نہ مین اُنہین دیکھون گا۔

اور احمد نے مسند اور طبرانی نے کبیر اور ابو نصر سنجری نے ابانہ مین ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا نے ارشاد فرمایا کہ

انا آخذ بحجزکم اقول اتقوا النار مین تمہاری باگ پکڑے ہوے ہون تمسے کہتا ہون کہ آتش دوزخ سے بچو

ع بعض رعایات مین منی کی جگہ من امتی اور بعض مین من اصحابی ہے ۱۲

نو اتقوا الحد و دفا ذا مت ترکتکم وانا فرطکم علی الحوض فمن ورد فقد افلح فیؤتی باقوام فیؤخذ بھم ذات الشمال فاقول یا رب امتی فیقول انھم لم یزالوا بعدک یرتدون علی اعقابھم

اور حدود خدا سے ڈرو اسلیے کہ جب میری وفات ہو جائیگی تو مین تمسے جدا ہو جاؤنگا اور تمسے پہلے حوض کوثر پر پہونچونگا پس وہان جو میرے پاس پہنچ گیا وہ اچھا رہا کیونکہ بعض تو مین وہان لائی جائینگی پھر انکو جانب چپ پکڑ لیجائینگے تب مین عرض کرونگا پروردگارا یہ تو میری امت ہین جواب ملیگا یہ تیرے بعد برابر اُلٹے پاؤن پھرتے رہے ہین پھر فرمایا

او ابو داؤد طیالسی نے اور احمد نے مسند مین اور عبد بن حمید اور ابو یعلی نے اور حاکم نے مستدرک مین اور ابن ابی شیبہ نے ابو سعید سے روایت کی ہی کہ جناب رسولخدا نے ارشاد فرمایا

الا ما بال اقوام یزعمون ان رحمی لا تنفع والذی نفسی بیدہ ان رحمی لموصولۃ فی الدنیا والاخرۃ الا وانی فرطکم ایھا الناس علی الحوض الا وسیجیٔ اقوام یوم القیامۃ فیقول القائل منھم انا فلان بن فلان فاقول اما النسب فقد عرفت ولکنکم ارتددتم بعدی ورجعتم القھقری

ان لوگون کو کیا ہو گیا ہے جو کہتے ہین کہ میری قرابت کچھ نافع نہین مجھے اُس ذات کی قسم ہے جسکے قبضہ قدرت مین میری جان ہی کہ میری قرابت دنیا و آخرت دونون مین ملی رہیگی اور قطع نہوگی - ایھا الناس آگاہ ہو کہ مین حوض کوثر پر تم سب سے مقدم ہونگا یاد رکھو کہ ایک قوم قیامت کے دن آئیگی پس انمین سے ایک کہنے والا کہیگا کہ مین فلان ابن فلان ہون پس مین کہونگا کہ تمہارا نسب تو مجھے معلوم ہو گیا مگر تم لوگ میرے بعد مرتد ہو گئے تھے اور دین خدا سے پلٹ گئے تھے -

او دیلمی نے انس سے روایت کی ہے کہ تو اپنے کو بُرے ساتھی سے بچاتا رہ اس لیے کہ وہ ایک قطعہ آتش ہے اسکی دوستی کچھ تیرے کام نہ آئیگی نہ وہ تجھسے اپنا عہد و پیمان پورا کریگا

عہ طبرانی کی کتاب کبیر مین ایک روایت ہے جس مین انھم لم یزالوا بعدک کی جگہ انک لاتدری ما احدثوا بعدک مرتدین علی اعقابھم (تم نہین جانتے کہ انہون نے تمہارے بعد مرتد ہو کر کیا کیا بدعتین کین) ہے ۱۲-

لیکن اکثر محدثین واصولیین نے صحابی کے نام مین یہان اسی حال مین ایسکے مرنیکی جو شرط لگائی ہے وہ انکی ایک اصطلاح خاص ہے ولا مشاحۃ فی الاصطلاح کسی کی اصطلاح سے ہمین کچھ بحث نہین نہ کوئی اسمین ان سے جھگڑنے والا موجود ہے گو وہ خود اسمین جھگڑا کرین کیونکہ اس تخصیص سے کہ صرف مسلمان ہی صحابی ہو سکتا ہے کوئی محذور لازم نہین آتا مگر انکا ہر اس شخص کو جسکا وہ اپنی اصطلاح کی موافق صحابی نام رکھدین عادل ماننا گو اُس نے کیسی ہی گناہان کبیرہ کیے ہون اور اُسکے ان افعال کی تاویل کا واجب ہونا پس یہ غیر مسلم ہے اسلیے کہ صحبت مع اسلام کے بالاتفاق مقتضی عصمت نہین تاکہ تعدیل ثابت اور تاویل واجب ہو علاوہ برین اس تعدیل مین بھی انہون نے بیحد اختلاف کیا ہے جمہور تو عدالت کے قائل ہین۔ جمع الجوامع اور اسکی شرح مین ہے کہ اکثر کا مذہب صحابہ کی عدالت ہے نہ انکی رعایت مین کچھ بحث کیجائیگی نہ شہادت مین اسلیے کہ وہ تمام اُمت محمدیہ سے افضل و بہتر ہین جناب رسول خدا نے فرمایا ہے کہ

خیر امتی قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ومن طرأ لہ منہم قادح عمل بمقتضاہ	بہترین اُمت میری قرن کے لوگ ہین بعد ان وہ لوگ ہین جو انکے بعد ہونگے بعد ازان وہ لوگ ہونگے جو انکے بھی بعد ہونگے اور جس شخص سے کوئی برائی صادر ہوگی اُسکے مقتضا پر عمل کیا جاے۔

اور بعض نے بیان کیا ہے کہ صحابہ بھی اور ہی لوگون کی مانند ہین لہذا انکی عدالت سے بحث کیجائیگی بجز اس شخص کے جسکی عدالت ظاہر یا قطعی ہو اور بعض کا یہ قول ہے کہ قتل حضرت عثمان تک تو وہ سب عادل ہین اور انکے قتل کے وقت اُنکی عدالت بحث طلب ہے اسلیے کہ اسوقت سے انمین آپسمین فتنے برپا ہو گئے اور بعض وہ ہین جو اسمین خوض و فکر نہین کرتے بلکہ ساکت ہین اور بعض کا قول ہے کہ اور سب صحابہ عادل ہین مگر وہ لوگ جنہون نے حضرت علیؑ سے جنگ کی پس یہ لوگ فاسق ہین کیونکہ اُنہون نے امام برحق پر خروج کیا۔ اسکی یون رد کیگئی ہے کہ وہ اس قتال مین مجتہد تھے لہذا گنہگار نہ ہونگے

اگرچہ خطا پر ہوں بلکہ جابر و مثاب ہوں گے انتہی بحروفہ اب اسمین بہی اختلاف ہے کہ آیا
یہ خیریت و عدالت ہر ہر فرد کی اعتبار سے ہے یا بحسب مجموع (یعنے قرن اول کی ہر ہر فرد
قرن ثانی و ثالث کی ہر ہر فرد سے بہتر ہے یا کل ملکر مجموعہ کی حیثیت سے قرون آخری کی مجموعے سے
بہتر ہین) جمہور کا میلان تو شق اول کیطرف ہے اور باقی لوگ دوسری شق کی طرف گئے ہین
صاحب نصایح کافیہ لکھتے ہین کہ جمہور نے جو اس حدیث سے اپنی مدعا مین استدلال کیا ہے
اسپر اعتراض کیا گیا ہے کہ یہ انکے مدعا کے مطابق نہین اسلیئے کہ وہ خیریت جس سے یہ لوگ
تمام صحابہ کی عدالت ثابت کرنا چاہتے ہین صحابہ کے علاوہ ہر اُس مسلمان کو شامل ہے جو
حضرت کے قرن مین موجود تہا لہذا انکو سب کی عدالت کا قائل ہونا پڑیگا جس طرح وہ عدالت
صحابہ کے قائل ہوئے ہین اور یہ بہی لازم آئیگا کہ قرن اول کے لوگون کی ہر ہر فرد حسن بصری
اور ابن سیرین اور عمر ابن عبد العزیز اور مثل انکے اور لوگون سے جو قرن ثانی مین ہوئے ہین
افضل و اعدل ہو حالانکہ لازم باطل ہے پس ملزوم بہی باطل ہوگا اور نیز اسپر یہ بہی لازم ہوگا
کہ وہ یزید و حجاج اور قریش کے چہوکردان اور ابن زیاد و دیگر فاسقان قرن ثانی کو اکابر قرن
ثالث پر مانند امام مالک و شافعی و سفیان ثوری وغیرہ تفضیل دین - حالانکہ یہ خلاف واقع ہے
پس ثابت و متعین ہوا کہ حدیث مین مجموع کے مجموع پر خیریت مراد و مقصود ہے اور اس
صورت مین حدیث مذکور سے کل صحابہ کی عدالت ثابت نہین ہوسکتی بلکہ وہ بہی اس مین
اپنے غیرون کی مانند ہون گے لہذا ان کی عدالت بہی قابل بحث ہوگی الا وہ شخص کہ جسکی
عدالت علی الظاہر یا یقینی طور پر ثابت ہو جس طرح خلفاء چار گانہ اور انکے علاوہ وہ صحابہ جنمین کی
طعن کی گنجائش نہین اور اول کے لیے امور خیر مین سبقت کرنا اور جناب رسول خدا کے ساتھ
حاضر رہنا ثابت ہے علاوہ برین حدیث خیریت قرون کے صحت مین بحسب معنے بہی گفتگو ہے
جو قابل قبول ہے الا جبکہ خیریت کی تاویل کیجائے یا قرن کی جو کہ مطابق معنے ہو اسلیے کہ پہلے
قرن کے پچاس برس اسلام اور مسلمانون پر سب دنون سے زیادہ بدتر گذرے ہین اسلیے کہ

اون دنونمین یزید بن معاویہ کی حکومت تہی اور حضرت امام حسین علیہ السلام اور انکی عترت طاہرہ اور انکے
نیکوکار شیعہ کا قتل اور مدینہ شریفہ کی قتل و غارت کی اباحت اور اُسکے رہنے والون کی ہتک حرمت
اور اُنہین دنونمین اکابرین صحابہ کی قتل و ہلاکت اور مکہ معظمہ کا محاصرہ اور خانہ کعبہ پر منجنیق سے
سنگ بارانی واقع ہوئی اور اُنہین دنونمین خلفاء اسلام نے شراب پی اور فسق و فجور کے
مرتکب ہوے اور مسلمانون کو قتل کیا اور اُنکے ناموس کو قید کیا اور اُنکے ہاتونپر قیدیان کفار
روم کی طرح نقش اور داغ ڈالے یہ سب باتین خلافت بنی مروان اور حجاج کی گورنری کے
زمانہ مین ہوئین - مآزری نے شرح برہان مین لکھاہے کہ صحابہ مین عادل اور غیر عادل دونون
قسم کے آدمی ہین ہم بجز اُن لوگون کے جو کہ حضرت کی ملازمت مین برابر رہے اور حضرت کی
نصرت کی اور اس نور کا جو اُنکے ساتہ اوترا تہا اتباع کیا کسی کی عدالت کا یقین نہین کرتے
لیکن ہر اس شخص کی عدالت جس نے کہ آنحضرتؐ کو کسی دن دیکھ لیا یا ایک لحظہ زیارت سے
مشرف ہوا یا کسی غرض سے ملا اور چلا گیا پس ایسے لوگون کی عدالت کا ہمین یقین و قطع حاصل
نہین بلکہ عادل ہونے اور نہونے دونون کا احتمال ہے انتہا - سید آلوسی نے لکھا ہو کہ
ایسے مذہب کو ابن عماد حنبلی نے شذرات الذہب مین اختیار کیا ہے انتہی اور وہ دلیل
جس سے جمہور نے ان لوگون کے قول کو رد کیا ہے جو مرتکب کبیرہ کی عدالت کے قائل
نہین ہین جیسے کہ حضرت امیر المومنین کے ساتہ قتال کرنے پر اصرار کرنا - باین طور کہ وہ
آپس کے جھگڑون مین مجتہد تھے غایت درجہ یہ کہ اُنہون نے اجتہاد مین غلطی اور خطا کی لہذا
اُنکے واسطے اجر ہوگا یہ دلیل ہمارے اس بیان سے مردود ہے جسمین ہمنے معاویہ کے
مجتہد ہونے کے دعوے کو باطل کیا ہے اسلیے کہ اجتہاد بمقابل منصوص صحیح نہین ہے
اور یہ کلیہ ثابت نہین کہ کل صحابہ مجتہد تھے بلکہ جو امر کہ ثابت ہے وہ یہ ہے کہ بعض اُنمین
سے مجتہد تھے اور بعض عامی لہذا اس صورت مین انمین کا مجتہد تو عادل ہوسکتا ہے اور
عامی کے فاسق ہونیکا کوئی ہارج نہین حالانکہ یہ انکی مراد کے خلاف ہے اور جو لوگ قرن

اول کو قرن دوم اور قرن دوم کو قرن سوم پر فضیلت دیتے ہین اور قایل ہین کہ فضیلت باعتبار مجموع ہے جنمین ابن عبدالبر بہی داخل ہین اور اس امر کو تجویز کرتے ہین کہ صحابہ کے بعد بہی ایسے لوگ پیدا ہوسکتے ہین جو ان سے افضل ہون جیسا کہ قرطبی نے تصریح کی ہے وہ اپنی اس دعوے پر اس حدیث کے ساتہ استدلال کرتے ہین۔

مثل امتی کالمطر لا یدری اولہ خیر ام آخرہ } میری امت کی مثال آب باران کی سی ہے نہین معلوم کہ اُسکی ابتدا بہتر ہے یا انتہا۔

اسکو ترمذی اور ابن حبان نے بطور صحیح روایت کیا ہے اور اسیطرح اُنہون نے حدیث ابن ابی شیبہ سے جو حدیث عبدالرحمن بن جبیر سے بسند حسن مروی ہے کہ جناب رسول خدا نے ارشاد فرمایا کہ

لیدرکن المسیح اقواما انہم لمثلکم اوخیر ثلاثا ولن یخزی اللہ امۃ انا اولہا والمسیح آخرہا } البتہ مسیح ایسی قومون سے ملاقات کرین گے جو تمہاری مثل ہون گے یا تمسے بہتر ہون گے (تین بار فرمایا) اور خدا اس امت کو کبہی رسوا نفرمایگا جسکا اول مین ہونگا اور آخر مسیح

اور اس حدیث سے جو احمد اور طبرانی نے حدیث ابی جمعۃ انصاری سے روایت کی ہے کہ ابو عبیدہ نے عرض کی یارسول اللہ کوئی ہمسے بہی بہتر ہے ہم آپ کے ساتہ اسلام لائے اور آپ کے ساتہ ہوکر جہاد کیا فرمایا کہ

قوم یکونون من بعدکم یؤمنون بی ولم یرونی } ایک قوم جو بعد تمہارے ہوگی اور بے دیکہے مجہپر ایمان لائیگی وہ تم سے بہتر ہے۔

اسکو حاکم نے صحیح کہا ہے اور بخاری نے بہی خلق افعال العباد۔ مین حدیث ابی جمعہ کو روایت کیا ہے اور اُسکے یہ الفاظ ہین۔

کنا مع رسول اللہ ومعنا معاذ بن جبل عاشر عشرۃ فقلنا یا رسول } ہم رسول اللہ کے ساتہ تہے اور ہماری ساتہ معاذ بن جبل بہی تہے جو دسوین شخص تہے پس ہمنے عرض کی یا رسول اللہ

هل من احد اعظم منا اجراً آمنا بك واتبعناك قال وما يمنعكم من ذلك ورسول الله بين اظهركم يأتيكم بالوحي من السماء بل قوم يأتون من بعدكم يأتيهم كتاب بين لوحين فيؤمنون به ويعملون بما فيه اولئك اعظم منكم اجراً

کیا کوئی شخص ہے جو ہم سے اجر و ثواب مین بڑھا ہوا ہو اس لیے کہ ہم آپ پر ایمان لائے اور آپ کی پیروی کی حضرت نے فرمایا کہ تمہین اس سے کون شے مانع ہو سکتی تھی جس حالت مین کہ رسول اللہ تمہارے درمیان موجود ہو جو تمہین وحی آسمانی پہنچاتا رہتا ہے مگر افضل وہ قوم ہے جو تمہارے بعد آئیگی صرف ایک کتاب انکو دو دفتیون کے درمیان ملیگی اور پھر وہ اُس پر ایمان لائینگے اور اسکے احکام پر عمل کرینگے یہ لوگ تم سے اجر مین عظیم تر ہونگے

اور اس حدیث سے جو ترمذی نے حدیث ابی ثعلبہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔

تأتي ايام للعامل فيهن اجر خمسين قيل منهم او منا يا رسول الله قال بل منكم

ایک زمانہ ایسا آئیگا جسمین ایک عمل کے عامل کو پچاس گنا ثواب ملیگا پوچھا گیا انکے اجر سے یا ہمارے اجر سے یہ زیادتی ہوگی فرمایا تم سے پچاس گنا۔

اور حدیث عمرؓ سے جو مرفوعاً مروی ہے کہ ہم رسول اللہؐ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے پس حضرتؐ نے ارشاد فرمایا۔

اتدرون اي الخلق افضل ايماناً قلنا الملائكة قال وحق لهم بل غيرهم قلنا الانبياء قال وحق لهم بل غيرهم ثم قال افضل الخلق ايماناً قوم في اصلاب الرجال يؤمنون بي ولم يروني الى آخر الحديث

کیا تم جانتے ہو کہ کونسی مخلوق ایمان مین افضل ہے ہم نے کہا کہ ملائکہ فرمایا انکا ایمان تو حق ہے بلکہ مین انکے غیر کو پوچھتا ہون ہم نے کہا کہ انبیا فرمایا نہین انکا ایمان بھی حق ہے مگر انکے غیر کو بتاؤ پھر خود فرمایا افضل خلق اللہ مین ایمان وہ قوم ہے جو ابھی پیدا نہین ہوئی ہے اور بعد پیدایش وہ مجھپر ایمان لائیگی حالانکہ انھون نے مجھکو نہین دیکھا الی آخر الحدیث

اسکو طیالسی وغیرہ نے روایت کیا ہے اور اسکی اسناد مین ضعف ہے اور انھون نے اس حدیث سے بھی استدلال کیا ہے کہ

أمتي أمة مباركة لا يدرى أولها خير أو آخرها

میری اُمت امت مبارک ہے۔ نہیں معلوم ہوتا کہ اسکا ابتدائی حصہ بہتر ہے یا آخری۔

اسکو ابن عساکر نے عمرو بن عثمان سے مرسلاً بسند حسن روایت کیا ہے اور اس حدیث سے بھی استدلال کیا ہے کہ۔

طوبى لمن رآني وآمن بي مرة وطوبى لمن لم يرني وآمن بي سبع مرات

خوشحال اُس شخص کا جو مجھے دیکھے اور ایمان لائے یہ خوشحالی اسکے لیے ایک مرتبہ ہے اور خوشحالی ہو ان لوگون کا جو بن دیکھے مجھ پر ایمان لائیں یہ خوشحالی انکے لیے سات بار ہو

اور اس مضمون سے جو کہ مروی ہے کہ عمر ابن عبد العزیز جب متولی خلافت ہوئے تو حضرت عمر کے پوتے سالم بن عبد اللہ کو لکھ بھیجا کہ آپ مجھے حضرت عمر بن خطاب کی سیرت لکھ بھیجیں تاکہ میں اُسپر عمل کروں سالم نے جواب میں لکھا کہ

إن عملت بسيرة عمر فأنت أفضل من عمر لأن زمانك ليس كزمان عمر ولا رجالك كرجال عمر

اگر تو نے سیرت حضرت عمر پر عمل کیا تو تو حضرت عمر سے بہتر ہوگا اسلیے کہ تیرا زمانہ حضرت عمر کا سا زمانہ نہیں ہے نہ تیرے زمانہ کے لوگ حضرت عمر کے زمانے کے لوگون کی طرح ہیں

یہ بات عمر عبد العزیز نے اس زمانہ کے تمام فقہا کو لکھی ہر ایک نے سالم ہی کے قول کے مطابق جواب دیا۔ ابن عبد البر کہتے ہیں کہ یہ کل احادیث باوجود تواتر طرق اور حسن ہونیکے اس امر کے مقتضی ہیں کہ فضیلت عمل میں اس امت کے اگلے پچھلے سب مساوی ہوں الا اہل بدر و حدیبیہ ان سے مستثنے ہیں۔ انتہی اور ابن سیرین سے بسند صحیح مروی ہے

إن الإمام المهدي يكون أفضل من أبي بكر وعمر کہ امام مہدی حضرت ابوبکر حضرت عمر سے افضل ہونگے

ہم کہتے ہیں کہ ہم گذشتہ باتوں سے اتنی اور زیادتی کرتے ہیں کہ بنا بران لوگون کی اصطلاح تمام صحابہ کی عدالت کا قائل ہوجانا قرآن و حدیث کے معارض ہے اسلیے کہ حق سبحانہ تعالے نے ولید بن عقبہ کا نام رکھا تھا کہ وہ صحابی ہے قرآن میں دو مقام پر فاسق کہا

اور جناب رسول خدا اور مومنین کو اسکی خبر کے قبول کرنے مین تحقیق کا حکم دیا پس جمہور کو نظر

اسکا عادل نام رکھنا اور اسکی روایت کا قبول کرنا جائز ہوگا خداوند عالم ارشاد فرماتا ہی کہ

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ ۝	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اگر تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی خبر لیکر آوے تو اسکی تحقیق کر لو کہ کسی قوم کو تم بغیر جانے بوجھے کوئی صدمہ نہ پہنچاؤ کہ جس کیے پر تمہیں خود ہی نادم ہونا پڑے۔

پارہ ۲۶ سورہ حجرات

ابن جریر نے اپنی تفسیر مین ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو بنی مصطلق کے پاس بھیجا تاکہ اُنسے مال صدقات (زکاۃ) وصول کرے جب انکو اس کی خبر پہنچی شادان و فرحان رسول خدا کے قاصد سے ملنے کے لیے نکلے جب ولید سے یہ بیان کیا گیا کہ وہ اُسکی ملاقات کے واسطے نکلکر آرہے ہین تو رسول خدا کے پاس لوٹ آیا اور کہدیا کہ یارسول اللہ بنی مصطلق نے صدقہ دینے سے انکار کر دیا یہ سنکر رسول اللہ سخت غضبناک ہوے اسی اثنا مین کہ حضرت اپنے دل مین اُنسے جنگ کی ٹھان رہے تھے کہ یکایک حضرت کے پاس انکا وفد پہنچ گیا اور عرض کی کہ یارسول اللہ آپکا قاصد آدھے راستہ سے لوٹ آیا ہمین خوف ہوگیا کہ اسکے پلٹنے کا باعث کوئی آپکا فرمان نہو جو آپنے کسی وجہ سے ہمپر غضبناک ہوکر لکھا ہو ہم خدا اور اُسکے رسولؐ کے غضب سے پناہ مانگتے ہین پس خدا تعالے نے انکے عذر کو قرآن مین اسطرح نازل فرمایا۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ	اے وہ لوگو جو ایمان لے ہو اگر تمہارے پاس کوئی گنہگار کوئی خبر لائے تو اسکی تحقیق کر لو کہ کسی قوم کو تم بغیر جانے بوجھے کوئی صدمہ پہنچاؤ

پارہ ۲۶ سورہ حجرات

ابن عبد البر کہتے ہین کہ عالمان تاویل قرآن کے درمیان اسمین کچھ اختلاف نہین کہ خدا کا قول ان جاءکم فاسق بنباء ولید بن عقبہ کے بارہ مین نازل ہوا ہے انتہے۔ اور ابن جریر نے عطاء بن یسار سے بھی قول خدا۔ اَفَمَنْ کَانَ مُؤْمِنًا کَمَنْ کَانَ فَاسِقًا لَا یَسْتَوٗنَ کیا جو

شخص جو مومن ہے اسکی مانند ہے جو فاسق ہے (دونون ہرگز برابر نہین ہین کی تفسیر مین)
منقول ہے کہ یہ آیت مدینہ مین حضرت علیؑ ابن ابیطالب اور ولید بن عقبہ بن ابی معیط کے
بارہ مین نازل ہوئی [illegible] ولید اور حضرت علیؑ کے درمیان کچھ گفتگو تھی پس ولید کہنے لگا
مین تجھ سے زیادہ زبان آور ہون اور میری نوک نیزہ تجھ سے زیادہ تیز ہے اور لشکر کی کمان تجھ سے
اچھی جانتا ہون۔ حضرت علیؑ نے فرمایا اے فاسق خاموش ہو تو فاسق ہے تب خدا نے دونون کے
بارہ مین یہ نازل فرمایا اَفَمَنْ کَانَ مُؤْمِناً کَمَنْ کَانَ فَاسِقاً لَا یَسْتَوُوْنَ - وہ کہتا ہے کہ
خدا نے دونون کی نہ دنیا مین مساوات ہے نہ وقت موت نہ آخرت مین۔ لکھتے ہیں کہ ولید ابن
عقبہ [illegible] جو حضرت عثمان کا مادری بھائی ہے جسکو انھون نے حاکم کوفہ کیا تھا اور
سعد بن وقاص نے وہان سے اسے معزول کیا ابن عبد البر کہتے ہین کہ اسکے متعلق اور بھی
بہت سی شناعت سے بری بری خبرین ہین جو اسکے احوال اور افعال کی برائی اور بدی پر
دلالت کرتی ہین اور وہ کہتے ہین کہ اسکی شراب خواری اور ابوزبید طائی کے
ہمنشین ہونے کے اخبار تو مشہور اور کثیر ہین جنکا اس مقام پر ذکر کرنا مناسب نہین ہے اور
اسکا اہل کوفہ کو نشہ کی حالت مین نماز پڑھانے کی خبر اور نماز صبح کو دو رکعت کے بجاے چار
رکعت پڑھا چکنے کے بعد یہ کہنا کہ آیا اور زیادہ کرون مشہور ہے جسے اہل حدیث کے موثق راویون
نے نقل کیا ہے اسی بارہ مین حطیئہ شاعر کہتا ہے ؎

تکلم فی الصلوۃ وزاد فیھا علانیۃ وجاھر بالنفاق

اس نے نماز مین بات کی اور اسمین علانیہ زیادتی کی اور کھلم کھلا اپنے نفاق کو ظاہر کیا

ومج الخمر فی سنن المصلی ونادی والجمیع الی افتراق

اور شراب مصلے پر گرائی۔ اور جسوقت جماعت متفرق ہونیکا قصد کر رہی تھی تو اسنے پکار کر کہا۔

ازیدکم علی ان تحمدونی فما لکم وما لی من خلاق

اگر تم میرا شکریہ بجالاؤ تو کچھ اور بڑھا دون اسلیے کہ نہ تمہارے لیے کچھ بہرہ ہے نہ میرے لیے تھے

اس کلام کی احادیث رسول سے معارض ہوتے گو ہم بہت کچھ ابھی صحابی کی تعریف مین بیان
کر چکے ہین جس سے معلوم ہوجاتا ہے کہ جو جو باتین ان لوگون نے بیان کی ہین انسے معارضہ کیونکر
کیا گیا وجوہ ہین لہذا ہم انکا اعادہ کرکے کلام کو طول نہین دینا چاہتے پس اسکی طرف رجوع کرنا
چاہیے خدا توفیق خیر عطا فرمائے علاوہ برین ہم کہتے ہین کہ صحابہ بنفس نفیس اپنے لیے اس نہایت
(بالعموم عادل ہونے کے مدعی نہ تھے جسکا بعض محدثین نے انکے لیے دعوے کیا ہے جالانکہ
وہ خود اپنے نفوس اور اپنے معاصرین اور اُن لوگون کی حالت سے جنسے معاشرت رکھتے تھے
بہ نسبت اس زمانہ کے حضرات کے جو صحابہ کو انبیاء معصومین کے مرتبہ کے قریب پہنچا دیتے ہین
زیادہ عارف اور واقف تھے اور انہین سے بعض کا بعض کی روایت کو رد کرنا اور نقل مین
متہم کرنا اور بغیر تحقیق شدید و تنقیح عظیم کسی کی روایت کو قبول نکرنا معلوم و منقول اور شائع اور
منتشر ہے چنانچہ حضرت علیؑ ارشاد فرماتے ہین کہ جس کسی نے مجھسے رسول اللہ کی کوئی
حدیث بیان کی مین نے اُس سے حلف ضرور لیلیا اور انہین حضرت نے حضرت عمر سے فرمایا
جسوقت کہ ایک مسئلہ مین صحابہ نے انہین فتوے دیا تھا اور اسپر سبکا اتفاق ہوگیا تھا
کہ اگر ان لوگون نے اس فتوے مین تیرا لحاظ کیا ہے تو تجھے دہوکہ دیا اور آمیزش کی اور اگر
یہ انکی رائے کی کوشش کا نتیجہ ہے تو انہون نے خطا کی اور کبھی بار ابوہریرہ کی بصراحت تکذیب
فرمائی حتی کہ ایک مرتبہ تو یہ فرمایا کہ رسول اللہ پر اس شخص سے زیادہ کوئی جھوٹ بولنے والا نہین
ہے۔ اور حضرت عمر نے زبیر سے اجازت جنگ مانگتے وقت کہا کہ مین ان گھاٹیون کا دروازہ
بند کرنا چاہتا ہون اسلیے کہ مجھے خوف ہے ۔ صحابہ محمد لوگون مین متفرق ہوکر انکو گمراہ نکرین
اور سعد بن عبادہ سید انصار کے بارہ مین کہا کہ سعد کو قتل کردو خدا سعد کو قتل کرے اسکو
قتل کرو کیونکہ وہ منافق ہے اور کہا کہ ابوہریرہ نے تو ہمارے اوپر حدیثون کی بوچھار کردی
اور اسکی روایت مین طعن کیا اور خالد بن ولید کو گالیان دین اور اسکے فاسق ہونیکا حکم لگایا اور
عمر بن عاص اور معاویہ کو خائن ٹھہرایا اور مال غنیمت کی چوری کو انکی طرف منسوب کیا اور

عبدالرحمن بن عوف سے کہتے ہیں میں نہ جانتا تھا کہ میں معتقد زندہ رہونگا کہ عثمان مجھے منافق کہیگا اور کہا کہ اگر پہلے ہی سے یہ معلوم ہو جاتا جو بعد کو معلوم ہوا ہے تو حضرت عثمان کو حضرت علیؑ کے جوتے کے تسمہ پر بھی حکومت نہ دیتا اور ام المومنین حضرت عائشہ جناب رسول خداؐ کا قمیص لیکر بیوی نکلیں اور کہتی جاتی تھیں کہ رسول اللہ کا یہ قمیص ابھی تک کہنہ نہیں ہوا اور عثمان نے انکی سنت کو کہنہ کر دیا اور بعض صحابہ نے ان سے حدیث روایت کی الشوم فی ثلاثۃ یعنی تین چیزوں میں بدبختی ہے) اور انہوں نے اسکی تکذیب کی اور بعض نے حدیث التاجر فاجر بیان کی اور انہوں نے اسکی تکذیب کی اور عباسؓ اور حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہ علیہم السلام نے حدیث صدیق نحن معاشر الانبیاء لا نورث سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ رسول خداؐ کس طرح یہ حکم ہمارے غیر کو بتلاتے اور ہم سے چھپاتے حالانکہ ہم وارث تھے اور اس حکم کے پہنچانے کے لیے زیادہ مستحق تھے۔ اور سعد بن عبادہ اور اکثر انصار نے حضرت صدیق سے حدیث الائمۃ من قریش۔ کو قبول نہیں کیا اور ابن عباس سے بیان کیا گیا کہ عبداللہ بن زبیر کو خیال ہے کہ حضرت موسیٰ جو حضرت خضر کے ساتھ رہے تھے بنی اسرائیل میں نہ تھے انہوں نے کہا وہ دشمن خدا جھوٹ بولتا ہے اور عروہ ابن زبیر تابعی کو جب ابن عباس کے کہنے کی خبر معلوم ہوئی کہ حضرت رسول خداؐ نے بعد بعثت مکہ میں تیرہ برس قیام کیا تھا انہوں نے ابن عباس کی تکذیب کی اور کہدیا کہ انہوں نے جھوٹ بولا حالانکہ وہ صحابی تھے اس طرح کے واقعات اکثر صحابہ سے وارد ہوئے ہیں جنکو بالاستیعاب بطول دیکر بیان کرنا ہمارے اسکان سے باہر ہے پس اگر صحابہ سب کی عدالت کے معتقد ہوتے جیسا کہ یہ لوگ کہتے ہیں تو انمیں سے کیکو دوسرے کی روایت کا رد کرنا جائز نہوتا بلکہ اسپر اسکا قبول کرنا اور اسکے مضمون کا تسلیم کرنا واجب ہوتا اور حاصل کلام یہ ہے کہ صحابہ کی عدالت کا بالعموم قائل ہونا مردود اور ساقط از اعتبار ہے جیسا کہ بیانات سابقہ سے معلوم ہوا اور ان منقولات اور ایرادات کے بعد ان لوگوں کے پاس جو اسکے قائل ہیں کوئی حجت باقی نہیں رہی جس کی

دو اپنی رسم اصطلاحی قاعدہ کی حمایت کرین یہ حیرت ہے کہ یہ کہین کہ یہ صحیح نہین اور یہ ثابت نہین
ہے اگرچہ وہ نفس الامر مین ثابت اور صحیح ہو واللہ اعلم۔
حالانکہ اکثر اہل حدیث نے ایک طرف تو روایت مین وہ واجب و ضروری تحقیق بھی چھوڑ دی
جسکا خدا نے حکم دیا ہے اور دوسری جانب تحقیقات مین قدر مطلوب سے بڑھ گئے پس
آپ دیکھینگے کہ وہ بغیر ادنے توقف کے اس شخص کی روایت صحیح قرار دیدیتے ہین اور قبول
کر لیتے ہین جسکی نسبت خدا نے اپنی کتاب مین فاسق ہونیکی خبر دی ہے جیسے کہ ولید بن عقبہ
اور جسکی نسبت جناب رسول خدا نے وزغ ملعون کہا ہے جیسے حکم اور جسکی ناری ہونیکی خبر دی
ہے جیسے سمرہ بن جندب اور جسکی نسبت یہ خبر دی ہے کہ وہ نار کیطرف داعی ہو جیسے معاویہ اور
عمرو بن عاص اور انکے امثال اور اس راوی کی روایت کو ضعیف قرار دیتے ہین جسکی نسبت یحیی
بن معین یا ابو حاتم یا ابن قطان یا ابن ابی خیثمہ یا عجلی یا اور اُن کے امثال کہتے ہین کہ ہم اسکو
نہین پہچانتے یا ہم اسکی حدیث کو نہین پہچانتے یا ہم اسکی حدیث کو نہین پسند کرتے یا ہمارے
دلمین اسکی طرف سے کچھ کھٹکا ہے یا اسمین تشیع تھا یا بسا اوقات وہ وہم کرتا تھا اور مثل اسکی
اور ایسی ہی باتین جنسے نہ کوئی جرح ثابت ہو سکتی ہے نہ اسپر کوئی دلیل قائم ہے خواہ وہ شخص
جسکے بارہ مین انمین سے کسی نے ایسا کہدیا ہو لوگون مین سب سے زیادہ سچا اور پرہیزگار ہی
کیوں نہو اس طرز پر ایک گروہ کے بعد دوسرا گروہ اور ایک قبیلہ کے بعد دوسرا قبیلہ
کرتا ہے یہ وہ سخت مرض ہے جسکی بجز اسکے کوئی دوا نہین کہ خدا کیطرف رجوع کیجائے کہ وہ
اپنی توفیق اور احسان سے ہمین اس امر مین بصیرت عطا فرمائے۔
صاحب نصائح کافیہ کہتے ہین ہم اہل سنت نے شیعون کے اس دعوے کو کہ ائمہ اثنا
عشر علیہم السلام معصوم ہین تو انکار کر دیا اور [illegible] ہمارے اوپر شدید بچا یا اور اسی طرح انکی
سفاہت عقل کے مدعی ہو گئے اور اُن کے [illegible] بڑا رد کیا گیا۔ پھر اسکے بعد
ہمین یہ دعوے کرنا کب زیبا ہے کہ ایک لاکھ بیس ہزار شہری و جنگلی دیہاتی عالم و جاہل

ہر دو عورت یہ سب معصوم تھے یا جیسا کہ ہم کہتے ہیں کہ کذب اور فسق سے محفوظ تھے اور ہم ان سب کی عدالت کا یقین کریں پس انمیں سے ہر ایک فرد کی روایت کو قضیۂ مسلمہ مانیں یعنی جو اسکے صحت میں نزاع کرے اُسے گمراہ بتائیں اور فاسق کہیں اور یہ اس بات کے جو ہمارے نزدیک ثابت و صحیح بلکہ متواتر ہو چکی ہے کہ انمیں سے بعض لوگ ایسے امور کے مرتکب ہوئے جو عدالت کو باطل کرتے ہیں اور اسکے منافی ہیں مثلاً بغاوت کرنا جھوٹ بولنا بلا استحقاق کے قتل کرنا شراب خواری وغیرہ ذلک باوجود اصرار و تکرار سب سے بہرے اور بچنا ئیں ہم نہیں جانتے کہ یہ عقدہ کیونکر حل ہوگا اور ہمیں اس مشکل کی تفسیر معلوم نہیں ہوتی ہے

الیک فانی لست ممن اذا اتقی　　　عضاض الافاعی نام فوق العقارب

(مجھے امید نہ رکھیے اسلیے کہ میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو سانپوں کے ڈسنے سے بچکر بچھوؤں کے اوپر سو رہے)

رہا حسن ظن پس یہ ایک امر مستحسن ہے لیکن اسکا محل اظہار حق اور ابطال باطل اور جرح و تعدیل کو ظاہر کرنے میں نہیں ہے اور اگر ہم یہ جائز رکھیں تو تمام احکام معطل اور تمام حدود اور شہادتیں باطل ہو جاینگی اور شریعت سر کے بل اوندھی منہ آ رہیگی اسلیے کہ حسن ظن کی بعض اشخاص کے افعال سے تخصیص کرنا اور بعض کے افعال سے جبکہ اُسپر کوئی حکم شرعی مترتب ہوتا ہو تخصیص کرنا اسکی کوئی وجہ نہیں ہے۔ ہاں اگر کوئی مخصص شرعی پایا جاتا ہو تب البتہ کچھ مضایقہ نہیں مگر یہ کہاں اور جب ہمنے اس حسن ظن کے قول کو عام کر دیا تو مسلمانوں کے افراد میں سے ہر شخص کے ساتھ انکے ہر فعل میں حسن ظن مستحسن ہوگا جیسا کہ بعض صوفیہ کا قول ہے پس اسوقت ہر شخص کے قبایح اور بد عنوان ضلالتوں اور گناہان کبیرہ کی تاویل لازم ہوگی اور اس سبکو محمل حسن اور قصد صالح پر محمول کیا جایگا اور اسمیں خوارج اور رافضیان غالی بھی داخل ہو جائیں گے جو ہر مجتہد اور نیکو کار اور سب و شتم کے مرتکب ہوتے ہیں اور غیرہ ذلک۔ یہ ایک ایسا امر ہے جس سے شریعت معطل اور تمام امور مشتبہ ہو جاینگے تاکہ انہدام حقائق اور مبادی شرع و عقائد کی ...... ہر امر طریق ...... محل و موقع پر جاری کرنا اور جب ...... اور ...... پر ......

فیما بین عمل کیلیے ہے۔ راویان حدیث کی جرح و تعدیل مین بزرگان اصحاب حدیث کا یہی
یہی عمل رہا ہے بجز اس شخص کے جسکو انکی اصطلاح کے موافق جو انہون نے آنحضرتؐ صحابی بنا دیا
قرار دی ہے صحبت حاصل ہے پس ان لوگون کے پرکھنے کا مقام ہے اور محل اشکال ہر ایسے
طالب حق سے کیونکر ممکن ہے کہ وہ انکے اس قول پر اعتماد کرے جبکہ گویا انہون نے اختیار
کیلیے اسی روش پر وہ بھی رفتار کرے جسپر وہ رفتار کرتے ہین اور انکی طرح حضرت ابو بکر
حضرت عمر حضرت عثمان حضرت علیؑ اور انکے امثال کی روایات کو صحت و حجت مین حکم ولید
معاویہ۔ عمرو عاص اور انکی امثال کی روایات کے مساوی قرار دے سبحان اللہ۔

اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ پارہ ۴ سورہ آل عمران	کیا وہ شخص جسنے رضاء خدا کا اتباع کیا اس شخص کی مثل ہو سکتا ہے جسنے غضب خدا کیطرف رجوع کی۔

لا والله ثم لا والله بیشک و شبہ حق کا اذعان کرنا منصفین کی شان ہے۔

اب ہم حسب وعدہ آپکے سامنے بعض وہ آیات و احادیث پیش کرتے ہین جو اصحاب رسول مین
ایک گروہ کے فضائل پر دلالت کرتی ہین کہ ان حضرات کی جلالت قدر پیش خدا کسقدر ہے
جسکی وجہ سے انکی توقیر و احترام انسے محبت کرنا۔ انکی رفتار و کردار سے حسن عقیدت رکھنا
واجب ہے فرق صرف اتنا ہے کہ اکثر لوگ مغالطہ کیوجہ سے انکو ہر اس شخص کی فضائل مین
وارد کر دیتے ہین جسکو اصطلاح محدثین مین صحابی کہتے ہین تاکہ ان فضائل مین معاویہ اور
اُسکے امثال بھی داخل ہو جائین لیکن جب مرد منصف جو اپنے آپکو حق کی پیروی اور اُسکے
اذعان کا پابند کرکے غور و تامل کریگا تو معاویہ اور اُسکے امثال کے لیے اس میدان مین کچھ حصہ
نہ پائیگا اور سمجھ لیگا کہ اُسکے اور اُن فضائل کے درمیان بعد المشرقین ہے پہلے آیات کو
لیجیے اُنمین سے ایک یہ آیت ہے کہ

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ	جو اُمتین ہدایت مردم کیلیے پیدا کیگئی تھین تم سب سے بہتر ہو نیکی کرنیکا حکم دیتے ہو اور بدی سے منع کرتے ہو

ابن عبد البر کہتے ہین کہ ابن عباس نے قول خداے عزوجل کنتم خیر امة اخرجت للناس کی
تفسیر مین فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہین جنہون نے حضرت محمد مصطفےٰ کے ساتہ ہجرت کی۔ پروردگار
عالم نے تمام امم سابقہ پر اس اُمت کی فضیلت ثابت کی اور شہادت خدا کی برابر اسبارہ مین
اور کوئی شہادت نہین ہوسکتی اور اسمین کوئی شک بہی نہین کہ خطاب مین اولًا تو صحابہ ہی
مقصود ہین اور وہی صدر نشین امت اور بہترین اُمت ہین اور یہ فضیلت اس اعتبار سے
ہی کہ اس امت کے مجموعہ کو باقی امتون کے مجموعہ سے لحاظ کیا جاے نہ اس اعتبار سے کہ
اس اُمت کا ہر فرد دوسری امتون کی ہر فرد سے بڑہا ہوا ہے کیونکہ اگر ایسا ہو تو لازم آتا ہی
کہ اس اُمت کا ہر فاسق و فاجر حواری حضرت عیسیٰؑ اور انبیاے بنی اسرائیل سے بہتر ہو
حالانکہ یہ اجماعًا باطل ہے اور جب افضلیت مجموعہ کے اعتبار سے ٹہری تو اس اُمت کے
وہ لوگ جو اہل شر اور ارباب کبائر ہین اس افضلیت سے خارج ہوگئے جیسے معاویہ اور
اُسکا بیٹا یزید اور اُنکے علاوہ اور بہت سے منافقین و اشرار- علاوہ برین خدا تعالی نے
جہت افضلیت کو اپنے قول تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر سے مقید کردیا
اور بلاشبہ معاویہ اور اُسکے مددگار اسکے خلاف ہین اسلیے کہ وہ جیسا کہ ہمنے پہلے بیان کیا
منکر (بدی) کا حکم دیتے اور معروف (نیکی) سے روکتے اور دوزخ کیجانب بلاتے تہے
قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ○ خدا انپر لعنت کرے وہ کدہر بہکے جلتے ہین۔

انہمین سے ایک یہ آیت ہے کہ

وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِىْ تَحْتَهَا الْاَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا

اور مہاجرین و انصار مین سے وہ لوگ جو سابقین اولین ہین اور وہ لوگ جنہون نے انکا نیکی کے ساتہ اتباع کیا اُنسے خدا راضی ہے اور وہ اُس سے راضی ہین اور خدا نے اُنکے لیے وہ باغ مہیا کر رکہے ہین جنکے نیچے نہرین جاری ہین وہ ہمیشہ

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ انمین رہینگے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔

پارہ ۱۱ سورہ توبہ

بار یتعالے نے اُن مہاجرین و انصار کے لیے جنتیں مہیا کین جو سابقین اولین ہین اور اُنسے راضی ہوا جیسا کہ اس آیت مین خبر دی اور اُن لوگون سے بہی جنہون نے نیکی اور احسان مین انکا اتباع کیا وہی سلوک کیا جو اُنکے ساتہ کیا تہا لیکن ہم پوچھتے ہین کہ کیا آپکے نزدیک معاویہ اور اُسکے پیرو احسان مین اُن (سابقین اولین) کا اتباع کرنیوالے ہین لا و اللہ وہ تو سابقین کے مسلک کے خلاف راستہ چلے اور راہ پائے شقاوت کو اختیار کرکے مرکب ہائے جور و ضلالت کی پیٹہہ پر سوار ہوے ہے ۵

سارت مشرقة وسرت مغربا شتان بین مشرق ومغرب

(وہ مشرق کیطرف کو چلی گئے اور مین مغرب کیطرف کو چلا آیا۔ کسقدر فرق ہے درمیان اُس شخص کے جو مشرق کیطرف جائے اور درمیان اُس شخص کے جو مغرب کی طرف جائے۔

اُنہین سے ایک یہ آیت ہے کہ

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ۝ پارہ ۱۵ سورہ کہف { اپنے نفس کو اُن لوگون کے ساتہ رکہہ جو اپنے پروردگار کو صبح و شام پکارتے ہین اور اُسکی رضا کا ارادہ کرتے ہین

بیہقی نے شعب الایمان مین اور ابن مردویہ اور ابو نعیم نے حلیہ مین حضرت سلمان سے روایت کی ہے وہ کہتے ہین کہ ایکبار عینیہ ابن بدر اور اقرع بن حابس جو مولفۃ القلوب مین سے تہے جناب رسول خدا کے پاس حاضر ہوے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ اگر آپ صدر مجلس مین بیٹہین اور ان لوگون اور ان کے جبون کے بو سے بچے رہین تو ہم آپکے پاس بیٹہینگے اور باتین بہی کرینگے اور کچہ حاصل بہی کرینگے پس خدا نے آیہ مبارکہ

وَاتْلُ مَا اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ (الے قولہ) اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا

نازل فرمایا جسمین وہ اُنکو دوزخ سے تہدید فرماتا ہے اور ابن جریر اور طبرانی اور ابن مردویہ نے

لہ اس سے انکی مراد حضرت سلمان۔ حضرت ابوذر اور فقرائے مسلمین تہے جو صوف کے جبے پہنے ہوتے تہے۔

عبد الرحمن ابن سہل ابن حنیف سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ جس وقت جناب رسول خدا اپنے بعض گھروں میں تھے تو آیت مبارکہ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ نازل ہوا تو حضرت اُنکو ڈھونڈھتے ہوئے نکلے پس ایک قوم کو ذکر خدا کرتے ہوئے پایا جنمیں شائر الراس (پریشان سر) خشک جلد اور صرف ایک کپڑا رکھنے والے لوگ موجود تھے جب حضرت نے اُنکو دیکھا تو اُنکے پاس بیٹھ گئے اور فرمایا۔

الحمد لله الذي جعل في امتي من امرني ان اصبر نفسي معهم — حمد اُس خدا کے لیے ہے جسنے میری امت میں ایسے لوگ قرار دیئے جنکے ساتھ مجھے ٹھہرنے کا حکم ہے۔

اور اُن میں سے ایک آیت یہ ہے کہ۔

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ — بیشک خدا مومنوں سے راضی ہوا جبکہ وہ درخت کے نیچے تجھسے بیعت کر رہے تھے
(پارہ ۲۶ سورہ فتح)

یہ لوگ بیعت رضوان والے ہیں جب ان لوگوں نے ابو سفیان۔ معاویہ اور اُن کے دونوں کے ساتھی کفار قریش سے مقابلہ کے لیے درخت کے نیچے موت پر بیعت کی تو خداوند عالم نے اُنکو اپنی رضا اور خوشنودی کے ساتھ مخصوص فرمایا۔ اور نبی کریم سے صحیح میں ثابت ہوچکا ہے کہ جن لوگوں نے تحت شجرہ بیعت کی انمیں سے کوئی شخص دوزخ میں نہ جائیگا اور انھیں سے ایک آیت یہ ہے کہ

لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصُرُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ أُولٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ — نیز یہ مال فی ہجرت کرنیوالوں میں کے ان فقیر و تنگدست کا حق بھی ہے جو اپنے گھروں سے نکالے گئے اور اپنے مالوں سے بھی الگ کئے گئے اور خدا تعالیٰ کے فضل اور اسکی خوشنودی کے خواستگار ہیں اور اللہ اور اسکے رسول کی نصرت کیے جاتے ہیں وہی تو سچے ہیں

وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ — (اور اُنکا حق بھی) جو ہجرت کرنیوالوں کے پہلے سے دار ہجرت میں مقیم اور ایمان پر قائم ہیں اور جو اُنکی طرف ہجرت کرکے آئے اُنسے محبت رکھتے ہیں۔

إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَالَّذِينَ جَاءُوا مِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ

پارہ ۲۸ سورہ حشر

اور جو کچھ ان ہجرت کرنیوالوں کو دیا جائے اسکی اپنے دلوں میں خواہش نہیں پاتے۔ اور گو انہیں خود ضرورت موجود ہو تاہم دوسرون کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہین اور جو شخص اپنے نفس کی حرص سے بچالیا جائے تو ایسے ہی لوگ تو (پوری پوری) فلاح پانے والے ہین۔ اور (انکا حق بھی ہے) جو ان مہاجرین و انصار کے بعد یہ عرض کرتے ہوئے آئے کہ اے ہماری پروردگار ہمارے (گناہوں) اور ہمارے بھائیون کے گناہوں کو جنہوں نے ایمان مین ہم پر سبقت کی ہے بخشدے اور ہمارے دلوں مین ایمان والوں کی طرف سے کوئی کینہ نہ رہنے دے اے ہمارے پروردگار تو بڑا مہربانی کرنے والا (اور) بڑا رحم کرنے والا ہے۔

خدا انکے لیے (مومنین) کہتا ہے کہ معاویہ اور اسکے ساتھی ان لوگو نمین نہین ہین جو بعد کو آئے اور اپنے اگلون کے واسطے طالب مغفرت ہوئے بلکہ معاویہ تو اسلامی پہلے مہاجر اور انصار سے قرابت انہین سے سب سے زیادہ قریب کی سب وشتم اور انپر انکی اہلبیت پر برسر منابر لعنت اور انسے جنگ وجدال اور بغاوت علی اللہ اور علی الرسول لیکر آیا وہ اور اسکا باپ اور اسکی اولاد زندگی بہر خدا اور رسول اور انکے اہلبیت سے لڑائی مول لیتے رہے خدا انسے وہی معاملہ کرے جسکے کہ وہ مستحق ہین۔ انہین سے ایک آیت یہ ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ۚ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ ۖ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا ۖ سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ۚ

محمد خدا کے رسول ہین اور وہ لوگ جو انکے ساتھ ہین کافرون پر سخت اور آپسمین مہربان ہین تو انکو رکوع سجود کرتے ہوئے دیکھیگا کہ وہ خدا کے فضل و خوشنودی کے خواہان ہین اور انکی پیشانیون پر سجدونکے آثار ہین

ان آیات مین خدا نے اصحاب رسولؐ کی اس امر مین توصیف فرمائی ہے کہ وہ آپسمین میل جول رکھتے اور کثرت سے رکوع و سجود کرتے ہین اور رضا جوئی آلہی کے لیے۔ پھر انسے اس صورت مین اجر عظیم و مغفرت فرمانے کا وعدہ بھی فرمایا ہے یہ سب اُن لوگون کی شان مین وارد ہوا ہے جو صلح حدیبیہ سے پہلے مسلمان ہوئے تہے اسلیے کہ یہ آیت جیسا کہ مفسرین نے ذکر کیا ہے اسی (صلح حدیبیہ) کے بعد نازل ہوئی اور معاویہ اور اسکا باپ اور اُسکے ساتھی اسوقت مین لات و عزی و ہبل کو سجدہ کرتے تہے سو یہی کفار ہین جنکو خدا نے حضرت محمد مصطفےٰ کے اصحاب کا ذکر کرکے غیظ دلایا جیسا کہ آیت مین مذکور ہے پھر بھلا یہ آیت اس شخص کو کیا نفع دیسکتی ہے جسنے اسکو ہر اُس شخص کے حق مین جسکا محمدؐ مین صحابی نام رکھدین وارد کیا ہے اور قول خدا وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ کے عموم کا مدعی ہے تاکہ کسیطرح یہ سرکش اسلام (معاویہ) اور اسکا گروہ بھی اس عموم مین داخل ہوجائے۔ یہ بات بعید از عقل ہے۔ انھین سے ایک آیت یہ ہے کہ

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِیِّ وَالْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ فِیْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ یَزِیْغُ قُلُوْبُ فَرِیْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَیْهِمْ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ

البتہ خدا نے نبی اور اُن مہاجرین و انصار کی توبہ قبول کی ہے جنھون نے تنگدستی کے وقت نبی کی پیروی کی ہے بعد ازان کہ ایک فریق کے دل نہین انکی طرف سے کجی تہی پھر خدا نے انکی توبہ قبول فرمائی وہ بیشک اُنپر مہربان و رحیم ہے۔

کوئی بھی اسکا مدعی نہین کہ معاویہ مہاجرین مین سے ہے یا انصار مین سے پس اسکو بلکہ انکی اس قبول توبہ مین کچھ بھی دخل نہین گو وہ جیش عسرت سے بھی ہو اسلیے کہ توبہ تو فقط مہاجرین و انصار کے واسطے واقع ہوئی ہے اور بس خدا کا یہ قول ہے۔

لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً

جنھون نے قبل فتح مکہ انفاق اور جہاد کیا یہ عام صحابہ کے برابر نہین بلکہ اُنکا درجہ ان لوگون سے بالا تر ہے

مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا طِ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَى طِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ	جنھون نے بعد فتح مکہ انفاق و جہاد کیا اور ہر ایک سے خدا نے نیکی کا وعدہ کیا اور خدا انکے اعمال سے باخبر ہے

متقاتلین کے دونون گروہ سے من جانب اللہ نیکی کا وعدہ کیا گیا ہے اور اسمین کوئی شک نہین کہ سابقین بالحسنی پر آتش دوزخ حرام ہے کیونکہ خدا تعالے فرماتا ہے۔
إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَى أُولَئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ اور معاویہ بالاتفاق انفاق و قتال کرنیوالو نمین سے نہ تہا نہ قبل فتح نہ بعد فتح لہذا اسکا اس وعدہ حسنی مین کوئی حصہ نہین اور اگر غزوہ تبوک مین اُسکا حضرت رسول خدا کے ہمراہ حاضر ہونا صحیح بھی مان لیا جائے تب بھی یہ بات دوسرے گروہ مین داخل ہوسکنے کو مفید نہین اسلیے کہ اس غزوہ مین سرے سے جنگ ہی نہین واقع ہوئی رہا اس شخص کا دعوے جو اس بات کا مدعی ہے کہ اس آیت مین انفاق و قتال کی قید اور دوسری آیت مین اتباع احسان کی قید کا کچھ مفہوم نہین ہے اور اس قید سے وہ شخص خارج نہین ہوتا جس کو یہ صفات حاصل نہ تہے پس یہ دعویٰ ساقط اور کلام الٰہی کے معانی سے بازی اور حق سے عناد و مکابرہ ہے رہین احادیث پس اُنکو ملاحظہ کیجیے اُنہین سے ایک وہ حدیث ہی جسکو شیخین (بخاری و مسلم) وغیرہ نے ابو سعید سے روایت کیا ہے کہ وہ کہتے ہین کہ خالد بن ولید اور عبد الرحمن بن عوف کے درمیان کچھ مناقشہ تہا خالد نے انہین گالی دی پس جناب رسالتمآب نے ارشاد فرمایا کہ

لا تسبوا اصحابی فلو ان احدکم انفق مثل احد ذهبا ما بلغ مد احدهم ولا نصيفه	تم لوگ میری صحابہ کو گالیان مت دو کیونکہ اگر تم مین سے کوئی کوہ احد کی برابر بھی سونا خرچ کرے تو اُنمین کی ایک کی مقدار مُد کی برابر بھی نہ پہنچیگا اور نہ نصف کی برابر

حافظ ابن حجر وغیرہ شارحان حدیث نے بیان کیا ہے کہ اسمین اسبات کی طرف اشارہ ہی کہ حضرت کے قول اصحابی سے اصحاب مخصوصین مراد ہین کیونکہ خطاب خالد اور انکے ساتھی

باقی صحابہ سے ممتاز حالانکہ یہ خود صحابی تھے) اور حدیث مذکور مین حضرت نے انہین لوگونسے خطاب فرمایا ہے اور یہ شل آیہ شریفہ لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل کے ہے اور اسی قسم کے بہت سے الفاظ احادیث مین وارد ہوے ہین جو سب اسی بات کیطرف اشارہ کرتے ہین کہ ان سے اصحاب مخصوصین مراد ہین بلکہ انکا عموم و شمول پر محمول کرنا ممکن ہی نہین پس ہم انکو بیان کرکے طول دینا نہین چاہتے اور یہ بات مخفی نہین ہے کہ جو فضیلت ان آیتون سے حاصل ہوئی ہے اُس سے معاویہ طاغیہ (سرکش) کہین بعید ہے منجملہ اُنکے ایک وہ حدیث ہے جسکو محاملی اور طبرانی اور حاکم نے حضرت سے بواسطہ عویمر بن ساعدہ روایت کیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا۔

ان الله اختارنی واختار لی اصحابا فجعل لی منهم وزراء و انصارا و اصهارا فمن سبهم فعلیه لعنة الله والملائکة والناس اجمعین لا یقبل الله منه یوم القیمة صرفا و لا عدلا	خدا نے مجھ کو اختیار و پسند کیا اور میرے واسطے میرے اصحاب اختیار کیے پس انھین سے بعض کو میرے وزیر و مددگار اور اصہار (داماد و خسر) قرار دیا پس جو انکو برا کہے اُسپر خدا کی اور ملائکہ اور انسانون کی لعنت ہے بروز قیامت خدا اُس سے توبہ قبول کریگا نہ فدیہ

لہ منجملہ ان امور کے جو اس امر کی تائید کرتے ہین کہ اصحاب سے جہان کہین اغلب اکثر احادیث مین انکا ذکر ہوا ہے اصحاب مخصوص مراد ہین جیساکہ عرف عام بھی اسی پر دلالت کرتا ہے۔ وہ روایت ہے جسکو علامہ ابن بابویہ قمی نے اپنی کتاب عیون اخبار الرضا مین اپنی اسناد سے روایت کیا ہے کہ احمد بن محمد طالقانی نے بیان کیا کہ مجھسے میرے باپ نے بیان کیا کہ خراسان میں جناب امام رضا کے زمانہ مین ایک شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق کا اسی طرح حلف کر دیا کہ معاویہ اصحاب رسول مین سے نہین ہے پس تمام فقہا نے اسکی طلاق ہو جانے کا فتوے دیدیا آخر مین جناب امام رضا سے دریافت کیا گیا تو حضرت نے طلاق کے صحیح نہ ہونے کا فتوے دیا۔ جسپر تمام فقہا نے اس مضمون کا رقعہ لکھکر حضرت کی خدمت مین بھیجا کہ اے فرزند رسول آپنے کہان سے فرما دیا کہ طلاق صحیح نہین ہے حضرت نے انہین کے رقعہ پر تحریر فرمایا کہ مین نے تمہاری ہی روایت سے بیان کیا ہے جو ابو سعید خدری سے منقول ہے کہ حضرت نے فتح مکہ کے وقت مسلمان ہونے والوں سے

اسمین کوئی شک نہین کہ اس حدیث مین اصحاب و اصہار سے بفرض صحت حدیث اصحاب
و اصہار مخصوصین مراد ہین اور صحبت کے معنی لغوی نہین اسلیے کہ اگر وہ مراد ہونگے تو اسمین
بہت سے منافقین اور اہل کبائر داخل ہوجائینگے اور اصہار مین حی ابن اخطب اور
دیگر مشرکین و فساق بہی داخل ہوجائینگے۔ پس اصحاب سے وہی لوگ مراد ہونگے جنہون
نے حضرت کی نصرت کی۔ اُنکا بوجہ بٹایا۔ اُنکے ساتہ جہاد کیا اور احسان مین متابعت کی
جیسا کہ اور دیگر احادیث مین ہے اور اصہار سے بہی اشخاص مخصوصین مراد ہین جنمین حی بن
اخطب۔ معاویہ اور اُس (معاویہ) کا باپ اور زمعہ اور اُنکی امثال داخل نہین ہوسکتے
چنانچہ حدیث مین بہی جو لفظ اختیار وارد ہے اسمین بہی اسی مطلب کیطرف اشارہ ہے
اور پہلا وہ شخص جسپر اس حدیث کی وعید صادق اور منطبق ہوتی ہے وہ معاویہ۔ عمرو اور ان
دونون کے اعوان و انصار ہین اسلیے کہ یہی دونون وہ شخص ہین جنہون نے سب و شتم کا
باب مفتوح اور اسکا اعلان کیا پس بلاشبہ اُنہون نے ایسے شخص کی سب و شتم اختیار کی
جو تمام صحابہ سے اسلام مین سابق اور مصاہرت مین اشرف اور اعانت نبی مین سب سے
زیادہ قوی تہے بلکہ اُنکے ساتہ حضرت امام حسنؑ۔ حضرت امام حسینؑ۔ ابن عباس۔ عمار یسعد
اور قیس بن سعد وغیرہ پر بہی سب و شتم کے مرتکب ہوے اور جس نے ان لوگون پر سب و شتم
اور لعنت کی اُسپر خدا و ملائکہ اور تمام انسانون کی لعنت ہے اور منجملہ اُن کے ایک وہ حدیث
ہی جسکو بزار نے بروایت ابو سفیان جابر سے نقل کیا ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا کہ

اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اھدیتم	میرے اصحاب ستارہاے آسمان کی مانند ہین انمین سے جس کی تم اقتدا کروگے ہدایت پاؤگے۔

ابن عبد البر نے کہا ہے کہ وہ ایسی اسناد ہے جس سے کوئی حجت قائم نہین ہوسکتی اس لیے کہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) جب وہ حضرت کے سامنے کثرت سے جمع ہوے تو ارشاد فرمایا کہ انتم خیرۃ و اصحابی خیرۃ ولا ہجرۃ بعد الفتح (یعنی ہجرت کو باطل فرمایا اور ان لوگون کو اپنا اصحاب نہین قرار دیا۔ راوی کہتا ہے کہ تب تمام غفار نے حضرت کے قول کی طرف رجوع کی ۱۲۔

مخرث بن غصین مجہول ہے اور اُس نے یہ بھی کہا کہ وہ محمد بن ایوب رقی سے منقول ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ابو بکر احمد بن عمر بن عبد الخالق بزار نے کہا کہ ہمنے علماء و محدثین سے سُنا ہی کہ اس روایت کا حال دریافت کیا جسکو عامہ نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ انما مثل اصحابی کمثل النجوم (اسکے سوا نہیں کہ میرے اصحاب کی مثال ستارون کی سی ہے) یا اصحابی کالنجوم فبایھا اقتدوا اھتدوا۔ (میرے اصحاب ستارونکی مانند ہین کہ جس ستارہ سے بھی اقتدا کرو ہدایت پاؤگے) اُنھوں نے جواب دیا کہ یہ کلام نبیؐ سے صحیح و ثابت نہین اسکو عبد الرحیم نے اپنی باپ سے اور اُس نے ابن عمر سے روایت کیا ہے اور یہ حدیث عبد الرحیم بن زید کیطرفسے ضعیف ہے اسلیے کہ اہل علم نے اسکی حدیث کی روایت کرنے سے سکوت کیا ہے اور مضمون کلام بھی منکر (نا درست) ہے حالانکہ نبیؐ سے باسناد صحیح روایت ہے کہ

علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین بعدی فعضوا علیھا بالنواجذ	تمپر میری سنت اور میرے بعد کے خلفاء راشدین کی سنت[1] پر عمل کرنا لازم ہے پس اسکو اپنے دانتوں سے خوب مضبوطی سے پکڑو۔

حضرتؐ کا یہ کلام حدیث عبد الرحیم سے بشرطیکہ وہ ثابت ہو جائے تو معارض ہے چہ جائیکہ وہ ثابت ہی نہین ہوئی حضرت رسول خدا اپنے اصحاب کے درمیان اختلاف ہرگز جائز و مباح نہین رکھہ سکتے واللہ اعلم۔ ابن عبد البر کہتا ہے کہ بزار کا یہ آخر کلام ہے پھر کہتا ہی کہ ابن شہاب خیاط نے بروایت ابن عمر نقل کیا ہے کہ جناب رسولخداؐ نے فرمایا کہ۔

انما اصحابی مثل النجوم فایھم اخذتم بقولہ اھتدیتم	میرے اصحاب مثل ستارون کے ہین اُن میں سے جس کا قول تم لیلوگے ہدایت پاؤگے۔

---

[1] صاحب نصائح کافیہ کہتے ہین کہ جناب امیر المومنین علی بن ابیطالبؑ کے خلفاء راشدین مین افضل ہونے مین کسی عالم کو شک نہین ہے لہذا انکی سنت کا اختیار کرنا مامور بہ ہوگا۔ اور حضرت کی سنت مین سے معاویہ اور

اور یہ صحیح نہین ہے مین کہتا ہون کہ اس حدیث مین جو ضعف و نکارت (نامناسبت) ہی
وہ تو آپکو معلوم ہی ہوچکی اور بر فرض صحت بہی یہ اسیوقت مستقیم ہو سکتی ہے کہ جب اس حدیث
مین اصحاب سے وہ علماء مراد ہون جنہون نے خود حضرت رسول خدا کے کلام کو روایت کیا ہو
نہ وہ علماء جو اجتہاد و رائے کو نقل کرتے ہون اسلیے کہ اجتہاد کبہی ٹہیک ہوتا ہے کبہی غلط اور مخطی
(خطا کرنے والے) کی اقتدا یقیناً جائز نہین اور آنحضرت جاہلون کی اقتدا کا کبہی حکم نہین دے سکتے
جیسا کہ حدیث انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی ابداً کتاب اللہ و
عترتی اہلبیتی مین کہا گیا ہے کہ اس حدیث مین اہل بیت سے مراد علماء اہلبیت ہین
پس اسیطرح یہان بہی علماء اصحاب مراد ہون گے اور معاویہ کو یہان پر کچہہ دخل نہوگا اسلیے
کہ وہ نہ علماء دین سے ہے نہ احکام شریعت کے بیان کرنیمین وہ قابل اعتماد ہے۔ بخاری
و ترمذی نے حضرت عائشہ سے نقل کیا ہے کہ جناب رسولخدا نے فرمایا ما اظن فلاناً و
فلاناً یعلمان من دیننا شیئاً (میرا گمان نہین ہے کہ فلان فلان ہمارے دین سے کچہہ بہی
واقفیت رکہتے ہون) حاصل کلام یہ ہے کہ اس قبیل کے معنا مین آیات مذکورہ اور احادیث
عامہ مین نظر سے گذرین یا اور احادیث جو انکی مثل ہین جیسے کہ حضرت کا یہ ارشاد کہ حق تعالے
اہل بدر پر مطلع ہوا الخ وغیرہ یہ سب انجام بخیر ہونے اور آخر وقت تک مستقیم رہنے کے ساتہ
مشروط ہین کیونکہ یہ جائز نہین کہ کوئی حکیم کسی مکلف غیر معصوم کو یہ خبر دے کہ اسپر کچہہ عقاب
نہین۔ جو چاہے سو کرے پس طالب حق کو اس سے باخبر رہنا لازم ہے اور جبکہ کوئی مرد منصف
ان تمام فضائل کا احاطہ کریگا جنکی وجہ سے اصحاب نبی کو فضیلت ثواب اور مرتبہ بلند کا
استحقاق حاصل ہوا ہے تو معاویہ اور اُسکے ہمراہیون کو ان فضائل سے بالکل خالی پائیگا اور بہت
بعید پائیگا اور جناب علی مرتضے کو حضرت کے تمام اصحاب مین زیادہ بہرہ مند اور خوش قسمت
پائیگا۔ اب اس مادہ مین ہم علامہ مسعودی علیہ الرحمہ کی اُس تقریر کو وارد کرتے ہین جو انہون نے

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ اُس کے ساتہیون پر لعنت کرتا ہی ہے ۱۲۔

اس مقام پر کی ہے وہ کہتے ہین کہ وہ امور جنسے اصحاب رسولؐ فضیلت کے مستحق ٹھہرتے ہین سبقت ایمان - ہجرت - رسول اللہ کی نصرت - آنحضرت سے قرابت قریبہ - قناعت رسولؐ کے واسطے جان سپاری - قرآن وتنزیل کا علم - راہ خدا مین جہاد کرنا - زہد - ورع قضا - حلم فقہ وعلم ہین اور ان سب فضائل مین حضرت علیؑ مرتضےٰ ہی کو حظ وافر اور نصیب کامل حاصل ہے حتے کہ بعض باتون مین تو وہ منفرد اور اپنے آپ ہی اپنی نظیر ہین جیسے کہ جناب رسولخدا کا اصحاب کے درمیان مواخاۃ قایم کرتے وقت ارشاد فرمانا کہ انت اخی (تو دنیا وآخرت مین میرا بھائی ہے) حالانکہ حضرت رسول خدا کا کوئی مقابل ومماثل نہین - اور جناب رسولخدا کا حضرت علیؑ کے متعلق آپ یہ ارشاد فرمانا کہ

انت منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی } تمہاری منزلت مجھسے وہی ہے جو ہارون کو موسے کے ساتھ تھی صرف فرق یہ ہو کہ میرے بعد کوئی نبی نہین ہے

اور حضرت کا یہ ارشاد کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ (جسکا مین آقا ہون علیؑ بھی اُسکا آقا ہے خدایا جو علیؑ کو دوست رکھے تو اُسے دوست رکھنا اور جو اُسے دشمن رکھے تو اُسے دشمن رکھنا) پھر حضرت کا اُنکے حق مین یہ دعا فرمانا جبوقت کہ انس نے حضرت کے سامنے ایک طائر کا کباب پیش کیا

اللھم ادخل الی احب خلقک الیک یاکل معی من ھذا الطائر } خدایا میرے پاس اسوقت تو اپنی مخلوق مین سے ایسے شخص کو بھیجدے جو تجھے سب سے زیادہ محبوب ہے جو میرے ساتھ اس پرند کو کھانے مین شریک ہو

اس دعا کے ساتھ ہی حضرت علیؑ آگئے تا آخر حدیث - پس یہ امور اور انکے سوا اور فضائل حمیدہ اور خصائل پسندیدہ جو دوسرون مین متفرق ہوکر پائے گئے ہین انمین مجتمعاً پائے جاتے ہین اور ہر ایک کے لیے متقدمین ومتأخرین سے کچھ فضائل ہین اور حضرت رسولخدا وقت وفات تک انسے راضی رہے اور ایمان مین انکے ظاہر باطن کے موافق ہونیکی خبر دیتے رہے اور قرآن مین بھی یہی مضمون نازل ہوا اور وہ انمین بعض بعض کو دوست رکھتے تھے - انتے بجز وفہ اور خزیمہ

بن ثابت انصاری ذو الشہادتین نے حضرت علیؑ کے حق مین کیا خوب کہا ہے ؎

کل خیر یزینھم فھو فیہ ۔ ولہ دونھم خصال تزینہ

ہر وہ نیکی جو اصحاب رسولؐ کیلیے باعث زینت ہے وہ سب علیؑ مین موجود ہے ۔ اور انمین انکی علاوہ خصائل بھی جو دیگر صحابہ مین نہین وہ ان کیلیے باعث زینت ہین

اور اُسکا حضرت کے حق مین یہ قول ہے ؎

صھر النبی وخیر الناس کلھم ۔ وکل من رامہ بالفخر مفخور

حضرت علیؑ جناب رسولخداؐ کے داماد اور سب لوگونسے بہتر ہین جو شخص بھی ابکی فخر انکی طرف قصد کرے وہ مغلوب ہوجاتا ہے

اور ابوالفتح نے بھی اسی مطلب کو نظم کیا ہی ۔ استیعاب مین ان ابیات کا تذکرہ ہے ؎

من فیہ ما فیھم لا یمترون بہ ۔ ولیس فی القوم ما فیہ من الحسن[۱]

(علیؑ وہ شخص ہین جنمین وہ سب نیکیان موجود ہین جو اور ونمین پائی جاتی ہین جسمین کسیکو شک و شبہ نہین اور قوم مین وہ تمام نیکیان موجود نہین ہین جو حضرت مین موجود ہین)

صفی حلی نے حضرت کے بارہ مین کیا خوب کہا ہی ؎

انت نفس النبی والصنو وابن العم ۔ والصھر والاخ المستجاد

لو رای مثلک النبی لاخا ۔ ہ والا فاخطاء الانتقاد

(اے علیؑ تم نفس نبیؐ انکے بھائی چچا کے بیٹے داماد اور برادر مطیع ہو اگر تمسا کوئی اور انکو ملتا تو وہ بیشک اُسے اپنا بھائی بناتے ورنہ (معاذاللہ) نبی کی تنقید (پرکھ) مین غلطی ماننی پڑیگی

[۱] بیضاوی نے اس بیت کو حسان بن ثابت کیطرف اور جناب شیخ مفید نے ان اشعار کو ارشاد مین خزیمہ بن ثابت انصاری ذو الشہادتین کیطرف منسوب کیا ہے اور صاحب مناقب نے عباس بن عبد المطلب کی طرف اور بعض مین ہو کہ یہ بیت فضل بن عباس لہبی کی ہے جسوقت کہ حضرت ابوبکر سے بیعت خلافت کی گئی ہے اُسوقت اُس نے جو ابیات کہے تھے انھین سے یہ بیت بھی ہے اور انکا مطلع یہ اشعار ہین ؎

ما کنت احسب ھذا الامر منصرفا ۔ عن ھاشم ثم منھا عن ابی حسن

من فیہ ما فیھم من کل صالحۃ ۔ ولیس فی کلھم ما فیہ من حسن

الیس اول من صلی لقبلتکم ۔ واعرف الناس بالقرآن والسنن

واقرب الناس عھدا بالنبی ومن ۔ جبریل عون لہ فی الغسل والکفن

ماذا یردکم عنہ فنعرفہ ۔ ھا ان بیعتکم من اغبن الغبن

مجھے ہرگز خیال نہ تہا کہ یہ امر حکومت بنی ہاشم سے ہٹ جائیگا ۔ پھر انمین بھی ابوالحسن جیسے شخص سے جنمین ہر ایک وہ نیکی موجود ہے جو اور ونمین ہے اور جو انمین خاص نیکیان ہین وہ ان سب مین کسیمین بھی نہین ہین

اور کتاب قصص الحق فی مدح خیر الخلق مین بہی اسی مضمون کے یہ اشعار ہین سہ

ان یکن فی فتی من صحبۃ شرف	سا مرؤان علیا فیہ ما فیہ
(اور اگر کبہی ایک مرد کو اصحاب رسول ہونیکا کچہ شرف حاصل ہو	تو علی مرتضیٰ مین وہ شرف ہے جو انہین کیساتہ مخصوص ہی)
کم للقرابۃ من فضل ومن شرف	وللصحابۃ من نیل ید انیہ
(قرابت کے لیے بہت سے فضل وشرف ہین	اور صحبت رسولؐ مین بہی بڑی منزلت ہے جو قرابت قریبہ ہے)
کفاطم وسلیلیہا کذاک بنا	ت الطہ طین کما طابت ذراریہ
(جیسے جناب سیدہ اور انکے دونون فرزند	اسیطرح حضرت کی باقی صاحبزادیان پاک پاکیزہ تہین جیسطرح اولاد طاہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

آخر مین ہم کہتے ہین کہ بیشک صحبت آنحضرتؐ ایک شرف عظیم وفخر جسیم ومرتبہ سامیہ ومنزلت عالیہ ہے مگر تمام اصحاب اس شرف مین یکسان نہین بلکہ باعتبار تفاوت مراتب باہم متفاوت ہین جسنے جس درجہ حق صحبت کو ادا کیا اور حسن سلوک پر عمل پیرا ہوا وہ اسی درجہ پر فائز ہوا جسکا وہ مستحق ہے خدا تعالےٰ نے اپنے رسولؐ کے اجلال واکرام کی غرض اور حضرت کے مقام عالی اور صحابہ کو دوست رکہنے اور صحابہ کے حضرت کو دوست رکہنے کے باعث ان صحابہ کی محبت وتوقیر سب پر واجب فرمائی ہے اور اسمین کوئی شک نہین کہ یہ حضرات جو آنحضرت سے محبت رکہتے تہے اسکا باعث اور منشا حضرت کا انکو ہدایت فرمانا اور ضلالت وگمراہی سے بچانا تہا اور یہ بات بہی بدیہیات اولیہ مین سے ہے کہ خدا اور رسولؐ کا انسے محبت کرنا صرف ان لوگون کی اوامر ونواہی مین اطاعت وفرمانبرداری کرنے کی وجہ سے تہا لہذا جب کوئی شخص انمین سے خدا ورسولؐ کی مخالفت وعصیان کریگا کبائر کا مرتکب اور معصیت پر مصر ہوگا تو

بقیہ ترجمہ صفحہ گذشتہ) کیا وہ پہلے وہ شخص نہین ہین جنہون نے تمہارے قبلہ کی طرف سب سے پہلے نماز پڑہی اور سب سے زیادہ عارف قرآن وسنت جناب رسول خدا سے زیادہ قریب العہد - اور وہ شخص کہ جناب رسالتمآب کے غسل دینے اور کفن پہنانے مین جبرئیل امین ان کے مددگار رہے ۱۲-

(وہ کیا بات ہے جو تمکو ان کی طرف سے روکتی ہے - ہم بہی تو پہچانتے ہین - خبردار ہو کہ یہ تمہاری جہالت سب سے بڑی زیانکاری ہے ۱۲

اُس نے اس فعل کو ترک کر دیا جو خدا اور رسولؐ کی محبت کرنے کا سبب تھا اسلیے کہ رسول خدا ایسے لوگون سے آشتی و صلح کو تجویز نہین فرما سکتے تھے جو خدا کی دشمنی اور نافرمانیکا مرتکب ہو۔ گو وہ حضرت کی اولاد ہی مین سے کیون نہو چہ جائیکہ اصحاب مین سے ہو۔ اب جسطرح کہ حضرت اس شخص کی محبت مین تقصیر نہین فرماتے جو موالی خدا اور اُسکا مطیع ہو اگرچہ از روی نسب و قرابت وہ کیسا ہی بعید کیون نہوتا۔ کیا آپکو معلوم نہین کہ حضور انور حضرت سلمان فارسی اور ابوذر غفاری وغیرہ سے کیسی محبت فرماتے تھے۔ اس مقام پر صاحب بن اسمعیل بن عباد کافی الکفاۃ نے کیا خوب فرمایا ہے

لعمرك ما الانسان الا بدينه ۔۔۔ فلا تترك التقوى اتكالا على النسب

فقد رفع الايمان سلمان فارس ۔۔۔ وقد وضع الشرك الشريف ابا لهب

(انسان کو جو شرف و بزرگی حاصل ہوتی ہے وہ فقط دین کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے پس شرافت نسب پر اعتماد کرکے تقوے و پرہیزگاری کا ترک کرنا جائز نہین ہے ایمان ہی نے حضرت سلمان فارسی کو رفیع الشان بنا دیا اور شرک نے ابولہب کو باوجود شرافت نسب کے پست مرتبہ کر دیا) ترجمہ ہم پس ہمارا فرض ہے کہ حضرت کے دوست کی محبت اور اُس کی توقیر اور احترام مین امر حضرت کی حفاظت و پاسداری کرین اور ہمین اس بات سے کوئی چارہ نہین ہے کہ ہم اعداء خدا اور رسولؐ کی دوستی سے عدول کرین اور دشمن خدا و رسولؐ کی محبت سے اجتناب و پرہیز کرتے رہین اور اس سے تبرا و بیزاری اختیار کرین گو وہ ہمارا باپ اور بھائی یا دوست ہی کیون نہو اور اپنے دلدہی ایسے لوگون کی محبت مین خواہش نفس اور تعصب کو مسلط نہ ہونے دین تاکہ اس فعل سے ہماری حق مین ایمان خالص راسخ ہو جائے جیساکہ کتاب خدای عزیز مین بتکرار بیان ہوا ہے اور احادیث کثیرہ اس بارہ مین وارد ہین اور جو شخص ایسا نہو پس اُسکو اپنے نفس کو ایمان مین متہم جاننا لازم ہے خدایا تو ہمارے ظاہر باطن سے خوب واقف ہے بخدا اگر اصحاب ساتھ بے سبب بارہ مین حضرت کا پاس و لحاظ و رعایت عہد و حفاظت ادب اس امر مین ہوتی کہ ہم ان لوگون سے جو مخالف خدا و رسولؐ اور حضرت کے بعد بدعات سیئہ کا ارتکاب کرنیوالے کی عداوت و بغض کر

باز رہین تو ہم ہرگز ہرگز نہ انمین کسی سے عداوت کرتے نہ بغض رکھتے اگرچہ اسپر ہماری گردنین مار دیجاتین اور ہمارے تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے جاتے اور اگر ایسے صحابہ کی بدعتوں سے چشم پوشی اور برائیوں کی زبان سے تاویل کرنا ہمارے لیے جائز ہوتا جنکی بدعتوں اور برائیوں کا علم ہوچکا ہے اور پیش خدا کچھ بھی مفید ہوتا یا کم از کم ہم اُسکے نزدیک معذور ہی سمجھے جاتے تو ہم بلا شبہ ہر ایک برائی کے لیے تاویل پیدا کرتے اور جو شخص اسپر کاربند ہوتا اس سے ہاتھوں ہاتھ مصافحہ کرتے لیکن بھلا یہ کسکا جگر ہے جو اسپر جرأت کرے درانحالیکہ آیات قرآنیہ اور احادیث رسولؐ اس سے ممانعت کرتی ہوں۔

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ۝	کیا وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے بینہ اور شاہد رکھتا ہو ان لوگوں کی مثل ہوجائیگا جنکے لیے انکی بداعمالی مزین کردیگئی ہے اور انھوں نے اپنی خواہشہائے نفسانیہ کی پیروی کی ہے

- پارہ ۲۶ سورہ محمدؐ

اور یہ امر بھی غباوت بلکہ عناد میں داخل ہوگا کہ محض حرمت صحبت کی وجہ سے ہر ایک گناہ کبیرہ سے ہم چشم پوشی کریں اسمین شک نہیں کہ صحبت رسولؐ کے لیے حرمت عظیم ہے جسے ہم مانتے اور اپنے بچوں اور عورتوں کو تعلیم کرتے ہیں۔ لیکن یہ شرف انہیں قیود آخر عمر تک اطاعت خدا اور رسولؐ سے مقید ہے جو پہلے بیان کر آئے۔ کیا آپکو نہیں معلوم کہ کعبۃ اللہ اور مسجد کی بھی ایک حرمت ہے اور اسکی حرمت میں یہ بھی داخل ہے کہ اسکے دربانوں اور خدام اور اسکے اندر داخل ہونیوالوں کی بھی حرمت و عزت کیجائے لیکن اگر انمین کوئی اندر پیشاب کردے یا عمداً پاخانہ پھیر دے یا اسکا موذن یا امام اسمین جا کر نمازیوں کے کپڑے اور اسباب چرا لے جائے تو حرمت کعبہ و مسجد کا کچھ بھی اثر اسکے واسطے باقی نہیں رہ سکتا بلکہ ان دونوں مقام متبرکہ سے اُسکا نکالدینا اور دفع کردینا واجب ہوگا اور انکی اندر باہر اسکی توہین لازم ہوگی اور جو شخص یہ گمان کریگا کہ ایسے حرکات نازیبا کے بعد بھی حرمت خانہ کعبہ و مسجد کیوجہ سے ہمپر اس کا احترام و اکرام لازم ہے تو یا تو وہ غباوت و حماقت و سفاہت کے انتہائی درجہ پر فائز ہے

یا اشد مراتب عناد و عداوت اور متابعت نفس کا پیرو ہے۔

تنبیہ - اکثر کتب خصوصًا مولفات شیخ ابن حجر ہیثمی مین انکے پڑھنے والونکو ہر اس شخص کی
نسبت جو صحابہ مین سے کسی کو برا کہے یا انکی تنقیص کرے یا اُنسے بغض رکہے شدید وعید و تہدید
نظر آئینگے اور آپ ملاحظہ فرمائینگے کہ یہ لوگ اسکے ضمن مین پے درپے ان آیات قرآنیہ اور احادیث
نبویہ اور اقوال سلف کو نقل کرتے ہین جنمین صحابہ کی فضیلت اور انکی علو مقام کا ذکر ہے اور
اور اس طریق سے یہ وہم پیدا کرتے ہین کہ ان آیات و احادیث مین صحابہ سے کل وہ لوگ
مراد ہین جو صحبت نبی مین حالت ایمان مین رہے اور اسی حالت مین قضا کی جیسا کہ راویان
حدیث کی اصطلاح ہے، تاکہ ان مراتب و فضائل مین وہ لوگ بہی داخل و شامل ہوجائین جو
انکے اہل نہ تہے جیسے کہ معاویہ - عمرو - بسر - ولید - حکم اور انکے اشباہ و امثال اور اس
فعل سے انکی غرض اپنے مذاہب فاسدہ کی نصرت اور مقلدین کی متابعت حاصل کرنا ہی
پہر آپ دیکھین گے کہ جو شخص انکے اقوال اور اصطلاح کی مخالفت کرے اسپر وہ بدعتی اور گمراہ
اور خارج از دین ہونیکا الزام دہرتے ہین اور بد انجامی و سوء عاقبت اور دعوائے عذاب و
ہلاکت سے ڈراتے ہین - انکی یہ بات بکثرت مشہور ہے - اسی کی طرف لوگونکو دعوت کرتے ہین
اور اپنے ساتھ ملاتے اور اپنی متابعت کی ترغیب دلاتے ہین اس گمان سے کہ انکے عندیہ مین
یہ امر دین کی خیرخواہی مین داخل اور سید المرسلین کی حرمت و پاسداری کی حفاظت ہے۔ اور
ہم کہتے ہین کہ خدا و رسول ص و بزرگان صحابہ و علماء امت محمدیہ کیطرف سے تعظیم و توقیر اصحاب
اور انکے فضائل کے اقرار اور انکے ان حقوق کی معرفت کے متعلق جو انکو رسول کا ساتہ دینے
اور دین کی نصرت و یاری کرنے اور اسکو اپنے بعد والونکو پہنچانے کے سبب سے اُنپر
ثابت اور محقق ہوئے ہین جو کچھ بہی وارد و صادر ہوا ہے - انکو برضا و رغبت سمعًا و طاعتًا
قبول کرتے ہین - مگر ہم ان مولفین کے اقوال کو بغیر جانچ اور پڑتال کے محض سرسری نگاہ سے
نہین دیکہتے - جیسا انکا قاعدہ ہے اور عنان کلام کو بغیر رعایت خطا و صواب اس کے

سمجھتے ہے پر نہین چہوڑ دیتے جیسا کہ اُنہون نے چہوڑ رکہا ہے اور کہرے کہوٹے کو ایک ہی سانچے مین
نہین ڈہالتے جیسا کہ اُنہون نے ڈہالا ہے اور ادنے و اعلےٰ کو خلط و ملط نہین کرتے جیسا کہ اُنہون
نے کیا ہے اور دلائل خاص کو دلائل عام کے مقام پر اور مقید کو مطلق کی جگہہ جاری کر کے لوگون کو
دہوکا نہین دیتے تاکہ حق و باطل اور صحیح و فاسد مین اختلاط ہو کر امتیاز نہہ سکے بلکہ ہم کتاب خدا کے
ہر آیت اور احادیث رسولؐ سے ہر حدیث مین اسکے حقیقی مدلول کا تفحص اور اسکے مجمل کی تفصیل
اور اسکے عام و خاص کی تحقیق کرتے ہین اور جن لوگون مین وہ آیت یا حدیث وارد ہوئی ہو اُنکی
تنقیح اور اسکے اسباب نزول کی تلاش کرتے ہین پہر ہم حضرت کے اصحاب مین سے ہر ایک کے
ساتہ وہی معاملہ کرتے ہین جو اُن دلائل سے ثابت ہوتا ہے - مثلاً کسیکا بلند مرتبہ اور کسیکا
پست درجہ ہونا اور کسی کی محبت کا لازم ہونا اور کسی سے بیزاری کا واجب ہونا یہ اسلیے کہ حکم خدا و
رسولؐ پر ہمین پورا یقین و اذعان ہے - پس بنا بر علے ہذا جو حکم بعینہ کسی ایک شخص کے حق مین
وارد ہوا ہے ہم اُسمین اسکے سوا دوسرے کو شریک نہین کرتے اور جو حق مہاجرین و انصار مین آیا ہے
اسکو انکے غیر کے لیے واجب نہین کرتے اور جو حکم کہ سابقین اولین کے بارہ مین ثابت ہوا ہے اسکو
طلقا یعنی جو بعد گرفتاری از روی احسان آزاد کر دیئے گئے، اور انکے امثال کے بارہ مین نہین جاری کرتے
اور جو فضائل کہ جہاد کرنیوالون کے حق مین وارد ہوئے ہین ایسے لوگون کے لیے ثابت نہین کرتے
جو جہاد کے وقت گہر مین بیٹہے رہے ہون اور جو لوگ اپنے مال کو راہ خدا مین صرف کرتے تہے
انکے مخصوص فضائل کو وہ لوگ نہین پا سکتے جو بخیل ہین علاوہ برین ہمارا یہ بہی اعتقاد ہے کہ
باقی صحابہ کے لیے بہی حضرت کے دیکہنے اور پاس بیٹہنے اور انکے ساتہ اقتدا کرنے کے سبب سی
بہت بڑی بزرگی حاصل تہی اور ہم سب کا احترام اور کل کی تعظیم کرتے ہین اور سوائے ان لوگون کے
جنکو خدا اور رسولؐ نے مستثنے کیا ہے - اور اُنہون نے اپنی بد اعمالیون سے شرف صحبت کو
باقی نہین رکہا اور کسی کو مستثنے نہین کرتے جیسے کسی کا مرتد منافق ہونا یا دین سے خارج ہو جانا
یا کسی بدعت کا مرتکب ہونا یا کسی گناہ پر اصرار کرنا اسلیے کہ ان لوگون نے ایسے امور کی پیروی کی ہے

جو خدا و رسول کی نا راضی اور انکی نیکیون کے ضایع ہو جانیکا سبب قرار پاتے ہین - پس خدا نے
انکے اعمال حبط فرمایے اسی کے متعلق ہمین ایسے آیات و احادیث ملتے ہین جنکی معانی صاف اور
ظاہر ہین اور جنکی دلالت روشن و واضح ہے جنمین کا ایک کافی حصہ ہمنے اس رسالے کے متفرق مقامات
مین بیان کر دیا ہے - انکے متعلق ہم خدا کی تصدیق اور اسکے امر کا امتثال کرتے ہین اور اسکے احکام
کا اتباع کرتے ہین اور اسکا معارضہ نہین کرتے ہین نہ اسکی کسی بات پر اعتراض کرتے ہین نہ دور
از کار تاویلون سے چہرہ ہاے معانی کو بگاڑتے ہین نہ انکو احتمالات بعیدہ اور زشت و بیہودہ
تفسیرون کیطرف پھیر کر اپنی خواہش نفس کے مطابق بناتے ہین حق بات مین ہمکو کسی ملامت
کنندہ کی کچھ پروا نہین ہوتی اور اظہار صدق مین شبہ باطل ہمکو اپنی جگہہ سے نہین ہلاتا اور تعصب
کرنیوالون احمقون کے غضب کا ہمپر خوف ہوتا ہے اور نہ سفیہ و بیوقوف مقلدون کی رد و قدح کا
ہمکو ڈر لگتا ہے کیا اسکی نسبت جو مومنین کے پیشواؤن مین افضل و بہتر ہے یہ نہین کہا گیا -
یَا اَیُّهَا الَّذِیْ نُزِّلَ عَلَیْهِ الذِّکْرُ اِنَّکَ لَمَجْنُوْنٌ ۔ اے وہ شخص جسپر قرآن نازل کیا گیا ہے تو ضرور دیوانہ ہے
یہان ہم طالبان حق سے کہتے ہین کہ آپکو علما کی ان دھمکیون سے نہ ڈرنا چاہیے جنہین انہون نے
اپنی کتابون مین لکھا ہے جبتک کہ کتاب خداے رب العالمین اور سنت نبی صادق و امین [illegible]
موجود ہے انہین دونون سے پہچان سکتے ہین کہ دونون فریق مین کون فریق استحقاق امن رکھتا ہے
اور انہین دونون سے جزم و یقین ہو جائیگا کہ ہدایت و ضلالت اور سنت و بدعت نہ انکے گروہ کے
اقوال پر موقوف ہے نہ انکی ان تاویلات اور حیلہ بازیون کو لازم ہے جنسے وہ اپنے مقتدین
(پیشواؤن) کے اقوال کی نصرت کرتے ہین بلکہ ہدایت درحقیقت ہدایت محمد و آل محمد ہے اور
سنت وہی ہے جسپر وہ حضرت اور انکے اصحاب با صفا قائم تھے اور ضلالت و بدعت وہ فعل ہے
جو حکم کتاب عزیز کے مخالف اور احادیث رسول کریم کے معارض ہو - اور امر جدید بدعت ہے
اور ہر بدعت ضلالت اور ضلالت کا نتیجہ آتش دوزخ ہے اس مقام پر صاحب نصایح کافیہ نے
اپنے استاد سید بن شہاب کے اشعار ذیل کو وارد کیا ہے جنکا حسن مخفی نہین ہے

تباینت المذاهب واستطالت ... بنا الاهواء واحتدم النزاع

لوگون کے مذہب باہم مختلف ہوگئے ہین۔ اور نفسانی خواہشین طولانی ہوگئی ہین اور آتش نزاع برافروختہ ہوگئی ہے۔

وضلل بعضهم بعضا وكل ... الى تبديع غيرهم سراع

بعض بعض کو گمراہ بناتے ہین اور ہر ایک ... اپنے سوا اوروں کو بدعتی بنانے مین جلدی کرتے ہین

فصاغ ذوي القوم نصر مقالتهم ... ومحض الحق بينهم مضاع

ہر ایک قوم کی انتہائی کوشش اپنے پیشوا کی نصرت ہے ... اور حق خالص انکے درمیان ضائع ہو رہا ہے

الى التاويل والتحريف لاذوا ... فذا الكذب الصريح وذا الخداع

تاویل و تحریف قرآن و حدیث کیطرف پناہ گزین ہوئے ... پس یہ تو کھلا جھوٹ ہے اور وہ فریب

وخالوا ان في التمويه فوزا ... وان الحق يشرى او يباع

اور انہون نے خیال کیا ہے کہ ملمع سازی مین کامیابی ہے ... اور گویا کہ حق کی خرید و فروخت ہوتی ہے

لئن كان اقتفاء كتاب ربي ... وسنة مصطفاه ولا ابتداع

اگر کتاب خدا و سنت رسول کی پیروی ... اور انکا اتباع گمراہی و بدعت ہے

ضلالا وابتداعا ان ديني ... وان زعموا الضلال والابتداع

تو مین اپنا دین اسی ضلالت ... وگمراہی کو بھی قرار دیتا ہون گو انکی خام خیالی ہے

دوسرا شبہہ معاویہ کا امام حسن بن علی علیہما السلام کے ساتھ صلح کرنا اور امام حسن کا اسکی بیعت کرنا اور دونون فرقون کا اسکی بیعت پر اجتماع و اتفاق کر لینا ہے جس سے اُس کے حامی دعوے کرنے لگے ہین کہ وہ (معاویہ) اس صلح اور بیعت کی وجہ سے خلیفہ برحق اور امام صدق ہوگیا اور سب پر اسکی اطاعت لازم اور واجب ہوگئی۔ ان دعاوی پر لاطائل زبان اور بیہودہ استدلال اور بے نتیجہ استنتاج سے شیخ ابن حجر ہیتمی نے اپنی دونون کتابون مین گفتگو کو بہت طول دیا ہے حالانکہ حق یہ ہے کہ معاویہ نے بزور شمشیر حکومت پر غلبہ

حاصل کیا - اور جس شے مین اسکا حق کچھ نہ تھا اسپر دست درازی کی تو فاسق اور اپنی احکام مین ظالم و جابر اور اپنی کردار بد سے حسب فرمودۂ خدا مستحق عداوت و عقاب شدید ہے اور وہ اسلام کے متغلب بادشاہون سے پہلا وہ شخص ہے جسنے غلبہ کے ذریعہ سے اپنی حکومت قایم کی ہے - اور امام حسنؑ کا اسکی حکومت کو تسلیم کر لینا اسکو کچھ نیکوکار نہین بناتا اس لیے کہ اُنھون نے مجبور ہوکر مسلمانون کی خونریزی روکنے کی غرض سے اسکی حکومت کو تسلیم کیا اور دو ضررونمین سے اس ضرر کو جو زیادہ خفیف تھا اور دو شرون مین سے اس شر کو جو زیادہ آسان نظر آیا اختیار فرمایا کیونکہ وہ حضرت خوب واقف تھے کہ معاویہ جنگ و خونریزی پر مصر ہے پس حضرت کی یہی رائے قرار پائی کہ حکومت اُسکو سپرد کر کے مسلمانون کے خون کی حفاظت کیجائے اسطرح سے اُنکے جد بزرگوار کا یہ قول پورا ہو گیا کہ

ان ابنی ھذا سید ولعل اللہ ان یصلح بہ فئتین عظیمتین من المسلمین	میرا یہ فرزند مسلمانون کا سید و سردار ہے اور خدا اسکی ذریعہ سے مسلمانون کے دو بڑے گروہون[1] مین صلح کرائیگا -

پس حضرت امام حسن علیہ السلام اس صلح مین برسر صواب اور مثاب ہین اور معاویہ برسر خطا اور مستحق عقاب اور قابل عداوت و دشمنی ہے اس کے لیے اسمین کچھ شرف و کرامت نہین ہے امام احمد حنبل نے اپنی مسند مین اور ابو یعلی اور ترمذی اور ابن حبان اور ابوداؤد اور حاکم نے سفینہ وغیرہ سے یہ حدیث روایت کی ہے -

الخلافۃ بعدی ثلاثون سنۃ ثم ملک بعد ذلک	خلافت میری بعد تیس برس رہیگی پھر اسکے بعد ملک و سلطنت ہو جائیگی -

اسکو ابو نعیم نے کتاب الفتن مین اور بیہقی نے دلائل مین اور انکے علاوہ اور بہت لوگون نے

[1] اس خبر مین گروہ معاویہ پر لفظ مسلم کا محض اسلیے اطلاق کیا گیا ہے کہ وہ اسلام کا اقرار کرتے تھے اور معاویہ نے اُنکو بہکا کر اپنے ہم آواز بنا لیا تھا اور خود معاویہ اور اُسکے ہم آواز لوگون پر گروہ عظیم کا اطلاق درست نہین ہو سکتا ۱۲ -

خذیفہ وغیرہ سے روایت کیا ہے جسکے لفظ یہ ہین - ثم یکون ملکا عضوضا (پھر شاہی گزند
جو جائیگی)۔ علماء حدیث نے فرمایا ہے کہ یہ تیس برس کی مدت آنحضرتؐ کے بعد خلافت
حسنؑ ابن علی علیہما السلام پر ختم ہو گئی - اور حدیث صراحتاً اس پر دلالت کرتی ہے کہ آنحضرت
کی خلافت حقہ اسی مدت کے اندر منحصر ہے نہ اسکے مابعد مین بلکہ بعد کا زمانہ ملک عضوض
اور ضرر رسان حکومت ہے - ابن حجر ہیثمی نے کتاب صواعق کے باب خلافت ابی بکرؓ مین
اسکی یہ تفسیر کی ہے -

ای یصیب الناس فیہ ظلم و عسف
کانھم یعضون عضا
} اس زمانہ مین لوگون پر ظلم و ستم ہوگا
گویا کہ وہ دانتون سے کاٹینگے -

ابن حجر سے بڑا تعجب ہے کہ انھون نے اول کتاب مین تو معاویہ کی حکومت کے زمانہ کو
ملک عضوض مین داخل کیا ہے اور خاتمہ کتاب مین اسکے خلاف معاویہ کے خلیفہ برحق
ہونے کی تصریح کر کے خود ہی اپنے اوپر نقض وارد کیا یہ انسانی بھول چوک ہے - اور ابن
ابی شیبہ نے سعید بن جمہان سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہین کہ مین نے سفینہ سے کہا کہ
بنی امیہ کو گمان ہے کہ وہ خلیفہ ہین پس اُسنے جواب دیا کہ کذب بنو الزرقاء بل ھم
ملوک من شر الملوک و اول الملوک معاویہ (اولاد زرقا جھوٹ بولتے ہین بلکہ وہ
بُرے بادشاہون سے بادشاہ ہین اور اُن بُرے بادشاہون مین کا پہلا بادشاہ معاویہ ہے)
اور ابن سعید نے عبد الرحمن بن ابزیٰ سے بروایت حضرت عمر نقل کیا ہے کہ ھذا الامر
فی اھل بدر ما بقی منھم احد ثم فی اھل احد ما بقی منھم احد و فی کذا
و کذا و لیس فیھا لطلیق و لا لولد طلیق و لا لمسلمۃ الفتح شی (یہ امر حکومت
از روی استحقاق اہل بدر مین ہے جبتک کہ انمین سے کوئی شخص باقی ہے پھر اہل اُحد مین
تاوقتیکہ انمین سے کوئی موجود رہے اور پھر فلان لوگو مین اور اسمین طلیقؑ اور اولاد طلیق کو
اور فتح مکہ کے وقت مسلمان ہونے والونکو کچھ حق حاصل نہین ہے) کیا اسکے بعد بھی کہا جا سکتا ہے

ع طلیق اُس شخص کو کہتے ہین جو جنگ مین قید کر لیا گیا ہو اور پھر آزاد کر دیا جائے ۱۲

کہ معاویہ خلیفہ برحق اور امام صدق ہے لا حول ولا قوة الا باللہ جناب رسول خدا تو اپنے قول
ملکاً عضوضاً وانہ من شر الملوک میں جھٹلائے جائیں اور حمایان معاویہ کی اس
کہنے میں کہ وہ (معاویہ) خلیفہ حق وامام صدق ہے تصدیق کیجائے۔

بار الٰہا ہم ایسے کردار ناشائستہ سے تیری بارگاہ میں بیزاری ڈھونڈتے ہیں اور جو کچھ تیرا نبی
رسول لایا ہے اسکی تصدیق پر ثابت قدم رہنے کا سوال کرتے ہیں بعض فتنہ انگیزوں نے
حکم واحد کی طرف حق وباطل کی نسبت کرنیکو منع کیا ہے اور کہا ہے کہ ایک ہی صلح میں
ایک شخص برسر حق اور دوسریکو برسر باطل سمجھنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ حالانکہ یہ دونوں باہم
ضدین ہیں۔ ایک مادہ میں جمع نہیں ہوسکتے۔ اور اس غبی نے یہ نہیں خیال کیا کہ دونوں
نسبتوں کی جہت مختلف ہے لہذا اسمیں کوئی قباحت نہیں ہے کہ ایک مقام پر ایک شخص
برسر حق اور دوسرا برسر باطل ہو پھر کیونکر ایسی جانب ممکن ہے حالانکہ اسکی نظیریں موجود ہیں
جو ایسے شخص پر مخفی نہیں رہ سکتیں جسکو جناب رسول خدا کی سیرت پر تھوڑی سی بھی اطلاع
حاصل ہو۔ دیکھو آنحضرت نے بروز حدیبیہ کفار قریش سے اس شرط پر صلح فرمائی کہ مع اپنے
اصحاب کے مدینہ کو واپس جائیں اور حج عمرہ کچھ نہ بجا لائیں اور یہ کہ کفار میں سے جو شخص
مسلمان ہوکر آئے گا وہ انکو واپس دیا جائیگا۔ اور یہ کہ سال آیندہ حضرت مکہ میں صرف
تین دن کے واسطے فقط مسافرانہ اسباب وسلاح لیکر آئیں گے اور باوجود ان شرائط کے
وہ لوگ عہد نامہ میں محمد رسول اللہ لکھنے پر راضی نہیں ہوئے چنانچہ حضرت نے ان الفاظ
کو عہد نامہ سے خاص اپنے دست مبارک سے مٹا دیا اور محمد بن عبداللہ اسکے بدلے لکھا گیا
کیا یہ صلح نبی کی جانب سے حق اور کفار قریش کی طرف سے باطل نہ تھی۔ اور اسیطرح نبی نے
عیینہ اور اقرع سے اس شرط پر مصالحت کی کہ حضرت ان دونوں کو خرما مدینہ کا تیسرا حصہ
عطا فرمائیں گے اگر وہ دونوں اپنے ہمراہیوں سمیت ابوسفیان اور احزاب کی مدد سے باز رہکر
واپس جائیں وہ تو اسعد نے مشورہ دیدیا کہ اگر یہ بحکم وحی نہیں ہے تو حضرت اسکا ابرام واقرار

نفرماتین - چنانچہ حضرت نے سعد کی رائے کو پسند فرمایا اور اس صلح کو محکم نہ قرار دیا گیا
کیا یہ منجانب نبی حق اور دوسری جہت سے باطل نہ تھا - لہذا یہی حال صلح حسن کا ہے
کہ وہ انکی طرف سے حق اور معاویہ کی طرف سے باطل ہے - پس معاویہ بلا شک و ریب
خطاکار اور متغلب اور گنہگار رہے علاوہ برین انھونے اس صلح کی اکثر شرایط کو شکست
و بیکار کر دیا جیسا کہ بیان آیندہ سے معلوم ہوگا گویا انھونے خدائے تعالی کا یہ قول

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ — یعنے انکی عہد شکنی کی وجہ سے ہمنے اپر لعنت کی
وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً ؏ — اور انکے دلوں کو سخت بنا دیا -
پارہ ۶ سورہ مائدہ

سنا ہی نہ تھا اور اس نے خدا تعالے کے قول

وَالَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ — اور جو عہد خدا کو بعد اسکی پختہ ہو جانیکے توڑ ڈالتے ہین اور
مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ — جنکی صلہ رحمی کا خدا نے حکم دیا تہا انسے قطع رحمی کرتے ہین
أَنْ يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ — اور زمین مین فساد پہیلاتے رہتے ہین یہی لوگ ہین کہ انکے لئے
أُولَٰئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ — لعنت ہے اور ان ہی کیلئے اس گہر کی خرابی ہے

کی کچہ پروا نہ کی - اب ہمین چاہیے کہ اس صلح کے قصہ کو کتاب فتح الباری شرح صحیح بخاری اور تاریخ
ابو جعفر طبری اور کامل ابن اثیر وغیرہ سے خلاصہ کرکے بیان کر دین تاکہ معلوم ہو جائے کہ کس امر نے
امام حسن کو اس صلح پر مجبور کیا اور معاویہ نے اپنے عہد و یمین سے کس کس عہد کو توڑ دیا -
ان مورخین نے لکھا ہے کہ جسوقت وہ باتین جنکی خبر امیر المومنین دیا کرتے تھے اہل شام کی
ظاہر ہوئین تو حضرت کے لشکر مین سے چالیس ہزار آدمیون نے اس وعدہ پر بیعت کی کہ
ہم میدان جنگ سے ہرگز قدم نہ ہٹائین گے تاآنکہ مر جائین اسی اثنا مین کہ وہ جناب
کوچ کی تیاری فرما رہے تھے کہ شہید ہو گئے - جب حضرت نے شہادت پائی اور لوگون نے
امام حسن سے بیعت کی تو انہین خبر ملی کہ معاویہ اہل شام کے ساتھ اس طرف آ رہا ہے
پس جبکہ حضرت امام حسن اور وہ لشکر جس نے انکے پدر بزرگوار سے بیعت کی تھی آمادہ

جمادی ہوے اور معاویہ کے مقابلہ کیواسطے کوفہ سے روانہ ہوے اور قیس بن سعد بن عبادہ کو
بارہ ہزار سواروں کے ساتھ مقدمۃ الجیش قرار دیکر روانہ کر دیا امام حسنؑ کا جب مدائن مین نزول ہوا
تو لشکر مین ایک منادی نے پکار دیا کہ لوگو خبردار ہو کہ قیس بن سعد مارے گئے اب تم یہان سے
چلدو یہ سننا تہا کہ لوگ سراپردہ امام حسنؑ کی طرف دوڑ پڑے اور انکا تمام مال و متاع لوٹ لیا
حتی کہ وہ مسند جو آپ کے نیچے بچہی ہوئی تہی اُسکو بہی کہینچ لیا اور شکم مبارک پر خنجر کا وار کیا اُنکے
اس فعل سے امام حسنؑ کو انسے رنج و نفرت اور خوف و دہشت بڑہگئی - اور مدائن کے قصر مقصورہ
بیضا مین جاکر پناہ گزین ہوئے اُسوقت مدائن کا حاکم سعد بن مسعود ثقفی مختار ابن ابو عبید کا چچا
تہا مختار کے اسوقت شباب کا عالم تہا چچا سے کہنے لگا کیا آپکو کچہ شرف و ثروت کی خواہش ہے
اُسنے پوچہا وہ کیا بات ہے بولا کہ حسنؑ کو گرفتار کر کے معاویہ کے سپرد کر دو۔
چچا نے کہا عیاش لعنۃ اللہ تجہپر خدا کی مار ہو مین فرزند دختر رسولؐ پر حملہ کرکے گرفتار کرلونتو نہایت
بدآدمی ہے غرضکہ امام حسنؑ سمجھ گئے کہ طرفین سے کسی کی فتح غیر ممکن ہے - تا وقتیکہ ایک انمین کا
تباہ و ہلاک نہو جائے لہذا مجبوراً معاویہ کو بذریعہ خط و کتابت اطلاع دی کہ چند شرطونسے امر حکومت
اسکی طرف عائد ہو سکتا ہے - چنانچہ معاویہ بعض باتونمین رد و بدل کے بعد راضی ہو گیا پہر
اس اقرار پر دونونمین صلح ہوئی کہ معاویہ کو حکومت اہل اسلام باین شرط سپرد کیجاتی ہے کہ وہ
کتاب خدا و سنت رسولؐ و سیرت خلفاء راشدین مہدیین کا عامل و کاربند ہو اور معاویہ بن
ابو سفیان کو یہ حق حاصل نہین ہے کہ وہ اپنے بعد کسی کو اپنا ولیعہد مقرر کرے - بلکہ اسکے بعد
امر حکومت مسلمانون کے مشورے سے قرار پائیگا اور یہ کہ لوگ خدا کی زمین جہان بہی ہون شام مین
یمن مین اور عراق مین اور حجاز مین سب با امن و امان محفوظ رہین اور یہ کہ حضرت علیؑ کے اصحاب
اور شیعہ جہان بہی ہون اپنی جان و مال اور اولاد و ناموس کی طرف سے مامون رہین اور نیز
حضرت علیؑ کی کسی بات پر انمین سے کسی سے مواخذہ نکیا جائے - اور نہ حسنؑ بن علیؑ اور نہ انکے
بہائی امام حسینؑ اور نہ اہلبیت رسولؐ انمین سے کسی اور کے واسطے ظاہر یا بخفا کوئی سازش کیجائے

اور نہ زمین کے کسی گوشہ میں کوئی شخص ان کو خوف دلائے۔ معاویہ کے ذمہ پر ان سب باتوں کا خدائی عہد و میثاق ہے۔ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا (اور شہادت میں خدا کافی ہے) اور ابن اثیر نے یہہ مضمون اور زائد لکھا ہے کہ اس صلح نامہ میں منجملہ اور شرائط کے ایک یہہ بھی شرط تھی کہ کوفہ کے بیت المال کا مال اور دارابجرد و فارس کا کل خراج امام حسنؑ کو ملا کرے تاکہ وہ ان لوگوں کو راضی رکھیں جو بجز مال کے کسی شئے سے نہیں خوش ہوتے اور علیؑ ابن ابی طالب پر سب و شتم بھی جائے معاویہ نے ان سب شرائط کو مان لیا بجز شتم علیؑ کے کہ اس میں صرف اتنا اقرار کیا کہ حسنؑ کی موجودگی میں جبکہ وہ سنتے ہوں شتم نکی جائے ورنہ اختیار ہے اور اس نے یہ بھی کہا کہ دس شخصوں کو میں کبھی اماں نہ دونگا۔ امام حسنؑ نے اسمیں پھر گفتگو کی۔ جس کے جواب میں اس نے لکھا کہ میں قسم کھا چکا ہوں کہ قیس بن سعد پر جب کبھی قابو پاؤنگا اس کی زبان اور ہاتھ کٹوا دونگا تب امام حسنؑ نے اس کو یہہ لکھ کر واپس کیا کہ میں تجھ سے کبھی بیعت نہیں کر سکتا۔ دراں حالیکہ تو قیس یا غیر قیس کسی سے مواخذہ میں خواہ وہ کم ہو یا زیادہ کوئی گرفت کرے گا۔ یہ دیکھ کر معاویہ نے ایک سفید کاغذ ان کے پاس بھیجدیا اور کہلا بھیجا کہ آپ کا جو جی چاہے وہ لکھدیں میں سب کی پابندی اور التزام رکھونگا۔ پھر معاویہ نے ان سے ان امور کا معاہدہ کیا اور دونوں میں صلح ہو گئی۔ انتہےٰ۔ اس صلح سے آنحضرت کا وہ قول ثابت ہو گیا جس کو حاکم نے روایت کیا ہے ما اختلفت امة بعد نبيها الا ظهر باطلها على حقها قل من كان في الضلالة فليمدد له الرحمن مدا (جب کبھی کوئی امت اپنے نبی کے بعد اختلاف کرتی ہے تو حق پر باطل کو غلبہ ہو جاتا ہے۔ (خدا کا قول ہے جو شخص کہ ضلالت میں مبتلا ہوتا ہے اسے کہدو کہ خدائے رحمان بھی اور ڈھیل دے) دیکھا اب سننا چاہیئے) معاویہ نے عمل کتاب خدا اور سنت مصطفےٰؐ پر بالکل وفا نہ کی اور اس عہد کو بھی کہ اپنے بعد کسی کو اپنا ولیعہد نہ کرے شکست کر دیا چنانچہ اس نے اپنے نشہ باز شرابخوار بیٹے کو ولیعہد خلافت بنایا اور امام حسنؑ کی موجودگی میں بھی سب و شتم علیؑ کو ترک نہ کیا پھر حسنؑ اور حسینؑ کے پیچھے فتنے لگا دئے اور ان پر اپنے عامل مروان کو مدینہ میں مسلط کیا جو ان دونوں بزرگواروں کو طرح طرح کی

اذیت پہنچاتا رہتا ہے کہ حسن علیہ السلام کو زہر جفا سے شہید کردیا جیسا کہ اوپر بیان ہوا اور خراج دارابجرد کی نسبت بہی اسنے وفا نکی - اہل بصرہ نے اسے یہ کہکر روکدیا اور کہا یہ تو ہمارا فی (جاگیر) ہے ہم اسے کسی کو نہین دینگے اور انکی یہ ممانعت بہی معاویہ ہی کے حکم سے تہی جناب رسول خدا نے اس حدیث کی اشارہ مین فرمایا ہے جسکو طبرانی نے کبیر مین ابن عباس سے روایت کیا ہے -

الا انہ لا ایمان لمن لا امانۃ لہ ولا دین لمن لا عھد لہ ومن نکث ذمۃ اللہ طلبہ ومن نکث ذمتی خاصمتہ ومن خاصمتہ فلجت علیہ ومن نکث ذمتی لم ینل شفاعتی ولم یرد علی الحوض

یعنی آگاہ ہو جسکو امانت کا پاس نہین اُسکا ایمان نہین اور جسکو معاہدہ کا لحاظ نہین اُسکا دین نہین اور جس نے عہد و ذمہ خدا کو توڑ دیا خدا اس سے مطالبہ فرمائیگا اور جو میرے عہد کو توڑیگا مین اُس سے مخاصمت کرونگا اور جسکا مد مقابل مین ہونگا اُسپر فتحیاب ہونگا اور جو شخص میرے ذمہ کو شکست کریگا وہ میری شفاعت سے بہرہ ور نہوگا اور کنارہ حوض پر میرے پاس وارد نہوگا

اور ابوالحسن مدائنی نے روایت کی ہے کہ معاویہ کے کوفہ مین داخل ہونے اور امام حسن سے صلح ہو جانے کے بعد اُس (معاویہ) پر خوارج کی ایک قوم نے خروج کیا - پس اسنے امام حسن کو پیام دیا جسمین اُسنے انسے خواہش کی تہی کہ وہ نکلکر خوارج سے جنگ کرین پس امام حسن نے جواب مین فرمایا - سبحان اللہ ترکت قتالک وھو لی حلال لصلاح الامۃ والفتھم افترانی اقاتل معک (سبحان اللہ مین نے تجہسے تو محض صلاح اُمت اور انکے اتفاق و الفت کی غرض سے جنگ و جہاد کو ترک کیا ہے حالانکہ وہ میرے لیے حلال تہا کیا اب تیرا یہ خیال ہے کہ مین تیرے ساتہ ہوکر لڑونگا) تب معاویہ نے اہل کوفہ کے سامنے ایک خطبہ پڑہا - پس کہا کہ اے اہل کوفہ کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ مین تمسے نماز و زکوۃ و حج کی خاطر لڑا ہون یہ مجہے پہلے سے ہی معلوم ہے کہ تم نماز گزار بہی ہو اور زکوۃ بہی دیتے ہو اور حج بہی بجالاتے ہو لیکن

ہین نے تمسے صرف اسی غرض سے مقاتلہ کیا ہے کہ مین تمپر حکومت کرون اور تمہاری گردنون
پر سوار ہون سو خدا نے مجھے اس مراد پر فائز کردیا حالانکہ تم اس سے کراہت رکھتے تھے آگاہ ہو
کہ جو مال یا خون اس جنگ مین میرا صرف ہوا وہ ناچیز و ہدر ہے اور جو شرط بھی مینے قبول کی تھی
وہ آج میرے ان دونون قدمون کے نیچے ہے اب لوگونکی اصلاح کا بجز ان تین باتون کے اور کچھ
نہین ۔ وقت پر خروج دینا ۔ ضرورت پر لشکر جمع کرنا ۔ دشمن کے گھر پہنچکر اُس سے لڑنا کیونکہ
اگر تم نہ لڑوگے تو وہ تم سے لڑینگے پھر ممبر سے اُتر آیا انتہیٰ اور ابو اسحاق سبیعی نے یہ الفاظ
اور زیادہ کہے ہین کہ ملعون نے اپنے خطبہ مین کہا آگاہ رہو کہ جو کچھ مین نے حسنؑ بن علیؑ سے اقرار
کیا ہے وہ میرے ان دونون قدمون کے نیچے ہے مین اُسپر وفا نہ کرونگا ۔

اور عبدالرحمن بن شریک جب کبھی اسی قصہ کو بیان کرتے تو کہتے واللہ یہ سخت ننگ و رسوائی تھی
کہتے ہین کہ جب صلح انجام پاگئی اور کوفہ والون نے معاویہ سے بیعت کرلی تو اُس نے امام حسنؑ سے
التماس کیا کہ وہ لوگون کے سامنے برسر مجمع کچھ کلام فرمائین اور اُنکو یہ جتائین کہ اُنہون نے معاویہ سے
بیعت کرلی اور حکومت اُسے سپرد کردی ہے امام حسنؑ نے اُسے قبول کرلیا اور بالائے ممبر تشریف
لے گئے ۔ پس حمد و ثنائے خدا اور درود محمد مصطفےٰ بجالائے اور فرمایا ایہا الناس بہترین دانائی
تقوے و پرہیزگاری اور بدترین حماقت فجور و بدکاری ہے ایہا الناس کہ تم سبکو معلوم ہے کہ
خدا تعالے نے جل ذکرہ و عز اسمہ نے میرے جد کے ذریعہ سے تمہاری ہدایت کی اور انہین کے
وسیلہ سے تمکو ضلالت و گمراہی سے بچایا اور انہین کی وجہ سے جہالت و نادانی سے چھڑایا
اور اُنہین کی بدولت ذلت و خواری کے بعد صاحب عزت اور قلت کے بعد صاحب کثرت
بنایا ۔ معاویہ نے مجھسے اس امر مین نزاع شروع کی جو میرا حق تھا نہ کہ اسکا پس میری نظر
اصلاح امت اور قطع فتنہ کیطرف گئی تمنے مجھسے اسی شرط پر بیعت کی تھی کہ جس سے مین صلح
کرون تم بھی اُس سے صلح کروگے اور جس سے مین لڑون تم بھی اُس سے لڑوگے پس میری رائے
معاویہ سے صلح کرنے اور اپنے اور اسکے درمیان سے جنگ اُٹھا دینے کی ہے چنانچہ مینے اس سے

بیعت کر چکا اور میں نے خیال کیا کہ خونریزی سے خون کی حفاظت بہتر ہے اور مراد اس فعل سے سوائے تمہاری خیر خواہی اور سلامتی کے اور کچھ نہیں اگرچہ میں جانتا ہوں کہ یہ تمہارے واسطے فتنہ اور امتحان ہے۔ ومتاع الیٰ حین اور کچھ عرصہ کے لئے سود مند ہے۔ پھر امام حسنؑ نے قیس ابن سعد کو جو بارہ ہزار فوج کے ساتھ ان کے مقدمہ لشکر پر تھے۔ ایک فرمان لکھا۔ جس میں انہیں طاعت معاویہ میں داخل ہونے کا حکم دیا تھا۔ قیس کھڑے ہو گئے اور لوگوں سے کہا کہ ایہا الناس یا تو امام گمراہ کی اطاعت میں داخل ہونا اختیار کر دیا بے امام کے جہاد کرنا۔ ان میں سے بعض نے تو کہا کہ ہم کو اطاعت امام ضلالت ہی منظور ہے اور انہوں نے معاویہ سے بیعت بھی کر لی اور قیس صرف اپنے تابعین کو لیکر لوٹ گئے اور ان لوگوں نے قیس کو اپنا سردار تسلیم کر کے معاویہ سے جنگ کرنے پر باہم عہد کر لیا۔ تاوقتیکہ وہ شیعیان علیؑ اور قیس کے ہمراہیوں کی جان و مال کی واگذاشت کرنے کی شرط نکر لے پس معاویہ نے اُن سے اس کا عہد کر لیا اور صلح ہو گئی جب امر حکومت معاویہ کے لئے مستقر ہو گیا۔ تو سعد بن وقاص اس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا السلام وعلیک ایہا الملک یعنی اے بادشاہ تجھ پر سلام ہو معاویہ ہنسا اور کہنے لگا اے ابو اسحاق تمہارا کیا نقصان تھا اگر تم یا امیر المومنین کہتے سعد نے جوابدیا آیا تم اس کلمہ کو مزاح کے طور پر کہتے ہو یا درحقیقت بخدا اگر مجھے یہ حکومت اسطرح پر حاصل ہوتی جسطرح تو نے حاصل کی ہے تو اسے پسند نکرتا اور مغیرہ بن شعبہ کو خبر لگی کہ معین بن عبد اللہ ارادہ خروج و بغاوت رکھتا ہے اس کے پاس کچھ لوگوں کو بھیجا اس وقت اس کے پاس ایک جماعت موجود تھی پس وہ فوراً گرفتار کر لیا گیا اور معاویہ کو اس کے معاملہ کی اطلاع کی اس نے جواب میں کہلا بھیجا کہ اگر وہ میری خلافت کی شہادت دے تو چھوڑ دیا جائے۔ چنانچہ مغیرہ نے اُسے سامنے بلا کر پوچھا کہ کیا شہادت دیتا ہے کہ معاویہ خلیفہ اور امیر المومنین ہے۔ جوابدیا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ خدائے عزوجل برحق ہے اور روز قیامت آنیوالا ہے۔ جس میں کوئی شک نہیں اور خدا بیشک مُردوں کو قبر سے اُٹھائیگا اس پر مغیرہ کے حکم سے وہ قتل کر دیا گیا۔ انتہے من الکامل۔

اور ابن عبد البر نے عبد الرحمن ابن ابی بکرہ سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں اپنے باپ کے ساتھ معاویہ کے پاس بطور وفد حاضر ہوا ہمیں زیاد نے اس کے پاس بھیجا تھا۔ پس جب ہم اس کے حضور میں حاضر ہوئے تو کہا کہ اے ابو بکرہ ہم سے کوئی حدیث بیان کر حکم پاکر میرے باپ نے کہا میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ

الخلافة ثلاثون سنة ثم يكون الملك خلافت نبوت تیس برس رہیگی پھر بادشاہت ہو جائیگی یہ سنتے ہی ہماری نسبت (نکالدینے کا) حکم ہو گیا۔ پس لوگوں نے ہمیں دھکے دیکر باہر نکالدیا

خلاصہ اس صلح کے قصہ کا یہ تھا کہ جو امام حسنؑ اور معاویہ میں ہوئی جس سے واضح ہوتا ہے کہ وہ بقول قیس بن سعد امام ضلالت اور بقول سعد و سفینہ ایک شریر بادشاہ تھا اور موجب بدعت و ضلالت تھا جس نے بزور شمشیر حکومت کو حاصل کیا تھا اس کی حکومت لوگوں کے مشورہ اور ان کی خوشی سے حاصل نہیں ہوئی تھی تا کہ حق ہوتی بلکہ اسے صلح کے قبول کرنے میں ہی انکار تھا تاوقتیکہ سب و شتم جناب امیر حلال نہ کر دیجائے اور زبان و دست قیس نکالے جائیں اور علاوہ قلاق کی گردن نہ ماریجائے پھر اس نے بہت سی بدعتیں پیدا کیں اور دین میں تغیر و تبدل کیا كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا (ان میں سے ہر بات کی برائی تمہارے رب کو ناپسند ہے) پس وہ حقیقت کہاں باقی رہی جس کے اس کے حمایتی مدعی ہیں جنکی غرض اپنے مذہب باطل کی نصرت اور اپنے گروہ کی طرفداری اور تعصب کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے اگر وہ خدا کے واسطے سچ بولتے تو یہ ان کے لئے کہیں بہتر تھا۔ انصار معاویہ میں سے بعض کہتے ہیں کہ امام حسنؑ سے صلح کے بعد اُمت رسول کا اس (معاویہ) کی حکومت پر اجماع و اتفاق کرنا اجماع امت ہے اور اجماع حجت شرعیہ ہے اور یہ مغالطہ اور فریب دہی ہے اس لئے کہ اجماع اور چیز ہے اور اجماع اور چیز چنانچہ علماء علم اصول کے قول کے موافق اجماع سے تمام مجتہدین امت محمدیہ کا کتاب و سنت کو سند قرار دیکر کسی امر پر اتفاق کرلینا ہے۔ پس مدعیان اجماع بتائیں کہ اس جگہ معاویہ کی حکومت حق ہونے پر کونسی دلیل موجود ہے اور کس مجتہد نے اسکی تصحیح کی ہے

بار آلها مگر وہ عمر - مغیرہ - سمرہ - اور زیاد وغیرہ انکے امثال ہوں گے جنکو نہ دین میں کچھ سابقہ تہا نہ مذہب میں ثابت قدم تے صاحبان فضل وعلم و دین میں سے اکثر نے تو جیسا کہ پہلے بیان ہوا تصریح کی ہے کہ وہ بزور شمشیر غلبہ پانیوالا ہے جو حکومت پر بدون استحقاق چڑہ دوڑا انمیں سے اکثر اسکی ہیبت بیعت پر مجبور کیے گئے اور جنہوں نے اسکی اطاعت سے انکار کیا انمیں سے بہت لوگونکو سخت سزائیں دیگئیں - بہت سے قتل کیے گئے - بالغیر استحقاق اسپر اجماع و اتفاق تو البتہ واقع ہے جیسا کہ جناب رسول خدا ان فتنونکی جو امت کو پیش آنیوالے تے خبر دیچکے تہے چنانچہ نعیم ابن حماد نے کتاب فتن میں سفیان سے روایت کی ہے کہ میں حسن بن علی کی خدمت میں بعد انکے مدینہ چلے جانیکے حاضر ہوا پس میں نے انکو یا مذل المسلمین کہکر خطاب کیا پس منجملہ ان حجتوں کے جو انہوں نے میرے سامنے پیش کیں ایک یہ بہی فرمایا کہ میں نے حضرت سے سنا کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ -

لا تذہب الایام واللیالی حتی یجتمع امر ہذہ الامۃ علی رجل واسع السرم ضخم البلعوم یاکل ولا یشبع	دنون اور راتون کا خاتمہ نہو گا کہ اس امت کا امر حکومت ایسے شخص پر جاکر ٹہیرے گا جسکا مقام براز واسع ہو گا اور کام دہن بہت چوڑا ہو گا جو کہانا کہائیگا اور سیر نہو گا -

یہی شخص معاویہ ہے تب میں نے کہا بیشک امر آلہی ہو کر رہتا ہے اور ابو نعیم نے حضرت عمار بن یاسر سے روایت کی ہے کہ

اذا رأیتم الشام اجتمع امرہا علی ابن ابی سفیان فالحقوا بمکہ	جب تم دیکہو کہ شام کی حکومت پسر ابو سفیان پر قایم ہوگئی تو مکہ جاکر پناہ لینا -

لہذا لوگون کا اسکے اوپر اجتماع کرنا درآنحالیکہ اکثر انمیں سے مجبور و ناکارہ ہوں اسکے عذر کے لیے کافی نہیں ہو سکتا نہ اسکے وزر وبال کو کم کرتا ہے نہ بوجہ کو ہلکا اور اگر ہم بطور مجادلہ اسکے بعض انصار کے اس گمان کو تسلیم بہی کرلیں کہ لوگ اسکے فرمان بردار و مطیع تے اور یہ کہ وہ بظاہر قرشی جائز الامامت ہے

(۱) یعنی اے مسلمانوں کے ذلت دینیوالے ۱۲

تو وہ رحمت کہاں گئی اور عدل کیا ہوا اور وہ وفا کجا حالانکہ ان تینوں چیزوں کے ساتھ قریشی کی امامت مشروط ہے جسپر حدیث الائمۃ من قریش سے استدلال کیا گیا ہے حتی کہ اگر ان شروط سہ گانہ میں سے ایک کو بھی ترک کر دے تو اُسپر خدا اور ملائکہ اور آدمیوں سب کی لعنت واجب ہوتی ہے کیسی رحمت وہ تو لوگوں کو زہر دیکر اور گھیر کر قتل کرتا تہا کسی قوم کے مکانوں کو منہدم کرتا کسی کو جلا وطن کرتا اور ظالموں کو اُنپر حاکم بناتا تہا جو انہیں عذاب سخت میں مبتلا کرتے تہے اور کیسا عدل وہ تو زانی کے حق میں فیصلہ کرتا تہا نہ کہ صاحب فراش کے حق میں اور تمام سونے اور چاندی زر سرخ و سفید پر خود قابض و متصرف بن بیٹہا اور جس طرح جی چاہا مسلمانوں کے مال کو خوب لٹایا ناحق وصول کرتا اور ناحق خرچ کرتا اور کیسی وفا، عہد در آنحالیکہ حضرت رسول خدا خبر دیگئے تہے کہ وہ معاویہ، عمرو بن عاص کے ساتہ کبہی مجتمع نہ ہوگا مگر غدر و بیوفائی پر اور حضرت علیؑ نے صاف کہدیا کہ وہ غادر و فاجر ہے اگر اس سے حضرت امام حسنؑ کے معاملہ میں عہد شکنی کے علاوہ اور کوئی غدر سرزد نہوا ہوتا تو فقط یہی کافی و وافی تہا اب طالب حق کو حدیث مذکور کا متن دیکہنا لازم ہے آن حضرت نے فرمایا ہے۔

الائمۃ من قریش ولہم علیکم حق ولکم مثل ذالک فان استرحموا رحموا وان استحکموا عدلوا وان عاہدوا وفوا فمن لم یفعل ذالک فعلیہ لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین لا یقبل اللہ منہ صرفا ولا عدلا	ائمہ قریش سے ہیں انکا تمہارے اوپر حق ہے اور تمہارا انپر ایسا ہی حق ہے پس اگر اُنسے رحم کی خواہش کیجائیگی تو وہ رحم کرینگے اور اگر حکومت پر قائم کیے جائینگے تو عدالت سے پیش آئینگے اور اگر معاہدہ کرینگے تو اُسپر وفا کرینگے پس جو ایسا نکرے تو اُسپر خدا اور فرشتوں اور آدمیوں سبکی لعنت ہو خدا اُسکی توبہ قبول فرمائیگا نہ فدیہ

یہ حدیث متعدد طریقوں سے مروی ہے جنکو حافظ ابن حجر نے اپنے ایک رسالہ میں جمع کیا ہے جسکا نام لذۃ العیش فے طرق حدیث الائمۃ من قریش رکہا ہے۔ مسعودی کہتے ہیں کہ منصور بن وحشی نے بروایت حرث بن مسمار بہرانی نقل کیا ہے کہ معاویہ نے صعصعہ بن صوحان

عبدی اور عبداللہ بن کواء یشکری اور دیگر چند لوگوں کو جو اصحاب جناب امیر المومنین سے تھے

قریش کے کچھ آدمیوں کے ساتھ مقید و محبوس کر لیا۔ ایک روز معاویہ ان کے پاس گیا اور کہنے لگا

کہ میں تمہیں خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں سچ سچ بتاؤ۔ تم مجھے کس قسم کا خلیفہ جانتے ہو۔ تب

ابن کواء نے کہا اگر تو ہمیں قسم دیکر مجبور نہ کرتا تو ہم کبھی نہ کہتے اس لئے کہ تو جبار و سرکش اور کینہ ور ہے

اور نیکوکار لوگوں کے قتل کرنے میں خدا سے نہیں ڈرتا۔ لیکن اب ہم کہتے ہیں کہ ہم کو جہاں تک

معلوم ہے تیری دنیا وسیع اور آخرت تنگ ہے تیری زمین قریب ہے اور چراگاہ بعید ہے

تاریکی کو تو نور بتاتا ہے اور نور کو ظلمت۔ راوی کہتا ہے کہ جب معاویہ اور ابن کواء سے بہت

دیر تک گفتگو ہو چکی تو اس کے بعد پھر صعصعہ نے کلام شروع کیا۔ اور کہا کہ اے پسر ابوسفیان تو نے

خوب کلام کیا اور حد کو پہنچا دیا۔ تو نے اپنی مراد کے ظاہر کرنے میں کچھ کمی و کوتاہی نہیں کی

حالانکہ جیسا کہ تو نے بیان کیا وہ بات نہیں ہے۔ بھلا وہ شخص کیونکر خلیفہ رسول ہو سکتا ہے

جس نے جبرا و قہرا لوگوں پر حکومت حاصل کی ہو اور زبردستی ان کو زیر کیا ہو اور اسباب باطل مکر و فریب کے

ذریعہ سے غلبہ پایا ہو بخدا روز بدر تو نے نہ کسی سے کوئی تلوار لگائی نہ تیر مارا (کم و بیش کچھ فضیلت

اصحاب بدر میں تجھے دخل نہیں) تو اور تیرا باپ اس قافلہ اور اس مجمع میں تھا جنہوں نے حضرت

رسول خدا پر لشکر کشی کی تھی تو طلیق بن طلیق ہے۔ تم دونوں کو رسول اللہ نے رہا فرمایا تھا۔ بھلا

خلافت کی صلاحیت طلیق میں آسکتی ہے۔ معاویہ نے کہا اگر میں ابو طالب کے قول ۵

قابلت جہلہم حلما و مغفرۃ   والعفو عن قدرۃ ضرب من الکرم

کی طرف رجوع نہ کرتا تو تم کو ضرور قتل کر دیتا۔ انتہی ہم کہتے ہیں کہ اس سرکش کا ان لوگوں کے قتل سے

باز رہنا خدائے منتقم و جبار کے خوف سے نہ تھا۔ نہ آتش دوزخ کے ڈر سے بلکہ وہ صرف اس لئے

باز رہا کہ لوگ اس کو حلیم و کریم کہیں۔ چنانچہ یاوران معاویہ نے اس کو اس صفت سے متصف کیا

بلکہ اس پر کچھ اور اضافہ کر کے حق سے چشم باطل کو خنک اور چہرۂ حق کو بدنما کر دیا

۵ اس شعر کا ترجمہ یہ ہے کہ میں نے انکی جہالت کا مقابلہ بخشش و بردباری سے کیا اور قدرت کے وقت معاف کر دینا بھی ایک قسم کا کرم ہے۔

تیسرا شبہہ - وہ احادیث ہین جنکو معاویہ کے حمایتی خیال کرتے ہین کہ وہ اسکی فضیلت مین وارد ہین مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم قبل اسکے کہ احادیث مذکورہ مین سے کچھ حدیثون کا تذکرہ کرین اُن بعض امور کو وارد کرین جو اُن حدیثون کے ضعیف ہونے اور صحیح نہ ہونے کے بارہ مین حفاظ نے بر سبیل اجمال بیان کیا ہے جس سے آپکو اُن حدیثون کا واقعی حال معلوم ہو جائیگا حافظ جلال الدین سیوطی اپنی کتاب اللآلی المصنوعہ فی الاحادیث الموضوعہ مین احادیث کثیرہ فضیلت معاویہ مین لکھکر فرماتے ہین کلہا موضوعۃ لا اصل لہا (یہ سب وضعی ہین جنکی کوئی اصل و حقیقت نہین) پھر کہتے ہین کہ حاکم نے کہا ہے کہ مین نے ابو العباس محمد بن یعقوب بن یوسف کو کہتے ہوئے سُنا ہے کہ مین نے اپنے باپ کو کہتے ہوئے سُنا ہے وہ کہتے تھے کہ مین نے اسحاق بن ابراہیم حنظلی کو کہتے ہوئے سُنا ہے کہ لا یصح فی فضل معاویۃ حدیث (معاویہ کی فضیلت مین کوئی حدیث صحیح نہین ہے) انتہے اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے صحیح بخاری کی شرح مین ابن جوزی سے اور اُنھون نے اسحاق ابن راہویہ سے نقل کیا ہے کہ لم یصح فی فضل معاویۃ شئ (فضیلت معاویہ مین کوئی شے صحیح نہین) پھر کہتے ہین کہ ابن جوزی ہی نے بطریق عبد اللہ بن احمد بن حنبلؒ سے روایت کی ہے کہ مین نے اپنے باپ سے پوچھا کہ آپ حضرت علیؑ و معاویہ کی نسبت کیا کہتے ہین - اُنھون نے کچھ دیر سر جھکا کر فرمایا - ای شئ اقول فیہما (مین ان دونون کے بارہ مین کیا کہون)

اعلم ان علیا کان کثیر الاعداء ففتش اعداؤہ له عیبا فلم یجدوا فعمدوا الی رجل قد حاربه فاطروہ کیدا منہم لعلی	یہ جان لو کہ حضرت علیؑ کے دشمن بہت تھے چنانچہ انکے دشمنون نے انمین عیب کی تلاش کی مگر نہ ملا مجبوراً ایسے شخص کا قصد کیا جو انسے لڑا تھا پس انھون نے اسکی تعریفین [illegible] اور اس امر مین انکو جناب امیرؑ کے ساتھ کینہ دینی مطلوب تھی

وہ کہتے ہین کہ میرے باپ نے اس کلام سے ان فضائل و مناقب کی طرف اشارہ کیا ہے

ع‌ے اس قسم کے مطالب اوائل کتاب مین بھی مرقوم ہو چکے ہین - ۱۲

جنکی کوئی اصل وحقیقت نہین ہے اور معاویہ کے حق مین گڑھ لیے گئے ہین۔ پھر کہتے ہین کہ
معاویہ کی فضیلت مین بہت سی حدیثین آئی ہین لیکن انمین کوئی بھی ایسی حدیث نہین جو
از روے اسناد صحیح قرار پاسکے اسیکا جزم ویقین اسحاق بن راہویہ اور نسائی وغیرہ کو ہی واللہ اعلم
(انتہے من فتح الباری) اور محمد بن اسحاق اصفہانی نے بسند خود اپنے مشائخ سے روایت کی ہے
کہ امام نسائی نے دمشق کا سفر کیا وہان انسے معاویہ کی اور اسکی روایات فضیلت کی نسبت
سوال کیا گیا پس اُنہون نے جواب مین کہا کیا معاویہ اسپر رضامند نہین ہے کہ اسکے متعلق
سکوت کیا جاے جو اسکو بیان فضیلت کرنیکی خواہش کیجاتی ہے۔ اور ایک روایت مین
ہے کہ امام نسائی نے یہ کہا کہ مجھے اسکی کوئی فضیلت معلوم نہین بجز قول رسول لا اشبع اللہ
بطنہ (خدا کبھی اسے شکم سیر نکرے) کے۔ اور علامہ عینی شرح بخاری مین فرماتے ہین کہ اگر تم
یہ کہو کہ اُس (معاویہ) کی فضیلت مین بہت سی حدیثین وارد ہوئی ہین ہم کہینگے کہ ہان یہ صحیح ہے
لیکن انمین سے ایک حدیث بھی ایسی نہین جو از راہ اسناد صحیح ہو۔ اور اسی مطلب پر اسحٰق
بن راہویہ اور امام نسائی وغیرہ نے نص کی ہے پس اسی وجہ سے بخاری نے باب ذکر معاویہ
لکھا ہے اور باب فضیلۃ معاویہ یا باب منقبت معاویہ نہین لکھا۔ اور خاتمہ الحفاظ محمد
بن علی شوکانی نے اپنی کتاب الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعہ مین فرمایا ہے کہ

اتفق الحفاظ علی انہ لم یصح فی فضل معاویہ حدیث	تمام حافظان حدیث کا اسپر اتفاق ہے کہ فضیلت معاویہ مین کوئی حدیث صحیح نہین ہے (انتہے)

اب ہم کہتے ہین کہ فضائل معاویہ مین احادیث موضوعہ نہایت کثرت سے ہین لہذا بغیر
انکی وضعیت ظاہر کیے انکا وارد کرنا بھی جائز نہوگا۔ کیونکہ یہ حضرت رسول خدا پر کذب صریح
اور افترا صرف ہے اور شیخ ابن حجر ہیثمی کا انمین سے ایک مقدار کو اپنی دونون سابق الذکر
کتابون مین احتجاج واستدلال کے مقام پر وارد کرنا غیر محمود و ناپسندیدہ ہے اب احادیث ضعیف
کو لیجیے تو وہ اُسکی فضائل مین صرف تین یا چار ہین اور یہ بات معلوم ہے کہ حدیث ضعیف

حجت نہین ہوسکتی اور محدثین واصولیین کا یہ قول ہے کہ حدیث کا مناقب و فضائل اعمال مین اخذ کرنا جائز ہے پس یہ بات جب ہے کہ وہ صرف ذکر منقبت کے واسطے ہو اور اسپر کوئی اور حکم مرتب نہ ہو نہ اسپر کسی خاطی کا برسر صواب ہونا لازم آتا ہو اور نہ کسی گنہگار کی کسی بیگناہ پر فضیلت ثابت کیجاتی ہو اور نہ اس سے کسی حدیث صحیح و حسن وغیرہ کا معارضہ کیا جائے نہ عام کی تخصیص ہوتی ہو نہ مطلق کو مقید بنایا جائے لہذا انصار معاویہ کا ایسی احادیث سے احتجاج و استدلال کرنا راکھہ مین پہونک مارکر اپنے منہ پر خاک اڑاتا ہے۔ ہان معاویہ کے حق مین ایک حدیث غریب آئی ہے جسکو ترمذی نے اپنے جامع مین بسند حسن عبد الرحمن ابن ابی عمیرہ سے روایت کیا ہے کہ اُسنے جناب رسول خدا کو معاویہ کے ذکر کے وقت کہتے ہوے سنا

اللھم اجعلہ ھادیا مھدیا واھدہ واھد بہ } خدایا تو اسے (معاویہ کو) ہادی و مہدی قرار دے خود اسکی ہدایت فرما اور اسکی ذریعہ سے لوگونکی ہدایت کر

اس حدیث کی سند عبد الرحمن بن ابی عمیرہ کیطرف منتہی ہوتی ہے حالانکہ ابن عبد البر نے اسکی نسبت لکھا ہے کہ

حدیثہ مضطرب لا یثبت فی الصحابۃ وھو شامی ومنھم من یوقف حدیثہ ھذا ولا یرفعہ ولا یصح مرفوعا عندھم } اسکی حدیث مضطرب ہے اور اُسکا نام صحابہ مین نہین ثابت ہو سکتا اسلیے کہ وہ شام کا رہنے والا ہے اور محدثین مین سے بعض وہ لوگ ہین جو اسکی اس حدیث کو موقوف قرار دیتے یعنی اسکی ذات پر ختم کر دیتے ہین اور مرفوع نہین کہتے یعنی آگے نہین بڑھاتے اُنکے نزدیک اُسکی مرفوع حدیث صحیح نہین ہے

اور سعید بن عبد العزیز نے لکھا ہے کہ اختلط فی آخر عمرہ (وہ اپنی آخر عمر مین بدحواس ہوگیا) ہم کہتے ہین کہ اس حدیث مین جو اضمحلال و سقم ہے وہ تو معلوم ہی ہوگیا اور ترمذی کا اسکو حسن قرار دینا اس سے یہ مراد ہے کہ اسکی سند صرف عبد الرحمان بن ابی عمیرہ تک حسن ہے اوسنے بہی اسی طرح لیکن یہ بہی معلوم ہوچکا کہ عبد الرحمان کے واسطے صحبت کا بہی ثبوت نہین لہذا اس صورت مین اسکی حدیث جسکے راوی درمیان سے چھوٹ گئے مرسل قرار پائیگی

اور اگر اس حدیث کا مرفوع اور صحیح ہونا تسلیم بھی کر لیا جائے تو محصل اسکے مفاد و معنی کا
یہ ہوگا کہ حضرت رسالتمآب نے اسکے لیے ہادی و مہدی ہونے کی دعا فرمائی اور ہم اسکے
قائل ہیں کہ حضرت رسولخدا کی دعا خدا کے نزدیک مستجاب و مقبول ہے مگر وہ دعا جسکی مقبول
نہ ہونیکی خود آنحضرت نے تصریح کی ہو یا اسکے مقبول نہ ہونیکی طرف اشارہ فرمایا ہو جیسے کہ خود
منافقین وغیرہ کے لیے استغفار فرمایا - چنانچہ یہ دعا بھی اسی قبیل سے ہے اسلیے کہ افعال
معاویہ خود اسکے شاہد ہیں کہ اُس سے کوئی فعل ظاہر نہیں ہوا مگر وہ اسکے ضال و مضل ہونے
پر دلالت کرتا ہے - نہ وہ ہادی و مہدی ہے جیسا کہ اسکی سیرت اور وہ اعمال قبیحہ جو ہم
تک بتواتر پہنچے ہیں شہادت دیتے ہیں اس مقام پر اگر ہم صحت حدیث کو فرض بھی کر لیں
تو معاویہ کی نسبت اس دعا کے عند اللہ غیر مقبول ہونے پر ایک اور حدیث صحیح سے بھی دلالت
نکلتی ہے جسکو مسلم نے سعد سے روایت کیا ہے - کہ حضرت رسولخدا نے ارشاد فرمایا -:

سالت ربی ثلاثا فاعطانی اثنتین ومنعنی واحدة سالت ربی ان لا یهلك امتی بالسنة فاعطانیها وسالته ان لا یهلك امتی بالغرق فاعطانیها وسالته ان لا یجعل باسهم بینهم فمنعنیها

میں نے اپنے پروردگار سے تین باتوں کا سوال کیا پس اُس نے مجھے عنایت فرمائیں اور ایک کو منع فرمایا میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ میری امت قحط سے ہلاک نہ ہو اُس نے مجھے عطا فرمایا - میں نے سوال کیا کہ میری امت کو غرق کا عذاب نہ دیا جائے یہ بھی اُس نے عطا فرمایا اور میں نے اُس سے سوال کیا کہ انمیں باہم جھگڑا اور فساد نہو تو اُس نے انکار فرمایا

اس حدیث اور اسکے علاوہ اور حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت کو امت میں صلح
دائمی رہنے کی بے انتہا حرص و خواہش تھی چنانچہ کبھی تو خدا سے یہ دعا کی کہ امت کی
سختی و خانہ جنگی انکی آپس میں نہ ہو جیسا کہ حدیث مسلم میں ہے اور کبھی یہ کہ معاویہ کو ہادی
و مہدی قرار دے اسلیے کہ وہ حضرت بیشک واقف تھے کہ معاویہ تمام عیوب کا

سبب گروہ ہے اور وہ اُمت مین جھگڑا اور فساد ڈالیگا۔ پس دونون دعاؤن کا مآل و منشا ایک ہوگا اور یہ دعا جب حدیث مسلم مین مقبول نہ ہوئی تو اسکو لازم ہے کہ حدیث ترمذی مین بہی مقبول نہ ہو اور مسلم و ترمذی کی دونون حدیثون کی باہم مناسبت بلکہ لازم و ملزوم ہونا واضح و آشکار ہے اور مسلم کی اس حدیث کے ہم معنے بہت سے اور حدیثین وارد ہوئی ہین جنکا مآل و مرجع ایک ہے چنانچہ احادیث ضعیفہ مین سے جو معاویہ کے حق مین وارد ہین وہ حدیث ہے جسکو ابن شیبہ نے خود معاویہ سے روایت کیا ہے کہ

ما زلت اطمع فی الخلافۃ منذ قال لی رسول اللہ اذا ملکت فاحسن	مین اسوقت سے برابر طمع خلافت کرتا رہا جبکہ رسول اللہ نے مجھسے فرمایا تھا کہ جب تو بادشاہ ہو تو احسان کرنا

ضعف حدیث تو آپ معلوم ہی ہے۔ اور اگر اسکو صحیح بہی فرض کر لیا جائے تب بہی معاویہ کے واسطے اسمین کوئی منقبت اور خوبی نہین پیدا ہوتی اس لیے کہ خدائے سبحانہٗ تعالے نے اپنے نبی کو ان واقعات سے جو انکی اُمت کے درمیان بصورت فتنہ و جنگ گزرنیوالے تھے مطلع فرما دیا تھا۔ حضرت بارہا خبر دیچکے تے اور بہت سونکی طرف اشارہ کر دیا تھا اور اس حدیث مین یہ اشارہ ہے کہ معاویہ عنقریب بادشاہ ہوگا اور احادیث صحیحہ مین اس بات کی تصریح فرما دی کہ اسکا ملک و بادشاہت ملک عضوض اور سلطنت گزندہ ہوگی اور اسکو احسان کرنے کا حکم بادشاہ ہوتے وقت استحکام پر دیا تھا جہان کوئی سننے والا اور اطاعت کرنیوالا موجود نہ تھا نہ کہ یہ حکم از قسم بشارت تھا بلکہ حضرت کا یہ فرمانا غیب کی خبر دینا اور فتنہ سے ڈرانا اور اس خبر کو پہنچا کر اس پر حجت قائم کرنا ہے اس خبر دینے سے اسکی حقیقت ثابت نہین ہوتی اسلیے کہ حضرت رسول خدا نے اس قسم و قبیل کے اکثر امور سے خبر دی ہے جیسکہ فتنہائے خوارج سے اور یہ کہ اولاد مروان حضرت کے ممبر پر بندرونکی طرح اوچھلین اور کودینگے اور حضرت موسے علیہ السلام نے بہی بخت النصر کا فرمانروائی اور بنی اسرائیل کے ساتھ اسکی بدسلوکی کی خبر دی تھی پس کیا اس قسم سے ہوئی

دنیا انکی حقیت کی دلیل ہے اسکا کوئی بھی قائل نہین - لیکن انصارِ معاویہ اسکی مداحی مین
ایسی ہی باتون سے تمسک کیا کرتے ہین جو مکڑی کے جالے کی طرح ضعیف و کمزور ہین - اور
ان چیزونسے موہنہ موڑ لیتے ہین جنسے اسکی برائیان اور عیب ثابت ہوتے ہین - کیا آپ
نہین دیکھتے کہ یہ لوگ کس طرح فخریہ اس روایت پر پہولے جاتے ہین جو ابن عباس سے وارد
ہوئی ہے کہ عکرمہ نے ابن عباس کو خبر دی کہ معاویہ نماز وتر ایک رکعت سے ادا کیا کرتا ہے
ابن عباس نے فرمایا - دعہ فانہ فقیہ (اسکی مت کہو وہ مرد عالم و فقیہہ ہے) کہتے ہین
کہ فقیہ اُس زمانہ مین مجتہد کو کہتے تہے اور شہادت ابن عباس قطعی ہے اسی مضمون کو اتنا
طول دیا ہے کہ جس سے پڑہنے والے کی طبیعت گہبرا جاتی ہے او سننے والیکا ذہن کند ہو جاتا
ہی ابن عباس کی شہادت تو انہون نے معاویہ کے حق مین قبول کرلی اور بیشک وہ اچہے گواہ
ہین - مگر مولائے مومنان و مومنات حضرت علی ابن ابی طالب کی گواہی نہین قبول کرتے
جہان کہ وہ معاویہ سے ارشاد فرماتے ہین جیساکہ نہج البلاغۃ وغیرہ مین ہے -

انك دخلت فی الاسلام کرھا وخرجت منہ طوعاً

تو اسلام مین مجبوری سے داخل ہوا اور خوشی سے خارج ہوا -

اور ان جناب کی شہادت اس قول مین بھی ساقط کردی جو ثقہ اور معتبر لوگون نے اُنسے نقل کیا ہے

ان معاویۃ وعمرا وابن ابی معیط وحبیبا وابن ابی سرح لیسوا باصحاب دین ولا قرآن انا اعرف بھم منکم قد صحبتھم اطفالا ثم رجالا فکانوا شر اطفال وشر رجال

معاویہ اور عمرو عاص و ابن ابی معیط اور حبیب اور ابن ابی سرح نہ صحاب دین ہین نہ صحاب قرآن مین تمہاری بہ نسبت انسے خوب واقف ہون مین طفلی مین بھی انکا ساتھی رہا ہون اور جوانی مین بھی پس بچپن مین یہ لوگ شریر ترین اطفال تہے اور جوانی مین بدترین رجال

اور قیس بن سعد بن عبادہ انصاری کی شہادت کو بھی پس پشت ڈالدیا جو وہ اپنے خط مین معاویہ
کو تحریر فرماتے ہین کہ

انا انصار الدین الذی خرجت منه — ہم اس دین کے انصار ہین جس سے تو خارج ہوا اور
اعداء الدین الذی دخلت فیه — اُس دین کے دشمن ہین جسمین تو داخل ہوا۔

اور معاویہ کے بارہ مین اصحاب کبار کی ایسی شہادتین بکثرت منقول ہوئی ہین۔ جنکا حصر ممکن نہین۔ پھر ابن عباس کے اس قول مین کہ انه فقیه (معاویہ فقیہہ ہے) اُسکے لیے کس قسم کی شہادت ثابت ہوتی ہے اسلیے کہ ایسے مسئلہ مین اُسکا اجتہاد کرنا جو عمل نبی کی مخالف ہو قابل مدح نہین ہے بلکہ اُسکا دین خدا مین حیلہ کرنا قرین قیاس ہے اور اُسکی وضاحت اُنکے قول دعه (اسکو جانے دو) سے ہوتی ہے کیونکہ اگر یہ امر محمود ہوتا تو وہ البتہ اسکی اقتدار کا حکم دیتے۔ طبرانی نے کتاب فردوس مین ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول خدا نے ارشاد فرمایا کہ۔

آفة الدین ثلاثة فقیه فاجر وامام جائر ومجتهد جاهل — دین کے لیے تین شخص آفت ہین ایک فقیہ بدکار دوسرا امام ظالم تیسرا مجتہد جاہل۔

اور جو لوگ کہ معاویہ کو حلیم و بردبار کہتے ہین اُنکو لازم ہے کہ وہ اُسکی گھاتون اور ترکیبون پر نظر ڈالین اُنکو معلوم ہوگا کہ معاویہ کا حلم از قبیل خبث و حیلہ اور نفاق تھا جسکی وضاحت کے لیے ایک تمہید کی ضرورت ہے۔ جسمین جناب امیر المومنین حضرت علیؑ ابن ابیطالبؑ اور معاویہ اور اُسکے شرکا رائے عمرو بن عاص و مغیرہ بن شعبہ وغیرہ کی سیرت کا تفاوت اور فرق بیان کیا جائے

جناب امیرؑ اور معاویہ وغیرہ کی سیرت کا تفاوت

اور وہ یہ ہے کہ جناب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام اپنے معرکہ ہائے جنگ و جمیع افعال مین وہی عمل کرتے تھے جو موافق کتاب و سنت ہوتا تھا اپنی تمام حرکات مین موافقت شریعت کا التزام رکھتے اور اُنکی پیروی کی سعی فرماتے اور حضرت اپنے امور مین اُن چیزون کو ترک فرماتے تھے جنکو کہ مشرک لوگ جاہلیت مین اور باغی لوگ اسلام مین استعمال کرتے تھے۔ جیسے کہ اپنی لڑائیون مین مکر فریب استعمال کرنا۔ چالاکی اور دھوکہ بازی کو دخل دینا اور شریعت کی قطعی حکم کے مقابلہ مین اپنی رائے سے

کا کام لینا اور عام حکمون کی محض اپنی خواہش نفسانی سے تخصیص کرنا اور وہ امور جنکی شریعت اجازت نہین دیتی اور نہ خدا کو پسند ہین نہ رسولؐ کو اور اسکے علاوہ ایسی جعل سازیون اور مکاریون پر عمل کرنا جنکی نہ شریعت نے اجازت دی ہے نہ خدا و رسول انکو پسند کرتے ہین چنانچہ وہ حضرتؑ اپنے اصحاب سے فرما دیتے تھے۔

لا تبدءوھم بالقتال حتی یبدؤکم
ولا تقتحموا بابا مغلقا

تم ابتدا ر جنگ نکرنا جب تک کہ وہ تم سے ابتدا نکرین اور بند دروازہ پر ہجوم نکرنا۔

اسلیے کہ وہ جناب اپنے تمام اقوال مین تقوے اور پرہیزگاری کی پابندی فرماتے تھے اور اپنی زبان مبارک پر صرف اسی قول کو جاری فرماتے تھے جس سے خوشنودی خدا وابستہ ہوتی تھی اور کسی ایسے غم و غصہ کا اظہار نفرماتے تھے جو قرآن و سنت کے مخالف ہو اور فقط اسی تدبیر کو اختیار فرماتے تھے جسکی خدا نے اجازت دی ہے لہذا مجال تدبیر حضرتؑ پر بہت تنگ تھی اور اسی تنگی مجال کیوجہ سے اکثر امور ایسے واقع ہوئے جنکے سبب سے کوتاہ بین لوگ ان جناب کی طرف انتساب تقصیر و خطا کرتے ہین مثلاً ابتداء خلافت مین معاویہ کو حکومت شام پر قائم رکھنا اور بعد ازان اسکو معزول کر دینا اسلیے کہ حضرتؑ جانتے تھے کہ اسکے قایم رکھنے مین ظلم و جور ہے۔ اور مثلاً طلحہ اور زبیر کو انکی طلب کی موافق دونون شہرون (بصرہ و کوفہ) کی حکومت دیکر راضی نکرنا حتی کہ وہ دونون انسے علیحدہ ہو گئے۔ اور مثلاً راہ خدا مین اپنے بعض اصحاب کا کچہ لحاظ نکرنا جیساکہ حضرتؑ کے بھائی عقیل اور حضرتؑ کے شاعر نجاشی اور مصقلہ بن ہبیرہ کا قصہ مشہور ہے حتی کہ وہ حضرتؑ کو چھوڑ کر معاویہ کے پاس چلے گئے اور اسمین ذرا شک نہین کہ جو شخص کتاب و سنت ہی پر اقتصار کرے پس بیشک اس نے اپنے نفس کو فتنہ مین مبتلا کر دیا اور اپنے لیے کامیابی کے طویل و عریض میدان کو تنگ کر لیا اور بے انتہا مکر و فریب کے دروازون کو اپنے اوپر بند کر لیا اور معاویہ اور اسکے ساتھی کسی دین کے مقید اور باطنا کسی شریعت کے پابند نہ تھے۔ بلکہ مکر و خباثت و غداری و کذب و افترا و مکاری اور ان دور از کار تاویلون کا

جس سے اپنا مطلب نکل آئے استعمال کرتے تھے خواہ وہ شرعاً حلال ہون یا حرام خواہ اسمین
خدا کی رضامندی ہو یا ناراضی - اور یہ بات بالکل ظاہر اور بدیہی ہے کہ جھوٹ اور سچ دونون ملکر
تنہا سچ کی بہ نسبت زیادہ وسعتِ مجال رکھتے ہین اور حلال و حرام باہم مخلوط ہوکر صرف حلال کے
مقابلہ مین بکثرت چارہ جوئی کے راستے پیدا کرسکتے ہین اسیوجہ سے معاویہ اور اسکے اصحاب کو
کامیابی کا وسیع موقع ملگیا جسکی بنا پر وہ لوگونمین تفرقہ اندازی کرتا رہتا تھا کبھی جھوٹ بولتا تھا
اور لشکر مین جعلی خطوط ڈلوا دیتا تھا جنمین چغلخوری کے مضامین پلئے جاتے تھے اور کبھی کبھی لوگونکو
زہر ملوا دیتا تھا اور کبھی مال خدا سے رشوت دیکر کام نکالتا تھا اور مثل اسکے اور مکاریون کے کرنے
اور جھوٹی سچی چکنی چپڑی باتون سے اپنا کام نکالتا تھا جب کوتاہ نظرون نے مکائدِ عمرو و معاویہ کے
نوادر و عجائبات اور انکی مکر و خدیعت کے لطائف و غرائبات بکثرت دیکھے اور حضرت علیؑ کی
طرف ویسی ایک بات بھی نہ پائی تو وہم کر بیٹھے کہ یہ بات معاویہ کی رجحانِ عقل اور حضرت علیؑ کے
نقصانِ تدبیر سے ہے یہی بات انکو ایسے حکم کے لگانے کا باعث ہوئی پھر جب آپ معاویہ اور
عمرو کے فریب کاریون پر نظر ڈالینگے تو سب سے بڑا فریب رفع مصاحف (قرانون کا بلند کرنا)
پاینگے حالانکہ حضرت علیؑ نے اس سے دھوکا نہ کھایا بلکہ نوبت اول ہی مین سمجھ لیا کہ یہ گلو خلاصی اور
نجات حاصل کرنے کے لیے مکاری ہے اور اپنے اصحاب کو اس سے آگاہ بھی فرمادیا (کیا کیا
جائے فتح ہو ہی چکی تھی) اگر بعض ان کے اصحاب بسبب اپنی ناتجربہ کاری اور حیلہ بازی اور
بے عقلی کے فریب مین نہ آجاتے تا آنکہ باہم کشیدگی اور فساد کی نوبت آگئی مجبوراً جناب امیرؑ نے
افتراق اور انکی علیحدگی کے اندیشہ سے انکی موافقت فرمائی - اسی قسم کی حرکت ابو موسے
اشعری کے پنچ مقرر کرنے مین ان لوگون سے صادر ہوئی انھون نے جناب امیرؑ کی طرف سے
اسکے حکم ہونے پر بہت اصرار کیا حالانکہ جناب امیرؑ کو ابو موسے کا انحراف اور غباوت
و حماقت خوب معلوم تھی - مگر دیکھیے کہ حضرتؑ نے اس پنچایت کے امر کو کتاب خدا کی
موافقت سے مقید فرمادیا تاکہ جبات حکمین کی اسکے مخالف ہو اسکی ذمہ داری حضرت کی

متعلق نہو - ابو الفرج بن کلاعی کہتے ہین کہ لوگون نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا کہ
آپ نے ایک کافر و منافق کو پنچ مقرر کردیا فرمایا مین نے تو کسی مخلوق کو پنچ مقرر نہین کیا ہی
مین نے قرآن[1] کے علاوہ کسیکو حکم نہین بنایا چنانچہ اس سب مضمون کی طرف جو ہمنے بیان کیا
اُن جناب نے اپنے کلمات مختصرہ مین جو نہج البلاغۃ مین مذکور ہین اشارہ فرمادیا ہی حضرت

ارشاد فرماتے ہین -

واللہ ما معاویۃ بادھی منی ولکنہ یغدر و یفجر ولولا کراھۃ الغدر لکنت من ادھی الناس ولکن کل غدرۃ فجرۃ وکل فجرۃ کفرۃ ولکل غادر لواء یعرف بہ یوم القیامۃ واللہ ما استغفل بالمکیدۃ ولا استغمز بالشدیدۃ

بخدا معاویہ مجھسے زیادہ زیرک نہین ہی لیکن وہ غداری و بدکاری کا مرتکب ہوتا ہی اگر غدر و فریب عند اللہ مکروہ نہوتا تو البتہ مین سب لوگون سے زیادہ چالاک ہوتا لیکن ہر غداری کے اہل فجار و فساق ہین اور کل فاجر کافر ہین اور پھر غدار کیواسطے بروز قیامت ایک علم ہوگا جس سے وہ پہچانا جائیگا بخدا مین کید سے غافل اور شدت و سختی سے پیچھے ہٹنے والا نہین ہون

بعض صاحبان طیش اور حماقت شعار لوگ معاویہ کو خال المومنین[2] کہکر اپنے دل کو خوش کرلیتے ہین
انہون نے اس رشتہ کا ماخذ اس امر کو قرار دیا ہے کہ معاویہ کی بہن ام حبیبہ ام المومنین تہین
اور مان کا بہائی ماموں ہوتا ہے - حماقت شعار لوگون کا گمان ہے کہ اس رشتہ سے (جو انکی غلط
نتیجہ ہے) معاویہ کے لیے شرف و بزرگی اور مومنین اور اُسکے درمیان کسی قسم کا نسب حاصل
ہوتا ہے حالانکہ یہ غبی یہ نہین سمجھتے کہ امہات المومنین کے کسی بہائی پر از روی حقیقت خال کا
اطلاق ممکن اور صحیح نہین اسلیے کہ خدا نے انکو صرف حرمت نکاح اور استحقاق تعظیم مین حقیقی
ماؤن کی جگہ قرار دیا ہے نہ یہ کہ ہر جہت اور ہر معنی سے وہ مان کی جگہ ہین اسلیے کہ حقیقی صرف
وہ والدہ ہی جسکے شکم سے انسان پیدا ہوتا ہے چنانچہ خدا یتعالے ارشاد فرماتا ہے -

[1] اہل سنت نے جناب امیر علیہ السلام کے اسی قول سے اس اعتقاد پر استدلال کیا ہی قرآن مخلوق نہین ہی اگر یہ کلام اگر یہ کلام انکے نزدیک صحیح نہ ہوتا تو کبھی اسے اپنی حجت مین پیش نہ کرتے ایسے مسئلہ مین کہ جسمین یقین و قطع درکار ہو ۱۲
[2] یعنی مومنین کے ماموان ۱۲ -

اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔیْ وَلَدْنَهُمْ وَاِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْکَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا

انکی مائین صرف وہی ہین جنہون نے انکو جنا ہے اور ضرور ایسا کہنے والے بیہودہ بات کہتے اور جھوٹ بکتے ہین۔

پارہ ۲۸ سورہ مجادلہ

اور جس طرح ازواج نبی پر لفظ امہات کا حرمت نکاح اور وجوب تعظیم مین اطلاق ہوا ہے اسی طرح مرضعہ (دودہ پلائی) پر تحریم نکاح مین مادر حقیقی کے احکام جاری کیے گئے ہین اور اُسکے اہل قرابت پر اقربائی مادری کا اطلاق کیا گیا ہے جس سے مرضعہ کا در اصل مان ہوجانا اور اسکے اہل قرابت کا در حقیقت اقربائے مادری مین داخل ہوجانا مراد نہین ہے بلکہ مرضعہ کا مان ہونا اور اسکے قرابت دارون کا اقربائے مادری مین داخل ہونا صرف حرمت نکاح مین مخصوص ہے اور یہ مراد نہین ہے کہ وہ حقیقی مان اور اُسکے اعزا کی طرح وارثہ دار۔ واجب الاطاعۃ اور واجب النفقہ ہین۔

اب اگر اس رشتہ متوہمہ کی بنا پر معاویہ کا خال المومنین ہونا صحیح تسلیم کیا جائیگا تو لازم آئیگا کہ حیی بن اخطب یہودی کا جد المومنین ہونا بھی صحیح فرض کیا جائے لہذا جسکا معاویہ ماموں ہوگا تو حیی اُسکا نانا ہوگا اور ابو سفیان کی بیٹیان بلکہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی بھی وہ بیٹیان جو جناب رسولخدا کی زوجیت سے خارج نہین خالات المومنین قرار پائینگی اسلیے کہ وہ اپنی اُن بہنون کی اولاد سے منسوب ہوئین ہین جو ازواج نبی ہین بیشک بخدا یہ کتاب خدا اور اُسکے احکام سے تمسخر اور استہزا ہے بھلا فرمائیے توکہ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کی طلاق اپنے اس قول پر معلق کردے کہ اگر معاویہ اسکا ماموں یا حیی اسکا نانا ہو تو اسکی بی بی پر طلاق ہے تو اس مسئلہ مین فقیہہ کیا کہے گا کیا آپکی رائے ہے کہ وہ اس طلاق کو جاری کردیگا اور دونون میان بی بی مین جدائی کردیگا ہمکو تو کسی قاضی کی نسبت بھی گمان نہین ہوسکتا کہ وہ ایسی جرأت کریگا۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ البتہ معاویہ کا حضرت رسول خدا کے لیے کتابت کرنا درست ہے جیسا کہ صحیح مسلم مین وارد ہے اور ایک حدیث مین بسند حسن مذکور ہے کہ معاویہ حضرت کی پیشی مین کتابت کیا کرتا تھا۔ مدائنی کا قول ہے کہ زید بن ثابت کاتب وحی تھے اور معاویہ وہ خط وکتابت کیا کرتا تھا جو حضرت کے اور عرب کے

درمیان ہوا کرتی تہی۔ انتہی۔ اس فضیلت کا انکار نہین ہو سکتا۔ لیکن معاویہ کا قرآن و وحی کی کتابت کرنا پس یہ پایۂ ثبوت کو نہین پہنچا جو اس کا مدعی ہو اس کو لازم ہے کہ وہ آیت آیت کرکے ثبوت دے کہ یہ آیتین نازل ہوئین اور معاویہ نے انہین لکھا۔ یہ کہان ممکن ہے مگر یہ کہ ہمارے سامنے کوئی حدیث گڑھ کر کہدے کہ اسنے آیۃ الکرسی کو سونے کے قلم سے جسکو حضرت جبرئیل امین معاویہ کے واسطے عرش سے بطور ہدیہ لائے تھے لکھا ہے۔ پہر اب سنئیے کہ معاویہ شرفِ کتابت نبی پاک پر الٹے پاؤن پہر گیا کیونکہ اسنے پنجاہ کئی مظالم اور وہ احکام تحریر کیے جو شریعت مین حرام تھے جیسے سب وشتم و بغاوت اور وہ جرائم کیے کہ جنسے اعمال خیر برباد ہو جاتے ہین اس سے پہلے عبد اللہ بن خطل حضرت کا کاتب بہی تہا جو کہا کرتا تہا کہ اگر محمد نبی ہی ہین تو مین تو وہی لکھتا ہون جو میرا جی چاہتا ہے پہر وہ مرتد ہو اور مشرک ہو کر مکہ چلا گیا چنانچہ فتح مکہ کے دن اسکی گردن مارگیئی اور اس کا کتابت کرنا اس امر کو مانع نہوا کہ اسکا خاتمہ کفر و شقاوت پر ہو اس قصہ کو ابن عدی نے بیان کیا ہے اور نیز اس سے پہلے عبد اللہ بن ابی سرح مکہ مین حضرت کا کاتب رہا تہا پہر مرتد ہو گیا اور کہنے لگا کہ مین محمد کو جس طرف چاہتا تہا پہیر دیتا تہا وہ مجہسے عزیز حکیم لکہواتے تہے مین کہتا بجائے حکیم کے علیم لکہدون وہ کہتے تہے کہ ہان وہ دونون صحیح و درست ہین چنانچہ اسکے بارہ مین یہ آیت نازل ہوئی۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اور اسنے زیادہ ظالم کون ہے جنہون نے اللہ پر جہوٹا بہتان باندہا
پارہ ۷ سورہ انعام

اور بروز فتح مکہ حضرت رسول خدا نے اسکا خون ہدر (جائز و مباح) فرمایا

چوتہا شبہہ - حضرت عمر بن خطاب کا معاویہ کو حکومت دمشق شام اور اسکے اطراف و مضافات پر حاکم فرمانا اور اس حکومت پر اپنی زندگی بہر قایم و برقرار رکہنا ہے تا اینکہ حضرت عمر مقتول ہو گئے۔ اور حضرت عمر بہی دانائی فراست اور رائے روشن اور نظر صائب رکہنے والے لوگو نمین سے تہے۔ اگر معاویہ مین حکومت کی اہلیت نہتی تو حضرت عمر ہرگز اسکو حکومت نہدیتے اور اگر مستحق عزل ہوتا تو بیشک اسکو معزول فرماتے لہذا انکا اسکو حکومت دینا اور معزول نکرنا

اسی امر پر دال ہے کہ حضرت عمر اسکے افعال و کردار سے رضامند تھے اور حضرت عمر کا راضی ہونا
ایک بڑی منقبت اور اعلے درجہ کی فضیلت ہے صاحب نصائح کافیہ لکھتے ہیں کہ یہ شبہہ
ہمیں اس فرقہ حقہ کے راستہ پر چلنے سے باز نہیں رکھہ سکتا جو معاویہ پر لعنت کرنے کو جائز
اور اسکی عداوت کو واجب جانتے ہیں اسلیے کہ اسکی لعنت کا جائز اور عداوت کا واجب ہونا
بہت سی صحیح دلیلوں سے ثابت ہے جیسا کہ سابق میں گزر چکا۔ بلکہ یہ شبہہ درحقیقت کوئی چیز بھی
نہیں اسلیے کہ حضرت عمر کچھ عالم الغیب نہ تھے اور نہ لوگوں کے دلوں کے حالات سے واقف تھے
تا کہ جو بجز اولیا و اتقیا کسی کو والی نہ بناتے اور سوائے پاک صاف لوگوں کے کسی کو عامل نہ کرتے
بعض انکی پسندیدگی سے کوئی فضیلت ثابت ہوتی ہے نہ دلالت جاتی ہے۔ جناب
موسیٰ کلیم اللہ نے جو کہ حضرت عمر سے بلا شک و شبہہ افضل ہیں اپنی قوم سے میقات خدا کے لیے
ستر آدمی اختیار کیے تھے جنمیں سے کوئی نہ بچا جسنے یہ نہ کہا ہو کہ

لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً (پارہ اول سورہ بقر) — ہم تو تمہارے اوپر اسوقت تک ایمان نہ لائینگے جب تک خدا کو کھلے خزانہ دیکھہ نہ لیں

علاوہ بریں معاویہ کے مظالم اور جرایم جنکے سبب سے لعنت جائز اور بغض واجب ہوا
وہ حضرت عمر کے زمانہ کے بعد ظاہر ہوئے۔ معاویہ جس زمانہ میں کہ حضرت عمر کی طرف سے
والی تھا اُنسے خائف و ترساں رہتا تھا اُنھوں نے تو اُسکی سر پر دُرّے تک مارے جیسا کہ
ابن سعد نے روایت کی ہے یہ اسوقت کا ذکر ہے کہ جب وہ اُنکی خدمت میں از راہ فخر
و غرور سبز لباس پہنکر حاضر ہوا تھا جب عمر نے یہ برتاؤ اسکے غرور مٹانے کی غرض سے کیا
اور شام میں داخل ہونے کے وقت اسکو اس قصور پر معتوب فرمایا کہ اسنے لشکر عظیم کیوں
مہیا کیا ہے اور اسکی طرف سے رخ پھیر لیا اور پا پیادہ ہی چلتے چھوڑ دیا تاکہ اسکو تکلیف پہنچے
پھر اس سبب سے اسکی باز پرس فرمائی چنانچہ اسنے اُنہیں اس قول سے فریب دیا کہ ہم ایسے
شہروں میں ہیں کہ جنمیں دشمن کے جاسوسوں کی روک نہیں ہو سکتی لہذا انکے لیے ایسی

بات کی ضرورت ہے جو انکو نہیت سلطنت سے خالف ہے اگر آپ اجازت دین تو قائم رکھی جائے ورنہ موقوف کردیجائے یہ سنکر حضرت عمر نے جوابدیا کہ اگر یہ بات حق ہے تو یہ عاقلانہ ہے اور اگر جھوٹ ہے تو فریب فرزانہ ہے حضرت عمر کا قول سنا کہ جو راہ خدا مین مین فریب دیگا ہم اُسکے فریب مین آجائین گے کیا آپکو معلوم نہین کہ انھین ایک عامل کی خبر پہنچی کہ وہ اپنے اشعار مین کہتا ہے ؎ -

اسقنی شربۃ الذ علیہا ‌‌ ‌‌ ‌‌ واسق باللہ مثلہا ابن ہشام

(اے ساقی مجھے وہ شربت پلا جو نہایت لذیذ ہو اور تجھے خدا کی قسم ویسا ہی شربت ابن ہشام کو پلا) حضرت عمر نے اسے مدینہ طلب کرلیا عامل کو طلبی کا سبب معلوم ہوگیا اور فریب دہی پر آمادہ ہوگیا چنانچہ جب حاضر ہوا تو حضرت عمر نے اُس سے پوچھا وائے ہو تجھپر کیون کیا اس شعر کا تو ہی قائل ہے عرض کی ہان اے امیر المومنین آیا مخبر نے آپکو اس کے بعد کا شعر بھی سنایا ہے یا نہین - کہا نہین وہ کیا ہے کہنے لگا ؎

عسلا بارداً بماء قراح ‌‌ ‌‌ ‌‌ اننی لا احب شرب المدام

(وہ شربت شہد سرد اور آب خالص کا ہو کیونکہ مین شراب کا پینا پسند نہین کرتا) یہ سنکر کہا کہ اگر ایسا ہے تو تو اپنی حکومت پر واپس جا - اور ابو جعفر طبری نے حدیث عبد اللہ بن محمد مین جسکو اُسنے اپنے باپ سے نقل کیا ہے جبکہ حضرت علیؑ اور حضرت عثمان مین باہم گفتگو ہوئی تو حضرت عثمان نے کہا یا علیؑ مین آپ کو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہون کہ کیا آپکو معلوم نہین کہ مغیرہ بن شعبہ یہان موجود نہین جوابدیا کہ ہان بیشک معلوم ہے کہا کہ کیا آپ کو معلوم نہین کہ حضرت عمر نے اسے حکومت دی تھی کہا کہ ہان - کہا کہ پھر آپ مجھے کیون ملامت کرتے ہین اگر مین نے ابن عامر کو بسبب صلہ رحم و قرابت حاکم کردیا - حضرت علیؑ نے فرمایا کہ مین اب تمہین بتاتا ہون کہ عمر بن خطاب جس کسی کو حکومت دیتے تھے تو اُسکی طرف کان لگائے رکھتے تھے اگر کوئی بات قابل گرفت اُن تک پہنچگئی تو اُسے کھینچ بُلاتے پھر اُسکی تحقیقات انتہا تک کرتے

اور تم ایسا نہین کرتے تم ضعیف نکلے ہوا ور اپنے اقربا پر مہربان حضرت عثمان نے کہا وہ آپ کے بھی اقربا ہین پس حضرت علیؑ نے فرمایا بیشک مجھے اپنی جان کی قسم کہ میری قرابت اُنسے البتہ قریب ہے مگر کیا کیا جائے فضیلت اُنکے غیر لوگو نہین ہے۔ حضرت عثمان نے کہا کہ کیا آپ کو علم ہے کہ حضرت عمر نے معاویہ کو اپنی خلافت بھر حاکم رکھا پس اگر مین نے اسے حاکم بنایا تو کیا گناہ کیا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا مین تمہین خدا کی قسم دیتا ہون کیا تمہین معلوم نہین کہ معاویہ حضرت عمر سے اسقدر ڈرتا تھا جسقدر کہ اُنکا غلام یرقا اُنسے نہین ڈرتا تھا (عذر) کہا ہان بیشک حضرت علیؑ نے فرمایا کہ تمہارے سامنے تو معاویہ امور سلطنت مین جو چاہتا ہے (ذرا بھی) نکتر بیونت کرتا ہے اور تم خوب جانتے ہو پھر وہ کہدیتا ہے کہ یہ حضرت عثمان کا حکم ہے یہ باتین سب تمہین پہنچتی ہین مگر تم معاویہ سے ذرا بھی گرفت نہین کرتے تھے۔ ناظرین اب ہم آپکے (آپکے) سامنے حضرت عمر کے واقعات مین سے ایک واقعہ پیش کرتے ہین جس سے آپکو معلوم ہو جائیگا کہ اگر حضرت عمر کو تھوڑا سا بھی اُن باتون کا جو معاویہ از قسم بغاوت وفساد و ارتکاب جرایم و تفریق امت کرنے والا تھا علم ہو جاتا تو وہ اسے ایک ساعت کے واسطے بھی ایک بالشت زمین پر جسمین فقط ایک ہی مسلمان ہوتا ہرگز ہرگز حکومت نہ دیتے۔ ابن شیبہ کہتے ہین کہ ہم سے ابن فضیل نے عطا بن سائب سے نقل کیا ہے کہ مجھسے شام کے متعدد لوگون نے بیان کیا کہ شام کے قاضیون مین سے ایک قاضی حضرت عمر کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا امیر المومنین مین نے ایک ہولناک خواب دیکھا ہے پوچھا وہ کیا ہے عرض کی مین نے دیکھا کہ سورج اور چاند آپسمین لڑ رہے ہین اور تارے آدھے ایک طرف اور آدھے دوسری طرف پوچھا یہ بتا کہ تو کس کے ساتھ تھا کہا مین سورج کے مقابلہ مین چاند کا ساتھی تھا تب حضرت نے یہ آیت پڑھی۔

وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ فَمَحَوْنَا آيَةَ اللَّيْلِ وَجَعَلْنَا آيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً	اور ہم نے دن اور رات کو دو نشانیان قرار دیا ہے پس رات کی نشانی کو ہمنے مٹا دیا اور دن کی نشانیکو روشن کیا

پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل

تو مٹائی ہوئی نشانی کا ساتھی ہے نکلجا پس بخدا آج سے تو کبھی میرے کسی عمل کا کارندہ نہین ہوسکتا

علاؔ کہتاہے کہ بعد مین مجھے معلوم ہوا کہ وہ قاضی معزول معاویہ کے ساتہ تہا جو صفین مین مارا گیا

- انتہی - اسکے بعد بہی کیا آپ کی راے ہے کہ حضرت عمر جبکہ ایسے شخص کے کارندہ بنانے پر راضی

نہوئے جسکی خواب اس بابت پر دلالت کرتی تہی کہ وہ معاویہ کے گروہ مین ہے اسلیے کہ آیت

محو شدہ وہی ہے جیسا کہ قاضی کے مارے جانے سے ثابت وظاہر ہوا - توکیا پہر اس فرقہ باغیہ

کے رئیس وامام ومغوی ومرغنہ کے کارندہ بنانے پر راضی ہوتے کلا واللہ - بخدا ہرگز نہین

ہرگز نہین بجز اسکے کہ حق سبحانہ وتعالے نے علم غیب صرف اپنی ذات اقدس کے واسطے مخصوص

فرمالیا ہے اور بندونکو اس سے محروم کردیا مگر جسکو بہی جس امر مین حق تعالے نے چاہا - علاوہ

برین ہم کہتے ہین کہ حضرت عمر کا معاویہ کے فجور وبدکاری سے عالم ہونا -

(اگر وہ اسے جانتے بہی ہون حالانکہ ہمین اسکا گمان نہین ہے) انہین اسکی تولیت سے مانع

نہین ہوسکتا اسلیے کہ ممکن ہے کہ اسمین انہین کوئی مصلحت عامہ نظر پڑی ہو - چنانچہ انہون

نے سعد بن ابی وقاص کو حکومتِ کوفہ سے معزول کرکے اسکی جگہہ مغیرہ بن شعبہ کو مقرر کیا -

صاحب فائق وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ حذیفہ نے اُسوقت حضرت عمر سے کہا - انک

تستعین بالرجل الفاجر (آپ ایک مرد فاجر وبدکار کو اپنا معین ومددگار بناتے ہین)

تب حضرت عمر نے جوابدیا مین یون اسکو عامل بناتا ہون تاکہ اسکی قوت سے اعانت

حاصل کرون پہر مین اسکی گُدی پر سوار ہون اور یہ بہی مذکور ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ مجہے اہل کوفہ

نے عاجز کردیا ہے اگر مین مومن کو انکا حاکم بناتا ہون تو وہ ضعیف ہوجاتا ہے اور اگر فاجر کو

حکومت دیتا ہون تو وہ مرتکب فجور ہوتا ہے - انتہے -

پانچوان شبہہ - اشاعرہ اور ماتدیدیہ مین سے اکثر علما کا مذہب ہے دراز سے یہ شیوہ ہے کہ

وہ اس قول کی پیروی کرتے ہین کہ معاویہ عادل تہا اور اسکے معائب کے ذکر سے سکوت فرماتے ہین

اور محامل حسن اور صحیح صورتون پر انکو حمل کرتے اور انکی تاویل کرتے ہین اور جن امور کا انکار

ممکن ہے انکار کرتے ہین اور یہی شبہہ ہے جو مقلدین اور عوام مین اثر کرگیا ہے اور مذہب

اہل سنت کے چہرہ پر ایک یہ بھی داغ سیاہ اور کلنک کا ٹیکہ ہے اور یہی وہ شبہ ہے جو تمام
شبہات سے انکو زیادہ ضرر رسان ہے اور انکے عقائد مین محکم تہا اور دلون مین نہایت راسخ و
باثر ہے حتی کہ جو شخص معاویہ پر لعنت کرے یا اُسکی ستمگاریون مین سے کچھ بیان کرے وہ اُسکو
بدعتی اور فاسق کہتے ہین کسی دلیل کو نہین سُنتے اور کسی نقل کی طرف متوجہ نہین ہوتے گو وہ
کیسی ہی صحیح ہو بحث کے وقت بچہرینگے کہ وہ جلدی سے گلا دبا دین اور غصہ سے ناک بہون
چڑہاتے ہین اور کچھ منہ مین نہین آتا شعر ؎

یا مرسل الریح جنوباً وصبا   ان غضبت قیس فزدها غضبا

(اے جنوبی و شمالی ہوا کے چلانے والے اگر قبیلہ قیس غضبناک ہو تو انکے غضب کو اور زیادہ کر)
جو لوگ انہین عالم ہین انکا انتہائی کلام وقت بحث یہ ہے کہ ائمہ سنت و پیشوایان جماعت مثل
ابوالحسن اشعری اور ابو منصور ماتریدی اور انکے بعد والے جیسے کہ ابوبکر باقلانی و سبکی و غزالی و عضدی
دوانی و نسفی و نووی وغیرہ یہ سب علم و تحقیق و وسعت اطلاع مین مرتبہ بلند و پایہ عالی رکہتے تہے
اور یہ سب کے سب معاویہ کی دوستی کو پسندیدہ اور مستحسن جانتے تہے اور اُسکی عیب جوئی سے
سکوت کیے رہنے کا حکم دیتے تہے اور اُسکی برائیون کی اُسکے حق مین تاویل کرتے تہے اور اسپر لعنت اور سب کرنے کی
ممانعت فرماتے تہے اگر ان لوگون کے پاس اسپر کوئی دلیل نہوتی تو کیون ایسا کہتے اور ہم ان سے
زیادہ عالم نہین ہین جو ہم انکی مخالفت کرین اور انکی گہڑنت کے علاوہ کچھ اور گڑہین - اسکا جواب
صاحب نصائح کافیہ کہتے ہین کہ ہم ان حضرات کی فضیلت اور علم و تحقیق و دیانت و ورع مین
پایہ کا و عالی پر فائز ہونے کے منکر نہین ہین انہین کے علوم سے ہم استمداد اور انہین کے
آثار کا اتباع اور انہین کے انوار سے اقتباس کرتے ہین اور انکی حسن نیت و درستی مقاصد کے
معتقد ہین لیکن باوجود اسکے ہم اسکے قائل ہین کہ خطا کرنے سے یہ معصوم نہ تہے لہذا انکے کل اقوال
حجت نہین اور خلاف حق مین انکا اتباع موجب نجات نہین پس ان حضرات کا ہم اُسی
حکم مین اتباع کرینگے جو حضرت رسولخدا اور اکابر صحابہ سے وارد ہوا ہے لیکن ان حضرات کی اپنی

اس سے سکوت کرتے ہین اور صاحبان شوکت واقتدار کے خوف وہیبت اور عامۂ ناس کی مدارات والفت سے اظہار حق کی قدرت نہین رکھتے اور اگر اگلون کے ساتھ حسن ظن کو اپنے سکوت کا عذر قرار دیتے ہین - بلکہ بعض نے تو اسکی تصریح بھی کر دی پس کہدیا کہ ہمنے سلف مین سے اکثرین کے اقوال کو ایسا ہی پایا لہذا ہمنے انسے حسن ظن کیا اور وہی کہا جو انھون نے کہا ہو شاید انکے پاس اسپر کوئی دلیل ہو جسکی ہمین اطلاع نہین ہوئی - پس یہی وہ سبب ہے جس نے انکو مقید اور ہمکو آزاد اور انہین ساکت (خاموش) اور ہمین گویا وناطق بنا دیا اور آفت اور پوری آفت یہی کورانہ تقلید[۱] ہے واللہ اعلم - شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے کتاب صارم مسلول مین فرمایا ہے کہ ابو طالب مشکانی کہتے ہین کہ امام احمد سے کسی نے کہا کہ ایک قوم جو دعوائے حدیث دانی کرتی ہے اور سفیان ثوری کی رائے پر عمل کرتی ہے فرمایا کہ مجھے اس قوم سے بڑا تعجب ہے جنہون نے حدیث کا سماع کیا اور اسناد کو پہچانا اور اسکی صحت کے بھی مدعی ہین پھر بھی سفیان وغیرہ کی رائے کی طرف جاتے ہین خدا تعالے فرماتا ہے -

فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهٖ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ پارہ ۱۸ سورہ نور

پس اُن لوگون کو جو امر رسول سے مخالفت کرتے ہین اس بات سے ڈرتے رہنا چاہیے کہ ان پر کوئی مصیبت آپڑے یا انکو دردناک عذاب پہنچے -

اور بعض علما نے بیان فرمایا ہے اگر روئے زمین کے تمام مجتہدین کسی قول پر اتفاق کر لین اور قول نبی صلعم کا مقتضی اسکے خلاف ہو پس قول نبی حق ہوگا اسکے مقابل اجماع مجتہدین جنگل مین گوزشتر کی مثال ہے اور سید آلوسی نے جلاء العینین مین ابن تیمیہ سے نقل کر کے کہا ہے کہ بعضے لوگ ابن عباس سے مسئلہ متعہ مین بحث ومناظرہ کر رہے تھے مناظر انسے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے اقوال کو بیان کرنے لگا جسپر ابن عباس نے کہا قریب ہے کہ تمپر آسمان سے پتھر برسین مین تو تمسے کہتا ہون کہ قال رسول اللہ (حضرت رسول خدا نے ارشاد فرمایا) اور

[۱] حالانکہ علما مذکورین مین سے بعض حضرات کا اپنے اس اعتقاد فاسد سے عدول کرنا بھی ثابت ہو چکا ہے جیسے محقق دوانی ۱۲-

تم اُنکے جواب مین کہتے ہو کہ قال ابوبکر قال عمر (حضرت ابوبکر حضرت عمر نے فرمایا) انتہے - صاحب نصائح کافیہ کہتے ہین کہ ابن عباس نے یہ نہین کہا کہ بیشک حضرت ابوبکر و حضرت عمر ہم سے زیادہ عالم و افضل تھے اگر انکے پاس کوئی دلیل انکے قول پر نہ ہوتی تو کبھی نہ کہتے پھر سید صاحب فرماتے ہین کہ اگر یہی دروازہ کھول دیا جائے تو امر خدا و امر رسول سے روگردانی واجب ہوگی اور ہر امام و پیشوا اپنے اتباع و مریدان مین وہی منزلت حاصل کریگا جو نبی کو اپنی اُمت مین حاصل ہے اور اسمین دین کا بدل دینا اور شریعت کا متغیر کردینا لازم آتا ہے اور اسی امر کی مشابہ ہے جسکا خدا نے نصارے کو اپنے اس قول مین عیب لگایا ہے -

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ پارہ ۱۰ سورہ توبہ	اُنہون نے خدا کو چھوڑکر اپنے عالمون اور درویشون کو خدا بنالیا ہے -

وجہ شبہ تو ظاہر ہے اسلیے کہ یہ بات معلوم ہے کہ نصارے نے اپنے علماء و زہاد کی کچھ پرستش تو کی ہی نہ تھی صرف انکے تنہا اقوال کو حجت مان لیا تھا اور اسیکو اپنا دین بناتے تھے - اسی فعل پر خدا نے انکو عیب لگایا اور اسی کا نام عبادت رکھا اور علامہ ابن قیم کتاب اعلام الموقعین مین تحریر فرماتے ہین کہ تابعین کے فتاوی کے مقابلہ مین صحابہ کے فتاوے کا اختیار کرنا اولے ہے اور تبع تابعین کے فتاوے کے مقابلہ مین تابعین کے فتاوے کا اختیار کرنا اولے ہے - اور علے ہذا القیاس ہر مقدم کے فتاوے کا ہر متاخر کے فتاوے پر ترجیح دینا اولے ہوگا - غرضکہ جس مفتی کا زمانہ جسقدر رسول اللہ کے زمانہ سے زیادہ قریب متصل ہوتا جائیگا اسیقدر حق و صواب کا زیادہ غلبہ ہوگا - پھر کہتے ہین کہ غالباً مفتی اور حاکم کو پیش خدا اسکی گنجایش نہو کہ متاخرین مین وہ لوگ جو ائمہ چارگانہ کے مقلد ہین انمین سے فلان فلان کے قول کے مطابق حکم فتوے دے اور انمین سے کسی رائے اختیار کرے اور اسے ترجیح دے اور بخاری اور اسحاق ابن راہویہ اور علی بن المدینی اور انکے دیگر امثال کے فتوے اور حکم کو ترک کردے بلکہ اس سے بالاتر یہ ہے کہ قول ابن ابی ذئب و زہری و لیث بن سعد اور انکے امثال کی طرف بھی التفات نکرے بلکہ اُس سے بالاتر سعید بن

مسیب اور حسن اور جعفر بن محمد اور قاسم و سالم و عطا و طاؤس وغیرہ کے قول کو بھی جنکا اخذ جائز ہے شمار مین نہ لائے بلکہ اُس سے بالاتر قول متاخرین کو جنکا یہ مقلد و متبع ہے حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان و حضرت علیؓ وغیرہم[۵۳] پر مقدم جانے پھر کہتے ہین کہ مین نہین جانتا کہ کل بروز قیامت یہ مفتی کیا بیان کریگا جبکہ وہ ایسے بزرگان دین اور معمولی مجتہدین کو مساوی قرار دیگا چہ جائیکہ وہ ان اساطین دین پر ان احاد ناس کو ترجیح دیچکا ہو۔ پھر کیا حال ہوگا جبکہ اسی کی اختیار کرنیکا خصوصیت سے حکم و فتوے دیا ہو اور قول صحابہ کے اختیار کرنے سے منع کیا ہو اور متاخرین سے جو خلاف کرے اُسپر عقوبت جائز رکھی ہو اور اسپر بدعت و ضلالت اور مخالفت اہل علم ہونے اور اسلام کے ساتھ کید کرنیکی شہادت دی ہو۔ بخدا اسنے اس مثل مشہور کو اختیار کیا۔

رمتنی بدائہا وانسلت } اسنے مجھے اپنی بیماری کا نشانہ بنایا اور علیحدہ ہٹ گئی نکل گئی

رہا انکا یہ کہنا کہ ہم ان علما سے کچھ زیادہ عالم نہین ہین تاکہ انکی مخالفت اور انکی خلاف کام کرین پس یہ ایسا قول ہے جسکو وہ شخص نہین قبول کر سکتا جو ادلہ پر نظر رکھتا ہے اور انکے مقامات صحت و ضعف مین بحث کر سکتا ہو۔ یہ اہمال مردان میدان علم کی مراتب و شان سے کسقدر بعید اور صفت کمال کے حصول سے کسقدر علیحدہ کرنے والا ہے شعر ؎

ولم ار فی عیوب الناس عیبا کنقص القادرین علی التمام

(اور مین لوگون کے عیبون مین اس عیب سے بدتر کسی عیب کو نہین دیکھتا جیسا کہ ان لوگون کے نقصان کو عیب سمجھنا جو تمام کرنیکی قدرت رکھتے ہین) بلکہ یہ قول اُس شخص کا ہے جو خود عاجز ہو اور دوسرے پر بھروسہ کرے اور خود جاہل و بے علم اور دوسرونکا مقلد و پیرو ہو جو اپنے نفس کو بچہ کیطرح اپنے مربی اور عورت کی مثل اپنے ولی اور اندھے کی مانند پنجہ دستگیر کے قبضہ اور ہاتھ مین دیدیتا ہے علاوہ برین ہم بھی انکو یہی الزام دیسکتے ہین کہ وہ اور انکے پیشوا ان لوگون سے زیادہ عالم نہین جنھونے معاویہ کی نسبت سکوت نہین کیا بلکہ اسکے بغض کو واجب اور اُسپر لعن کو جائز اور اسکی قبائح اور

---

[۵۳] یہان اور چند صحابہ کا نام لکھا ہے ۱۲

بدکاریون کا اعلان اور سیرت بدکو بیان کیا پھر اُن لوگون نے اُنکی کیون مخالفت کی اور اُنکی خلاف
حمل کیا اور اگر فرض بہی کر لین کہ یہ امر صرف تقلید ہی کی طرف راجع ہے پس ہم کہینگے کہ تمنے
اپنے علما مین جنکی تقلید کرتے ہو ایک بہی ایسا نہین پایا جو از روے علم و عمل و ورع و احتیاط و تنبیہ
و حرص حق و سابقہ اسلام جناب امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی برابر یا
اُنکے قریب ہو حالانکہ معاویہ کی نسبت اُنکے اقوال اور اُنکا اسپر سب و لعن کرنا اور اُسکی بدکاریونکو
ظاہر کرنا اور اُسکی ضلالت کی پیروی سے ڈرانا مشہور و متواتر ہے اور ہمنے کچھ حصہ اسکا پہلے بیان بہی
کر دیا ہے۔ پس اب فرمایئے کہ آپ نے اُنکی تقلید کیون نکی اور اُنکے اقوال کو کیون نہ مانا آیا وہ
جناب ان علما کی نسبت جنکی تم مقلد ہو تقلید کے زیادہ سزاوار اور شناخت حق مین اُن سے زیادہ
قابل اور لائق نتہے بڑا افسوس ہے کہ آپ اپنے مقلدین اور پیشواؤن کی درستکاری اور باب
مدینۂ علم حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور اُنکی مثل بزرگان صحابہ و تابعین کی خطا کا گمان
رکہتے ہین بخدا یہ بجز خبط و غباوت و فریب نفس و ہوا و ہوس کے اور کیا ہے۔ کیا نبی معصوم
جناب محمد مصطفیٰ سے حضرت علی علیہ السلام کے حق مین وہ قول وارد نہین ہوا جو صراحتہً اس
بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ اپنے کسی قول و فعل و عمل مین حق سے علٰحدگی نکرینگے جسکی ہی
سبب سے علما اُنکی عصمت کے مدعی ہین ہمین اسمین سے کچھ بیان بہی کر دینا چاہیے تاکہ مخالفین
پر اس سے حجت قایم ہو اور موافقین کے دلون کو اطمینان حاصل ہو جائے۔ حاکم و طبرانی نے
اوسط مین جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ۔
علی مع القرآن والقرآن مع علی ولن — علی قرآن کے ساتہ ہو اور قرآن علی کے ساتہ یہ دونون آپس کی
یفترقا حتی یردا علی الحوض — جدا نہونگے جبتک حوض کوثر پر میری پاس وارد نہون
اور طبرانی اور حاکم اور ابو نعیم نے زید بن ارقم سے ایک حدیث مین روایت کیا ہے جسمین حضرت
امیر المومنین کی نسبت مذکور ہے کہ
لن یخرجکم من ھدی ولن یدخلکم فی ضلال — علی تمکو کبہی ہدایت سے خارج اور ضلالت مین داخل نکریگا

اور ابونعیم نے حلیہ میں حذیفہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

ان تولوا علیاً تجدوہ ھادیا مھدیا یسلک بکم الطریق المستقیم | تمنے اگر علی کو اپنا حاکم و والی بنایا تو تم اسکو ہدایت کنندہ اور ہدایت یافتہ پاؤ گے وہ تمکو سیدھے راستہ چلائیگا

اور دیلمی نے عمار بن یاسر اور ابوایوب سے ان الفاظ میں روایت کی ہے کہ

یا عمار ان رائیت علیاً سلک وادیا وسلک الناس وادیا غیرہ فاسلک مع علی | اے عمار اگر تو دیکھے کہ علیؑ ایک سمت چلا اور لوگ دوسری سمت چلے تو تو علیؑ کے ساتھ چلنا۔

اور حاکم نے ابوذر سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ

من فارق علیاً فارقنی و من فارقنی فقد فارق اللہ | جو علیؑ سے علیحدہ ہوا وہ مجھ سے علیحدہ ہوا اور جو مجھسے جدا ہوا وہ خدا سے جدا ہوا۔

اور دیلمی نے ابوذر سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ

یا علی انت تبین للناس ما اختلفوا فیہ من بعدی | اے علیؑ تم لوگوں کے لیے اُس چیز کو ظاہر کروگے جسمیں لوگ میرے بعد اختلاف کرینگے۔

اور طبرانی نے حضرت سلمان سے روایت کی ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب امیرؑ کی نسبت ارشاد فرمایا کہ

ھذا فاروق ھذہ الامۃ یفرق بین الحق والباطل | یہ شخص (یعنی حضرت علیؑ) اس اُمت کا فاروق ہے حق و باطل میں فرق کرکے دیکھادے گا

اور اسی کی مثل طبرانی نے ابوذر سے اور ابن عدی و عقیلی نے ابن عباس سے روایت کی ہے اور ابو یعلی اور سعد بن منصور نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولخدا نے حضرت علیؑ کی نسبت ارشاد فرمایا کہ

الحق مع ذا الحق مع ذا | حق اسکے ساتھ ہے حق اس کے ساتھ ہے

اور خطیب نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ جناب رسولخدا نے حضرت علیؑ کی نسبت ارشاد فرمایا کہ

انا وھذا حجۃ علی امتی یوم القیامۃ | میں اور یہ روز قیامت اپنی امت پر حجت ہوں گے

اور حاکم نے مستدرک مین حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا نے
ارشاد فرمایا کہ

ان اللہ سیھدی قلبک ویثبت لسانک } بالتحقیق خدا تیرے قلب کو ہدایت فرمائیگا اور تیری زبان کو ثابت و قائم رکھیگا

اور ابو نعیم نے حلیہ مین ابو برزہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ارشاد فرمایا کہ

ان علیا رایة الھدی وامام الاولیاء } علیؑ ہدایت کا نشان اور اولیاء خدا کا امام ہے۔

الی غیر ذلک اور کثرت سے احادیث ہین۔ یہ احادیث گو بنا بر قول عامہ عصمت جناب امیر المومنین علی
علیہ السلام کی مقتضی نہ ہون لیکن اس امر پر تو بدلالت قویہ دلالت کرتی ہین کہ وہ جناب حق سے
کبھی جدا نہ ہون گے اور اس بات پر کہ وہ جناب تمام صحابہ سے اعلم ہین حتےٰ کہ یہ کسی نے
نقل نہین کیا کہ انہون نے کبھی کسی مسئلہ مین کسی صحابی سے کوئی استفتا کیا ہو باوجودیکہ
اکابر صحابہ کا وقت مشکلات انکے اقوال کی طرف رجوع کرنا مشہور و مستفیض ہے یہانتک کہ
ابن عباس کا قول ہے کہ حضرت علی نے علم کے دس حصون مین سے نو تو خود اپنے لیے جمع اور
خاص کر لیے اور قسم بخدا کہ دسوین مین بھی ہمارے شریک ہو گئے۔ جبکہ یہ حالت ہو کیا انکی
تقلید فلان فلان کی تقلید سے زیادہ قرین صواب نہ ہوگی۔ اکثر اوقات بعض لوگ یہ کہہ بیٹھتے ہین
کہ قرن دوم و سوم کے بعض لوگون سے یہ قول منقول ہوا ہے کہ معاویہ نقل روایت مین عادل
تھا اور یہ کہ اسکے بارہ مین سکوت کرنے سے آدمی یقیناً محفوظ رہتا ہے اور اسکی نسبت برا بھلا
کہنے کی صورت مین گنہگار ہونے کا احتمال رہتا ہے اور اسی راے کو اشعری اور ماتریدی نے
اختیار کیا ہے۔ پس ہم کہتے ہین کہ پہلے شبہ مین معاویہ کے عادل ہونے کا جواب گزر چکا ہے
رہا یہ امر کہ اس سے سکوت کرنے مین سلامتی یقینی ہے پس خطا و بغاوت و تحقیق ظلم و جور سے سکوت
کیا جائے انہون نے خود ہی ان باتون مین سے کسی شے مین سکوت نہین کیا وہی تو ہین جنہون نے
اسکے تخطیہ اور بغاوت پر احتجاج کیا ہے اور اسکی رسوائی کی باتون اور قباحتون کو صاف صاف

بھول کر بیان کر دیاہے اور اپنے مسندون[۱] کو اس سے مملو اور تاریخون کو پُر کر دیاہے لہذا اب شک نہین رہا۔ کہ انکی مراد اس سکوت سے یہ ہے کہ اسپر لعنت کرنی یا سب و شتم کرنے یا ان دونون سے معاً سکوت کیا جائے اگرچہ یہ ہمارے نزدیک کسی طرح درست نہین ہے۔ اسلیے کہ ہم صدر رسالہٰذا مین بیان کر چکے ہین کہ ایسے شخص پر لعنت کرنا جو کسی وجہ سے مستحق لعنت ہو چکا ہو جائز اور مشروع ہے اور معاویہ مین چونکہ لعنت کے اکثر اسباب مجتمع تھے لہذا اسکی لعنت مشروع و مطلوب اور حضرت رسول خدا و ملائکہ کی تاسی و پیروی اور ان احکام کی تعمیل ہوگی جو کتاب آلہی مین وارد ہین چنانچہ حق تعالے فرماتاہے۔

اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ } یقیناً انپر خدا لعنت بھیجتاہے اور لعنت کرنیوالے انپر لعنت کرتے ہین
پارہ ۲ سورہ بقر

اگرچہ اس آیت مین فقرہ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ الخ جملہ خبریہ ہے لیکن اس سے خداوند عالم کا مقصود امر ہے جیساکہ خدائے عزوجل کے قول وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ وغیرہ مین ہے اگر اس سے قطع نظر بھی کیجائے تو تنہا تاسی بھی اسکے لعن کے مطلوب ہونے کے واسطے کافی ہوگی اور آپنے جن لوگون کی نسبت تحریر کیاہے کہ معاویہ پر لعنت کرنے سے مانع تھے تو حاشا کہ کوئی ایسے امر کو منع کرے جسکو خدا نے مشروع فرمایاہے اور اپنی کتاب اور اپنے نبی صلعم کی زبان پر بار بار دُہرایاہے۔۔ اور اگر ہم مان بھی لین کہ کسی نے ان حضرات مین سے اس پر لعنت کرنیکی ممانعت کی ہے تو ہم کہینگے کہ یہ کلام باریتعالے اور کلام رسول خدا علیہ و آلہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ مین کسی کے کلام کا اعتبار نہین ہو سکتا۔ پس اسوقت ہم انکی جلالت قدر کے لحاظ کر انکی ممانعت کو اس مقام کے ساتھ مخصوص کرین گے جہان پر کہ اسپر لعنت کرنے مین کسی فتنہ کا خوف ہو جیساکہ انکے وقتون مین غالباً اور اکثر یہی حال رہاہے اور یہی بات حق و صحیح ہے پس یہ متعین ہوا کہ انکی مراد صرف یہی ہے کہ اسکی سب و شتم سے سکوت کیا جائے یہ مراد نہین ہے کہ اسکی قبیح باتون کی تائید کیجائے اور اسپر رضامندی کا اظہار کیا جائے اسمین ہم ان کی

[۱] مسند وہ کتاب ہے جسمین کسی شخص کے مخصوص مرویات کا تذکرہ ہو ۱۲

متابعت کرتے ہین اور جانتے ہین کہ اس سکوت مین نہ کوئی گناہ ہے نہ کوئی فائدہ تا وقتیکہ کوئی
مصلحت اسکی داعی نہ ہو چنانچہ اب اسوقت مین موجود ہے[علا] لیکن ہم متاخرین مین سے ان لوگون سے
اتفاق نہین رکھتے جنھون نے امرِ سلف سے تجاوز کر کے اسکی مدح و ثنا کے پل باندھ دیئے
ہین اور اُنمین وہ صفات ثابت کیے ہین جو اس مین موجود نہ تھے اور اس سے اپنی رضامندی
کا اظہار اور اسکی محبت کا اعلان کرتے ہین اور جو شخص اسکے کسی عیب کو بیان کرے اُس سے
ناراض ہوتے ہین اگرچہ اسنے کسی حجت ہی کے قایم کرنیکی غرض سے وارد کیا ہو پس جو شخص
اسکا مدح سرا ہو یا اُسکا محب ہو یا اس سے اظہار رضامندی کرے اور مدعی ہو کہ وہ ہمین
سلف کا پیرو ہے پس اسنے اُنپر افترا اور بہتان کیا۔ ابن عبد البر نے استیعاب مین بسند معتبر
ابو قیس اودی سے نقل کیا ہے کہ ہمنے لوگون کو تین طبقون پر منقسم پایا ہے (۱) اہل دین جو
حضرت علی[ع] کے محب ہین (۲) اہل دنیا جو معاویہ کے دوست ہین (۳) خوارج انتہی
یہ حال ہے سلف کا پھر اب فرمایئے کہ سلف کا وہ چوتھا طبقہ جو حضرت علی[ع] و معاویہ دونونکو
دوست رکھتا ہو وہ کون سا ہے اگر خوب تفتیش و تحقیق کرین تو وہ اجلۂ صحابہ و تابعین مین سے
ایک کو بھی ایسا نہ پائینگے جو معاویہ کو دوست رکھتا ہو جیسا کہ آجکل ہے کہ وہ لوگ جو اشعری
و ماتریدی کی طرف منسوب ہین اُسکو دوست رکھتے ہین یا اُن لوگون کی طرح اسکے ہر ایک قول
و فعل کو قرین صواب جانتا ہو یا اُنکی طرح اسکی تاویل کرتا ہو۔ بار آلہا ہم تجھسے اپنے لیے اور
ان متعصب فرقون کے واسطے ہدایت و توفیق کا سوال کرتے ہین کاش یہ لوگ جبکہ انکے قلوب
و نفوس معاویہ اور اسکی بدیون کو بھلا جاننے کی طرف مطمئین و مائل ہوگئے تھے اور حضرت علی[ع]
علیہ السلام اور انکے گروہ کی مخالفت سے انکے دل ہشاش و بشاش ہوگئے تھے کسی راہ انصاف

علا اسوقت اُنپر لعنت کرنیکی کئی داعی موجود ہین (۱) خداوند عالم کے اس قول کا امتثال کو
لتبیننہ للناس ولا یکتمونہ ... ضرور تم اسکو کل آدمیون سے کھولکر بیان کرنا اور اسکو پوشیدہ نکرنا)
(۲) جاہل مقلدین کو اس امید پر حق کی طرف رہنمائی کر شاید وہ حق کی طرف رجوع کرلین (۳) اس تہمت کے
اُٹھانے کی غرض سے جو ہمارے مخالف ہمین لگاتے ہین کہ ہم اپنے علماء کے اقوال کو نصوص صریحہ پر مقدم
سمجھتے ہین ۱۲-

اختیار کرے اگرچہ وہ تنگ ہی ہو اسلیے کہ انکے اصول و قواعد مین ثابت ہے کہ جو شخص کسی اختلافی امر کا ارتکاب کرے تو اس شخص سے تعرض کرنا جائز نہین جیسا کہ قسطلانی اور دیگر اصولیین نے اس پر نص کی ہے پھر انہون نے جناب امیر المومنین علیہ السلام اور اکابر صحابہ کے اس مسئلہ مین خلاف کو قول اشعری و ماتریدی کے مقابلہ مین صرف خطاء نظری ہی قرار نہین دیا بلکہ انکے قول اور انکے موافقین کے قول کو درجۂ اعتبار سے ساقط کر دیا ہے۔ پس اس قول کو کچھ خلاف ہی نہین سمجھا اور جو ان کے قول کا قائل ہو یا اس مسئلہ مین انکے عمل کا عامل اسپر شدید انکار کرتے ہین۔

وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا اِلٰی مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ وَاِلَی الرَّسُوْلِ لَمْ یَسْتَجِیْبُوا اِنْ یُجِیْبُوْنَ بِقَوْلِھِمْ حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَیْہِ اٰبَآءَنَا اَفَلَا یَتُوْبُوْنَ اِلَی اللّٰہِ وَیَسْتَغْفِرُوْنَہٗ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

اور جبکہ تم یہ انسے کہتے ہو کہ تم خدا اور رسول کے حکم کی طرف رجوع کرو تو ان کو اپنے اس جواب مین شرم نہین آتی کہ ہمارے لیے وہی امور کافی ہین جنپر ہم نے اپنے بزرگون کو پایا ہے آیا یہ لوگ توبہ و استغفار نہین کرتے حالانکہ خداوند عالم بڑا بخشنے والا اور بڑا رحم کرنیوالا ہے

وَاِذَا البینات لم تغن شیئا فالتماس الھدیٰ بھن عیاء

واذا ضلت القول علی علم فما ذا تقولہ النصحاء[1]

ناصران معاویہ مین سے کچھ لوگ خوش ہو کر فخریہ یہ حجت پیش کرتے ہین کہ اسکو عادل ماننے اور اسکی برائیون کی تاویل واجب ہونے اور اسکی محبت کے جائز ہونے اور اسکے بزرگ ماننے کے قول کو محدثین مین سے بھی ایک جم غفیر نے اختیار کیا ہے اور پھر اشعری و ماتریدی کے اتباع بھی اسی کے قائل ہین حالانکہ یہی لوگ جماعت اور سواد اعظم ہین عند الاختلاف جنکے ساتھ رہنے کا حکم ہے جیسا کہ حدیث شریف مین وارد ہے۔ اس بات سے وہ فریب کھاتے ہین اور

[1] ان اشعار کا ترجمہ یہ ہے جبکہ کھلی دلیلون سے تجھے کچھ فائدہ نہو تو پھر ان سے ہدایت کی خواہش بیکار ہے اور جب جان بوجھ کر تو گمراہی کا قول اختیار کرلے تو پھر نصیحت کرنے والون کے واسطے تجھے کہنے کو کیا باقی رہا ۱۲۔

کثرت کو خطا سے بچنے کا ذریعہ اور حقیقت کا ساتھی سمجھ لیا ہے اگرچہ جماعت قلیلہ کے دلائل کیسے ہی زبردست اور انکی حجت کیسی ہی ظاہر و واضح ہو اور ان لوگون کا یہ قول عقل سے بالکل بعید ہے اسلیے کہ سواد اعظم اور جماعت وہی ہے جو حق پر ہو خواہ وہ ایک ہی شخص ہو جیسا کہ سابق مین ہمنے سفیان ثوری سے نقل کیا ہے - ابن قیم نے کتاب اغاثۃ اللہفان مین لکھا ہے کہ ابو محمد عبد الرحمن بن اسماعیل نے جو ابو شامہ کے ساتھ مشہور ہیں کتاب الحوادث والبدع مین ہی لکھا ہے کہ

حیث جاء الامر بلزوم الجماعۃ فالمراد بہ لزوم الحق واتباعہ وان کان المتمسک بہ قلیلا والمخالف لہ کثیرا لان الحق ہو الذی کانت علیہ الجماعۃ الاولی من عہد النبی واصحابہ ولا نظر الی کثرۃ اہل الباطل بعدہم

جہان کہیں کہ جماعت کا ساتھ دینے کا امر وارد ہوا ہے وہان پر حق کو اختیار کرنا اور اسکی پیروی مراد ہو گو اسکے اختیار و تمسک کرنیوالے کم اور اسکی مخالف بکثرت ہون اسلیے کہ حق وہی تھا کہ جسپر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کے زمانہ کی پہلی جماعت تہی اور اہل باطل جو انکے بعد پیدا ہوئے انکی کثرت کیطرف کچھ نظر نہین کی گئی -

اور عمرو بن میمون اودی نے کہا ہے کہ مین معاذ کے پاس یمن مین تہا پس مین اس سے علیحدہ نہین ہوا جبتک کہ مین نے اسے شام مین زیر خاک چھپا نہین لیا بعد ازان پہر مین نے افقہ الناس عبد اللہ بن مسعود کی صحبت اختیار کی پس مین نے انکو کہتے ہوئے سنا علیکم بالجماعۃ فان ید اللہ علی الجماعۃ تمکو جماعت کا ساتھ دینا واجب و لازم ہے اسلیے کہ جماعت پر خدا کا ہاتھ ہے اپہر ایک دن مین نے سنا کہ وہ کہتے ہین کہ -

سیلی علیکم ولاۃ یؤخرون الصلوۃ عن مواقیتہا فصلوا الصلوۃ لمیقاتہا فہی الفریضۃ وصلوا معہم فانہا لکم نافلۃ

عنقریب تمہارے اوپر ایسے لوگ حاکم مقرر ہونگے جو نماز کو انکے اوقات سے موخر کر دینگے پس تم نماز کو اپنے وقت ہی پر پڑہنا اسلیے کہ وہ تمہارا فریضہ ہے اور انکے ساتھ بہی پڑہنا پس وہ تمہارے لیے نافلہ ہو جائیگی

وہ کہتے ہین کہ مین نے کہا کہ اے اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میری سمجھ مین نہین آتا کہ

تم مجھسے کیا بیان کرتے ہو پوچھا کیا بات ہے مین نے کہا کہ تم ہمین جماعت کا بھی حکم دیتے ہو اور اُسکی ترغیب و تحریص دلاتے ہو پھر کہتے ہو کہ اپنی نماز علیحدہ پڑھو اور یہ فریضہ ہے اور جماعت کے ساتھ بھی پڑھو یہ نافلہ ہے جواب مین کہا کہ۔

قد كنت اظنك من افقه اهل هذه القرية تدري ما الجماعة قلت لا قال ان جمهور الجماعة الذين فارقوا الجماعة الجماعة ما وافق الحق وان كنت وحدك

اے عمرو بن میمون مین تمکو اس قریہ کے لوگون مین سب سے زیادہ فقیہ سمجھا تھا تم جانتے بھی ہو جماعت کیا چیز ہے مین نے کہا نہین کہا کہ اس زمانہ مین جمہور کے اکثر لوگ جماعت سے جدا ہو گئے ہین اور جماعت سے وہی لوگ مراد ہین جو حق کے موافق ہون اگرچہ تم تنہا ہی ہو۔

اور دوسرے طریق میں ہے۔

فضرب على فخذي وقال ويحك ان جمهور الناس فارقوا الجماعة وان الجماعة ما وافق طاعة الله عز وجل

پس اُسنے میری ران پر ہاتھ مارا اور کہا وائے ہو تمپر جمہور ناس (عام لوگ) جماعت سے علیحدہ ہو گئے ہین جماعت وہ گروہ ہے جو طاعت خدا عزوجل کے موافق ہو

اور نعیم بن حماد کہتے ہین۔

اذا فسدت الجماعة فعليك بما كانت عليه الجماعة قبل ان تفسد وان كنت وحدك فانك انت الجماعة حينئذ

ابن مسعود کی مراد یہ ہے کہ جب جماعت فاسد ہو جاوے پس تمہارے اوپر لازم ہے کہ اُس امر کو اختیار کرو جسپر جماعت قبل فساد تھی اگرچہ تم ہی تنہا ہو پس اُسوقت تم ہی جماعت کا حکم رکھتے ہو

اس مضمون کو بیہقی وغیرہ نے ذکر کیا ہے اور اُسمین کہا ہے کہ بعض اہل علم سے سواد اعظم کی نسبت سوال کیا گیا جنکے بارہ مین یہ حدیث آئی ہے کہ

اذا اختلف الناس فعليكم بالسواد الاعظم

جب لوگ اختلاف کرنے لگین پس تم پر سواد اعظم کا اتباع لازم ہے۔

اُنہوں نے جواب دیا کہ محمد ابن اسلم طوسی سواد اعظم ہے۔ کہتا ہے واللہ سچ کہا اسلئے کہ

زمانہ مین جب کوئی عارف سنت اور اُسکی طرف بلانے والا موجود ہو پس وہی حجت ہے اور
وہی اجل ع ہے اور وہی سواد اعظم ہے اور وہی سبیل مومنین ہے کہ جو اس سے جدا ہو جائیگا
اور اُسکے علاوہ کسی دوسرے کی پیروی کرے خدا اسکو اسی شخص کے حالات مین محشور کریگا جسکو
وہ دوست رکھتا تہا۔ اور اسکو جہنم مین جلائیگا جو کہ بری بازگشت ہے۔ انتہی۔ علاوہ برین
ہم انصار معاویہ کے اس دعوے کو تسلیم نہین کرتے کہ محدثین اور اشاعرہ اور ماتریدیہ یہی
لوگ اس اُمت کے جمہور اور گروہ کثیر ہین بلکہ ہم یہ بہی نہین مانتے کہ یہ کُل کے کُل جنکا اُنہون
نے ذکر کیا معاویہ کے حق مین جو انکا خیال ہے ایسکے وہ قائل اور اسکی صحت کے معتقد ہین محدثین کو
ایسا ایسے تو ہم نہین پاتے مگر ایک قلیل جماعت کو جس نے ان حضرات کے خیال کی تصریح کی ہے
جس سے معاویہ کا عادل کہنا اور اُسکی بداعمالیون کی تاویل کرنا مراد ہے اور محدثین کے ہزارون
افراد ایسے ہین جو یا تو اسپر ہماری طرح معترض ہین یا اپنے مقتضائے زمانہ کے موافق اس سے
ساکت ہین اسلیے کہ اسوقت انکے فتنون اور مظالم کا اظہار قرین مصلحت نہ تہا۔ رہے اشاعرہ
اور ماتریدیہ پس گروہ کثیر بلکہ اکثر تو انکا اس تعدیل و تاویل سے اپنے دلون مین ناراض اور انکے
اقوال پر اُف کرتے ہین ان حیلہ بازیون سے عاجز اور ان کے دل اس سے [illegible]
اور اسکے مہلکات و جرائم سے متنفر اور سب اسکے تذکرہ سے روگردان ہین انہین کے خواص تو
اسوجہ سے کہ وہ ان دلائل قویہ پر مطلع ہو چکے ہین جن سے انکے متقدمین کی تحریرین باطل ہوتی ہین
اور انکے لوگون کی سند کا ضعیف ہونا ثابت ہوتا ہے اور انہین کے عوام اسوجہ سے ناراض
ہین کہ انکے فطری ایمانداری اور ربانی الہامات انکو معاویہ کی بداعمالی پر نہین راضی ہونے
دیتے نہین کیا اسکے بعد بہی یہ کہنا صحیح ہوگا کہ سواد اعظم معاویہ اور اُسکے امثال کو عادل اور اُس کی
بدکرداریون کی تاویل کو واجب سمجھتے ہین اور اسکی بداعمالی کے لیے کوئی اجر و ثواب ثابت
کرتے ہین۔ نہین نہین بلکہ سواد اعظم اور جماعت جو کہ درحقیقت حق کے طرفدار ہین وہ اسکو
فاسق جانتے ہین۔ اور اسکی تعظیم کو منع کرتے ہین اور اسکی لعنت کو جائز جانتے ہین اس لیے

وہ موجبات لعن کا مرتکب ہو چکا ہے اسکی دشمنی کے واجب ہونیکی تصریح کرتے ہین کیونکہ
وہ خدا اور اُسکے رسول کا دشمن تہا اور بہت سی نافرمانیون کا مرتکب ہوا تہا عنقریب ان سب
امور سے اسدن پردہ اُٹھہ جائیگا جبکہ ہر شخص اپنے نفس سے مجادلہ کریگا اور جھگڑنے والے
ہزار ان ہزار مسلمان ہون گے اور حَکَم وہ شخص ہوگا جسپر کوئی امر مخفی نہین پس اسدن اس کی
مثل کسی گنہگار پر عذاب نہ ہوگا اور نہ اسکی مثل کوئی شخص گرفتار بلا ہوگا۔ بعض اوقات کچھ لوگ
یہ کہنے لگتے ہین کہ تم آج لوگون سے معاویہ اور اسکے بغض واباحت لعن کے متعلق حضرت علی علیہ السلام
اور انکے تابعین کبار صحابہ کی موافقت چاہتے ہو اور یہ حضرات بیشک جیسا کہ آپ نے بیان کیا
نہایت عمدہ پیشوا و سزاوار ہین لیکن ہم نے تو قرن اولے (زمانہ سابق) کے بہت سے علماء کو
پایا ہے کہ انہون نے ان اقوال کو ترک کر دیا ہے اور ان کے بیان سے سکوت کیا ہے پس کیا
وجہ ہے کہ ہمارے لیے وہ امر جائز نہین ہے جو ان لوگون کے لیے جائز تہا کہ ان جھگڑون اور
نزاعی باتون سے سکوت اور اعراض کرین پس ہم انکے جواب مین کہینگے کہ ہان تمہین وہ گنجائش
نہین جو انہین تہی اسلیے کہ وہ جن باتون سے ساکت رہے ہے انہین معذور تہے اور تمہاری وہ
حالت نہین ہے اسلیے کہ وہ ایسے زمانہ مین تہے جسمین بنی امیہ اور انکے سرکش امراء کو دولت
وشوکت حاصل تہی جو کسی مومن کے حق مین نہ معاہدہ کا خیال کرتے تہے نہ امان کا پس کوئی
اس بات کی جسارت نہین کرسکتا تہا کہ وہ انکے اسلاف کے مطابق انکے عیوب اور ظلم وستم
کی تصریح کرسکے پہر بنی عباس کا زمانہ آیا یہ لوگ بہی باوجودیکہ بنی امیہ سے دشمنی رکہتے تہے
پہر بہی حضرت علیؑ اور انکے اہل بیت کی طرف کسی فضیلت کے منسوب یا انکی پیروی کرنے سے
دلتنگ ہوتے تہے اور اہلبیت اور انکے شیعہ ان دونون دولتون کے زمانہ بلکہ عبداللہ بن زبیر[علہ]
کی بہی امارت مین انتہا درجہ کی مقہوری ودربدری وقتل وہلاکت وتکلیف واذیت مین مبتلا تہے

علہ ابوالفرج مدائنی نے بروایت ابوبکر ہذلی نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن زبیر بنی ہاشم کا لوگون کو دشمن بنانا چاہتا تہا
اور ہر امر ناپسندیدہ کے ساتہ انکی ہجو کیا کرتا تہا اور لوگون کو انکی نسبت ورغلاتا تہا اور بالائے منابر خطبہ مین تصریحاً وتعریضاً
انکا ذکر کرتا پس اکثر اوقات انہین سے ابن عباس وغیرہ اس سے معارضہ کر بیٹہتے تہے پہر اسکو یہ سوجہی کہ ابن حنفیہ کو

بالکل اسی نہج کے مطابق جسکی جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی تھی پس حضرات
طاہرین ظلم بنی اُمیہ سے نکلکر ظلم بنی عباس مین داخل ہو گئے۔ اگرچہ بنی عباس بنی اُمیہ کے دشمن تھے
تو وہ ویسے ہی علویین کے دشمن تھے اور ہر اس بات کے ذکر سے کارہ تھے جسمین اولاد
حضرت علی علیہ السلام کی کوئی منقبت اور فضیلت نکلتی ہو حتےٰ کہ انمین سے ایک بادشاہ نے تو قبر
جناب سید الشہدا علیہ السلام کو منہدم کرا دیا اور اسکے اوپر کی زمین پر ہل چلوا کر کھیتی کرادی اور بعض نے
علویین پر یہ حکم لگا دیا کہ وہ گھوڑے پر سوار نہ ہون نہ کوئی خدمتگار و ملازم رکھین اور اگر کسی علوی
و غیر علوی کے درمیان کوئی خصومت اور جھگڑا ہوتا تو اسکے خصم مخالف کا قول اس بارہ مین
قبول کر لیا جاتا اور کسی دلیل و گواہ کا مطالبہ نکیا جاتا جیسا کہ اسکو مقریزی نے خطط وغیرہ مین
ذکر کیا ہے اور ان کے بہت سے عمائد و اکابر بنی عباس کے جیلخانون مین ہلاک ہو گئے جیسا کہ
سابقاً اسکا کچھ ذکر گذرا علاوہ برین اور اسی قسم کی باتین جنکی نقل کرنیکی ضرورت نہین ہے
اسلیے کہ وہ کتب تواریخ وغیرہ مین تفصیلاً مذکور ہین۔ پس باوجود اسکے کوئی تعجب کی بات نہین
جو یہ ائمہ اس معاملہ مین اقتداءً جناب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی ترغیب دینے سے ساکت
رہے ہون یہ واضح اور کھلم کھلا اخطا ہے کہ معاویہ وغیرہ کی بداعمالیون کے بیان سے ساکت
رہنے مین معذور ہون اور انکو ہم اپنا پیشوا اور مقتدا قرار دین در انحالیکہ ہم غیر معذور ہین
بھلا یہ کس طرح جائز ہوگا حالانکہ حدیث انس وغیرہ مین وارد ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو جبکہ وہ مردون کو خیر و شر کے ساتھ یاد کرتے تھے دیکھکر فرمایا وجبت
انتم شہداء اللہ فی الارض (تمہاری شہادت ثابت ہو گئی تم خدا کی زمین مین اسکے گواہ ہو)
تعجب ہے کوئی غیر معذور معاویہ یا اسکے یاورون کے ان لغویات (بداعمالیون) سے سکوت کریگا

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ ایک مہلک جیلخانہ مین قید کر دیا پھر انکو اور جو بنی ہاشم وہان تھے انکو جمع کر کے ایک خاص قید خانہ مین بند کر کے [illegible] ابن حنفیہ کے تمام شیعہ انکی حمایت اور اس [illegible] [illegible] اسکو باعث ہوئی کہ وہ انہین آگ [illegible] [illegible] ابن حنفیہ کو ابن زبیر کے جوار سے نکال لیا [illegible] ۔ تاریخ کامل مین اس قصہ کیطرف اشارہ ہے اور اہل اخبار نے بھی اسکا ذکر کیا ہے ۔۱۲۔

وہ اس شہادت کا جو اس سے خدا کو مطلوب و مقصود ہے کتمان کنندہ اور چھپانیوالا ہوگا اور جبکہ
اسکے جرایم کا جبتک اسے علم ہے ذکر کریگا تو وہ سچا اور عادل و گواہ قرار پائیگا اور جب اسکی مدح
وصفت و ثنا کریگا اور اسکے واسطے ناقص مین تراشے گا تو شاید زور نگار ہوگا العیاذ باللہ علاوہ برین
متقدمین و سلف نے اس سرکش کی بہت سے قبایح کو بیان بھی کیا ہے اور انمین سے اکثر
حصہ کے بیان سے سکوت بھی کیا ہے لیکن انہون نے جہان سکوت کیا ہے وہان ایسا
نہین کیا جیسا کہ ان حضرات نے کیا ہے جنکے تم مقلد ہو کہ معاویہ کی بیحد و نہایت ثنا و صفت
کرتے ہون اور اسکو نیکوکار یا عادل قرار دیتے ہون سرکار دو لتمدار مانتے ہون اور اس کی
مثل باغیون اور مفسدون کی محبت و دوستی کا حکم دیتے ہون بلکہ وہ اپنے کلام مین کنایات
و اشارات سے اُسکے رفض اور بغض و عداوت اور اسکی محبت سے اجتناب کرنیکی طرف
اشارہ کرتے تھے جبکہ کسی بات کی تصریح پر قادر نہوتے تھے اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

ان فی المعاریض لمندوحة عن الکذب } بیشک کنایہ مین جھوٹ سے بچنے کی گنجایش ہے۔

سب سے زیادہ اس قسم پر قدرت رکھنے والے امام شافعی ہین اسلیے کہ وہ کلام کے اسلوب اور
طرزون سے خوب واقف و ماہر اور مختلف المعنی الفاظ کے ذریعہ سے توجیہ و توریہ پر بہت قادر تھے
کیا آپ نہین دیکھتے کہ جب اونہون نے اپنی وصیت تحریر کی تو اُسمین یہ الفاظ استعمال کیے

وافضل الخلق بعدہ صلی اللہ علیه وآلہ وسلم الخلفاء الاربعة ابوبکر و عمر و عثمان و علی — اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد افضل خلائق خلفاء چار گانہ ابوبکر و عمر و عثمان و علیؑ ہین

جسمین اُنہون نے خلفاء چارگانہ کے تذکرہ کو واو عطف کے ساتھ وارد کیا ہے جو ترتیب کو
مقتضی نہین پس احتمال ہے کہ مذہب جمہور کے مخالف در بارہ ترتیب فضیلت کوئی
قول رکھتے ہون جیسے کہتے ہین کہ

اتولاھم واستغفر لھم — انکو دوست رکھتا ہون اور انکیلیے اور اہل

ولاھل الجمل وصفین — جمل وصفین کے لیے استغفار کرتا ہون

جسمین انہون نے حرف عطف اور لام تعدیہ کا اعادہ کیا ہے تاکہ اہل جمل وصفین کا باقی
صحابہ کے ساتھ فقط استغفار کرنے مین شریک ہونا مفہوم ہو اور صحابہ کی طرح انکا محبت
و ولایت مین شریک ہونا ثابت نہو اور یہ امام شافعی کے اشارات لطیفہ مین سے ہے
اور اسی قبیل سے وہ مضمون ہے جسکا شارح مواقف وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ ان (شافعی)
سے جب مقتولین اہل جمل وصفین کی نسبت سوال کیا تو کہا کہ

تلک دماء طھر اللہ منھا سیوفنا — یہ وہ خون ہین جنسے خدا نے ہماری تلوارون کو پاک
فلا تخضب بھا السنتنا — رکھا پس ہم اپنی زبانون کو بھی اُنسے آلودہ کرتا نہین چاہتے

امام شافعی نے دماء سے وماء اصحاب حضرت علی علیہ السلام کو مراد لیا ہے جیسے عمار اور انکی
دیگر بھائیون کا خون جو معاویہ سے تاویل قرآن پر لڑے جس طرح کہ پہلے وہ ان مشرکین سے انکی
تنزیل پر لڑے تھے یہ ممکن نہ تہا کہ امام شافعی سا شخص باوجود اس جلالت قدر و منزلت کے
دماء سے اصحاب معاویہ کا خون مراد لیتے جنکی نسبت وہ دوسرونکی طرح یہ اعتقاد رکھتے ہون کہ
انکا قتل گران مرتبہ و اعلے عبادتون مین داخل ہے جو خوشنودی خدا کا سبب ہین اور قرآن مین
انکا حکم دیا گیا ہے پس کیا گمان کر سکتا ہے کہ وہ یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ خدا تعالے نے انکی
تلوار کو اُس خون سے پاک رکھا کہ جسمین سب سے پہلے برادر و وصی جناب محمد مصطفے صلے اللہ
علیہ و آلہ وسلم کی تلوار آلودہ ہوئی - بخدا ہرگز کوئی ایسا نہین کہہ سکتا الا وہ شخص جو طرز و اسلوب
کلام سے واقفیت نرکہتا ہو اور جو شخص انہین لوگون مین سے ہوگا جو اغراض باطلہ کے
درپے ہین وہ سب کے خون پر محمول کرکے اسکی تفسیر کریگا حاشا کہ امام شافعی کی یہ مراد ہو
پس جو شخص ایسی تفسیر کرے اسنے بیشک اُنپر افترا و بہتان باندہا یہ کیونکر ہو سکتا ہے
حالانکہ وہ فرماتے ہین سہ

ولما رأیت الناس قد ذهبت بهم | مذاهبهم فی ابحر الغی والجهل
رکبت علی اسم الله فی سفن النجا | وهم اهل بیت المصطفیٰ خاتم الرسل
وامسکت حبل الله وهو ولاؤهم | کما قد امرنا بالتمسک بالحبل

بعض نے اس مقالہ کو حسن بصری کی طرف منسوب کیا ہے اور بعض نے میمون بن مہران کی طرف نسبت دی غرضکہ کل اقوال پر معنے اسکے وہی ہین جو ہمنے بیان کیے واللہ اعلم۔ چونکہ بات شاخ در شاخ ہوا کرتی ہے لہذا ہمارا دل چاہتا ہے کہ یہان ہم ضمناً و استطراداً کچھ حصہ اس کلام کا بیان کردین جو امام شافعی نے اشعار نظم کیئے ہین جو اس امر پر دلالت کرتے ہین کہ انکو اہل البیت کے ساتھ کسقدر شدید تمسک اور انسے کسقدر محبت تھی اور ان کے دشمنون اور ایذا پہنچانے والون کے رفض و ترک پر بھی دلالت کرتے ہین انمین بہت اشارات و معاریض و کنایات ہین اور تقیہ جائزہ کا استعمال کیا گیا ہے جسکو ذکی و فطین آدمی غور و تامل کے بعد سمجھ سکتا ہے وہ فرماتے ہین ؎

لو شق قلبی لبدا وسطه | سطران قد خطا بلا کاتب
الشرع والتوحید فی جانب | وحب اهل البیت فی جانب
ان کنت فیما قلته کاذبا | فلعنته الله علی الکاذب

اور جب ان سے جناب علی مرتضےٰ کی مدح مین زیادتی کرنے اور تشیع کو ظاہر کرنیکا عتاب کیا گیا تو نصیب شاعر کے اس قول سے انھون نے تمثل کیا

۱؎ ان اشعار کا ترجمہ یہ ہے جبکہ مین نے لوگون کو دیکھا کہ ان کے مذاہب نے انمین جہل و گمراہی کے دریاؤن مین ڈبو دیا ہے تو مین خدا کا نام لیکر کشتیہاے نجات مین سوار ہوگیا اور وہ سفینہاے نجات جناب محمد مصطفےٰ خاتم الانبیا کے اہلبیت ہین اور مین نے سہارے کے واسطے خدا کی رسی کو پکڑ لیا جس سے کہ اہلبیت کی محبت مراد ہے جیسا کہ ہمکو و اعتصموا بحبل الله جمیعاً مین اس رسی کی پکڑنے کا حکم دیا گیا ہے ۱۲

۲؎ ان اشعار کا ترجمہ یہ ہے کہ اگر میرا قلب چیرا جائے تو اسکے بیچ مین وہ سطرین بلا کاتب کی لکھی ہوئی ظاہر ہونگی شرع و توحید تو ایک طرف اور محبت اہلبیت ایکطرف جو کچھ مین نے کہا اگر مین اسمین جھوٹا ہوں تو جھوٹے پر خدا کی لعنت ہو ۱۲

[۱] لقد طال کتمانیک حتی کاننی	برد جواب السائلی عنک اعجم
لاسلم من قول الوشاة و تسلمی	سلمت و هل حی من الناس یسلم

اور انہوں نے فرمایا ہے ؎

[۲] یا اہلبیت رسول اللہ حبکم	فرض من اللہ فی القرآن انزله
کفاکم من عظیم القدر انکم	لمن لم یصل علیکم لاصلوٰة له

اور یہ بھی انہیں نے کہا ہے ؎

[۳] قالوا ترفضت قلت کلا	ما الرفض دینی ولا اعتقادی
لکن تولیت دون شک	خیر امام و خیر هادی
ان کان حب الوصی رفضا	فاننی ارفض العباد

اور وہ بھی اسی مضمون میں فرماتے ہیں ؎

[۴] یا راکبا قف بالمحصب من منی	واهتف بقاعد خیفها والناهض
سحرا اذا فاض الحجیج الی منی	فیضا کملتطم الفرات الفائض
ان کان رفضا حب آل محمد	فلیشهد الثقلان انی رافضی

[۱] ان اشعار کا ترجمہ یہ ہے میری رازداری تیرے بارہ میں اسقدر طول پکڑ گئی کہ گویا تیری بابت پوچھنے والے کے جواب میں گونگا ہوں تاکہ چغلخوروں کی باتوں سے میں اور تو دونوں محفوظ رہیں میں بچا تو ہوں مگر کیا کوئی زندہ لوگوں کی زبان سے بچ سکتا ہے ۱۲

[۲] ان اشعار کا ترجمہ یہ ہے کہ اے اہلبیت رسول تمہاری محبت خدا کیطرف سے فرض ہے جو قرآن میں اس نے اتاری تمہاری قدر عظیم کے واسطے یہی کافی ہے کہ جو شخص تمہارے اوپر صلوات نہ بھیجے اسکی نماز نہیں ہوتی ۱۲

[۳] ان اشعار کا ترجمہ یہ ہے کہ مجھے لوگوں نے کہا کیا تو رافضی ہو گیا ہے تو میں نے کہا ہرگز نہیں رفض نہ میرا دین ہے نہ میرا اعتقاد لیکن اس میں شک نہیں کہ میں بہترین امام اور بہترین ہادی کو دوست رکھتا ہوں پس اگر وصی رسول ہی کی دوستی کا نام رفض ہے تو میں ارفض العباد ہوں یعنی بڑا رافضی ہوں ۱۲

[۴] ان اشعار کا ترجمہ یہ ہے اے سوار ٹھہر تو مقام منی کے محصب میں ٹھہر اور ان لوگوں کو جو خیف میں رہتے ہیں آواز دے خواہ وہ بیٹھے ہوں یا کھڑے ہوں صبح کیوقت جبکہ حاجی لوگ منی کیطرف اسطرح کوچ کرتے ہیں جس طرح کہ نہر فرات کا پانی زور سے بہتا ہے اگر آل محمد کی محبت داخل رفض ہے تو جن و انس دونوں گواہ رہیں کہ میں رافضی ہوں ۱۲

اور یہ بھی انہین کا قول ہے سہ

اذا نحن فضلنا علیا فاننا ¹ — روافض بالتفضیل عند ذوی الجھل

وفضل ابی بکر اذا ما ذکرتہ — رمیت بنصب عند ذکری للفضل

فلا زلت ذا رفض ونصب کلاھما — بحبیھما حتی اوسد فی الرمل

اور انہین کا قول ہے سہ

آل النبی ذریعتی ² — وھم الیہ وسیلتی

ارجو بھم اعطی غدا — بید الیمین صحیفتی

اور انہین نے کہا ہے سہ

اذا کان ذنبی حب آل محمد — فذلک ذنب لست عنہ اتوب

(جبکہ آل محمدؐ کی دوستی بھی داخل گناہ ہوگی تو یہ گناہ ایسا ہی کہ مین اس سے ہرگز توبہ نہین کرونگا)

اور بیہقی نے ربیع بن سلیمان سے جو امام شافعی کے رفقا مین سے تھا نقل کیا ہے کہ امام شافعی سے پوچھا گیا کہ بعض آدمی اہلبیت کی کسی فضیلت یا منقبت کے سننے کے متحمل نہین ہوتے جب ہم مین کسیکو انکا ذکر کرتے ہوئے دیکھتے ہین تو کہتے ہین یہ رافضی ہے اور دوسری گفتگو مین مصروف ہوجاتے ہین یہ سنکر امام شافعی نے یہ شعر کہے سہ

اذا فی مجلس ذکروا علیا ³ — وسبطیہ وفاطمۃ الزکیہ

واجری بعضھم ذکر سواھم — فایقن انہ لسلقلقیہ

---

¹ ان اشعار کا ترجمہ یہ ہے جب ہم حضرت علیؓ کو تفضیل دیتے ہین تو جاہل لوگ ہمین اس تفضیل سے رافضی سمجھتے ہین اور حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت کا جب کبھی ہم ذکر کرتے ہین تو ہمین اس فضیلت کے ذکر پر ناصبی کہا جاتا ہے پس برابر ہم مدۃ العمر رافضی اور ناصبی ہی رہینگے ان دونون صاحبون کی محبت مین تاآنکہ زیر خاک ہمارا بستر ہو ۱۲

² ان اشعار کا ترجمہ یہ ہے کہ آل رسولؐ ہی میرا ذریعہ ہین اور وہی میرا وسیلہ ہین انہین کے ذریعہ سے امیدوار ہون کہ فردا ے قیامت کو میرے داہنے ہاتھ مین صحیفۂ اعمال دیا جائے ۱۲

³ ان اشعار کا ترجمہ یہ ہے کہ جب کسی صحبت مین وہ حضرت علیؓ اور حسنینؓ اور جناب سیدہؓ کا ذکر کرتے ہین اور بعض لوگ ان کے ذکر مین کسی دوسرے واقعہ کے ذکر کو بیان کرنے لگتے ہین تو تم یقین کرلو کہ اسکی مان سلقلقیہ ہے

(وہ عورت جسکو مقام بباز سے حیض آتا ہو)

اذا ذکروا علیا مع بنیہ — تشاغل بالروایات العلیہ

وقال تجاوزوا یا قوم ھذا — فھذا من حدیث الرافضیہ

برئت الی المھیمن من اناس — یرون الرفض حب الفاطمیہ

علی آل الرسول صلوٰۃ ربی — ولعنتہ لتلک الجاھلیہ[1]

امام شافعی کے کلام کا اسقدر حصہ کافی ووافی ہے اور چونکہ اس مضمون مین بعض مقامات مین حالتوں مین تقیہ کیطرف اشارہ ہے لہذا ہمکو وہ نص بیان کردینی چاہیے جسکو امام نیشاپوری نے قول باریتعالیٰ

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ	مومن مومنوں کو چھوڑکر کافروں کو دوست
أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۖ	نہ بنائیں اور جو ایسا کریگا تو اس سے اور
وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ	خدا سے کوئی واسطہ نہیں سوائے اس
فِي شَيْءٍ إِلَّا أَن تَتَّقُوا مِنْهُمْ	صورت کے کہ تم ان سے کسی قسم کا خوف رکھتے ہو
تُقَاةً ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ ۗ	اور خدا تمکو اپنی مخالفت سے ڈراتا ہے۔

کی تفسیر مین بیان کیا ہے چنانچہ وہ فرماتے ہین کہ

وللتقیہ عند العلماء احکام منہا	تقیہ کیواسطے علماء کے نزدیک چند احکام ہین منجملہ
انہ اذا کان الرجل فی قوم کفار	انکے ایک یہ ہے کہ جب کوئی انسان قوم کفار مین ہو

بقیہ ترجمہ اشعار۔ جبکہ وہ حضرت علیؑ اور انکی اولاد کا ذکر کرتے ہین تو یہ شخص اور روایات مین جسکی سند اسکے عندیہ مین عالی ہے مشغول ہوجاتا ہے اور کہتا ہے کہ اے قوم اس ذکر سے باز آؤ اسلیے کہ یہ رافضیوں کی باتین ہین مین خدا سے ایسے لوگون سے بیزاری کا اظہار کرتا ہون جو اولاد فاطمہؑ کی محبت کو رفض قرار دیتے ہین آل رسول پر میرے پروردگار کی رحمت نازل ہو اور اس جاہلیت پر خدا کی مار۔ ۱۲

[1] خدا تمھارا بھی رحم کرے چونکہ اسی نے اس وقت مین جبکہ اسکی آمد رفت یزید پلید بد نہاد کے پاس زیادہ تھی کیونکہ وہ قیفاً حضرت علیؑ کے تذکرہ سے اجتناب کرتا ہے تو اشعار لکھے ہین سے

الی یزید بن ھارون ادالجہ	فی کل یوم ومالی وابن ھارون
تلیقت کی یزید حین اشھدہ	راحاوتصفاو ندھاتا تسلینی
لئن والی عصبۃ صحبت ھامھم	عن الھدی بین زندیق ومافون
لایذکرون علیا فی مشاھدھم	ولابنیہ بنی البیض لیامین
انی لاعلم انی لا احبھم	کاھم یقین لا یحبونی

ويخاف منهم على نفسه جاز له ان يظهر المحبة والموالاة ولكن بشرط ان يضمر خلافه ويعرض في كل ما يقول ما امكن فان التقية تاثيرها في الظاهر لا في احوال القلب ومنها انها رخصة فلو تركها كان افضل لما روى الحسن انه اخذ مسيلمة الكذاب رجلين من اصحاب رسول الله صلى الله عليه واله وسلم فقال لاحدهما اتشهد ان محمدا رسول الله قال

اور اُنسے اپنے نفس پر خائف ہو تو اُسکو جائز ہے کہ اُن سے اظہار محبت و ولا کرے لیکن بایں شرط کہ دل سے اس کا مخالف ہو اور جسقدر ممکن ہو ہر بات مین تور یہ کو کام مین لائے کیونکہ تقیہ کی تاثیر ظاہر مین ہوتی ہے نہ کہ باطنی حالات مین اور منجملہ اُنکے یہ ہے کہ تقیہ کا جواز از قبیل مباحات ہے اس کا اختیار کرنا لازم نہین ہے پس اگر اسکو ترک کرے تو فعل سے افضل ہوگا اسلیے کہ حسن نے روایت کی ہے کہ مسیلمہ کذاب نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین سے دو شخصونکو گرفتار کرلیا پس ان مین ایک سے پوچھا کہ کیا تو

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ فیستطیعوہ بمن بکرمی ایا حسن ولست تارک تفضیلی له ابدا | وفضله قطوني با لسکا کین حتی الممات علی رغم الملاعین

(مین یزید بن ہارون کے پاس ہر روز آمد و رفت کرتا ہون حالانکہ مجکو ابن ہارون سے کیا مطلب کاش میرے لیے یزید کے عوض مین جبکے مین اسکے پاس حاضر ہوتا ہون شراب اور لہو و لعب اور ہمنشین ہوتے جو میرے لیے موجب تسلی قرار پاتے - مین ایسے گروہ کے پاس جمع کرتا ہون - جنکے کان امر ہدایت کے سننے سے بہرے ہین بعض انمین کافر اور بعض احمق ہین - وہ ایسی صحبتون مین جناب امیر المومنین ع اور انکی اولاد طاہرین کا جو مبارک ہین ذکر نہین کرتے مین یقیناً انکو دوست نہین رکھتا جس طرح کہ وہ یقیناً مجکو دوست نہین رکھتے - اگر وہ کاذب ہون تو جب مین حضرت امیر المومنین اور انکے فضائل کا ذکر کرتا ہون تو مجکو چریون سے پارہ پارہ کر ڈالین - اور مین اور مین حضرت علی مرتضے کی فضیلت دینے کو وقت وفات تک کبھی ترک نہ کرونگا - اگرچہ یہ ملاعین کیسے ہی ناراض ہون)

اسی کے قریب مامون رشید خلیفہ عباسی کا قول ہے ؎

اذا ما المرء سرک ان تراه | یموت لحینه من قبل موته
فجدد عنده ذکرہ علی | وصل علی النبی واهل بیته

(جب تو کسی منافق کو یہ دیکھنا چاہے کہ وہ قبل از وقت موت سے پہلے مرجائے تو اس کے سامنے حضرت علی ابن ابیطالب کا ذکر چھیڑ دے اور جناب رسالتمآب اور انکے اہلبیت پر صلوات بھیجے) انتہی محب طبری -

نعم قال اتشهد انی رسول
الله قال نعم وكان مسيلمة
يزعم انه رسول نبي
حنيفة و محمد رسول قريش
فتركه ودعا الآخر وقال اتشهد ان
محمدا رسول الله فقال نعم نعم
نعم فقال اتشهد انی رسول الله
فقال انی اصم ثلاثا فقدمه و
قتله فبلغ ذلك رسول الله
صلى الله عليه وآله وسلم فقال
اما هذا المقتول فمضى على يقينه
وصدقه فهنيئا له واما الآخر
فقبل رخصة الله فلا تبعة عليه
ونظير هذه الآية اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ
وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ ۔
ومنها انها انما تجوز فيما
يتعلق باظهار الدين فاما
الذي يرجع ضرره كالقتل والزنا
وغصب الاموال وشهادة الزور
وقذف المحصنات واطلاع الكفار على
عورات المسلمين فذلك غير جائز البتة

شہادت دیتا ہو کہ محمد رسول خدا ہیں کہا ہاں ہاں ہاں
پھر کہا کہ کیا تو یہ بھی گواہی دیتا ہو کہ میں بھی رسول خدا ہوں
کہا ہاں ۔ مسیلمہ کا یہ زعم تھا کہ وہ رسول بنی حنیفہ کے
اور جناب محمد مصطفےٰ رسول قریش ہیں ۔ اسنے اسکو
چھوڑ دیا پھر دوسرے کو بلایا اور کہا کہ تو گواہی دیتا ہے
کہ محمد رسول خدا ہیں کہا ہاں ہاں ہاں پھر پوچھا کہ
کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں بھی رسول خدا ہوں
یہ سنکر تین مرتبہ کہا کہ میں بہرا ہوں ۔ پس
اسکو آگے بلا کر قتل کر دیا ۔ پس یہ خبر
جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
پہنچی تو فرمایا کہ یہ مقتول اپنے صدق و یقین پر
عمل کر گذرا پس اسکو اسکا اجر مبارک ہو اور دوسرے
نے رخصت اجازت خدا کو قبول کیا لہذا اسپر کچھ گناہ نہیں ہے
اسکی نظیر آیہ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ
الخ ہے ۔

اور منجملہ انکے یہ ہے کہ تقیہ صرف ان باتوں میں
جائز ہے جنکا تعلق اظہار دین سے ہے لیکن وہ
تقیہ جسکا ضرر لوگوں کی طرف رجوع کرتا ہو جیسے کہ
قتل اور حرامکاری اور لوگوں کے مال لے لینا اور جھوٹی
گواہی دینا اور شوہر دار عورتوں پر تہمت لگانا اور مسلمانوں کے
رازوں کی کافروں کو اطلاع دینا پس البتہ ناجائز اور حرام ہے

ومنها ان الشافعي جوز التقية
بين المسلمين كما جوزها بين
الكافرين محاماة على النفس۔
ومنها انها جائزة لصون المال۔
على الاصح كما انها جائزة۔
لصون النفس لقوله صلى الله عليه
وآله وسلم حرمة مال المسلم كحرمة
دمه ومن قتل دون ماله فهو شهيد
ولان الحاجة الى المال شديدة و
لهذا يسقط فرض الوضوء ويجوز
الاقتصار على التيمم اذا بيع الماء
بالغبن قال مجاهد كان هذا في
الاسلام فقط لضعف المومنين
وروى عوف عن الحسن انه قال
التقيه جائزة الى يوم القيمة و
وهذا ارجح عند الائمة انتهى حرفيا

اور منجملہ اُن کے یہ ہے کہ امام شافعی نے مسلمانوں
سے بھی حفاظت نفس کے لیے تقیہ اسیطرح جائز
رکھا ہے جس طرح کفار سے جائز ہے۔
اور منجملہ اُن کے یہ ہے کہ تقیہ بنا بر مذہب صحیح بغرض
حفاظت مال بھی جائز ہی جسطرح کہ حفاظت نفس کیلیے
جائز ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس قول کی وجہ سے
کہ مسلمان کے مال کی حرمت بھی ہے جو اس کے
خون کے حرمت ہے اور جو شخص کہ اپنے مال کی
حرمت میں مارا جائے پس وہ شہید ہے۔ اور
نیز اسوجہ سے کہ مال کی حاجت شدید ہوتی ہے
اور اسیوجہ سے جب پانی نقصان رسان قیمت پر
بکتا ہو تو فرض وضو ساقط ہو جاتا ہے اور تیمم پر
اقتصار جائز ہے مجاہد کا قول ہے کہ یہ حکم فقط ابتدا
اسلام میں تھا کیونکہ مسلمانوں میں اسوقت ضعف تھا
اور عوف نے حسن سے روایت کی ہو کہ تقیہ قیامت تک جائز ہے
اور یہی قول ائمہ اور مجتہدین کے نزدیک ارجح اقوال ہے

صاحب نصائح کافیہ کہتے ہیں کہ ہمارے تمام اصحاب عند الضرورت بلکہ مصلحتاً جھوٹ کے
جائز ہونے پر اتفاق رکھتے ہیں اور یہ عین تقیہ ہے لیکن اگر آپ اسکو لفظ تقیہ سے تعبیر کریں
تو ہمیں کہ بہت سے علما منع کر دیں گے صرف اسلیے کہ یہ منجملہ تعبیرات شیعہ ہے حق کچھ ظاہر ہوتا ہے صرف اختلاف لفظی ہو واللہ اعلم
پند و نصیحت ۱ بہت سی قومیں مدعی ہیں کہ ہم محب اہل بیت ہیں
اور وصیت نبی کو ان کے بارہ میں بجا لاتے ہیں اسس کا بڑے

زور شور سے اظہار کرتے ہین اور اس بارہ مین جو چاہتے ہین لکھہ مارتے ہین اور باوجود انکے
ان مدعیان محبت اہلبیت کی یہ حالت ہے کہ جب کسی روایت مین اہلبیت اطہار علیہم السلام
کی کوئی فضیلت یا منقبت منقول ہوتی ہے تو یہ لوگ اُس فضیلت کے انکار کرنے اور
بقدر امکان اُس سے چشم پوشی کرنیکی طرف اسطرح جھک پڑتے ہین جسطرح کہ پروانہ
چراغ پر گرتا ہے یا تو اسکی صحت کا انکار کرجائین گے یا معنی مین تاویل کرینگے یا کوئی معارض
پیدا کرنے کے مدعی ہو جائین گے یا ترجیح مرجوح کے مرتکب ہون گے یا اجماع کا دعوے
کر بیٹھین گے جو درحقیقت واقع نہین ہوا یا اُسکے لیے کوئی مستند موجود نہین ہے یا انکی طرح کی
اور دیگر باتین یہ سب باتین آپکو انہین فضائل کی نسبت ملینگی جو ان حضرات طاہرین کے
حق مین وارد ہوئی ہین (اگر آپکو اسمین کچھہ شک ہو) تو آپ ہر اس حدیث کو جو فضیلت
حضرت علی علیہ السلام مین وارد ہوئی ہو غور کرکے دیکھہ لیجیے گو وہ کیسی ہی صحت کے مرتبۂ
اعلی پر فائز ہو مگر آپ اسپر حواشی و تعلیقات اور اسکے معنون کی تاویلات ایسی پائین گے
جو نہ تو اسکے ظاہر سے مطابقت رکھتے ہون گے یا اسلیے کہ کسی طرح وہ ان اعتقادات کے
مطابق و موافق ہو جائے جو ان کے اذہان و قلوب مین راسخ و جاگزین ہو گئے ہین یہ تو
اسوقت ہے کہ جب وہ روایت دعوے وضع یا ضعیف سے صحیح و سلامت بچ نکلے مگر
یہ بات آنکو ان احادیث مین ہرگز نہ ملیگی جو حضرت امیر المومنین کے سوا کسی دوسرے کی
شان مین وارد ہون بلکہ یہان امر بالعکس پائینگے حالانکہ اگر وہ یہان تاویل کرتے تو ظاہر
الفاظ کے بمقتضا اسے یہی بالاتر ممکن تھا اور اگر وہ استنباط کرتے تو اُس سے بڑھکر ہمین
بھی استنباط کر سکتے تھے جو استنباط کرنے والے کرتے ہین جو شخص احادیث اور انکے حواشی و
تعلیقات کا تتبع کریگا اسکو ہمارے قول کی صحت کی تحقیق ہو جائیگی - آپ دیکھیں کہ
اُنہون نے اپنی کتب کلامیہ کو طبقات صحابہ اور ان کی ترتیب وار فضیلت کے ذکر سے
مملو و مشحون کر دیا ہے چنانچہ وہ کہتے ہین کہ بعد خلفاء اربعہ باقی صحابہ مین عشرۂ مبشرہ

افضل ہیں پھر اہل بدر پھر اہل احد پھر اہل بیعت رضوان پھر عام صحابہ - انمیں سے کسی نے بجز شاذ و نادر کے اس ترتیب مین نہ حضرت امام حسنؑ کا ذکر کیا نہ حضرت امام حسینؑ کا نہ حضرت حمزہؓ و حضرت عباسؓ و حضرت جعفر طیار کا پس اب ہم حیران ہیں کہ ان ذوات مقدسہ کو کس رتبہ مین داخل کیا - آیا عوام یا اجلاءِ صحابہ مین یا کیا - ہاں ممبرون کے خطیبون کی سعی کو خدا مشکور فرمائے کہ وہ ہمیشہ بعد ذکر خلفاء اربعہ ان حضرات کا نام لیتے ہیں فجزاھم اللہ عن نبیھم و اہل بیتہ خیرا - اس سے زیادہ سنیئے کہ ہمارے بعض علماء نے تفاضل صحابہ کو ذکر کر کے تفاضل تابعین کو ضمناً و استطراداً بیان کیا ہے چنانچہ بعض نے فرمایا ہے کہ افضل تابعین اویس قرنی ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ حسن بصری اور دوسرون نے کہا ہے کہ سعید بن مسیب ہیں اور کسی نے افضلیت جناب امام زین العابدین علیہ السلام کا ذکر تک نہین کیا حالانکہ واللہ وہ جناب سب سے افضل ہیں اور اس سے زیادہ تعجب انگیز و حیرت خیز یہ بات ہے کہ بعض علماء شافعیہ نے اپنی تالیف مین اکابر تابعین کے ذکر کی ایک جداگانہ فصل قرار دی ہے اور انمین سے تقریباً دس کا شمار کیا ہے لیکن انمین جناب امام زین العابدین کا ذکر کیا نہ حسن مثنیٰ کا نہ محمد بن حنفیہ کا ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ کس بات نے انکو ان حضرات کے ذکر سے باز رکھا حالانکہ حالت یہ ہے کہ یہ حضرات علماء کبار و صاحبان اطلاع سے ہیں اور یہ تالیف بھی اسکی دونون دولتوں امویہ و عباسیہ کے گذر جانے کے بعد کی ہے واللہ اگر اسکو ظلم و جفا نہ کہین تو قریب بجفا تو ضرور ہی ہے - صاحب نصائح کافیہ تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارے بعض علماء نے اگرچہ وہ قلیل ہی ہین حضرت عائشہ کو جناب خدیجہ رضی اللہ عنہما پر فضیلت دی ہے حالانکہ وہ احادیث جو زنان جنت کی افضلیت پر دلالت کرتی ہین حضرت خدیجہ کی فضیلت کی شاہد ہیں اس لیے کہ انمین سے کسی ہین حضرت عائشہ کا ذکر تک نہین اور اسیطرح جس وقت حضرت عائشہ نے

۱؎ باہمی فضیلت ۱۲

جناب رسول خدا سے یہ کہا کہ خداوند عالم نے آپکو خدیجہ سے اچھی اور بہتر بی بی عطا فرمائی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسقدر غضبناک ہوئے کہ غصہ سے بدن کے بال کھڑے ہوگئے اور ارشاد فرمایا نہیں بخدا ایسا نہیں ہے مجھے اس سے بہتر خدا نے کوئی اسکے بدلے مین نہین دی اور اسی طرح حضرت خدیجہ کو جبرئیل نے رب جلیل کی طرف سے سلام پہونچایا اور حضرت عائشہ کو آنحضرت نے جبرئیل کی طرف سے اور اسی طرح حضرت خدیجہ تمام مسلمانون مین از روے اسلام سابق تر ہین اور حضرت عائشہ نہین ہین وغیرہ ہم اسکے قائل ہین کہ حضرت عائشہ کو بھی وہ فضیلت حاصل ہے جو نا قابل انکار ہے مثلاً علوم نبوی پھیلانا اور آنحضرت کا اُنسے محبت فرمانا اور حضرت کا اُن کے حق مین یہ ارشاد فرمانا

فضل عائشہ علی النساء کفضل الثرید علی سائر الطعام	عائشہ کو دیگر عورات پر وہ فضیلت حاصل ہے جیسے طعام ثرید کو باقی کھانون پر

لیکن اس مقام پر ملا علی قاری کی زیادتی قابل ملاحظہ ہے کہ انہون نے حدیث مذکور سے اس مطلب پر استدلال کیا ہے کہ حضرت عائشہ جملہ زنان عالم حتی کہ جناب فاطمہ زہرا سے بھی افضل ہین حالانکہ جمہور علماء نے بین بین اور درجۂ توسط اختیار کیا ہے چنانچہ انکا قول ہے کہ حضرت عائشہ جناب فاطمہ زہرا سے بعض خصائل مین افضل ہین اور بایں معنے افضلیت اصلاً محل بحث و مقامات اختلاف مین نہین ہے ہم اسوقت اس معاملہ مین مقام بحث و مجال تدقیق مین پڑنا نہین چاہتے اسلیے کہ جنکی آنکھو نمین نور بصیرت ہے اسکے واسطے یہ صبح روشن ہے لیکن ہمارا مقصود صرف آپ کے سامنے بعض حضرات کی حیلہ تراشیون کا ظاہر کرنا ہے جو انہون نے اپنے امکان بھر حق اہلبیت علیہم السلام مین برتی ہین۔

---

(۱) فقہائے حنفیہ مین سے اکثر لوگ نمازون کے تشہد اول مین آل رسول پر صلوٰۃ بھیجنے کی کراہت کی طرف گئے ہین حالانکہ حضرت پر صلوات بھیجنا اور آل پر ترک کرنا بنابر اس حدیث صحیح کے ممنوع ہے لا تصلوا علی الصلاۃ البتراء اور مرحوم جدید درود بھیجی المدینہ اس کراہت کی انہون نے یہ علت قرار دی ہے کہ تشہد اول کی بنا تخفیف پر ہے اور میری سمجھ مین نہین آتا کہ چار یا سات حرفون کی زیادتی سے

پھر ہمکو آپ کی نسبت یہ خیال نہیں ہو سکتا ہے کہ آپ صحابہ اور تابعین کے اس اختلاف
سے جاہل و بے خبر ہوں گے جو انہوں نے حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ و حضرت علیؑ
کی افضیلت کے بارہ میں کہا ہے۔ اور ہم اسوقت خواہ ہمارا اعتقاد یہ ہو یا وہ ان قول
اور انکی تنقید کے درپے نہیں ہوتے اسلیے کہ یہ مسئلہ کچھ فرائض دینیہ میں داخل نہیں ہے
اور اسمیں اختلاف کرنیوالا ہمارے نزدیک گمراہ نہیں ہوتا جیسا کہ اکثر اصولیین نے
بیان کیا ہے مع ذالک درحقیقت فضیلت وہی ہے جو خدا کے نزدیک فضیلت ہو
اور علم خدا پر بغیر وحی کوئی مطلع نہیں ہو سکتا مگر ہم آپ کے سامنے صرف اتنا ذکر کرنا چاہتے
ہیں کہ اکثر متاخرین اہل سنت اس شخص کو فاسق و بدعتی بتلاتے ہیں جو حضرت علیؑ کو حضرت
ابوبکر و حضرت عمر پر فضیلت دے اور نہایت سختی سے اسپر اعتراض کرتے ہیں حالانکہ
جو لوگ جناب امیر کو حضرت ابوبکر و حضرت عمر پر فضیلت دیتے ہیں انکے پاس بہت سی
قوی مستند اور مستحکم دلیلیں موجود ہیں اور باوجود اسکے ان سے پہلے ائمہ اہلبیت اور
بہت سے صحابہ اسکے قائل ہو چکے ہیں جیسے کہ مقداد و زید بن ارقم و سلمان و ابوذر و خباب
و جابر و ابوسعید خدری وغیرہ جیسا کہ ابن عبد البر نے اسے نقل کیا ہے اور اسی طرح
عمار و ابی بن کعب و حذیفہ و بریدہ و ابو ایوب و سہل بن حنیف و عثمان حنیف و ابو الہیثم
بن تیہان و خزیمہ بن ثابت و ابو الطفیل عامر بن واثلہ و عباس بن عبد المطلب اور
انکی اولاد اور کل بنی ہاشم اور کل بنی مطلب اسی کے قائل تھے جیسا کہ اسکو بہت سے

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ جنکے چھوڑنے کی جناب رسالتمآب نے ممانعت فرمائی ہے کو کسی حالت لازم آتی ہے
اور عیب کراہت کی بنا انکے نزدیک تخفیف ہی ہے تو پھر [illegible] نے اسکو اس امر کے واسطے جو تشہد سے
فارغ ہو گیا ہو اور امام منتظر بیٹھا ہو کیوں مکروہ قرار نہیں دیا [illegible] کے واسطے حکم دیا کہ وہ
یا تو کوئی اور دعا پڑھے یا ساکت رہے مگر آل پر صلوۃ نہ بھیجے کاش کہ وہ فقط کراہت ہی پر اکتفا کرتے نہیں
بلکہ اگر کوئی آل رسول پر صلوات بھیجے تو اس کے لیے انہوں نے بعد نماز سجدہ سہو کرنے کو مستحب جانا ہے
تاکہ اس خلل کا جبر ہو جائے جو صلوۃ بھیجنے سے اسکی نماز میں واقع ہوا ہے اب اسکے مقابل دو قول [illegible] ابن
حجر نے شرح منہاج میں باب سجود سہو میں اور انکے علاوہ اور بہت سے لوگوں نے ذکر کیا ہے کہتے ہیں
کہ مصلی کو مستحب ہے کہ سجدہ سہو بجالائے جبکہ تشہد میں اصحاب پر صلوات بھیجنے کو ترک کر دے
تاکہ اس خلل کا جبر ہو جائے جو صحابہ پر درود نہ بھیجنے سے واقع ہوا ہے اور ہمارا گمان ہے کہ شیخ [illegible]

جیساکہ حضرت ابو بکر کی فضیلت دینے والے بہی اسی قسم کے ادلہ موجود ہونیکا دعوے
کرتے ہین پس جبکہ ثابت ہوا کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے تو بہلا ان فاسق جانتے والون اور بدعتی
کہنے والون نے اس معاملہ مین اپنے مخالفین کی نسبت سکوت کیون نہین کیا بنابر اس
قاعدہ کے کہ جو انکے درمیان مرعی و جاری ہے کہ اس شخص پر اعتراض جائز نہین جو مسئلہ مختلف
فیہا کو اختیار کرے جیساکہ خود انہون نے مسائل اجتہادیہ مین بہ نسبت اُس شخص کی سکوت
کیا ہے کہ جسنے کسی شئے کو حرام جانا اور دوسرے نے اسکی حرام کی ہوئی شئے کو حلال کر دیا
حالانکہ بجز ایک اشعری کے اور سب کا اسپر اتفاق ہے کہ افضلیت حضرت ابو بکر صرف
ظنی ہے چنانچہ اُنہون نے دعوائے اجماع کو جو بعض لوگون نے افضلیت حضرت ابو بکر پر کیا
ہی اسیطرح رد کر دیا ہے جیساکہ ہر صاحب بصیرت کے نزدیک افضلیت حضرت ابو بکر پر
اجماع کا دعوے کرنا مردود و نامقبول ہے - ابن عبد البر نے استیعاب مین کہا ہے کہ
عبد الرزاق نے معمر سے ذکر کیا کہ اگر کوئی شخص کہے کہ حضرت عمر حضرت ابو بکر سے افضل ہین
تو مین اُسکو ہرگز نہ جہڑکونگا اسی طرح اگر کہے کہ میرے نزدیک حضرت علی حضرت ابو بکر
و حضرت عمر سے افضل ہین تب بہی اُسے نہ جہڑکونگا - جبکہ وہ شیخین کے فضائل کا قائل
اور انکا محب اور مداح ہو جبکے وہ اہل ہین پس مین نے اسکا ذکر وکیع سے کیا اُنہون نے
بہی اسے پسند کیا اور بہت خواہش سے سننا انتہے - پس کیا یہ بدعتی اور فاسق بنانیوالے
کم از کم ان دو اپنے امامون کے بہی قول کے کاربند نہ ہون گے ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) یہ ایک عورت اور دو مرد ہین ایک تو انمین سے اسکا شوہر ہے اور دوسرا اسکا باپ
اسکے باپ نے یہ دعوے کیا ہے کہ اسکے شوہر نے اسکی طلاق کی قسم کہائی اس امر پر کہ امیر المومنین علی ابن ابیطالب
اس امت مین سب سے بہتر و افضل اور اعلے و قریب تر برسول ہین اسکا دعوے ہے کہ قسم کے سبب اسکی
بیٹی کو طلاق ہوگئی - اب اسکے دعوے کے خلاف ہے کہ وہ اسکو اپنا داماد قبول کرے اسلیے کہ وہ جانتا ہے
کہ اب اسکی بیٹی اس (داماد) پر اسکی مان کی طرح حرام ہے اور شوہر کا یہ قول ہے کہ تو جھوٹا ہے اور گنہگار ہے
البتہ میری قسم نہایت درست ہے اور میرا قول بالکل سچ ہے اور یہ عورت میری زوجہ ہے اور جبیہ امر تیرے
خلاف ہے یہ جھگڑتے ہوئے میرے پاس آئے مین نے شوہر سے قسم کی نسبت پوچھا اس نے اقرار کیا کہ جبیک
مین نے اسکی طلاق کی یہ قسم کہائی ہے کہ حضرت علی اس امت مین سب سے بہتر اور اعلے و قریب تر برسول
ہین جو انکو جانتا ہے جانتا ہے اور جو نہین جانتا نہ جانے اب اسپر چاہے کوئی رضا مند ہو اور چاہے کوئی غضبناک ہو

فانا نری ان المتارک و محسن وان خلیلا لا یضن وصول

(ہمارے نزدیک جو شخص ملاقات کو ترک کرتا ہی وہ بھی محسن ہے اور جو دوست ملاقات کے ضرر نہیں پہنچاتا وہ بھی رحمۃ [illegible]
واخلی ہی) صاحب نصائح کافیہ لکھتے ہیں کہ ہم اہل سنت دوسروں سے تو انصاف کا مطالبہ
کرتے ہیں اور بیشک یہ مطالبہ طالبانِ حق کی شان ہے لہذا ہمکو بھی سزاوار ہے کہ ہم خود بھی
انصاف و حق پسندی کے ساتھ آراستہ ہوں تاکہ ہمارا مطالبہ قابل قبول ہو دیکھیے ہم
اہل سنت میں سے بعض علماء متاخرین نے اپنی ایک کتاب میں یہ فرمایا ہے کہ۔

انظر الی انصافنا اہل السنۃ حیث لم نکفر من قال بافضلیۃ علی علی ابی بکر	ہم اہل سنت کے انصاف کو دیکھیے کہ ہم ان لوگوں کو کافر نہیں کہتے جو حضرت علیؑ کو حضرت ابوبکر پر فضیلت دیتے ہیں

گویا کہ اس مصنف اور ایسے بہت سے امثال کی یہ رائے ہے کہ حضرت علیؑ کی فضیلت دینے والے
کو فاسق جاننا اور بدعتی کہنا داخل انصاف ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ قسم ہے اس
ذات کی جسنے قرآن نازل کیا کہ اس قول میں اور انصاف میں مشرقوں کا فاصلہ ہے اگر
ہم میں کچھ بھی انصاف کی بو ہوتی تو ہم اس مسئلہ میں ہر ایک کے واسطے اسکا قول چھوڑ دیتے
امر یہ ہے کہ یہ محض اجتہادی مسئلہ ہے پس اسمیں مجتہد کے لیے اگر وہ خطا کرے تو ایک اجر ہے
اور اگر راہ صواب اختیار کرے تو دو اجر ہیں یہ بھی اس وقت ہے جب ہم تسلیم کر لیں کہ یہ مسئلہ
مسائل تکلیفیہ میں داخل ہے۔ اب آپ اس مسئلہ کو چھوڑ دیجیے کہ ہر ایک امر میں کون شخص

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) لوگوں نے اس قصہ کو سنا اور اس کے فیصلہ کے واسطے جمع ہوئے لیکن اگرچہ [illegible]
نہیں مگر دل مختلف تھے۔ اے امیر المومنین [illegible] اختلاف اور [illegible]
[illegible] خوب معلوم ہے [illegible] اس مقام میں حکم [illegible] سکوت کیا [illegible]
آپ کو ہدایت کرے یہ دونوں مرد اس [illegible]
[illegible] یہ قسم کھائی ہے کہ وہ اس [illegible]
[illegible] امیر المومنین [illegible] اس مقدمہ [illegible]
[illegible] خدا انکو توفیق [illegible]
[illegible] کے بیان کے نسبت دریافت کیا [illegible]
[illegible]
[illegible] پھر سر اٹھا کر [illegible]

افضل تھا اور یہ ایک فضیلت میں کس کے لیے قربت حاصل تھی اور ان حضرات کی کتابوں کو
ملاحظہ کیجیے جنمین انھون نے جناب علی مرتضےٰ کے مخصوص فضائل کو کیسا گھٹانا چاہا ہے تو
آپ دیکھینگے کہ اُنھون نے حضرت کی اہلیت سے بھی انکار کر دیا ہے۔ حالانکہ وہ
جناب باب مدینہ علم ہین جیسا کہ حدیث شریف مین ہے اور حکمت کے دس حصو نمین سے
نو حصون سے بہرہ ور ہین جیسا کہ حدیث ابن مسعود مین ہے اور علم کے بھی دس حصو نمین سے
نو پر تخصیصاً کامیاب اور دسوین مین شریک ہین جیسا کہ عبد اللہ ابن عباس قسم کھا کر
کہہ چکے ہین انھین کے وہ ذات اقدس ہے کہ صحابہ مین بجز انکے اور کوئی سلونی (مجھ سے
جو چاہو سوال کرو) کلمہ کہنے کا والا نہ تھا اور وہی وہ شخص ہین جنکے بارہ مین حضرت عمر سے بار بار
فرمایا کرتے تھے۔ کہ

اعوذ باللہ من معضلة	مین خدا سے ایسے عقدہ لاینحل سے پناہ مانگتا ہون
لیس لہا ابو الحسن	جس مین ابو الحسن کا قدم موجود نہ ہو۔

اور وہی وہ شخص ہین جنکی نسبت کہین یہ نقل نہین ہوا کہ اُنھون نے کبھی کسی مسئلہ وغیرہ مین
کوئی سوال یا استفتا کیا ہو باوجودیکہ تمام صحابہ مشکلات مین بکثرت اُنھین کیطرف
رجوع کرتے تھے علاوہ برین علوم الٰہیہ مین اُن جناب کے خطب و مواعظ اس حد پر ہین کہ
کوئی اُنمین انکا سہیم و شریک نہین اس اہلیت کے انکار پر ان لوگون نے اُن آثار سے
استدلال کیا ہے جو بحیثیت مجموعی اس امر پر دلالت کرتے ہین کہ حضرت ابوبکر کو بھی علم کا
حظ عظیم حاصل تھا لیکن انمین کوئی شے ایسی نہین ہے جو حضرت علی مرتضےٰ پر حضرت ابوبکر کی

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ

اذا ولی الحکومة بین قوم	اصاب الحق والتمس السدادا
وما خیر الامام اذا تعدی	خلاف الحق واجتنب الرشادا

(جب حکومت کا کسی قوم کے درمیان متولی ہو تو اصابت حق والتماس و رستگاری کرنی چاہیے۔ امام مین کیا بھلائی ہے جبکہ وہ ظلم و تعدی کرے حق کا مخالف اور راستی سے مجتنب ہو) پھر تمام قوم سے پوچھا کہ تم اس مقدمہ مین کیا کہتے ہو سبھون نے سکوت کیا تب فرمایا سبحان اللہ بولتے کیون نہین ہو منکر معبد زرد کد بسیار و طوالت گفتار ہی ہاشم مین سے ایک شخص نے جناب رسول خدا کی ایک حدیث بیان کی جس پر عمر کہنے لگا کہ بیشک تو نے سچ کہا اور درست بولا مین بھی گواہی دیتا ہون کہ مین نے اس حدیث کو سنا ہے اور مجھ

علمیت کو ثابت کرتی ہو جیسا کہ ان لوگون کا دعوے ہے اور انھین سے ایک گروہ عظیم نے
اُن جناب کی اشجعیت کا بھی انکار کیا ہے جو کہ دنیا مین ضرب المثل ہو چکی ہے اور راویان
اخبار نے اُنکے وقائع جنگ اور مقامات حرب مین در آنے اور بڑے بڑے بہادرون کے
سر جھوک گنے کو ہمراہی رسولؐ اور ان کے بعد اس کثرت سے نقل کیا ہے کہ جس سے تاریخین
پُر اور کتابین مملو ہین اور ہر عام و خاص اسکو جانتے اور ہر دوست و دشمن اسکے مقر ہین۔
یہ لوگ کہتے ہین کہ حضرت ابوبکر ان سے زیادہ شجاع تھے اور اپنے اس قول پر اسطرح استدلال
کیا ہے کہ حضرت ابوبکر نے اہل ردہ سے جنگ کا مصمم ارادہ کر لیا تھا اگرچہ وہ تنہا ہی ہون
اور یہ کہ روز حدیبیہ انھون نے سہیل بن عمر سے کہا تھا امصص بظر اللات اور یہ کہ
اُنھون نے حرم مکہ مین آنحضرت سے کفار قریش کو اسوقت دفع کیا جبکہ وہ حضرت کو
اذیت پہنچا رہے تھے اور اسی کی مانند دیگر امور سے بھی انکی شجاعت کا استدلال کیا گیا ہے
اور ہم اپنی جان کی قسم کھا کر کہتے ہین کہ یہ امور حضرت ابوبکر مین شجاعت عظیمہ کے موجود ہونے
پر دلالت کرتے ہین لیکن شجاعت جناب امیر سے کچھ بھی مشابہت نہین رکھتے چہ جائیکہ
اس سے بڑھ جائین نہ حضرت ابوبکر کی مقدار مین کوئی نقصان لازم آتا ہے اگر جناب علی مرتضیٰ
اُنسے اشجع قرار پائین۔ ہم اہل سنت اپنے اس دعوے سے شیعون کے نزدیک مضحکہ بنگئے ہین

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) یاد ہے۔ سے شخص اپنی بی بی کا ہاتھ پکڑے اور اگر اسکا باپ بیچ مین کچھ جھگڑے تو
اسکی ناک توڑ دینا پھر فرمایا کہ وے اولاد عبد مناف واللہ ہم اس سے جاہل نہین ہین جو ہمارے غیر جانتے ہین ہم
اپنے دین مین اندھے ہین لیکن ہم اسی حال مین ہین جیسا کہ گذشتہ اول نے کہا ہے

تصیدت الدنیا رجالا بفخہا فلم یدرکوا خیرا بل استحقبوا الشر
واعماہم حب الغنی واصمہم فلم یدرکوا الا الخسارۃ والوزرا

نے غضب کے کچھ لوگون کے جیب خالی مین یا پاس انہین خبر تو ملی نہین بلکہ شہر مین گھر گئے۔ تونگری کی
محبت نے انکو اندھا اور بہرا بنا دیا کہ جس سے انہین سوائے خسارہ اور وزر و وبال کے کچھ نہین ملا) راوی
کہتا ہے بنی اُمیہ کی جماعت ہوئی گویا کہ ان کے پتھر ٹھونس دیے گئے ہین اور وہ شخص اپنی بی بی کو
لیے ہوئے چلا گیا اور عمر ابن عبد العزیز نے میمون بن مہران کو فرمان بھیجا کہ علیک السلام ہم تمہارے خدا کی حمد کرتے ہین
جس کے سوا کوئی معبود نہین اما بعد تمہارے خط کو سمجھے اور وہ دونون مرد و عورت حاضر ہوئے اور خدا نے
اُس کے شوہر کی یمین کو سچا اور اسکی قسم کو درست دیکھا لہذا اسکا نکاح قایم رکھو اور یقین رکھو اور اسی پر آئندہ
عمل کرو والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ انتہی۔ ۱۲

باوجود یکہ ذرا سبب فائدہ ان لوگون کے نزدیک بھی ہو کہ یہ تھی واقعات سے مطلع اور واقف نہین
اور انپر اس بارہ مین کچھ ملامت نہین اور جو شخص بھی ایسی باتون مین مکابرہ وہٹ دھرمی
کرے اسکا مکابرہ تعصب محض و عناد صرف ہوگا جسمین کسی صاحب تمیز کو شک نہین
ہوسکتا۔ ہمنے علم سیر کی متعدد کتابون مین جو ہمارے درمیان رائج و مستند اول ہین
کیا ہے جسکی صورت حرفی یہ ہے۔

قالوا و مما استدل به علی ان ابابکر اشجع من علی ان علیا اخبره النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ لا یقتلہ الا ابن ملجم فکان اذا دخل الحرب ولاقی الخصم علم انہ لا قدرۃ لہ علی قتلہ فھو معہ کالنائم علی فراشہ واما ابو بکر فلم یخبر بقاتلہ فکان اذا دخل الحرب لا یدری ھل یقتل اولا ومن ھذہ حالہ یقاسی من التعب ما لا یقاسیہ غیرہ انتہی

کہتے ہین کہ منجملہ ان امور کے جن سے اس بات پر استدلال کیا گیا ہے کہ حضرت ابوبکر جناب امیر سے اشجع تھے یہ ہے کہ حضرت علی کو جناب رسالتمآب نے خبر دیدی تھی کہ انکو کوئی شخص قتل نکر سکیگا مگر ابن ملجم پس جب کبھی وہ لڑائی مین داخل ہوتے تھے اور دشمن سے مقابلہ ہوتا یہ جان لیتے تھے کہ اسکو انکے قتل پر قدرت نہین لہذا وہ اسکے ساتھ اس اطمینان سے لڑتے تھے جیسے کہ سونے والا اپنے بستر خواب پر سوتا ہے لیکن حضرت ابوبکر کو انکے قاتل کی خبر نہین دی گئی تھی لہذا وہ جب لڑائی مین جاتے تھے تو یہ نجانتے تھے کہ آیا وہ مارے جاوینگے یا نہین اور ظاہر ہے کہ جسکا یہ حال ہوگا اسپر جو تعب اور مشقت ہوگی وہ دوسرے پر نہین ہوسکتی

ہم کہتے ہین کہ ان لوگون کا اگلے صحابہ کے مقابلہ مین ایسے امور کو برغبت تمام بیان کرنا جنسے حضرت امیر المومنین کے حق مین کمی لازم آتی ہو ان حضرات کو بحث و فحص کرنے اور دخل دینے پر مجبور کرتا ہے جو ان لوگون کی طرح ایسے لایعنی امور مین دخل دینا نہین چاہتے۔ یہ لوگ حضرت امیر المومنین کی ہر ایک مخصوص فضیلت کو مٹانے کے لیے ایسی ایسی رکیک باتون کے ساتھ استدلال کرتے ہین جو ان کے مقصود پر ہرگز دلالت نہین

یہ چاہتے ہیں کہ ایسی رکیک باتوں سے انکی بے بنیاد اور بے سر و پا اعتقاد کی تائید اور ان
لوگوں کے اقوال کو جنکی یہ تقلید کرتے ہیں رواج حاصل ہو۔ یہی وجہ ہے کہ جو حضرات انکی
دو ہرا انکار باتوں میں پڑنا پسند نہیں کرتے وہ بھی مجبوری انکے ساتھ بحث و مباحثہ میں مشغول
ہوتے ہیں تاکہ عوام الناس کے دلوں کو انکی اس فریب آمیز تقریر سے محفوظ رکھیں جس سے
یہ انکو مغالطہ دیتے ہیں اور اسکے رواج کے درپے ہیں۔

وسموا الی بعیب غرۃ نسوۃ   جعل الاله خدودہن نعالہا

(میرے سامنے غرہ (معشوقہ) کا عیب ان عورتوں نے بیان کیا جنکے رخساروں کو خدا نے
اس کی جوتیاں بنایا ہے) لہذا اب ہم کہتے ہیں کہ جو لوگ جناب امیر علیہ السلام کی شجاعت کی
نفی اور حضرت ابوبکر کے واسطے اثبات پر اس طرح استدلال کرتے ہیں کہ حضرت علی جو جنگ
میں جنگ آوروں سے بے جگر ہوکر مقابلہ اور محاربہ کرتے تھے وہ کمال شجاعت کی وجہ سے
نہ تھا بلکہ اسکی یہ وجہ تھی کہ جناب رسالتمآب انکو خبر دے چکے تھے کہ بجز ابن ملجم کے کوئی ان کو
قتل نکر سکیگا بنابریں وہ اپنے مقابل سے کچھ خوف نکرتے تھے اور میدان میں اس طرح قایم
رہتے تھے جیسے کوئی اپنے بستر خواب پر لیٹا ہوا ہو یہ گمان مردود اور نادرست ہے اسلیے کہ
اگر کسی انسان کو یہ امر معلوم ہو جائے کہ میرا قاتل فلان شخص کے سوا کوئی اور شخص نہوگا تو
اسکو شجاعت کے ہونے نہ ہونے سے کوئی علاقہ نہیں پس ممکن ہے کہ کوئی انسان یہ جانتا ہو
کہ میرا قاتل فلان شخص ہوگا اور باوجود اسکے وہ اعلے درجہ کا شجاع بھی ہو کیونکہ اس امر کا کوئی
مانع نہیں ہے کہ کسی ایسے انسان کو جو عالم بھر سے زیادہ شجاع ہو یا عالم بھر سے زیادہ
بزدل ہو کسی معصوم کے ذریعہ سے معلوم ہو جائے کہ اسکا قاتل فلان شخص ہے اس تقدیر پر
انکے استدلال مذکور سے حضرت امیر المومنین کے بزدل سمجھنے یا حضرت ابوبکر کے شجاع
سمجھنے کی کوئی معقول وجہ معلوم نہیں ہوتی غایت درجہ جو اس سے ثابت ہوتا ہے
تو وہ صرف یہ احتمال ہے کہ حضرت علی جو ہولناک معرکوں میں اپنے آپ کو ڈالدیتے تھے

وہ بسبب انکی شجاعت کے نہ تھا بلکہ اسکی یہ وجہ تھی کہ اپنے قتل کی طرف سے انکو امن
واطمینان حاصل تھا اور یہ احتمال بفرض تسلیم فقط حضرت علی علیہ السلام کی شجاعت پر دلیل
قطعی ہونے کو مانع ہے اور ظنی ہونیکو مانع نہیں مگر اس سے حضرت علیؑ کی غیر کی شجاعت بھی
ثابت نہیں ہوتی جیسا کہ انکا دعوے وزعم ہے - باوجودیکہ اسکے ہم انکے ساتھ راہ دشوار
نہیں چلنا چاہتے بلکہ ہم اسمین بحث کرنا چاہتے ہین جو انہون نے ذکر کیا ہے اور اسلئے
پہلے تو یہ کہتے ہین کہ شجاعت وبہادری ایک ملکہ نفسی ہے اور ملکات نفسانیہ صرف
اپنے خارجی آثار سے پہچانے جاتے ہین حالانکہ حضرت علیؑ سے قبل ازین کہ جناب رسالتمآبؐ
انکو اس امر کی خبر دین کہ انکا قاتل ابن ملجم ہے آثار شجاعت عظیمہ ظاہر ہو چکے تھے جسطرح کہ بعد
اس خبر کے ظاہر ہوے اور جناب امیرؑ کے غیر سے ویسے آثار کا ظہور نہیں ہوا دوسرے
ہمارا سوال ہے، کہ نبیؐ کی آپکو اس خبر دیدینے کے بعد کہ انکو بجز ابن ملجم کے اور کوئی قتل نکریگا
اس خیال سے ان کو کون بات اطمینان دلاتی تھی کہ وہ اپنے مقابل سے زخمی ہو جائینگے
یا انکا ہاتھ پیر کٹ جائیگا یا آنکھ پر زخم پہنچیگا یا قیدی ہوکر تکلیف دیجائیگی پھر محنت وتکلیف مین
بسر کرین گے تاوقتیکہ ابن ملجم انکو شہید کرے اور جبکہ وہ اپنے خصم کے مقابلہ مین ان حضرات
کے گمان کے مطابق نائم علی الفراش کی مانند تھے تو پھر مغفر و زرہ کیون پہنتے تھے - تیسرے
ان صاحبون نے اس استدلال سے فقط حضرت ابوبکرہی کو کیون خاص کیا ہے کہ وہ
حضرت علیؑ سے زیادہ شجاع تھے حالانکہ اس تخصیص کی کوئی معنی اور کچھ وجہ نہیں -
اِلَّا حَاجَةً فِي نَفْسِ يَعْقُوبَ مگر وہی کھٹک جو یعقوب کے دل مین ہے اسلئے کہ
انکو یہ کہنا ممکن تھا کہ کل صحابہ حضرت علیؑ سے اشجع تھے اور انکے اس دلیل موہوم مین انکا
احتمال بھی موجود ہے چوتھے یہ کہ حضرت ابوبکر وحضرت علیؑ دونون نے خدا کا یہ قول سنا تھا

قُلْ لَوْ كُنْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلَى مَضَاجِعِهِمْ } (اے نبی) تم کہدو کہ اگر تم اپنے گھر وںمین بھی ہوتے تو بھی جنکے لیئے قتل لکھا جا چکا تھا وہ اپنے مقتل مین ضرور نکلکر آتے

پارہ ۴ سورہ آل عمران

اور خدائے تعالےٰ کا یہ قول۔

فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ٥	پس جب انکا وقت آجائیگا تو ایک ساعت کیلیے نہ پیچھے رہینگے اور نہ آگے بڑھینگے

پارہ ۸ سورہ اعراف

اور خداوند عالم کا یہ قول

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا	اور کوئی نفس بغیر خدا کے حکم کے جو لکھا ہوا اور معتمد کیا ہوا ہے نہیں مر سکتا

پارہ ۴ سورہ آل عمران

اور یہ دونوں واقف تھے کہ مقتول اپنی موت سے مرتا ہے جیسا کہ یہی مذہب اہل سنت ہے بنابرین ان دونوں صاحبوں میں سے ہر ایک جناب کے واسطے نکلتے وقت اس کا معتقد تھا کہ اگر یہ دن اسکا آخری وقت ہے تب بھی وہ بالضرور مر جائیگا یا تو معرکۂ قتال میں یا اپنے بستر پر اور اگر یہ اسکا وقت آخر نہیں ہے تو تمام روئے زمین بھی باہم ہو کر اسکے قتل پر قدرت نہیں رکھتی پس یا ان دونوں میں سے کسی کی یقین میں کچھ نقصان کا گمان کریں اور حاشا ثم حاشا بھلا ان دونوں کی طرف ایسا گمان بد کیونکر ہو سکتا ہے در انحالیکہ ہر مومن کا ایمان و ایقان ہے دیکھیے ایک عرب بدوی کہتا ہے ؎

یخوفنی بالقتل قومی وانما ۔۔۔ اموت اذا جاء الکتاب المؤجل

امیری قوم مجھ کو قتل سے ڈراتی ہے حالانکہ میں اسیوقت مرونگا جب وقت مقررہ آجائیگا اور جبکہ امر یہ ہے تو اطمینان قلب سے لڑائی میں جاتے وقت صرف حضرت علی ہی کیوں مخصوص ہوئے اور حضرت ابوبکر اس فضیلت سے محروم رہے۔ اور اسیطرح یہ کہ اطمینان قلب کو جو بحکم عقل وعرف دلیل شجاعت ہے الٹا نفی شجاعت کی دلیل قرار دیا اور بے اطمینانی اور گھبراہٹ کو ثبوت شجاعت کی دلیل ان ھذا لشیء عجاب۔ پانچویں یہ کہ [illegible] جناب سے ایسی خبر وارد ہو چکی تھی جو قتل سے مامون و مطمئن کر دیتی چنانچہ بخاری و ترمذی و احمد نے حدیث انس سے روایت کی ہے کہ

صعد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وابوبکر وعمر وعثمان احداً فرجف بہم	جناب رسول خدا اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان کوہ احد پر چڑھے

فضربہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقال اثبت احد فانما علیک نبی و صدیق و شہیدان۔ | جو اُن کی وجہ سے ہلنے لگا تب جناب محمدؐ نے اسکو پاؤن مار کر فرمایا کہ اے احد ٹھہر رہو اس لیے کہ تیرے اوپر ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہین۔

یہ روایت بصراحت اس بات کو بتاتی ہے کہ حضرت صدیق شہید نہ ہون گے اور طبرانی نے ابودردا سے حدیث۔

اقتدوا بالذین بعدی ابی بکر و عمر الخ | میرے بعد تم ابوبکر و عمر کی اقتدا کرو۔

کو روایت کیا ہے جو اسکی دلیل ہے کہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر نہ مرین گے۔ مگر جناب رسالتمآب کے بعد لہذا وہ حضرات تا حیات ختمی مرتبت ہوت سے مقام امن مین تھے اور جو جناب امیر کے واسطے انکو خبر دینے سے لازم ہے وہی حضرت ابوبکر کے لیے لازم ہے جنکو اس طرح کی خبر دیگئی پس ہمارے لیے اس صورت مین اشجع کی شناخت کا کوئی طریقہ باقی نہین رہا مگر وہی کہ جو خارج مین ہر ایک کے افعال سے ظاہر ہو اور اسکو جو کہ منصف ہے وہ خوب جانتا ہے۔ ایسے وسوسے استدلال لانے والون کا یہ گمان تھا کہ قلمون سے کتابون پر نقش کر دینا وہم و تخیل کو مدد دیگا اور انکے واسطے حقیقتون کو منقلب کر دیگا۔ یا انکی بے وجود بات کا ثبوت ہوجائیگا مگر یہ خیال خام ہے۔ اکثر صاحبون نے اس امر کا بھی انکار کیا ہے کہ آپ جملہ صحابہ سے بجز حضرت خدیجہ کے پہلے اسلام لائے اسکا انکو یقین کیا ہے کہ سب سے پہلے حضرت ابوبکر اسلام لائے حالانکہ احادیث اور بہت سے صحابہ کے اقوال سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب امیرؑ کا اسلام لانا حضرت ابوبکر کے اسلام سے مقدم تھا اگر اور کچھ بھی نہوتا مگر صرف حضرت سلمان کی یہ حدیث کہ۔

اولکم وردا علی الحوض اولکم اسلاما علی ابن ابیطالب | سب سے پہلے حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہونیوالا تم سب مین سابق الاسلام علیؑ ابن ابیطالب ہے

اور خود حضرت علی علیہ السلام کی یہ حدیث کہ۔

تجلیت مع رسول اللّٰہ کذا وکذا لا یصلی معہ غیری الا خدیجہ

مین نے جناب رسول خدا کی ہمراہی مین اس اس طرح نماز پڑھی کہ میرے سوا انکے ساتھ بجز حضرت خدیجہ کے کوئی نماز نہ پڑھتا تھا

اور ابن عباس کی یہ حدیث کہ۔

ہو (یعنی علیا) اول عربی وعجمی صلی مع النبی

علی ابن ابیطالب عرب وعجم مین سے پہلے وہ شخص ہین جنہون نے نبی کے ساتھ نماز ادا کی

اور حدیث عفیف کندی اور حضرت عباس کا اُس سے اس بارہ مین یہ کہنا کہ

لم یتبعہ فیما ادعی الا امرأتہ وابن عمہ ہذا الغلام

محمد کی انکے دعوے مین کسی نے متابعت نہین کی بجز انکی بی بی اور انکے چچا کے بیٹے اس لڑکے کے

اور سعد ابن ابی وقاص کا یہ قول جو منقول ہوا ہے کہ

اسلم قبل ابی بکر اکثر من خمسۃ ولکنہ کان خیرنا اسلاما

حضرت ابوبکر کے قبل پانچ سے زیادہ آدمی مسلمان ہو چکے تھے مگر وہ اسلام مین ہم سے بہتر تھے

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی پارہ جگر حضرت فاطمہ علیہا السلام سے یہ فرمانا کہ

زوجتک سیدا فی الدنیا والاخرۃ وانہ اول اصحابی اسلاما واکثرہم علما واعظمہم حلما

مین نے تمہارا ایسے شخص کے ساتھ عقد کیا ہے جو دنیا و آخرت مین سردار بنی آدم ہے اور اسلام مین سب سے پہلا صحابی اور علم مین سب سے زیادہ کثیر العلم اور حلم و بردباری مین سب سے عظیم تر ہے

پس اگر اس بارہ مین فقط یہی اقوال و احادیث ہوتے تب بھی جناب امیر کے سابق الاسلام ہونے کے قول کی ترجیح مین کافی و وافی تھے باوجودیکہ صحابہ و تابعین مین سے جن جن لوگون نے آنحضرت کے اسبقیت اسلام کی تصریح کی ہے وہ تعداد مین بہت کثیر ہین جیسے سلمان و

سلہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے تہذیب التہذیب مین لکھا ہے کہ عفیف کندی جناب رسول خدا کے پاس آیا راوی کا بیان ہے کہ عسکری نے کہا کہ اسوقت تک عفیف مسلمان نہوا تھا جب وہ مسلمان ہو گیا تو کہا کہ اگر اللہ مجھے اسلام مین سبقت عطا فرماتا تو مین حضرت علی کا دوسرا ہوتا ایسا ہی ابن سعد نے ذکر کیا ہے راوی کا یہ بھی بیان ہے کہ عفیف زمانہ جاہلیت و اسلام دونون مین سردار اور عابد تھا۔ ۱۲

وابوذر و مقداد و خباب و جابر و ابوسعید خدری و زید بن ارقم وغیرہ یہ وہ حضرات ہیں کہ جو جناب امیرؑ کو باقی صحابہ سے افضل جانتے تھے جیسا کہ ابن عبدالبر سے منقول ہوا اور ابن عباس اور ابوالاسود اور محمد بن کعب قرظی اور محمد بن حنفیہ اور عبداللہ ابن عمرو بن ربیعہ اور تمام اہلبیت اور علاوہ انکے اور بہت سے لوگ ہیں جو شمار میں نہیں آسکتے اب آپ اُن صاحبون کے دلائل بھی سن لیں جو اسلام حضرت ابوبکر کی اسبقیت کے قائل ہیں اور وہ یہ ہیں جنکو ترمذی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں خود حضرت ابوبکر سے روایت کیا ہے کہ اُنہون نے فرمایا کہ

الست احق الناس بها الست اول من اسلم

کیا میں خلافت کا سب لوگون سے زیادہ حقدار نہیں ہون کیا میں اسلام لانے والوں میں پہلا نہیں ہون

اور طبرانی نے کبیر میں شعبی سے روایت کی ہے کہ

سألت ابن عباس ای الناس کان اول اسلاما قال ابوبکر الم تسمع قول حسان واول الناس منهم صدق الرسل

میں نے ابن عباس سے پوچھا کہ لوگوں میں از روی اسلام اول کون تھا کہا کہ حضرت ابوبکر کیا تو نے قول حسان نہیں سنا کہ وہ (حضرت ابوبکر) لوگوں میں پہلے وہ شخص ہیں جنھون نے رسولوں کی تصدیق کی

اور ابن عبدالبر نے عمرو بن عبسہ سے نقل کیا ہے کہ

اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وهو نازل بعكاظ فقلت يا رسول الله من اتبعك على هذا الامر قال حر وعبد ابوبكر وبلال قال فاسلمت عند ذلك

میں حضرت رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت اسوقت بازار عکاظ میں اترے ہوئے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپکی اس امر اسلام میں کس نے پیروی کی فرمایا ایک آزاد - اور ایک غلام ابوبکر وبلال نے تب اسوقت میں بھی مسلمان ہو گیا

اور ابونعیم نے میمون بن مہران سے روایت کیا ہے کہ

والله لقد آمن ابو بکر بالنبی صلی الله علیه وآله وسلم زمن بحیرا الراهب حین مر به وذلك قبل ان یولد علی	بخدا حضرت ابوبکر جناب رسولخداؐ پر بحیرا راہب کے زمانہ مین جب انکا گذر اُسکی طرف ہوا تھا ایمان لاچکے تھے اور یہ حضرت علیؑ کی پیدایش سی بھی پہلی کا واقعہ ہے

یہ لوگ یہ بھی کہتے ہین کہ اس قول کی صحابہ مین سی ایک جماعت قایل ہے کہ بجز ان چند
اشخاص کے جنکا ذکر ہوا کسی کا نام نہین بتلاتے یہی انکے ادلہ ہین۔ اور ہم ان کی فحص
وتلاش اور گذشتہ دلائل سے موازنہ کو صاحبان انصاف کی رائے پر چھوڑتے ہین ساتھ ہی
اسکے ہم اسمین شک نہین رکھتے کہ حضرت ابوبکر سابق الاسلام لوگون مین داخل ہین اور
یہ کہ وہ اسلام کیطرف لوگون کی دعوت کیا کرتے تھے۔ ہمارے اصحاب مین سے بعض
جنگڑا او یہ کہتے ہین کہ حضرت ابوبکر کا اسلام دیگر صحابہ کی مانند سن کمال مین تھا اور حضرت علیؑ
کا اسلام بچپن اور طفولیت کے زمانہ مین جو نادانی وکم عقلی کا زمانہ ہے اور ہم کہتے ہین کیا
یہ امر قطعی نہین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام سے حضرت امیرالمومنینؑ کا
بچپنے مین ایمان لانا اعلے درجہ کی فضیلت اور کمال ہے حالانکہ اس کلام سے اسکا داخل عیب
ونقصان ہونا ثابت ہوتا ہے جسکو کج بحث آدمی کے سوا کوئی شخص پسند نہین کرتا ہے
آیا جناب امیرؑ کا مسلمان ہونا منجانب اللہ اور بذریعہ الہام ہونیکی وجہ سے تھا یا دعوت نبی کی
وجہ سے امر اول تو صحیح نہین اسلیے کہ اس صورت مین انکی حضرت رسولؐ خدا پر فوقیت
وتقدم لازم آتا ہے کیونکہ حضرتؐ کا اسلام بھی الہامی نہ تھا اور جبتک حضرت جبرئیل وحی
لیکر نہ آئے حضرت اس سے خوب واقف نہوے۔ پس شق ثانی یعنے دعوت نبی بھی
قایم نہین رہی اور اسمین جناب علی مرتضےؑ کے واسطے ایک مخصوص فضیلت ثابت
ہوتی ہے کیونکہ خدا نے اپنے نبی کو اس امر کا حکم دیا تھا کہ وہ تمام بچون مین سے دعوت
اسلام کے لیے صرف حضرت علیؑ مرتضے ہی کو مخصوص فرمائین اور انکے علاوہ کسی بچہ کو
اسلام کی دعوت نہین دی پس اگر بچپن ہی کے زمانہ سے خدا انکو وہ استعداد و اہلیت

اہل کمال کو بخشی تہی عطا فرمائی ہوتی تو اسلام کی طرف انکی دعوت کا حکم عبث ہوتا جس سے
ذات حکیم وخبیر منزہ ومبرا ہے اور اس بارہ مین جناب امیر المومنین کو جناب یحییٰ سے
مشابہت حاصل ہے اسلیے کہ خدا نے انکو بہی بچپنے ہی کے زمانہ مین مرتبہ کمال عطا فرمایا تہا
جیسا کہ ارشاد فرماتا ہے واٰتیناہ الحکم صبیا (اور ہم نے انکو بچپن ہی مین حکم وعلم
عطا فرمایا) بعض لوگ یہ کہدیتے ہین کہ یہ مباحث جنکو کہ ہمنے بیان کیا ہے اسیطرح ہین
اس حیثیت سے کہ یہ امور گذشتہ ہین ہمکو زمانہ آئندہ مین کچہ زیادہ فائدہ نہین پہنچاتے لہذا ہم
انکو ایک طرف چھوڑتے ہین اور اس سے زیادہ اہم وضروری امر کی طرف رجوع کرتے ہین
پس ہم انسے کہتے ہین کہ اولًا تو حقائق اشیاء سے بحث کرنا افضل امور ہے جبکہ طالب حق
تلاش کرتا ہے مگر ہم آپ کے ساتہ بحث مین حال واستقبال دونون کی طرف رجوع
کرتے ہین اور کہتے ہین کہ دیکہو ہمکو کتاب خدا وعترت جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے ساتہ تمسک کرنیکا حکم دیا گیا ہے اور یہ آنحضرت علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام نے
خبر دیدی ہے کہ یہ دونون بزرگ چیزین آپس سے جدا نہون گی تاوقتیکہ ان کے پاس
حوض کوثر پر وارد نہون اور یہ کہ ان دونون سے تمسک کرنیوالا کبہی گمراہ نہوگا۔ پس اب ہمکو
دیکہنا چاہیے کہ ہمنے کیا کیا اور اہل بیت مین سے کس سے تمسک کیا اگر یہ کہین کہ ہمنے
جناب امیر المومنین حضرت علیؑ سے تمسک کیا تو بالکل واقع کے خلاف ہوگا اسلیے کہ ہم
اُن لوگون سے صلح اور آشتی رکہتے ہین جو حضرت سے ہمیشہ جنگ وجدل مین مشغول
رہے اور اُن لوگون کو دوست رکہتے ہین جو ہمیشہ سے دشمنی کرتے رہے اور ہم نے گروہ
قاسطین کے حق مین ان چیزونکو اختیار کیا جو حضرت کے قول کے خلاف ہین اور ہمنے
انکی وہ عظمت کی جو سابقین اولین کی کیجاتی ہے اور جن لوگون نے کہ حضرت سے عداوت
کا اظہار کیا اور حضرت کے اصحاب کو قتل کیا اور ہمیشہ درپے نزاع رہے ان کے لیے
ہم اجر وثواب ثابت کرتے ہین۔ اور اگر یہ کہین کہ ہمنے انکے بعد انکی اولاد سے تمسک

کھلتے ہے تو یہ بھی غلط ہے اسلیے کہ ہم نے انسے روایت کرنا چھوڑ دیا اور انسے کسی مسئلہ کے اخذ
کرنے مین نفرت وکراہت برتی حالانکہ وہ جلالت قدر مین خود ہی اپنی نظیر ہین۔
اگر کہین ہم نے ان حضرات کی چند روایتون کو اپنی کتابون مین جگہ دی ہے جو درمیان مین ہمکو
ملگئین یا وہ اقوال جو ہمارے مشرب کے موافق تھے ہمنے اُنہین نقل کر دیا۔ ہم اپنی
اس فروگذاشت کی کوئی معقول وجہ بیان نہین کر سکتے اگر ہم یہ کہتے ہین کہ وہ عالم نہ تھے
تب تو انکے جد بزرگوار کے قول کی تکذیب لازم آتی ہے اسلیے کہ آنحضرت کا ہمکو اپنی عترت کے
ساتھ تمسک کرنے پر مامور کرنا اس امر کو مقتضی ہے کہ انکی عترت کے کچھ علماء ہر زمانہ مین
موجود ہین اور اگر ہم یہ کہتے ہین کہ وہ اپنے علم مین خاطی ہین پس امر اور بھی سخت اور تلخ تر
ہو جاتا ہے اور مصیبت اور بڑھ جاتی ہے اور اگر ہم انکی موافقت و پیروی کا دعوے کرین تو
ہماری واقعی حالت ہماری تکذیب کرتی ہے۔ دیکھیے کہ یہ ہماری کتابین انکے اقوال کے
ذکر [illegible] مین ان بزرگوارونکی کسی فتوی کا پتہ اور نشان تک نہین۔ ہم
انکے ساتھ ناانصافی کا برتاؤ کرتے ہین اور انکے خلاف کا کچھ اعتبار نہین کرتے اس بیان سے
ہمارا یہ مقصود نہین ہے کہ ان مذاہب کی جو ہمارے درمیان موجود اور معمول بہا ہین تنقیص
و توہین ہو نہ انکی اور نہ انکے مجتہدین کی قدح وجرح کرنا مطلوب ہے نہ انکو انکے مراتب سے
گرانا مقصود ہے اسلیے کہ یہ لوگ علم کے دریا اور تحقیق و اجتہاد کے ارکان ہین اور یہ جملہ حضرات
عالم دین ہین اور ہم علم و اجتہاد کو خصوص اہلبیت یا کسی دوسرے فریق مین منحصر نہین کہتے
پس یہ سب کے سب انشاء اللہ ہدایت پر ہین اور یہ کل مذاہب ہمارے نزدیک صحیح
و منقول ہین الا چند مسائل ہین کہ انمین گمان کے لیے کشش کی جگہ باقی نہین اور نہ تقلید کی
انمین گنجایش ہے بلکہ انمین اہل مذہب کی جو شان ہوتی ہے وہ ظاہر ہوتی ہے اسی لیے
انمین باہم اختلاف ہوتا ہے علاوہ برین ہمارا اطمینان و سکون اس مستند سے زیادہ
ہوتا ہے جو اہل بیت نبوی سے منقول ہوتا ہے یا جسمین ان حضرات مین سے کوئی بزرگ

موافق ہوتے ہین اسکا سبب یہ ہے کہ جناب رسالتمآب نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو میری عترت کے ساتھ تمسک کریگا مین اُسکے گمراہ نہ ہونیکا ضامن ہون واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم - یہی حقائق ہین جو محققین مخلصین کے سینیون اور دلون مین جولانی کرتے ہین اور انہین کی طرف مومنین متقین کے دل مائل ہین - مین نے انہین خالص حق کو بصراحت بیان کر دیا ہے اور حتی الامکان محض صدق و راستی سے کام لیا ہے تاکہ جملہ ناظرین کو معلوم ہو جائے کہ اہل سنت کے رجال مین بہی بعض وہ لوگ موجود ہین کہ جنکی شان انصاف اور حق گوئی انکی عادت ہے - ان حقائق کے اظہار مین ہمنے اپنے اصحاب اہل سنت مین سے اس گروہ کثیر و جم غفیر کی نیابت کی ہے جو انکے بیان پر اقدام کرتے ہوئے ان ریاکار مدعیان محبت اہل بیت کی تیزی زبان سے بچتے اور خوف کرتے ہین اور جنکی خیانت پر بجز قلیل حضرات کے آپ برابر مطلع ہوتے رہے ہین ۔

لہذا مین نے اپنے نفس کو ان ڈرنے والون کی آبرو ون پر فدا کر دیا اور ان شور و شغب اور معارضہ کرنیوالون کی زبانون کے تیرون کے لیے اپنی جان کو نشانہ بنا دیا اس فعل کے عوض مین ہم خداوند عالم سے ثواب جزیل کی امید رکھتے ہین اور اُسکے نبی جناب محمد مصطفے سے عنایت کے طالب ہین - واللہ الموفق الکل الی الصواب -

(تذنیل) صاحب نصائح کافیہ تحریر فرماتے ہین کہ ایک روز میرے اور بعض علماء حضر موت کے درمیان اس مسئلہ مین بحث ہوئی کہ آیا معاویہ کا بغض واجب اور لعن جائز ہے یا نہین اور یہ کہ اُس سے راضی ہونے اور اُسکے سردار ماننے کا اظہار ممنوع ہے یا نہین وہ کہنے لگے کہ تمہارے اسلاف و بزرگ سادات علوی حسینی اور عقیدۃً مذہب سُنی اشعری اور مذہباً شافعی تہے اور سب کے سب علم و عمل و زہد و ورع مین مقام بلند اور مرتبہ عالیہ پر فائز تہے پس تم اپنے اقوال و اعتقاد مین انکے کس طرح مخالف ہو گئے کیا تمہاری رائے مین یہ سب خطا پر تہے اور تم صواب پر ہو یا امر اسکے برعکس ہے -

پس مین نے جواب دیا کہ سادات علوی بیشک جیسا کہ آپکا بیان ہے کمال علم و معرفت خدا
و راہ مستقیم پر فائز ہین اور اُنکے عقاید بعینہ وہی عقائد ہین جو اُنکے اجداد طاہرین و اسلاف
کاملین کے تھے جنمین برادر و ابن عم نبی جناب امیر المومنین حضرت علیؑ ابن ابیطالب اور
جناب رسولؐ خدا کے دونون نواسے اور باغ کے پھول حسنین علیہما السلام اور حضرت
امام زین العابدینؑ اور حضرت حسن مثنیٰ اور حضرت امام محمد باقرؑ اور حضرت امام جعفر صادقؑ
اور حضرت امام موسیٰ کاظمؑ اور جناب علیؑ عریضی اور جناب محمد بن علیؑ اور جناب عیسیٰ بن محمد
اور جناب احمد بن عیسیٰ مہاجر اور اُنکے بعد باقی وہ حضرات جنکا امام و پیشوائے مذہب
ہونا سب کے نزدیک مسلم ہے داخل ہین ہمارے یہ سب بزرگ اس طریقہ سے علیحدہ
نجاتے تھے اور بجز اس حقیقت کے اور کچھ ثابت و تحقیق نہ فرماتے تھے قطب جلیل ادنی فرمایا ہے

ونا علی آثارھم و سبیلھم　　　وما نحن عن حق لھم بنیام

(ہم اُنھین کے آثار پر ہین اور اُنھین کے راستہ پر چلنے والے ہین اور ہم اُنکی کسی حق سے غافل نہین ہین)
صرف انکا اعتقاد اکثر ان مسائل کے موافق آپڑا ہے جنکو ابو الحسن اشعری نے اپنی کتب
کلامیہ مین مدون کیا ہے پس وہ اس معنی سے اشعری ہین اور فروعات فقہ مین وہ
مذہب شافعی رکھتے تھے لیکن بہت سے ایسے مسائل بھی ہین جنمین اُنھون نے اپنی
وقت نظر سے مباحثات شافعیہ و اشعریہ دونون کے خلاف اجتہاد کیا ہے جیسا کہ انکا
تشہد اول مین آل پر صلوٰۃ مسنون ہونے کا قائل ہوجانا اور اکثر کا وقت تکبیرۃ الاحرام
نیت مین تلفظ ترک کر دینا اور بعض کا حالت حضر مین جمع بین الصلوٰتین کے جواز کا قائل
ہوجانا یا انکا یہہ کہنا کہ زن سیدہ کا نکاح غیر سید کے ساتھ صحیح نہین اگرچہ وہ اور اسکا
ولی راضی ہوجائے اور کفو ہونے مین نسب کے سوا کسی شرط کا اعتبار نکرنا یا انمین سے
اکثر کے نزدیک بیع بالوفا کا صحیح ہونا یا نقل زکوٰۃ کا جائز ہونا اور یہ کہ اس کا ایک ہی
شخص یا ایک ہی صنعت کو دیدینے کا جائز ہونا اور بیع کی بعض قسمون مین معاطاۃ کا

جائز ہونا اور سفیہ سے معاملہ کا مباح ہونا اور یہ کہ رشد کی قید کو فقط اصلاح دنیوی سمجھنا
اور جواز مزارعت و مخابرت و مناشرت کا قایل ہونا اور صاحبان فروض سے بچے ہوئے
ترکہ کو علاوہ زوجین کے انہین پر رد کر دینا جبکہ بیت المال کا کچھ انتظام نہو اور جبکہ جبکی ارحام
موجود نہون تو دیگر اہل قرابت کو دینا اور انکا قول نکاح کے بارہ مین کہ فاسق بھی ولی
ہو سکتا ہے اور اس عورت کے بارہ مین جسکا حیض بغیر سبب بند ہو جائے اس قول
قدیم پر عمل کرنا کہ نو ماہ تک انتظار کرے پھر تین ماہ کا عدہ رکھے اور یہ کہ جب کسی عورت کا
شوہر غایب ہو جائے اور تحصیل نفقہ سے وہ عاجز ہو تو اسکے نکاح کو فسخ کر دینا جائز ہے
اور خلاف اشعری صحت ایمان مقلد کا قایل ہونا اور اس مسئلہ مین اسکی مخالفت کرنا
کہ وجود عین ذات ہے اور انکا اشعری پر تفضیل کے بعض مسائل مین اعتراض کرنا
اور اسکے قطعی ہونے سے انکار کرنا اور انہین سے بہت سون کا اس امر کا اختیار کرنا کہ
معاویہ اور اسکے امثال عادل نہ تھے اور انسے دشمنی کا واجب ہونا اور انکے سردار
ماننے اور رضا کے اظہار کرنے سے روکنا[1] حالانکہ وہ اس مسئلہ مین بجز اپنی خاص خاص
صحبت اور مجلس کے کبھی ذکر و خوض نکرتے تھے بلکہ بہت سے فضلاء سے جنکی ادراک
کی مجکو نوبت آچکی ہے اور اب وہ وفات پا چکے ہین اور بعض ان حضرات سے جو
اب موجود ہین ان مسائل مین جنکے اشاعرہ و ماتریدیہ قائل ہین گفتگو و تذکرہ کیا وہ سبکے
سب اسکے تارک و منکر نکلے مگر بخوف فتنہ سکوت کا مشورہ دیتے تھے۔ اگر مین نے
انسے اجازت لیلی ہوتی تو مین ایک ایک کا نام بتا دیتا بنا برین میرے اور ان کے
عقیدہ اور طریق مین نہ کوئی اختلاف ہے نہ افتراق فقط اتنی بات ہے کہ انہون نے
چھپایا اور مین نے ظاہر کر دیا اور انہون نے اجمال کیا اور مین نے تفصیل سے کام لیا

---

[1] صاحب نصائح کافیہ تحریر فرماتے ہین کہ مجھسے ایک دن سادات علویہ کے ایک طالبعلم نے جب
انکو اس رسالہ نصائح کافیہ کے کچھ مطالب پر اطلاع ہوئی یہ کہا کہ قطب حداد کا یہ قول ہے کہ

اور اُنھون نے اشارۃً کہا اور مین نے واضح کردیا اور اُنھون نے تعریض سے کام لیا اور مین نے تصریح سے ؎

وما انا الا من غزیۃ ان غوت غویت وان ترشد غزیۃ ارشد

(مین قبیلۂ غزیہ کا ایک فرد ہون میری قوم غزیہ کی موافق ہو اگر وہ گمراہ ہو تو مین بھی گمراہ ہون اگر راہ رشد پہ ہو تو مین بھی راہ رشد پر ہون) اور اگر تسلیم بھی کرلیا جائے کہ انمین سے بہت سون نے معاویہ کی تہلکہ جرمون اور آشکار برائیون کے بیان سے سکوت کیا ہے تو اسکا سبب یہ تھا کہ انکو واقعہ کے ظاہر کرنے کا کوئی عذر موجود تھا یا اس وجہ سے کہ اُن سے کسی نے اسکا سوال ہی نہین کیا نہ خود اُنھون نے اسمین کچھ مناقشہ کیا باوجود ان سب باتون کے یہ ہے کہ شخص ساکت کیطرف کسی قول کو منسوب نہین کرسکتے حالانکہ ان سادات کرام نے بہت سی اور باتون کے بیان سے بھی سکوت کیا ہے جسکی وجہ یہ تھی کہ اور لوگ اسکو انجام دیچکے تھے جیسے کہ خوارج اور معتزلہ اور جہمیہ اور غلاۃ روافضہ پر ایراد کرنا بلکہ اُنھون نے یہود و نصاریٰ و دہریہ وغیرہ دیگر دشمنان اسلام کے مفتریات کے ذکر کرنے سے بھی سکوت کیا ہے۔ پس کیا انکا یہ سکوت اس کی دلیل ہوگا کہ یہ ان لوگون کے ہم آواز ہین ان تمام فرقون کے اثبات اور ان کی بدعتون اور افتراپردازیون سے راضی ہین تاکہ ہم پر ان کی طرح سکوت نکرنے کا کوئی الزام قایم ہو۔ لا واللہ وہ خود اسپر نہ ہمسے راضی ہون گے نہ ہمارے غیر سے پھر اگر کوئی انمین سے ہمین ایسا ملا بھی ہے جس نے معاویہ اور اُس کے فضیحتون کے بابت سکوت کیا ہے تو ان کے علماء و اکابر سے ہم کسیکو ایسا نہین پاتے جو اسکی صفت و ثنا کرتا ہو اور اسکو سید و سردار مانتا ہو اور اُس سے اظہار رضامندی

---

[۱] ایک روز مین سادات علویہ کے ایک عالم فاضل کی مجلس درس مین حاضر ہوا ایک ہمنوا کا طالب علم تاریخی تسلسل [illegible] گمان ہے کہ وہ زیدی المذہب تھا اتفاقیہ یا استطراداً کتاب مین معاویہ کا ذکر آیا پس اُس قاری نے اسپر لعنت بھیجی اُن فاضل سے لوگون نے کہا کہ آپ اسے منع نہین فرماتے کیونکہ

کرتا ہو اور اسکے نیکوکار قرار دینے کے لیے حیلہ تراشتا ہو اور اسکی خطاؤن کی تاویل کرتا ہو۔ جیساکہ اکثر اشاعرہ و ماتریدیہ کرتے ہین مگر شاید دو افراد جو ان کے غیر شہر مین پیدا ہوے ہون اور اپنے اکثر علوم غیرون سے حاصل کیے ہون پس وہ اپنے مذہب کے اس مسئلہ مین علیحدہ ہوگئے جیسے کہ مصنف کتاب شرح روی اور اسکے سوا اور بعض افراد مگر شاذ و نادر کا کچہ اعتبار نہین اگر اعتبار ہے تو گروہ غالب اور سواد اعظم کا جو کہ حق پر قایم ہون مجہے انہین کے ثقہ اور معتبر اشخاص نے خبر دی ہے کہ امام شافعی نے ربیع سے پوشیدہ طور پر کہا کہ وہ دین خدا مین ان چار لوگون مین سے کسی کے ساتہ احتجاج کرنے کو جائز نہین جانتے تہے (۱) معاویہ (۲) عمرو عاص (۳) مغیرہ بن شعبہ (۴) مروان بن حکم اور یہ کہ وہ جناب علی مرتضے پر کسی شخص کو فضیلت نہین دیتے تہے انتہے۔ پس ہمارے یہ بزرگ اس معنے سے سنی ہین کہ جو طریقہ جناب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور انکی اصحاب اور تابعین کا تہا وہی سنت ہے اور اشعری اس معنے سے ہین کہ اکثر مسائل مین انکا عقیدہ ابوالحسن اشعری کے اصول کے مطابق ہے جسکو اس نے اپنی کتب کلامیہ مین اختیار کیا ہے یا البتہ بعض مسائل اور فاش غلطیون مین جو اشعری سے جناب علی مرتضے اور معاویہ کے حق مین ہوئی ہین انہون نے اشعری کے مخالفت کی ہے (وما ھی ببدع من الاشعریین) (اور یہ بات کچہ اشعریون کی شان سے بعید نہین ہے

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ معاویہ پر لعنت بہیج رہا ہے حالانکہ وہ صحابی ہین پس انہون نے بطور ضرب المثل جواب مین یہ شعر پڑہا ؎ لا اذود الطیر عن شجر   قد بلوت المر من ثمرہ (مین ایسے درخت پر پرندون سے حفاظت نہین کرنا چاہتا جسکے ثمرات کا تلخ مزا اٹہا چکا ہون) ۱۲
غ ۔ جو شخص بنظر غور امعن کلام شافعی کو دیکہے آپکے سمجہ مین آجائیگا کہ انکا مذہب جناب علی مرتضے علیہ السلام کو تمام صحابہ پر تفضیل دینا ہے دیکہو ان کے وہ اشعار جنمین وہ فرماتے ہین ؎

اذا نحن فضلنا علیا فاننا   روافض بالتفضیل عند ذوی الجہل
وفضل ابی بکر اذا ما ذکرتہ   رمیت بنصب عند ذکری للفضل
فلا زلت ذا رفض و نصب کلاھما   بحبیھما حتی اوسد فی الرمل

(جب یہ حضرت علی کو فضیلت دیتے ہین تو جاہل لوگون کے نزدیک اس تفضیل سے رافضی ٹہرا دیئے

خلاصہ قول یہ ہے کہ انکا مذہب و طریقہ صرف کتاب و سنت ہے جیساکہ اسکی تصریح قطب حداد نے اپنے قول سے کی ہے ؎

مذہب المستقیم مذہبہ　　　نص الکتاب وصرح الخابر

مذہب مستقیم جسکی ہم پیروی کرتے ہین وہ ہے جسکی کتاب خدا نے نص کی اور حدیث رسول نے اسکی تصریح فرمائی، اس جگہ ہم مناسبت مقام سے اس تقریر کا ذکر کرنا مناسب سمجھتے ہین جسکو بعض لوگون نے معاویہ اور اُسکے اعوان و انصار کی حمایت مین تحریر کیا ہے مولفین مین سے ایک شخص معاویہ اور اُسکے اعوان و انصار کی حمایت مین اور بتکرار بار بار خاص کر اہلبیت اطہار اور صاحبان نسب باہر سادات کو اپنی نصیحت کے سننے اور اپنے طریقہ والو مین شامل ہوجانیکی دعوت دیتا ہے یہ کہکر کہ جب مرد شریف معاویہ کی محبت و ولا کو اختیار کرے تو وہ گروہ ناجیہ کے رشتہ مین منسلک ہوجاتا ہے

اتعوی بضانک یا جریر فانما　　　منتک نفسک فی الخلاء محالا

(اے جریر اپنی بکری پر تو چیخ پکار کر ورنہ تیری نفس نے خلوت مین محال بات کی امید دلائی ہے)

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ اور جب حضرت ابوبکر کی فضیلت کا ذکر کرتے ہین تو وقت ذکر فضائل ناصبی ہونیکی تہمت لگائی جاتی ہے بنا بر علی ہذا ہم ہمیشہ رافضی اور ناصبی دونون رہینگے ان دونون کی محبت مین ناک خاک مین ملجاتی ہین، دیکھیے تفضیل حضرت علی کے ذکر مین صیغہ زیادت و تکرار کو لائے ہین اسلیے کہ وہ کہتے ہین اذا نحن فضلنا علیا (جب ہم حضرت علی کی زیادتی فضیلت کا حکم لگاتے ہین تو ہم اس تفضیل کے سبب فقط جاہل کے نزدیک رافضی ہین) اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی تفضیل مطلق کا قول علماء کے نزدیک رفض سے کچھ تعلق نہین رکھتا کیونکہ وہ فرماتے ہین وتفضیل ابی بکر انا ما ذکرتہ یہان صرف ذکر فضل کیا اور صیغہ تفضیل نہین لائے جیساکہ بیت اول مین لائے ہین پس معنے یہ ہوے کہ جب حضرت ابوبکر کی فضیلت کا ذکر کرتا ہون تو اس ذکر سے مجھے ناصبی ہونیکی تہمت لگائی جاتی ہے پس بیت ثانی مین صیغہ تفضیل لانا اور دوسرے مین صرف ذکر فضل کرنا یعنی الفاظ کا اختلاف عبارت کی غرض یا وزن کی رعایت سے نہین ہے جیساکہ بعض لوگون نے گمان کیا ہے بلکہ یہ اختلاف بہ عمد ایک غرض خاص کے سبب سے ہے جو ان کے ذہن مین مرکوز ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ اسکے بعد اپنی حالت کو دو صورتون مین تقسیم کرتے ہین جسکا ذکر کیا ہے یعنی تفضیل حضرت علی اور ذکر فضل حضرت ابوبکر وقت موت تک چنانچہ فرماتے ہین کہ مین ہمیشہ رافضی رہونگا یعنی حضرت علی کی تفضیل سے اور ناصبی رہونگا حضرت ابوبکر کی فضیلت کو ذکر کرتے کرتے حتی کہ مین خاک مین ملجاؤن اور انکے اس قول کو بھی دیکھیے ؎

قالوا ترفضت قلت کلا　　　ما الرفض دینی ولا اعتقادی

لکن تولیت دون شک　　　خیر امام وخیر ہادی

ان کان حب الوصی رفضا　　　فاننی ارفض العباد

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آیا یہ مغرور کسی عالم اہلبیت کو دعوت کرتا ہے تاکہ اُسے ہدایت کرے حالانکہ اسکا مستحق تہا کہ وہ خود اس سے ہدایت حاصل کرے یا کسی جاہل کو دعوت دیتا ہے تاکہ اسکو خبر گشتہ وادی ضلالت کرے حالانکہ اسپر واجب تہا کہ اسکے جد امجد جناب محمد مصطفےٰ اور جناب علی مرتضےٰ کے حقوق کی اسکے بارہ میں رعایت کرتا بخدا کہ اہلبیت کے علماء پیشوایان امم ہین اور وہ آفتاب ہیں جنسے تاریکیان دفع ہوتی ہین اور انکے جہلا بہی انہیں کے قدم پر قدم رکہتے ہین اور جس شخص نے اپنے باپ دادا کی مشابہت کی پس اُس نے کچہ ظلم نہیں کیا شعر ؎

ان عد اہل التقی کانوا ائمتہم او قیل من خیر اہل الارض قیل ھم

(اگر اہل تقوے کا شمار کیا جائے تو وہ ان کے پیشوا نکلیں گے یا اگر پوچہا جائے کہ بہترین اہل زمین کون ہین تو کہا جائیگا کہ بخدا وہی ہر فضل وکمال میں صاحبان سبقت ہین یہی وہ لوگ ہین کہ جنکو ذکر خدا سے نہ تجارت باز رکہتی ہے نہ مال -

کیا حضرت نبوی نے یہ نہیں فرمایا کہ تعلموا منھم ولا تعلموھم وانکم حزب ابلیس اذا خالفتموھم (تم اُنسے سیکہو اور اُنہیں نہ سکہاؤ اور جب تم اُنکی مخالفت کروگے تو گروہ شیطان میں ہوگے) کیا آنحضرت سے یہ ارشاد نہیں ہوا کہ

ان المتمسک بھم لا یضل ابدا وانھم لن یدخلوکم باب ضلالۃ ولن یخرجوکم عن باب ھدی } اُنسے تمسک کرنیوالا کبہی گمراہ نہوگا اور وہ تمکو ہرگز باب ضلالت میں داخل نکرینگے اور باب ہدایت سے نکالینگے

بقیہ ترجمہ اشعار صفحہ گذشتہ (لوگوں نے مجہسے پوچہا کیا تو رافضی ہے میں نے کہا ہرگز نہیں رفض نہ میرا دین ہے نہ اعتقاد لیکن بلاشبہ میں بہترین امام و بہترین ہادی کو دوست رکہتا ہوں اگر وصی رسول کی محبت ہی رفض ہے تو بیشک میں ارفض العباد (تمام بندوں میں سے زیادہ رافضی ہوں) پس ان کا بیت ثانی میں جناب امیر کے متعلق خیر امام و خیر ہادی کہنا اسپر دلالت کرتا ہے کہ وہ حضرت علی کی افضیل علی الاطلاق کے قائل ہیں کیونکہ خیر بمعنی اخیر ہے امام شافعی کے اس قسم کے اور بہی کلام ہیں

کیا آنحضرت نے یہ خبر نہین دی کہ

انہم امان ہذہ الامۃ و اتق اللہ قل
بغضہم بالحکمۃ اذہب اللہ عنہم الرجس
و طہرہم تطہیرا او جعل منہم سراجا و
قمرا منیرا و اہم فہو عدو اللہ مارق
و من ابغضہم فہو بالنص منافق
لا صلوۃ لاحد الا بذکرہم و لا
ورود علی الحوض الا باذنہم متصل
اسناد طرقہم بجبرئیل و یشہد
بصحۃ عقایدہم محکم التنزیل

وہ اس امت کے لیے امان ہین اور خدا نے انہین
حکمت کو قرار دیا ہے اور خدا نے انسے ہر نجاست
و عیب کو دفع کیا اور جیسا کہ چاہیے پاک کیا اور
انہین مین سے سراج منیر اور قمر منیر قرار دیا جو
انکا دشمن ہو پس وہ دین خدا سے باہر ہے اور جو کوئی
انکا بغض ہو وہ از روے نص منافق ہے بغیر انکے ذکر کے
کسی کی نماز صحیح نہین اور بغیر انکی اجازت کے ورود
حوض کوثر معلوم انکے طرق اسناد کا اتصال جبرئیل تک ہے
اور انکے عقائد کی صحت کے گواہ محکمات تنزیل ہین

حضرت رسول خدا نے خبر دی ہے کہ

انہم لا یفارقون کتاب اللہ حتی
یجمعہم شاطی الحوض و ایاہ
لا نیکن الحق الا حیث ما سکنوا
و لیس یذہب الا حیث ذہبوا

وہ کتاب خدا سے ہرگز جدا نہونگے جبتک حوض کوثر
کے کنارے پر دونون کتاب اور وہ نہین اور حضرت کو اپنے درمیان جمع نہ کرین

(حق کہین نہین ٹھہرتا مگر جہان کہ وہ ٹھہرین اور کہین نہین جاتا مگر جہان وہ جائین)

والعدیہ مغرور انکو نہین بلاتا مگر نور سے نکالکر ظلمات کی طرف لیے جاتا ہے انکو
دخول جنت کا وعدہ اور تمنا دلاتا ہے کہ جبکہ وہ طریقہ اہل سنت پر چلین حالانکہ
اگر یہ سنت حضرت رسول خدا کی سنت ہے تو واللہ وہ امام ہدایت ہین اگر سنت

بقیہ ترجمہ حاشیہ صفحہ گذشتہ ، نظم و نثر مین موجود ہین ایسا کلام کہین نہین ملتا جس سے یہ سمجھا جائے
کہ وہ حضرت ابوبکر کی حضرت علی پر تفضیل کے قائل ہین الا صرف وہ روایت جس کو بیہقی نے کہنے
نقل کیا ہے باوجودیکہ اس مین احتمال و طعن کی گنجایش ہے ۔ انتہی ۱۲ ۔

دشمن خدا و مخالف جناب رسولؐ خدا معاویہ کی سنت ہے اور اس شخص کا طریقہ
جو اس گروہ قاسطہ و باغیہ کے اعمال کو نیک بتاتا ہے تو وہ بخدائے عزوجل اس
گناہ سے اس طرح بیزار ہیں جس طرح کہ گرگ خون پسر حضرت یعقوبؑ سے بیزار ہے
واخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام
علی رسولہ و آلہ المعصومین